عجیب و غریب واقعات

مع

پُراثر حیرت انگیز عملیات

سینکڑوں مُستند کتب سے دلچسپ
اور عجیب و غریب واقعات
جو دل کی دنیا بدلنے میں
اپنی مثال آپ ہیں

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

عبرت ونصیحت سے بھرپور دل کی دُنیا بدلنے والے

اضافہ شدہ
جدید ایڈیشن

عجیب وغریب واقعات

مع پراثر حیرت انگیز عملیات

سینکڑوں مستند کتب سے دوران مطالعہ چنے ہوئے دلچسپ اور عجیب وغریب واقعات جو دل کی دنیا بدلنے میں اپنی مثال آپ ہیں... علاوہ ازیں بے شمار دینی و دنیاوی معلومات پر مشتمل سینکڑوں واقعات جن کا مطالعہ عملی جذبہ بیدار کرتا ہے...

اور موجودہ دور میں دین پر استقامت کی راہ ہموار کرتا ہے۔

عوام وخواص اور بچوں کی دینی تربیت کیلئے موثر واقعات کا جدید مجموعہ

جمع وترتیب

قاری محمد اسحٰق ملتانی

مدیر ماہنامہ ''محاسن اسلام'' ملتان

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ مُلتان 0322-6180738

عجیب و غریب
واقعات
مع پر اثر حیرت انگیز عملیات

تاریخ اشاعت .... محرم الحرام ۱۴۴۰ھ
ناشر .... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت .... شیر ربانی پرنٹنگ پریس، ملتان
جلد ساز .... الرحمٰن بک بائنڈنگ، ملتان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان

ادارہ اسلامیات......انار کلی......لاہور
مکتبہ سید احمد شہید......اردو بازار......لاہور
مکتبہ رحمانیہ......اردو بازار......لاہور
اسلامی کتاب گھر......خیابان سرسید......راولپنڈی
اسلامک بک کمپنی......امین پور بازار......فیصل آباد
مکتبہ رشیدیہ......سرکی روڈ......کوئٹہ
مکتبۃ الشیخ......بہادر آباد......کراچی
والی کتاب گھر......گوجرانوالہ
مکتبہ علمیہ......اکوڑہ خٹک

دارالاشاعت......اُردو بازار......کراچی
قرآن محل......کمیٹی چوک......راولپنڈی
مکتبہ دارالاخلاص......قصہ خوانی بازار......پشاور
مکتبہ اسلامیہ......امین پور بازار......فیصل آباد
ممتاز کتب خانہ......قصہ خوانی بازار......پشاور
مکتبہ ماجدیہ......سرکی روڈ......کوئٹہ
مکتبہ عمر فاروق......شاہ فیصل کالونی......کراچی
مکتبہ نعمانیہ......گوجرانوالہ
اسلامی کتاب گھر......ایبٹ آباد

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

عرض مرتب ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں عجائب وغرائب میں دلچسپی ودیعت فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں بیان فرمودہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے عجائب وغرائب اوران کے حالات آج بھی عبرت ونصیحت کا مرقع ہیں اور ہر دور میں ہماری اصلاح کیلئے مؤثر مبلغ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسلامی تاریخ کے واقعات زیر مطالعہ رہتے ہیں۔ دوران مطالعہ ایسے دلچسپ اور عجیب وغریب واقعات بھی بکثرت سامنے آتے ہیں جو اپنی جگہ عجیب وغریب ہونے کے ساتھ ساتھ دل کی دنیا بدلنے اور اصلاح افروز ہونے میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ اور بیش بہا دینی ودنیاوی معلومات کا خزانہ ہیں سو ایسے واقعات کی نشاندہی ہوتی رہی تاوقتیکہ یہ جدید مجموعہ آپ کے سامنے کتابی شکل میں موجود ہے۔

ان شاء اللہ زیر نظر کتاب ظاہر وباطن کی اصلاح کیلئے ایک ایسا دلچسپ مجموعہ ہے جسے بڑوں کے علاوہ بچے بھی بڑے ذوق وشوق سے پڑھ کر بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں یہ کتاب عوام وخواص اور مبلغین ومقررین کیلئے بھی بہترین معاون ہے کہ کسی بھی بات کو سمجھانے کیلئے کسی مستند واقعہ کو بنیاد بنانا بڑا مفید ثابت ہوتا ہے جس سے سامعین کی دلچسپی بھی رہتی ہے اور بات بھی واضح انداز میں سمجھ آجاتی ہے۔

اس کتاب میں درج واقعات کو کیف ما اتفق کے اصول کے تحت جمع کیا گیا ہے اس لئے اہم واقعات میں تقدم وتاخیر کا خیال نہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اس جدید مجموعہ کو اپنے فضل وکرم سے شرف قبولیت نصیب فرمائے اور ہمیں اسلاف کے ان اصلاح افروز واقعات سے اپنے ظاہر وباطن کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

والسلام محمد اسحٰق غفرلہٗ

صفر المظفر ۱۴۴۰ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۱۸ء

فہرست عنوانات

عہد رسالت کا دلچسپ عجیب واقعہ	۱۹
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عجیب فیصلہ	۲۱
ایک مجاہد صحابی رضی اللہ عنہ کا عجیب واقعہ	۲۲
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ	۲۳
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عجیب اجتہاد	۲۴
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عجیب مصلحانہ انداز	۲۵
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک اور عجیب واقعہ	۲۶
علوم دینیہ کی ترویج کا عجیب واقعہ	۲۶
امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عفو وکرم کا عجیب واقعہ	۲۷
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ایک عجیب کرامت	۲۹
ماں کے نافرمان کی عجیب سزا	۳۰
شیخ محمد بن عبدالباقی رحمہ اللہ کے نکاح کا عجیب واقعہ	۳۱
اہل روم اور چین کی صنعت کا عجیب واقعہ	۳۳
علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے حافظہ کا عجیب واقعہ	۳۴
حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا عجیب طرز استدلال	۳۵
علامہ بنوری رحمہ اللہ کی حق گوئی کا عجیب واقعہ	۳۶
سعادت مندی کی چار علامتیں	۳۶

قیام پاکستان کا عجیب روح فرسا واقعہ	۳۷
ایک نام نہاد مفسر پروفیسر کا عجیب واقعہ	۳۸
دربار رسالت میں ایک والد کی عجیب فریاد کا واقعہ	۳۹
چار سو سال تک مسلسل تلاوت قرآن کا عجیب واقعہ	۴۱
مرزائیت سے توبہ کا عجیب واقعہ	۴۱
ختم نبوت کے لئے بیٹے کی قربانی کا عجیب واقعہ	۴۲
خاوند کی تابعداری کا عجیب واقعہ	۴۳
بے ادبی کا عبرت آموز عجیب واقعہ	۴۴
قاضی شُریح رحمہ اللہ کے نکاح کا عجیب واقعہ	۴۵
دریائے نیل کے نام خط کا عجیب واقعہ	۴۸
بے مثال سخاوت کا عجیب واقعہ	۴۹
مسواک کے بارے میں عبرت ناک عجیب واقعہ	۵۰
بسم اللہ کی برکت وتاثیر کا عجیب واقعہ	۵۱
ڈاڑھی سیاہ ہونے کا عجیب وغریب واقعہ	۵۱
تقویٰ کا عجیب واقعہ	۵۲
حیرت انگیز ایثار کا عجیب واقعہ	۵۳
حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سرعت رفتار کا عجیب واقعہ	۵۴
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا عجیب واقعہ	۵۵
خدمت خلق کا عجیب واقعہ	۵۶
ادائیگی زکوٰۃ کی برکت کا عجیب واقعہ	۵۷
ایک خلیفہ کی موت کا عجیب عبرت انگیز واقعہ	۵۸
امام ابوزُرعہ رحمہ اللہ کے عجیب وغریب آخری لمحات	۵۹

شاہ جی عبداللہ شاہ دیوبندی کی عجیب وغریب ضیافت	٦٠
حکمت سے علاج کا عجیب واقعہ	٦٠
ایک بادشاہ کی موت کا عجیب واقعہ	٦٢
امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے صبر کا عجیب واقعہ	٦٢
عفت وعصمت کا عجیب واقعہ	٦٣
انصاف کا عجیب وغریب واقعہ	٦٤
دنیا کی عجیب مثال	٦٦
دو بھائیوں کی تکلیف کا عجیب واقعہ	٦٧
صبر کا عجیب وغریب واقعہ	٦٨
نامعلوم اور لاعلاج بیماری سے شفا کیلئے مجرب عمل	٦٨
ایک عجیب واقعہ........تہمت کی عجیب عبرتناک سزا	٦٩
بے دین کو دیندار بنانے کا ایک عجیب فاروقی نسخہ	٧١
عذاب قبر کا ایک عجیب عبرت انگیز واقعہ	٧٢
رومی سفیر کو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا عجیب وغریب جواب	٧٣
حضرت ربعیؓ بن عامر کا عجیب واقعہ	٧٤
حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی سانپ کے ذریعے حفاظت کا عجیب واقعہ	٧٥
حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی عجیب کرامت	٧٦
اظہار محبت وتعلق کا عجیب واقعہ	٧٧
ایک ہزار جلدوں والی تفسیر	٧٨
شیر شاہ سوری کا عجیب واقعہ	٧٩
خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ایک عجیب واقعہ	٨٠
عفیف نوجوان کا عجیب واقعہ	٨١

عبیداللہ بن زیاد کا عجیب وغریب حشر	۸۲
صدیوں پہلے پیشینگوئی کا عجیب واقعہ	۸۳
کتاب سنسکرت میں حکیم الامت تھانویؒ کا ذکر	۸۴
حکیم الامت حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ	۸۴
حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء کرام کا ذکر	۸۵
حکیم الامت قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کا ذکر	۸۵
حکیم الامت سے اس واقعہ کا ذکر اور حضرت کا ارشاد	۸۶
فراست ایمانی کا عجیب واقعہ	۸۷
اخلاص کا عجیب واقعہ	۸۸
ختم نبوت کے عاشق کا عجیب واقعہ	۸۹
صبر وتحمل کا عجیب واقعہ......ایک عجیب تاریخی واقعہ	۹۰
خدائی حفاظت کا عجیب واقعہ	۹۱
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اخلاق کریمانہ	۹۲
خلق عظیم کا ایک عجیب واقعہ	۹۳
ایک مجاہد کا عجیب واقعہ	۹۴
تاریخ کا سب سے بڑا عجیب جنازہ	۹۵
حفاظت خداوندی کا عجیب واقعہ......قول کی پاسداری کا عجیب واقعہ	۹۶
حجر اسود کا عجیب تاریخی واقعہ	۹۷
صحابہ کی کرامت کا عجیب واقعہ	۹۹
یادگار ضیافت کا عجیب وغریب واقعہ	۱۰۰
غیرت مند ملکہ کا عجیب واقعہ	۱۰۲
امام ربیعۃ الرائے رحمہ اللہ کے حصول علم کا عجیب واقعہ	۱۰۳

عورت کے مرد بن جانے کا عجیب وغریب واقعہ	۱۰۵
حضرت زبیر بنِ العوام کی تروتازہ لاش کا مشاہدہ	۱۰۶
شوق علم کا عجیب واقعہ........مامون الرشید کی پیدائش کا عجیب واقعہ	۱۰۸
رحمت خداوندی کا عجیب واقعہ	۱۰۹
عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عجیب واقعہ	۱۱۰
روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کا عجیب واقعہ	۱۱۱
مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ	۱۱۲
ابن مبارک رحمہ اللہ کے استقبال کا عجیب واقعہ	۱۱۲
علامہ واقدی کے سوء حفظ کا عجیب وغریب واقعہ	۱۱۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب فیصلہ	۱۱۴
بسم اللہ پڑھنے پر والد کی مغفرت کا عجیب واقعہ	۱۱۵
قرآن مجید کی عظمت وحفاظت کا عجیب واقعہ	۱۱۵
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دھریہ سے عجیب گفتگو	۱۱۸
عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت	۱۲۱
اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا عجیب وغریب واقعہ	۱۲۲
جھگڑے کی نحوست کا عجیب واقعہ	۱۲۲
ایک دانا بچے کا عجیب واقعہ	۱۲۳
والدین کی خدمت پر انعام کا عجیب واقعہ	۱۲۴
مثالی صبر اور نبوی دعاء کی برکت کا عجیب واقعہ	۱۲۵
کفایت شعاری کا عجیب واقعہ	۱۲۵
غیرت ایمانی کا عجیب واقعہ	۱۲۶
خداخوفی اور معاملات کی صفائی کا عجیب واقعہ	۱۲۷

قرآن کریم کی برکت کا عجیب واقعہ	۱۲۸
ایمان افروز واقعہ	۱۲۹
ایک ملکہ کی عالی ظرفی کا عجیب واقعہ	۱۳۱
ادب و مغفرت کا عجیب واقعہ	۱۳۵
عاجزی کی برکت کا عجیب واقعہ	۱۳۶
حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا عجیب فیصلہ	۱۳۷
غیرت ایمانی کا عجیب واقعہ	۱۳۷
ایک عجیب واقعہ......سنت کی بے ادبی پر پکڑ کا عجیب واقعہ	۱۳۹
فضل خداوندی کا عجیب واقعہ	۱۴۰
ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت	۱۴۱
اخلاص و حُسنِ اخلاق کا عجیب واقعہ	۱۴۳
زلزلوں کی عجیب تاریخ	۱۴۵
حصولِ علم کا عجیب واقعہ	۱۴۶
ایک عجیب نصیحت	۱۴۷
رشوت سے توبہ کا عجیب واقعہ	۱۴۸
ایک بیوہ کا عجیب جذبہ جہاد	۱۴۹
بے ادبی کا عبرت ناک عجیب واقعہ	۱۵۰
چار چوروں کا عجیب واقعہ	۱۵۲
علم دین کا عجیب واقعہ	۱۵۳
حِلم کا ایک عجیب واقعہ	۱۵۵
احتیاط کا عجیب واقعہ	۱۵۶
سفارش کا عجیب واقعہ......حفظ قرآن کے عجیب و غریب واقعات	۱۵۷

امریکی معاشرت کا ایک عجیب پہلو	۱۵۸
عہد فاروقی کے ایک گورنر کا عجیب واقعہ	۱۵۸
حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ	۱۶۰
برکات نبوت کا عجیب واقعہ	۱۶۱
اہل حق کا عجیب انداز نصیحت	۱۶۳
اساتذہ کے احترام کا عجیب واقعہ	۱۶۴
باوضو زندگی گزارنے کی تڑپ کا عجیب واقعہ	۱۶۵
بچوں کی تربیت کا عجیب انداز	۱۶۶
گستاخ رسول کو خدائی سزا کا عجیب واقعہ	۱۶۷
اکابر دیوبند کا عجیب واقعہ	۱۶۸
ایمان افروز عجیب واقعہ	۱۶۹
امام شافعی کا عجیب علمی سفر	۱۷۲
حصول علم کیلئے کوفہ کا سفر..... شہر کوفہ علم کا گہوارہ	۱۷۳
امام محمد رحمہ اللہ کی سخاوت..... دوبارہ مدینہ منورہ میں	۱۷۴
امام مالک رحمہ اللہ کی مثالی سخاوت	۱۷۵
حضرت مدنی رحمہ اللہ رحمہ اللہ کا عجیب حافظہ...... مادرزاد حافظ لڑکی	۱۷۶
امام محمد رحمہ اللہ...... امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ	۱۷۷
زبیدہ خاتون کی سو باندیاں...... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گریہ وزاری	۱۷۸
امام شافعی رحمہ اللہ کی متاثر کن تلاوت	۱۷۸
مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ کی خشیت کا عجیب واقعہ	۱۷۹
امام شافعی رحمہ اللہ...... علامہ ابن حجر رحمہ اللہ	۱۸۰
حضرت قاری رحیم بخش قدس سرہٗ کے دادا کا عجیب واقعہ	۱۸۱

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سحر آفریں تلاوت	۱۸۱
حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی عجیب تلاوت	۱۸۲
تعلیم اعتدال کا عجیب واقعہ	۱۸۲
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا عجیب واقعہ	۱۸۳
قسم پوری کرنے کا عجیب واقعہ...... امام شاطبی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت	۱۸۵
خدمت کی برکت کا عجیب واقعہ	۱۸۶
ایک نابینا کی تلاوت کا عجیب واقعہ	۱۸۷
شہزادے کے حفظ قرآن کا عجیب واقعہ	۱۸۷
قرآن کی برکت کا عجیب واقعہ	۱۸۸
فاتحہ سے علاج کا عجیب واقعہ	۱۸۹
زہر کے بے اثر ہونے کا عجیب واقعہ	۱۸۹
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ	۱۹۰
ایک عبرتناک عجیب واقعہ	۱۹۱
ایک دولت مند کا عجیب واقعہ..... شادی سے محروم لڑکی کا عجیب واقعہ	۱۹۴
حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کا عجیب واقعہ	۱۹۶
صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے اخلاص کا عجیب واقعہ	۱۹۷
جھگڑا چھوڑنے کا عجیب واقعہ	۱۹۷
دو بیویوں میں انصاف کا عجیب واقعہ	۱۹۹
کفن چور کی سچی توبہ کا عجیب واقعہ	۲۰۰
وراثت تقسیم نہ کرنے کے انجام بد کا عجیب واقعہ	۲۰۰
ایک عجیب نصیحت بھرا خط	۲۰۴
ایک خاتون کا درد بھرا عجیب خط	۲۰۵

ایک عجیب سانحہ......شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ کے ایثار کا عجیب واقعہ	۲۰۶
حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت	۲۰۷
حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کیلئے غیبی تحفہ	۲۰۸
حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی برکات	۲۰۸
مزدوری کی اجرت	۲۰۹
چھوٹی بچھیا کے دودھ دینے کی کرامت	۲۱۰
عرصے سے گمشدہ لڑکا گھر واپس آگیا	۲۱۱
ایک ہندو مہنت کے اسلام لانے کا واقعہ	۲۱۱
قصیدہ بردہ شریف کی وجہ تالیف	۲۱۲
دو ہندوؤں کے مشرف بہ ایمان ہونے کا واقعہ	۲۱۳
کثیر ہندوؤں کا مسلمان ہونا	۲۱۳
امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامات	۲۱۵
دست غیب سے کھانا پکنے کا واقعہ	۲۱۶
دعائے حزب البحر کی برکت کا واقعہ	۲۱۷
حضرت علی ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامت	۲۱۹
لاش جلنے سے بچالی	۲۱۹
حضرت شہباز قلندر کی کرامت	۲۲۱
حضرت شیخ فتح بن علی موصلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے	۲۲۳
وصال کا عجیب وغریب واقعہ	۲۲۳
حضرت صوفی حمید الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ	۲۲۳
کی دعا سے بارش ہوگئی	۲۲۳
اکسیر گھاس کو دریا میں پھینک دیا	۲۲۳

مثالی تاجر کی مثالی عجیب سخاوت	۲۲۴
ایک ہزار نہیں دس ہزار	۲۲۵
فیروز صاحب کی تجارت اور صداقت	۲۲۶
فیروز صاحب کے ابتدائی حالات	۲۲۷
فیروز صاحب کیلئے اللہ تعالیٰ کی امداد	۲۲۸
فیروز صاحب کی صفائی معاملات کی برکت	۲۲۸
فیروزہ صاحب کا تقسیم زکوٰۃ کیلئے انوکھا طریقہ	۲۲۹
فیروز صاحب کا دوست کے ساتھ مثالی تعاون	۲۳۰
ایک عورت کا خوف خدا اور اللہ تعالیٰ کی مدد	۲۳۰
عجیب واقعہ	۲۳۲
سر کٹوانا منظور	۲۳۴
بیٹے کے قاتل کو پناہ	۲۳۶
ختم نبوت زندہ باد.....خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ	۲۳۷
جنت میں چھ چیزیں نہ ہوں گی	۲۳۷
بداخلاق کے کان میں اذان دینا.....کیلیفورنیا میں چوری کا عجیب واقعہ	۲۳۸
حضرت عبداللہ بن سلام کا عجیب خواب اور اس کی تعبیر	۲۳۸
عجیب معلومات	۲۳۹
جنت کی چادر اوڑھنے کا نبوی نسخہ	۲۳۹
صلۂ رحمی کا ایک عجیب قصہ	۲۴۰
تسخیر دنیا کا نسخہ	۲۴۰
مفتی اعظم حضرت محمد شفیع رحمہ اللہ کا ایک واقعہ	۲۴۱
لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں	۲۴۱

بری موت سے بچنے کا ایک نبوی نسخہ	۲۴۲
صفت شکر پر ایک عجیب واقعہ	۲۴۲
ایک بہروپیا کا عجیب واقعہ	۲۴۳
دل کی اصلاح کا تیر بہدف عجیب نسخہ	۲۴۵
ایک لالچی کا عجیب قصہ	۲۴۵
امتحان وغیرہ میں کامیابی کیلئے مجرب عمل	۲۴۶
ذہن اور حافظہ کے لئے	۲۴۶
قرآن کی دو آیتیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمٰن نے لکھ دیا تھا	۲۴۶
کسی زمانہ کھجور کی گٹھلی جیسے گیہوں کے دانے ہوتے تھے	۲۴۷
علماء کے قلم کی روشنائی اور شہیدوں کے خون کا وزن	۲۴۷
یرقان کا روحانی علاج	۲۴۸
موت کے سوا ہر چیز سے حفاظت کا نبوی نسخہ	۲۴۸
پرانے ہوں تو ایسے ہوں	۲۴۸
بدبختی کی چار علامتیں	۲۴۸
ایک چیونٹی کی دعا سے سلیمان علیہ السلام کو پانی ملا	۲۴۹
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر	۲۴۹
میدان جنگ میں شادی	۲۴۹
امیر خسرو کا بادشاہ کو عجیب جواب	۲۴۹
عجیب کیمیا نسخہ	۲۵۰
حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کا عجیب جذبۂ شہادت	۲۵۱
مصائب کا تحمل و برداشت	۲۵۱

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا عجیب جذبۂ شہادت	۲۵۲
دو جھگڑنے والوں کو دیوار کی نصیحت (ایک عجیب واقعہ)	۲۵۲
اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ہزار قسم کی مخلوقات پیدا کی ہیں	۲۵۳
شیخ علائی کی حق گوئی اور شہادت کا عجیب واقعہ	۲۵۴
شیخ عبدالنبی رحمہ اللہ نے بادشاہ اکبر کو چھڑی سے پیٹا	۲۵۴
شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حاضر جوابی	۲۵۵
پہلوان امام بخش کا عجیب قصہ	۲۵۶
شیطان انسان کی ناک میں رات گزارتا ہے	۲۵۶
سمندر میں گم شدہ سوئی دعا کی برکت سے مل گئی	۲۵۷
دو شریکوں کا عجیب قصہ	۲۵۷
اندھیری رات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سوئی مل گئی	۲۵۸
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی عجیب وغریب فضیلت	۲۵۹
احمد بن بیلہ کی حق گوئی کا عجیب واقعہ	۲۶۰
ایک نوجوان صحابی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب محبت	۲۶۱
حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عجیب حسن اخلاق	۲۶۲
چنگیز خان اور سکندر اعظم کی قبریں کہاں ہیں؟	۲۶۳
آسمان کی طرف سر اٹھا کر استغفار کیجئے اللہ تعالیٰ مسکرا کر معاف کردینگے	۲۶۴
حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت کا عجیب قصہ	۲۶۴
جنت میں نوجوان کنواری لڑکیوں کی بھی بارش ہوگی	۲۶۵
حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ علیہ کی عجیب وصیت	۲۶۶
ایک رکعت میں سارا قرآن کریم سنا دیا	۲۶۶
عجیب حافظہ......ایمان کی آب وتاب	۲۶۷

ایک خاتون کا عجیب مقام	۲۶۹
ایک عاشق رسول کا عجیب وغریب واقعہ	۲۶۹
رئیس کی ہمدردی	۲۷۰
ایک خاتون کی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وفات	۲۷۰
ایک بچے کا عشق رسول......قبر کی عجیب حقیقت کا انکشاف	۲۷۱
آج کا دن پھر کبھی نہیں آئیگا	۲۷۲
استاد کی بے ادبی کا عبرتناک انجام	۲۷۲
ایک گناہ گار کی توبہ کا عجیب واقعہ	۲۷۴
ایک بادشاہ کی موت کا واقعہ	۲۷۶
حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اہم نصیحت	۲۷۷
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت	۲۷۸
ایک عجیب جانور	۲۷۹
نصیحت......بلی کے ذریعہ پیام رسانی	۲۸۰
جانوروں کو بھی اپنی زندگی عزیز ہوتی ہے	۲۸۰
مومن اور کافر کی نیکی کا عجیب فرق	۲۸۱
عجیب انداز تبلیغ......شاہ جی کا ایک عجیب واقعہ	۲۸۲
اتباع سنت کا عجیب واقعہ	۲۸۳
حکایت حضرت فریدالدین عطار رحمہ اللہ کی عجیب توبہ	۲۸۳
بادشاہ کی رحم دلی کا عجیب واقعہ	۲۸۴
قیصر روم کا اکلوتا بیٹا	۲۸۵
شہادت کے بعد سر سے تلاوت قرآن کی آواز	۲۸۶
عقل کی آنکھ سے دیکھنے والا بچہ	۲۸۶
شاہ ابن شجاع کرمانی کی بیٹی کا مثالی تقویٰ	۲۸۷
بیت اللہ کو جانے والا عجیب لڑکا	۲۸۸

عجیب بات......ایک عجیب اللہ والی عورت کا بیٹا......ایک عجیب عقل مند لڑکی	۲۸۹
ایک عقلمند ردیندار خاتون......عجیب الخلقت فرشتہ	۲۹۰
جسے اللہ رکھے......صرف تین دن میں حفظ قرآن مجید	۲۹۱
نیک صحبت کے عجیب اثرات......ماں کی بددعا کی قبولیت	۲۹۲
غیرت کا عجیب واقعہ	۲۹۳
ایک گھر کے گیارہ افراد کا انتقال	۲۹۴
حصولِ صحت کا عجیب واقعہ......ایک عجیب نکاح	۲۹۵
حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کا عجیب واقعہ	۲۹۵
ملکہ زبیدہ کی مغفرت کا عجیب واقعہ	۲۹۶
ایک عجیب ضیافت	۲۹۷
وقت کی قدردانی کا ایک عجیب قصہ	۲۹۸
ایک دیہاتی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب سوال	۲۹۸
ترقی یافتہ قوم کا ایک عجیب واقعہ	۲۹۸
خیر القرون کا یادگار واقعہ	۲۹۹
دور فاروقی کا عجیب واقعہ	۳۰۰
مہمانوں کے اعزاز میں جنگل خالی کردیا گیا	۳۰۱
فرزدق کی ہشام کے سامنے عجیب حق گوئی	۳۰۳
حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ	۳۰۶
سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ (جنہیں فرشتوں نے غسل دیا)	۳۰۷
والد کا بیٹی کے نام عجیب نصیحت آموز خط	۳۰۸
ایک عجیب صابر وشاکر شخص	۳۱۰
ایک بچے کی خلیفہ معتصم سے ملاقات	۳۱۱
شاہ مصر کی شاہ مصر کا عجیب خواب	۳۱۲

جلد آ تجھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے	۳۱۳
سیدہ کے احترام پر قاتل کی رہائی......سلطان محمود غزنوی	۳۱۴
ایک عجیب واقعہ	۳۱۵
ایک انگلستانی خاتون کی حسرت......دل کی تخلیق کا مقصد	۳۱۶
قوت حافظہ کا عجیب نسخہ	۳۱۷
رنگت کے فرق کی وجہ......ایک عرب خاتون کا عجیب طرز گفتگو	۳۱۸
وضو کی اہمیت و برکت	۳۱۸
فضیلت ایسی کہ دشمن بھی گواہی دے	۳۱۹
زیارت کے بعد نابینا ہونے کی تمنا	۳۲۰
سیدہ کے احترام پر قاتل کی رہائی	۳۲۱
ربنا اسم اعظم ہے	۳۲۲
رات کے وقت سورہ واقعہ......ایک ہزار آیات پڑھنے کی فضیلت	۳۲۴
حقوق العباد کا عجیب واقعہ	۳۲۵
صحت کا عجیب نسخہ	۳۲۶
جھگڑا چھوڑنے کا عجیب واقعہ	۳۲۷
ہر قسم کے جادو سے نجات کا عمل	۳۲۹
حاجت برآری کیلئے عمل آیات سجدہ	۳۳۱
تمام پریشانیوں کیلئے مجرب قرآنی عمل	۳۳۳

* * *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عہد رسالت کا دلچسپ عجیب واقعہ

دوران سفر ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کھانا وغیرہ پکایا مگر خود کسی کام سے باہر تشریف لے گئے.... ایک صحابیؓ کو بے تحاشہ بھوک لگی.... انہوں نے کھانے کے نگران سے کہا کہ بھائی! کم از کم مجھے ایک روٹی دے دو.... مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے.... مجھ سے تو اٹھا بھی نہیں جاتا.... نگران نے کہا جب تک امیر نہیں آئیں گے اور ان کی اجازت نہیں ہوگی تو میں کھانا نہیں دوں گا....

انہوں نے بہت منت سماجت کی کہ بھائی مجھ پر ضعف طاری ہو رہا ہے.... بھوک ستا رہی ہے.... ایک آدھ روٹی دے دو.... کچھ سہارا ہو جائے گا.... انہوں نے پھر انکار کیا اور ان کو روٹی نہیں دی تو صحابہ جیسے مقدس تھے ویسے ہی ان کے اندر خوش طبعی بھی ہوتی تھی.... فرمایا اچھا تجھے سمجھوں گا نہ دے تُو روٹی.... اسی حال میں بھوکے بیٹھے رہے.... کچھ دیر کے بعد جنگل کی طرف اٹھ کر چلے.... اچانک دیکھا کہ ایک دیہاتی اونٹ پر بیٹھا ہوا آ رہا ہے.... وہ گاؤں کا سردار تھا لباس سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی گاؤں کا بڑا آدمی ہے اور اچھی خاصی بڑی عمدہ اونٹنی پر سوار ہو کر آ رہا ہے.... ان صحابیؓ نے کہا چودھری صاحب کہاں جا رہے ہو؟

انہوں نے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنا ہے کھیتی باڑی کے کام کے لئے....

انہوں نے کہا کہ میرے پاس غلام موجود ہے اور پانچ سو درہم میں بیچ سکتا ہوں....

چودھری صاحب نے کہا کہ پانچ سو درہم کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر غلام اچھا ہے.... انہوں نے کہا بہت سمجھ دار ہے.... معاملہ طے ہوگیا اور پانچ سو درہم لے کر اشارہ ان کی طرف کیا

جنہوں نے روٹی نہیں دی تھی کہ وہ بیٹھا ہوا ہے اس کو جا کر پکڑ لو اور یہ بھی کہہ دیا کہ اس کے دماغ میں تھوڑی سی سنک ہے.... جب کوئی پکڑنے جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں غلام کب ہوں؟

میں تو آزاد ہوں.... اس کا خیال نہ **کیجیو**....

انہوں نے کہا کہ میں سمجھ گیا بعض کے دماغ میں خرابی ہوا ہی کرتی ہے.... انہوں نے مزید بھی کہا کہ چلائے گا بھی کہ میں غلام کب ہوں؟

میں تو حر ہوں.... آزاد ہوں.... اس کا بھی خیال نہ **کیجیؤ**.... یہ اس کی عادت ہے.... انہوں نے کہا میں سمجھ گیا.... چودھری صاحب نے جا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ چل میرے ساتھ ....اس نے کہا کہ کہاں چلوں؟ چودھری صاحب نے کہا کہ میرے گھر.... اس نے کہا کہ کیوں؟

کہنے لگا کہ میں نے تجھے خریدا ہے.... اس نے کہا کہ واللہ میں غلام نہیں ہوں.... میں تو آزاد ہوں اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ تیری عادت یہی ہے.... اب یہ چلا رہا ہے کہ میں آزاد ہوں.... حُر ہوں.... مگر چودھری صاحب نے ایک نہ سنی.... چودھری صاحب چونکہ طاقت ور تھے.... زبردستی اٹھا کر اونٹ پر سوار کیا اور لے جانا شروع کیا اور اس نے ہائے وائے شروع کی کہ مجھے غلام بنا دیا.... میں تو آزاد ہوں.... اس نے کہا کہ میں تیری ساری داستان سن چکا ہوں.... تیری عادت ہی یہ ہے....

ادھر سے صدیق اکبرؓ چلے آ رہے تھے.... ان کو دیکھ کر وہ صحابیؓ چلائے کہ امیر المؤمنین! میرا تو ناطقہ بند کر دیا ہے اور مجھے غلام بنا دیا ہے اور یہ چودھری مجھے لئے جا رہا ہے ....صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی لوگ احترام کرتے تھے.... چودھری سواری سے اترا اور سلام عرض کیا.... حضرتؓ نے فرمایا کہ بھائی یہ تو میرا ساتھی ہے اسے تو کہاں لئے جا رہا ہے؟

کہنے لگا حضرت جی! میں نے تو اسے پانچ سو درہم میں خریدا ہے.... فرمایا کہ یہ غلام نہیں.... یہ آزاد ہے.... یہ کس نے بیچا ہے؟ اشارہ کیا کہ فلاں صاحب نے بیچا ہے.... میں نے رقم بھی ان کو ہی دی ہے.... انہوں نے کہا تھا کہ غلام موجود ہے لے جاؤ!

حضرت صدیق اکبرؓ سمجھ گئے کہ کسی نے مذاق کیا ہے ان کے ساتھ.... جب مذاق کرنے والے صحابیؓ واپس آئے تو انہوں نے آنکھ سے اشارہ کر کے کہا کہ اب کہو کیا حال ہے؟

تُو نے مجھے روٹی سے عاجز کر رکھا تھا.... اب بتا؟

جب صدیق اکبرؓ تک پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ کیا واقعہ ہے؟

انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے بھوک لگ رہی تھی میں نے اس کی بہت منت سماجت کی کہ بھائی آدھی ہی روٹی دے دو کچھ سہارا ہو جائے گا.... اسنے کہا کہ جب تک امیر نہیں آئیں گے میں نہیں دوں گا.... تو میں نے بھی ایک مذاق کیا کہ اس کو پانچ سو درہم میں بیچ دیا.... تو حضرت صدیق اکبرؓ بہت ہنسے.... وہ پانچ سو درہم واپس کیے گئے جب اس کی گلو خلاصی ہوئی....

یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکرائے اور منہ پر رومال رکھ لیا.... جب بھی اس واقعہ کا ذکر آتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے اور منہ پر رومال رکھ لیتے.... گویا یہ عجیب لطیفہ بن گیا.... (مجالس حکیم الاسلام)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عجیب فیصلہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ صحابہ میں میراث کے مسائل کے سب سے زیادہ جاننے والے علیؓ تھے.... ایک عورت حضرت علیؓ کے پاس آئی کہ آپ کے قاضی صاحب نے مجھے میراث میں ایک دینار دیا ہے.... حالانکہ میرے بھائی نے چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے.... حضرت علیؓ نے سوچا پھر اس خاتون سے آپ نے کچھ سوالات پوچھے کہ مرحوم بھائی کی دو بچیاں بھی ہیں.... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 2/3 وہ لے گئیں.... یعنی چھ سو میں سے چار سو دینار پھر پوچھا کہ مرحوم کی ماں بھی زندہ ہیں.... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 1/6 وہ لے گئی.... یعنی چھ سو میں سے ایک سو پھر پوچھا کہ مرحوم کی بیوی بھی زندہ ہے.... عورت نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 1/8 وہ لے گئی.... یعنی چھ سو میں سے 75 دینار پھر پوچھا کہ بی بی کیا تمہارے بارہ بھائی بھی ہیں.... اس نے ہاں میں جواب دیا فرمایا 24 دینار وہ لے گئے تو آپ کا ایک دینار بنتا ہے اور قاضی صاحب کا فیصلہ صحیح ہے.... (الطریق الحکمیہ)

ایک مجاہد صحابی رضی اللہ عنہ کا عجیب واقعہ

دمشق شہر میں ایک مسلمان بچی اکیلی گھر میں رہتی تھی.... ایک طرف اس کا پڑوسی حضرت عبداللہ بن سبرہؓ دمشقی تھے اور دوسری طرف ایک یہودی طبیب کا مکان تھا.... وہ طبیب اس مسلمان بچی کو تنگ کرتا تھا اور اس کی عزت کے پیچھے پڑا ہوا تھا.... ایک دن لڑکی نے تنگ آ کر کہا کہ او خبیث! تجھے شرم نہیں آتی.... کاش میرا پڑوسی حضرت عبداللہ بن سبرہ دمشقی ہوتے تو تم یہ حرکت نہ کرتے.... ادھر وہ صحابی آرمینیا اور آذربائیجان میں جہاد کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے.... اللہ پاک کی شان دیکھیں.... اس کو الہام ہوا یا خواب دیکھا کہ میری پڑوسن وہ مسلمان بچی مجھے یاد کر رہی ہے.... اور اس کی عزت خطرے میں ہے دمشق سے ہزاروں میل دور تھے.... وہاں سے گھوڑے پر بیٹھ گئے.... مہینوں کا سفر طے کر دیا بالآخر ایک رات وہ دمشق پہنچ ہی گئے اپنے گھر میں نہیں گئے.... بلکہ سیدھے اس مسلمان بچی کے گھر پر گئے.... دروازے پر دستک دی وہ نکلی فرمایا کہ بیٹی! مجھے پہچان لیا.... کہا جی یقیناً پہچان لیا آپ میرے پڑوسی حضرت عبداللہؓ ہی تو ہیں.... فرمایا بیٹی آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا؟

کہا یقیناً یاد کیا تھا.... کہ یہ میرا پڑوسی یہودی طبیب مجھے تنگ کر رہا ہے میری عزت کے پیچھے پڑا ہوا ہے.... فرمایا خدا کی قسم! میں آرمینیا سے صرف آپ کی عزت بچانے کی خاطر آیا ہوں.... تم جاؤ اس طبیب کو اپنے گھر میں بلاؤ.... حضرت عبداللہ لڑکی کے گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے.... وہ یہودی ناچتا ہوا آ رہا تھا کہ آج تو خود لڑکی بلانے آئی ہے.... حضرت عبداللہ نے اس یہودی کو پکڑ لیا اور قتل کر دیا اس کی لاش باہر پھینک دی.... اور گھوڑے کو نکالا جب گھوڑے پر بیٹھ گئے تو بچی نے پوچھا حضرت کدھر جا رہے ہیں.... ساتھ میں آپ کا مکان ہے.... رات بچوں کے ہاں گزار لیں کل پرسوں واپس چلے جائیں گے.... فرمایا کہ بیٹی جس مقصد کیلئے آیا تھا الحمدللہ وہ مقصد پورا ہو گیا.... ابھی میں واپس محاذ پر جا رہا ہوں.... ان شاء اللہ بچوں کو ملنے کیلئے پھر کسی وقت آؤں گا.... میرے ثواب میں فرق آ جائے گا.... اور پھر آرمینیا واپس چلے گئے.... بچوں تک کو نہیں ملے.... (الاصابہ فی تمیز الصحابہ)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ شام کے ایک قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا... قلعہ کے لوگ محاصرہ سے تنگ آ گئے تھے... وہ چاہتے تھے کہ صلح ہو جائے...

لہٰذا ان لوگوں نے قلعے کے سردار کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس صلح کی بات چیت کے لئے بھیجا... چنانچہ ان کا سردار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی شیشی ہے... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کہ یہ شیشی میں کیا ہے اور کیوں لے کر آئے ہو؟

اس نے جواب دیا کہ اس شیشی میں زہر بھرا ہوا ہے اور یہ سوچ کر آیا ہوں کہ اگر آپ سے صلح کی بات چیت کامیاب ہو گئی تو ٹھیک... اور اگر بات چیت ناکام ہو گئی اور صلح نہ ہو سکی تو ناکامی کا منہ لے کر اپنی قوم کے پاس واپس نہیں جاؤں گا بلکہ یہ زہر پی کر خودکشی کر لوں گا...

تمام صحابہ کرامؓ کا اصل کام تو لوگوں کو دین کی دعوت دینا ہوتا تھا... اس لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ اس کو اس وقت دین کی دعوت دینے کا اچھا موقع ہے... چنانچہ انہوں نے اس سردار سے پوچھا: کیا تمہیں اس زہر پر اتنا بھروسہ ہے کہ جیسے ہی تم یہ زہر پیو گے تو فوراً موت واقع ہو جائے گی؟

اس سردار نے جواب دیا کہ ہاں مجھے اس پر بھروسہ ہے... اس لئے کہ یہ ایسا سخت زہر ہے کہ اس کے بارے میں معالجین کا کہنا یہ ہے کہ آج تک کوئی شخص اس زہر کا ذائقہ نہیں بتا سکا... کیونکہ جیسے ہی کوئی شخص یہ زہر کھاتا ہے تو فوراً اس کی موت واقع ہو جاتی ہے... اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وہ اس کا ذائقہ بتا سکے... اس وجہ سے مجھے یقین ہے کہ اگر میں اس کو پی لوں گا تو فوراً مر جاؤں گا...

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سردار سے کہا کہ یہ زہر کی شیشی جس پر تمہیں اتنا یقین ہے... یہ ذرا مجھے دو... اس نے وہ شیشی آپ کو دے دی... آپ نے وہ

شیشی اپنے ہاتھ میں لی اور پھر فرمایا کہ اس کائنات کی کسی چیز میں کوئی تاثیر نہیں جب تک اللہ تعالیٰ اس کے اندر اثر نہ پیدا فرما دیں.... میں اللہ کا نام لے کر اور یہ دعا پڑھ کر **بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمه شیٔ فی الارض ولا فی السمآء وهو السمیع العلیم** (اس اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی.... نہ آسمان میں اور نہ زمین میں.... وہی سننے اور جاننے والا ہے) میں اس زہر کو پیتا ہوں.... آپ دیکھنا کہ مجھے موت آتی ہے یا نہیں.... اس سردار نے کہا کہ جناب! یہ آپ اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں.... یہ زہر تو اتنا سخت ہے کہ اگر انسان تھوڑا سا بھی منہ میں ڈال لے تو ختم ہو جاتا ہے اور آپ نے پوری شیشی پینے کا ارادہ کر لیا.... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ان شاء اللہ مجھے کچھ نہیں ہوگا.... چنانچہ دعا پڑھ کر وہ زہر کی پوری شیشی پی گئے .... اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانا تھا.... اس سردار نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری شیشی پی گئے لیکن ان پر موت کے کوئی آثار نظر نہیں ہوئے.... وہ سردار یہ کرشمہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا.... (اصلاحی خطبات ج ۱۰)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عجیب اجتہاد

امام اعظم ابو حنیفہؒ سے ایک عالم نے دریافت کیا کہ آپ کو کبھی اپنے کسی اجتہاد پر افسوس اور پشیمانی بھی ہوئی ہے فرمایا کہ ہاں ایک مرتبہ لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ایک حاملہ عورت مر گئی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے کیا کرنا چاہئے؟

میں نے ان سے کہا.... عورت کا شکم چاک کر کے بچہ کو نکال دیا جائے لیکن بعد میں مجھے اپنے اجتہاد پر افسوس ہوا کیونکہ بچے کے زندہ نکلنے کا تو مجھے علم نہیں.... تاہم ایک مردہ عورت کو تکلیف دینے کے فتویٰ پر مجھے افسوس رہا.... پوچھنے والے عالم نے کہا کہ یہ اجتہاد تو قابل افسوس نہیں بلکہ اس میں تو اللہ کا فضل شامل رہا.... کیونکہ آپ کے اس اجتہاد کی برکت سے زندہ نکل کر اس مرتبہ کو پہنچنے والا وہ بچہ میں ہی ہوں.... (حدائق الحنفیہ)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عجیب مصلحانہ انداز

کوفہ میں ایک شخص تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہودی کہتا تھا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وجاہت تو سارے کوفہ میں تھی ہر دشمن اور دوست عزت کرتا تھا اور جو بڑا آدمی صاحب اخلاق بھی ہو اور صاحب علم و فضل بھی ہو تو تمام طبقے کے لوگ اس کا احترام کیا کرتے ہیں وہ اپنے اخلاق اور اپنے اعمال کی بنا پر سب کے نزدیک محترم ہوتا ہے تو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ اس شخص کے پاس گئے اس نے پوچھا کیسے تشریف آوری ہوئی؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہنے لگے ایک رشتے کا پیغام لے کر آیا ہوں .... جناب کی صاحبزادی کے رشتے کا پیغام لے کر آیا ہوں..... وہ بہت خوش ہوا... لڑکے کے بارے میں بتایا کہ لڑکا بہت اچھا ہے.... برسر روزگار ہے.... علامہ ہے.... وغیرہ وغیرہ اور دنیا میں جو وجاہت کی چیزیں رائج ہیں ساری گنوادیں..... وہ آدمی کہنے لگا بہت اچھا! منظور ہے.... حضرت فرمانے لگے کہ بھئی میں نے اس کے ہنر بتادیئے ہیں تھوڑے سے عیب بھی بتادینے چاہئیں تاکہ دھوکہ نہ ہو.... تھوڑا سا اس میں عیب بھی ہے کہ وہ لڑکا یہودی ہے.... یہ سن کر اس کو تو آگ لگ گئی.... چہرہ سرخ ہو گیا.... کہنے لگا کہ اتنے بڑے امام ہو کر آپ مجھ سے مذاق کرنے کے لئے آئے ہیں؟ وہ بھی میری بیٹی کے معاملے میں! حضرت امام صاحب برافروختہ نہیں ہوئے.... بلکہ نہایت متانت سے فرمانے لگے کیوں کیا بات ہے؟

یہ برافروختہ ہونے کی چیز ہے؟

میں نے تو سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کو دو بیٹیاں دی تھیں اب اس شخص کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اس نے ہاتھ جوڑے اور کہا آئندہ میں توبہ کرتا ہوں حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا بس یہی مسئلہ سمجھانے کے لئے آیا تھا.... تیری بیٹی کے لئے اگر میں یہودی کا رشتہ لاؤں تو تو مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہو جائے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے شوہر کو کوئی یہودی کہہ دے تو وہ واجب القتل نہیں؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک اور عجیب واقعہ

ایک شخص مال دفن کر کے جگہ بھول گیا.... اپنی مشکل کے حل کیلئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس پہنچا.... آپ نے فرمایا: یہ کوئی فقہی مسئلہ تو نہیں کہ میں تمہیں کوئی حیلہ بتادوں.... اچھا تم آج ساری رات نماز میں گزارنا.... چوتھائی رات ہی نماز میں گزری تھی کہ اسے جگہ یاد آ گئی اور مال نکال لایا.... صبح امام صاحب سے ذکر کیا تو فرمایا: کہ میں نے یہ اس خیال سے کہا تھا کہ شیطان تمہیں رات بھر عبادت کی مہلت نہیں دے گا اور جگہ یاد دلا دے گا لیکن تمہیں چاہیے تھا کہ باقی رات شکر کے طور پر نماز پڑھتے....

علوم دینیہ کی ترویج کا عجیب واقعہ

محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی شمس الائمہ سرخسی کے نام سے مشہور ہیں بعہد خلیفہ القادر باللہ ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے.... بڑے حق گو اور حریت پسند تھے کلمۂ حق کہنے میں کسی کا خوف نہ کرتے تھے.... بادشاہ کو اس کے بعض نقائص سے آگاہ کیا.... اسے بتایا کہ رعب وداب اور طاقت کے زور سے رعایا خاموش تو ہو جاتی ہے مگر مطیع نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے دلوں پر حکومت ہو سکتی ہے.... رعایا کا دل صرف اسی طریق سے قابو کیا جا سکتا ہے کہ سختیاں دور کی جائیں.... ان کی فریاد اور چیخ و پکار سنی جائے اور ہر طرح افراد رعایا کی دلجوئی کی جائے....

بادشاہ ایسی آزادانہ گفتگو سننے کے بہت کم عادی ہوتے ہیں اس نے ناراض ہو کر شہر روز جند میں ایک پرانے کنوئیں کے اندر قید کر دیا.... آپ عرصہ تک وہاں قید رہے اور آپ کے شاگرد کنوئیں پر آ کر آپ سے سبق پڑھتے رہے اور آپ جو کچھ کنوئیں کے اندر سے کہتے وہ اسے لکھتے جاتے.... محبوسی کی حالت ہی میں چار پانچ ضخیم کتابیں تیار ہو گئیں....

آخر رہا ہوئے اور فرغانہ پہنچے.... امیر فرغانہ نے بڑی عزت کی.... آپ کے تمام شاگرد بھی اسی جگہ آ گئے اور یہاں بھی درس فقہ و حدیث جاری ہو گیا.... آپ کی وفات بقول بعض ۴۹۰ھ اور بقول بعض ۵۰۰ھ میں ہوئی یہ زمانہ المستظہر باللہ کا تھا....

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے عفو و کرم کا عجیب واقعہ

امام صاحب ایک روز ظہر کی نماز کے بعد گھر تشریف لے گئے.... بالاخانے پر آپ کا گھر تھا.... جا کر آرام کرنے کے لئے بستر پر لیٹ گئے.... اتنے میں کسی نے دروازے پر نیچے دستک دی...... آپ اندازہ کیجئے جو شخص ساری رات کا جاگا ہوا ہو.... اور سارا دن مصروف رہا ہو.... اس وقت اس کی کیا کیفیت ہوگی.... ایسے وقت کوئی آ جائے تو انسان کو کتنا ناگوار ہوتا ہے کہ یہ شخص بے وقت آ گیا...... لیکن امام صاحب اٹھے.... زینے سے نیچے اترے.... دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک صاحب کھڑے ہیں.... امام صاحب نے اس سے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟

اس نے کہا کہ ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے.... دیکھئے اول تو امام صاحب جب مسائل بتانے کیلئے بیٹھے تھے.... وہاں آ کر تو مسئلہ پوچھا نہیں اب بے وقت پریشان کرنے کیلئے یہاں آ گئے .... لیکن امام صاحب نے اس کو کچھ نہیں کہا.... بلکہ فرمایا کہ اچھا بھائی.... کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے؟

اس نے کہا کہ میں کیا بتاؤں.... جب میں آ رہا تھا تو اس وقت مجھے یاد تھا کہ کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے.... لیکن اب میں بھول گیا.... یاد نہیں رہا کہ کیا مسئلہ پوچھنا تھا.... امام صاحب نے فرمایا کہ اچھا جب یاد آ جائے تو پھر پوچھ لینا.... آپ نے اس کو برا بھلا نہیں کہا.... نہ اس کو ڈانٹا ڈپٹا.... بلکہ خاموشی سے واپس اوپر چلے گئے.... ابھی جا کر بستر پر لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ دروازہ پر دستک ہوئی.... آپ پھر اٹھ کر نیچے تشریف لائے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی شخص کھڑا ہے.... آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟

اس نے کہا کہ حضرت! وہ مسئلہ مجھے یاد آ گیا تھا.... آپ نے فرمایا پوچھ لو.... اس نے کہا کہ ابھی تک تو یاد تھا مگر جب آپ آدھی سیڑھی تک پہنچے تو میں وہ مسئلہ بھول گیا.... اگر ایک عام آدمی ہوتا تو اس وقت تک اس کے اشتعال کا کیا عالم ہوتا مگر امام صاحب اپنے نفس کو مٹا چکے تھے.... امام صاحب نے فرمایا اچھا بھائی جب یاد آ جائے پوچھ لینا.... یہ کہہ کر آپ واپس چلے گئے .... اور جا کر بستر پر لیٹ گئے.... ابھی لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ پھر دروازے پر دستک ہوئی.... آپ پھر نیچے تشریف لائے.... دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی شخص کھڑا ہے.... اس شخص نے کہا کہ حضرت! وہ مسئلہ یاد آ گیا.... امام صاحب نے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟

اس نے کہا کہ یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے

کہ انسان کی نجاست (پاخانہ) کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے یا میٹھا ہوتا ہے؟

(العیاذ باللہ.... یہ بھی کوئی مسئلہ ہے)

اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا.... اور وہ اب تک ضبط بھی کر رہا ہوتا.... تو اب اس سوال کے بعد تو اس کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو جاتا.... لیکن امام صاحب نے بہت اطمینان سے جواب دیا کہ اگر انسان کی نجاست تازہ ہو تو اس میں کچھ مٹھاس ہوتی ہے اور اگر سوکھ جائے تو کڑواہٹ پیدا ہو جاتی ہے.... پھر وہ شخص کہنے لگا کہ کیا آپ نے چکھ کر دیکھا ہے؟

(العیاذ باللہ) حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر چیز کا علم چکھ کر حاصل نہیں کیا جاتا.... بلکہ بعض چیزوں کا علم عقل سے حاصل کیا جاتا ہے.... اور عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تازہ نجاست پر مکھی بیٹھتی ہے خشک پر نہیں بیٹھتی.... اس سے پتہ چلا کہ دونوں میں فرق ہے ورنہ مکھی دونوں پر بیٹھتی....

جب امام صاحب نے یہ جواب دے دیا تو اس شخص نے کہا.... امام صاحب! میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں.... مجھے معاف کیجئے گا کہ میں نے آپ کو بہت ستایا.... لیکن آج آپ نے مجھے ہرا دیا.... امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے کیسے ہرا دیا؟

اس شخص نے کہا کہ ایک دوست سے میری بحث ہو رہی تھی.... میرا کہنا یہ تھا کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ علماء کے اندر سب سے زیادہ بردبار ہیں.... اور وہ غصہ نہ کرنے والے بزرگ ہیں اور میرے دوست کا یہ کہنا تھا کہ سب سے بردباد اور غصہ نہ کرنے والے بزرگ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ہم دونوں کے درمیان بحث ہو گئی.... اور اب ہم نے جانچنے کے لئے یہ طریقہ سوچا تھا کہ میں اس وقت آپ کے گھر پر آؤں جو آپ کے آرام کا وقت ہوتا ہے اور اس طرح دو تین مرتبہ آپ کو اوپر نیچے دوڑاؤں اور پھر آپ سے ایسا بے ہودہ سوال کروں اور یہ دیکھوں کہ آپ غصہ ہوتے ہیں یا نہیں؟

میں نے کہا کہ اگر غصہ ہو گئے تو میں جیت جاؤں گا اور اگر غصہ نہ ہوئے تو تم جیت گئے.... لیکن آج آپ نے مجھے ہرا دیا.... اور واقعہ یہ ہے کہ میں نے اس روئے زمین پر ایسا حلیم انسان جس کو غصہ چھو کر بھی نہ گزرا ہو.... آپ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں دیکھا....

اس سے اندازہ لگایئے کہ آپ کا کیا مقام تھا.... اس پر ملائکہ کو رشک نہ آئے تو کس پر آئے.... انہوں نے اپنے نفس کو بالکل مٹا ہی دیا تھا.... (اصلاحی خطبات ج ۸)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی ایک عجیب کرامت

سیدالطائفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ وہ تشریف لے جا رہے تھے.... دیکھا کہ کچھ نصاریٰ نے کچھ مسلمانوں کو پکڑ رکھا ہے اور ان کو یہ طنز وطعن کر رہے ہیں کہ ہمارے گرجا اور ان کی عمارتوں کو دیکھو تو نہایت مضبوط نہایت مستحکم .... نہ دراڑ نہ شگاف نہ پھٹن اور تمہاری مسجدوں کو دیکھو تو نہایت کمزور کہیں شگاف ہے تو کہیں پھٹن ہے.... تو مسجدوں کے اندر تو یہ تغیر کی شان اور گرجا گھر کی کیفیت یہ ہے کہ نہایت مضبوط اور فلک بوس .... نہایت مستحکم اور قوی .... تو گویا وہ لوگ اس طرح یہ حقانیت جتلا رہے ہیں اور طنز وطعن کر رہے تھے کہ ایسا کیوں ہے؟

اتنے میں حضرت پہنچ گئے.... آپ بڑے صاحب کرامت تھے.... فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری مساجد میں قرآن پڑھا جاتا ہے اور تمہاری گرجاؤں میں قرآن کی تلاوت نہیں ہوتی اور قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اور تھے صاحب کرامت.... اس آیت کو پڑھا اور گرجے کی جانب اشارہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گرجا کی پوری عمارت منہدم ہو کر نیچے آ گئی اور فرمایا کہ قرآن کریم کی صحیح حقیقت کا انکشاف ہو جائے تو اس سے زیادہ مضبوط مستحکم عمارت بھی زمین بوس اور زمین دوز ہو جائے مگر حق یہ ہے کہ ہم ان حقیقتوں کو اپنے اندر نہیں اتارتے جیسے کسی شخص نے ایک عالم سے اشکال کیا تھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب تجلی ہوئی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوا اور موسیٰ علیہ السلام محفوظ رہے.... یہ ایک عجیب وغریب سوال کیا انہوں نے اس کا بڑا اچھا جواب دیا فرمایا کہ دیکھو! بلڈنگوں پر اگر بجلی گرے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے اور پھٹ جاتی ہے مگر خاص قسم کے تار بلڈنگوں پر لگا دیئے جاتے ہیں کہ اگر بجلی گرے تو وہ اسے جذب کر کے زمین میں اتار دیں اور اس عمارت کو محفوظ رکھیں تو جب تجلی ربانی ہوتی ہے تو استعداد اور قبولیت کا ایک خاص تار اور کنکشن موسیٰ علیہ السلام میں موجود تھا.... جس کے نتیجے میں صرف بے ہوشی کی نوبت آئی.... اور پہاڑ میں استعداد کا تار اور کنکشن نہیں تھا تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا تو موسیٰ علیہ السلام کو تو صرف لگا دھکا اور پہاڑ ہو گیا دکا.... یعنی ریزہ ریزہ کہ اس کے

ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے بہرحال کہنے کا منشا یہی ہے کہ قرآن کریم کی اس حقیقت کو حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طریق پر واضح فرمایا: اور دیکھئے ایک بات اور بھی ہے کہ اگر ہم عظمت کے ساتھ پڑھیں تو واقعتہً ہماری زندگی بدل جائے.... (فیض ابرار جلد اول)

ماں کے نافرمان کی عجیب سزا

''ضلع ملتان کے ایک گاؤں میں ماں بیٹے کا اکثر بیوی کی وجہ سے گھر میں جھگڑا رہتا تھا...... ایک دن بیٹا اپنے کام سے شام کے وقت سوا چار بجے جب گھر آیا تو اسکی بیوی نے اپنی ساس کے متعلق شکایت کی کہ آج پھر مجھے آپ کی والدہ نے ناجائز تنگ کیا ہے اور برا بھلا کہا ہے.... خاوند نے روز روز کی اس لڑائی کو ختم کرنے کے لئے اپنی بیوی کی بات سننے کے بعد گھر میں جلتے ہوئے چولہے سے جلتی ہوئی لکڑی نکال کر اپنی ماں کو اس جلتی ہوئی لکڑی سے مارنا شروع کر دیا.... شام ساڑھے چار بجے سے پانچ بجے تک بیٹا اپنی ماں کو اس جلتی ہوئی لکڑی سے مارتا رہا.... والدہ مار کھاتی رہی اور یہ بددعا دیتی رہی کہ خدا تجھے بھی ایسی ہی جلتی لکڑی کا عذاب دے اور تو بھی ایسے ہی تڑپے جس طرح تو مجھے تڑپا رہا ہے.... بددعائیں دیتی ماں فوت ہوگئی.... اس وقت سے لے کر اب تک جب شام ساڑھے چار بجے کا وقت ہوتا ہے تو اس بیٹے کے جسم پر ساڑھے چار بجے سے پانچ بجے شام تک کالے داغ اسی اسی جگہ بن جاتے ہیں جس جس جگہ پر اس بیٹے نے جلتی ہوئی لکڑی اپنی ماں کے جسم پر ماری تھی اور اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ برداشت سے باہر ہو جاتی ہے.... ملتان کے نشتر ہسپتال میں برائے علاج اس کا والد اپنے اس نافرمان بیٹے کو داخل کراتا ہے تو ڈاکٹروں کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ بیماری کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے کیونکہ جب ساڑھے چار کا وقت ہوتا ہے تو اس کے جسم پر کالے داغ بننے شروع ہو جاتے ہیں اور شام پانچ بجے تک تکلیف وہ صورت حال کے ساتھ درد قائم رہتا ہے پھر پانچ بجے کے بعد تکلیف دور ہو جاتی ہے اور جسم سے داغ بھی ختم ہو جاتے ہیں یہ سلسلہ چلتا رہا.... آخر ایک دن اس بیٹے کے والد نے ڈاکٹروں کو کہا کہ اس کو کوئی زہر کا ٹیکہ لگا کر اس کو موت کی نیند سلا دیں مجھ سے اس کی یہ تکلیف برداشت نہیں ہوتی.... یہ سزا اس کو اس کی ماں کی بددعا اور نافرمانی کی وجہ سے مل رہی ہے....''

شیخ محمد بن عبدالباقی رحمہ اللہ کے نکاح کا عجیب واقعہ

محمد بن عبدالباقیؒ فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کا مجاور تھا... اتفاقاً ایک دن یہ صورت پیش آئی... کہ کھانے کے لئے میرے پاس چاردن سے کچھ بھی نہ تھا... چاردن کی بھوک سے حالت بہت کمزور ہوگئی... بس آب زم زم پر گزارہ کرتا تھا اسی حال میں ایک دن میں جارہا تھا کہ سامنے ایک بٹوہ جو راستے میں پڑا تھا ملا اس کو اٹھایا یہ ریشم کا بٹوہ تھا اور ریشم کی ڈور سے بندھا ہوا تھا... گھر لاکر جب میں نے اس کو کھولا تو دیکھا کہ موتیوں کا ایک خوبصورت ہار اس میں پڑا تھا... ایسے خوبصورت موتی زندگی میں کبھی نہیں دیکھے تھے.... میں نے ہار کو بٹوہ میں واپس رکھ دیا اور گھر سے باہر نکلا... سامنے دیکھا کہ ایک شخص پکار رہا تھا... اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا... جس میں کچھ بندھا ہوا تھا... وہ کہہ رہا تھا کہ میرا بٹوہ جس میں موتیوں کا ہار تھا گم ہوگیا ہے.... جو صاحب اس کی اطلاع دے گا ایسے یہ پانچ اشرفیاں انعام میں دوں گا یہ دیکھ کر میں نے بڑے میاں کو بلایا... گھر لے گیا... ان سے نشانات پوچھے بتلانے پر وہ بٹوہ اس کے حوالے کیا... وہ بڑا ممنون ہوا... حسب وعدہ پانچ اشرفیاں مجھے دینے لگا ...اس وقت ایمانی غیرت نے لینا گوارہ نہ کیا... میں نے شکریے کے ساتھ انعام واپس کیا اس نے کافی اصرار کیا مگر میں نے انعام نہ لیا وہ چلا گیا... حالانکہ مجھے کھانے تک کچھ بھی میسر نہ تھا... اور مجھے انعام کی ضرورت بھی تھی... لیکن ڈٹ گیا اور انعام واپس کیا...

شیخ کا بیان ہے.... کچھ عرصہ بعد میں بحری جہاز پر سوار ہوگیا... کہ اچانک طوفانی ہوا نے جہاز کو اپنی گرفت میں لے لیا اور جہاز کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا.... مسافر سب ڈوب مرے.... صرف میں ایک اکیلا ایک تختے پر رہ گیا... اور یوں وہ تختہ تیرتا ہوا ایک جزیرے کے ساحل تک پہنچ گیا.... اب یہیں سے اصل عبرت انگیز داستان شروع ہوتی ہے.... قدرت کی کارفرمائیوں پر تعجب ہوتا ہے.... شیخ محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے دیانت وامانت کے حقوق ادا کردیئے.... چاہتے تو اس ہار کو فقہی حیلوں سے جائز قرار دے سکتے.... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا عمل حق تعالیٰ نے بڑا پسند فرمایا... اور اس کا معاوضہ دنیا میں بھی دینا چاہا... کہتے ہیں کہ اس جزیرے میں لوگ آباد تھے .... تختے سے اتر کر ان ہی کے پاس چلے گئے.... معلوم ہوا کہ سب مسلمان ہیں... ایک مسجد پر نظر پڑی وہیں جا کر ٹھہر گیا... نمازی نماز کے لئے آئے تو مجھ سے حال دریافت کیا... میں نے سمندر

کے طوفان کا پورا واقعہ سنا دیا لوگ مجھ سے مانوس ہو گئے.... ان پر جب واضح ہوا کہ میں قرآن مجید پڑھا ہوا ہوں اور قرآن مجید پڑھا سکتا ہوں تو لوگ مجھ سے قرآن مجید پڑھنے کے لئے آنے لگے.... پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ پڑھانے کے سوا قرآن پاک لکھ بھی سکتا ہوں تب تو وہ مجھ پر ٹوٹ پڑے.... بچے چھوٹے بڑے میرے پاس آنا شروع ہو گئے کوئی پڑھ رہا ہے کوئی لکھائی سیکھ رہا ہے.... خوب مجمع ہونے لگا.... لوگ مجھے مالی امداد سے بھی نوازتے تھے ان کی دلچسپیاں میرے ساتھ حد سے بڑھنے لگیں.... حتیٰ کہ میری شادی کا بندوبست کرنے لگے.... وہ سب میرے پاس آئے کہ ہمارے ہاں ایک مالدار آدمی کی بچی ہے.... باپ تو فوت ہو چکا ہے.... اس کی شادی کسی اچھے آدمی سے کرنا چاہتے ہیں تم سے بہتر شوہر اس عورت کے لئے کون ہو سکتا ہے؟

اس لئے اس کی شادی آپ کے ساتھ کراتے ہیں.... شیخ نے ان کی درخواست قبول کی اور شادی ہو گئی.... جب شادی کی پہلی رات شیخ اپنی دلہن کے پاس پہنچ گئے تو دلہن کے گلے میں وہ ہار دیکھا جسے شیخ نے مکہ معظمہ میں ایک بوڑھے شیخ کے حوالے کیا تھا.... شیخ نے دلہن سے کہا.... بڑا پیارا ہار تمہارے گلے میں ہے.... تو وہ لڑکی رو پڑی اور کہا کہ میرا والد ایک ارمان لے کر دنیا سے چلا گیا انہوں نے بتایا تھا کہ یہ ہار مجھ سے گم ہوا تھا.... ایک نوجوان کو ملا اور مجھے واپس کیا اس کو میں نے انعام بھی دیا مگر اس نے وہ انعام مجھے واپس کیا کہ میں نے ایک فرض پورا کیا ہے.... اور آپ کو امانت واپس کی ہے.... میں اس ثواب کو فروخت کرنا نہیں چاہتا....

اور میرے والد صاحب فرماتے تھے کہ میں اپنی بچی کا رشتہ اس نوجوان کو دوں گا اگر وہ مجھے مل گیا.... جب بچی کو شیخ نے بتلایا کہ الحمد للہ تمہارے والد صاحب کا وہ ارمان پورا ہو گیا ہے وہ نوجوان میں ہی تھا وہ ہار مجھے ملا تھا.... پھر تو بڑی خوش ہو گئی کہ الحمد للہ والد صاحب کا ارمان پورا ہو گیا ہے.... وہ لڑکی والدین کی اکلوتی بچی تھی.... شیخ سے شادی ہوئی.... چند بچے ان سے میرے پیدا ہوئے پہلے میری بیوی انتقال کر گئی پھر بچے انتقال کر گئے.... اب اس ہار کا میں اکیلا وارث بنا اور میرے قبضے میں آیا.... پھر میں اس وطن سے اپنے علاقے میں واپس آیا.... اس ہار کو ایک لاکھ اشرفیوں کے عوض میں نے فروخت کیا.... شیخ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس جو عظیم دولت تم دیکھتے ہو یہ اسی ایک لاکھ اشرفیوں سے حاصل ہوئی جو ہار کو بیچ کر مجھے رقم ملی تھی سچ کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امانت و دیانت میں برکت ہی برکت ہے اور دنیا اور آخرت کی کامیابی اس میں ملتی ہے.... (شندور جلد ۴)

اہلِ روم اور چین کی صنعت کا عجیب واقعہ

مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دفعہ رومیوں اور چینیوں کے درمیان جھگڑا ہوا، رومیوں نے کہا کہ ہم اچھے صناع اور کاری گر ہیں.... چینیوں نے کہا ہم ہیں، بادشاہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا.... بادشاہ نے کہا: تم دونوں اپنی صفائی دکھلاؤ! اس وقت دونوں صناعیوں کا موازنہ کر کے فیصلہ کیا جائے گا....

اور اس کی صورت یہ تجویز کی گئی کہ بادشاہ نے ایک مکان بنوایا اور اس کے درمیان پردے کی ایک دیوار کھڑی کر دی.... چینیوں سے کہا کہ نصف مکان میں تم اپنی کاری گری دکھلاؤ! اور رومیوں سے کہا کہ دوسرے نصف میں تم اپنی صناعی کا نمونہ پیش کرو! چینیوں نے تو دیوار پر پلاستر کر کے قسم قسم کے بیل بوٹے اور پھول پتے رنگ برنگ کے بنائے، اور اپنے حصے کے کمرے کو مختلف نقش ونگار اور رنگارنگ بیل بوٹوں سے گل وگلزار بنا دیا... ادھر رومیوں نے دیوار پر پلاستر کر کے ایک بھی پھول پتہ نہیں بنایا، اور نہ ہی کوئی ایک بھی رنگ لگایا بلکہ دیوار کے پلاستر کو صیقل کرنا شروع کر دیا، اور اتنا شفاف اور چمک دار کر دیا کہ اس میں آئینہ کی طرح صورت نظر آنے لگی....

جب دونوں نے اپنی اپنی کاریگری اور صناعی ختم کر لی تو بادشاہ کو اطلاع دی.... بادشاہ آیا اور حکم دیا کہ درمیان سے دیوار نکال دی جائے، جونہی دیوار بیچ میں سے ہٹی چینیوں کی وہ تمام نقاشی اور گلکاری رومیوں کی دیوار میں نظر آنے لگی، اور وہ تمام بیل بوٹے رومیوں کی دیوار میں منعکس ہو گئے جسے رومیوں نے صیقل کر کے آئینہ بنا دیا تھا.... بادشاہ سخت حیران ہوا کہ کس کے حق میں فیصلہ دے، کیونکہ ایک ہی قسم کے نقش ونگار دونوں طرف نظر آ رہے تھے.... آخر کار اس نے رومیوں کے حق میں فیصلہ دیا کہ ان کی صناعی اعلیٰ ہے.... کیونکہ انہوں نے اپنی صناعی بھی دکھلائی اور ساتھ ہی چینیوں کی کاری گری بھی چھین لی....

مولانا رومی نے اس قصے کو نقل کر کے آخر میں بطور نصیحت کے فرمایا ہے: اے عزیز! تو اپنے دل پر رومیوں کی صناعی جاری کر، یعنی اپنے قلب کو ریاضت ومجاہدہ سے مانجھ کر اتنا صاف کر لے کہ تجھے گھر بیٹھے ہی دنیا کے سارے نقش ونگار اپنے دل میں نظر آنے لگیں....

یعنی تو اپنے دل سے ہر قسم کا مادی میل کچیل نکال پھینک، اور اسے علم الٰہی کی روشنی سے منور کر دے، تجھے دنیا و آخرت کے حقائق و معارف گھر بیٹھے ہی نظر آنے لگیں گے، ایسے قلب صافی پر بے استاد و کتاب براہ راست علوم خداوندی کا فیضان ہوتا ہے، اور وہ روشن سے روشن تر ہو جاتا ہے.... (مثنوی شریف)

علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے حافظہ کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب دار العلوم دیوبند میں کتاب ملا حسن کا درس دیا کرتے تھے.... ایک روز اس کی عبارت پر کچھ شبہ ہوا جو حل نہیں ہو رہا تھا.... مفتی صاحب نے سوچا کہ.... حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں استفسار کرنا چاہئے.... چنانچہ مفتی صاحب رحمہ اللہ کتاب لیکر ان کی تلاش میں نکلے وہ اپنی جگہ پر نہیں تھے اور جب وہ اپنی جگہ پر نہ ہوں.... تو ان کا کتب خانہ میں ہونا متعین تھا.... مفتی صاحب کتب خانہ میں پہنچے.... تو حضرت شاہ صاحب کتب خانے کی بالائی گیلری میں بیٹھے مطالعہ میں مشغول تھے.... مفتی صاحب ابھی پہنچے ہی تھے کہ حضرت شاہ صاحب نے دیکھ لیا.... اور اوپر ہی سے آنے کی وجہ پوچھی مفتی صاحب نے عرض کیا کہ:....

"ملا حسن کے ایک مقام پر کچھ اشکال ہے.... وہ سمجھنا تھا"

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے وہیں.... سے بیٹھے بیٹھے فرمایا: عبارت پڑھئے

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے عبارت پڑھنی شروع کی.... تو بیچ ہی میں روک کر فرمایا:....

اچھا! یہاں آپ کو یہ شبہ ہوا ہوگا.....

اور پھر بعینہ وہی اشکال دہرا دیا جو مفتی صاحب رحمہ اللہ کے دل میں تھا.... مفتی صاحب رحمہ اللہ نے تصدیق کی کہ واقعی یہی شبہ ہے.... اس پر انہوں نے اس کے جواب میں وہیں سے ایسی تقریر فرمائی کی تمام اشکال دور ہو گئے....

اب ظاہر ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ عرصہ دراز سے حدیث کی تدریس میں مصروف تھے.... اور منطق کی کتابوں سے واسطہ تقریبا ختم ہو گیا تھا.... لیکن اس کے باوجود یہ حافظہ اور یہ استحضار کرشمہ قدرت نہیں تو اور کیا ہے؟ (ماہنامہ الرشید)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا عجیب طرز استدلال

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ سے دیانند سرتی نے ایک دفعہ سوال کیا کہ:.... ”مسلمان کہتے ہیں.... کہ لوح محفوظ میں اول خلقت سے قیامت تک نے تمام واقعات لکھے ہوئے ہیں.... اور واقعات تو لاتعداد و لاتحصی ہیں تو وہ کتاب بہت ہی بڑی ہوگی پھر وہ رکھی کہاں جاتی ہوگی“.... حضرت مولانا نے اس کا جلدی جواب نہیں دیا.... بلکہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے کہ لالہ جی آپ کی کتنی عمر ہے.... اس نے کہا ستر برس کی مثلاً پوچھا کہ کہاں کہاں تعلیم حاصل کی ہے کیا کیا پڑھا ہے.... اور آپ کو اپنے بچپن کے واقعات بھی یاد ہیں.... اس نے بیان کیا کہ میں نے پہلے وہاں تعلیم حاصل کی پھر وہاں اور میں نے اتنی کتابیں دیکھیں.... اور اتنی کتابیں پڑھیں اور میں نے اتنے سال سیاحت کی مولانا نے پوچھا کہ.... یہ سب واقعات آپ کو یاد ہیں کہاہاں اور بچپن کے واقعات بھی بہت یاد ہیں.... اور جوانی کے اور سیر و سیاحت و تعلیم وغیرہ کے واقعات تو گویا اس وقت میرے سامنے ہیں.... غرض اس نے اپنے حافظہ کی بہت تعریف کی مولانا نے پوچھا کہ یہ سب واقعات آپ کو محفوظ ہیں.... اس نے بڑے دعوے سے کہا جی ہاں بجنسہ سب محفوظ ہیں.... اب مولانا نے فرمایا کہ لالہ جی اس ذرا سے دماغ میں جو ایک بالشت سے بھی کم ہے.... ستر برس کے واقعات اور کتابوں کے مضامین اور لوگوں کی باہمی تقریریں اور ابحاث کس طرح سما گئے.... اس پر وہ خاموش ہوا مولانا نے فرمایا کہ لوح محفوظ کی نظیر تو خود آپ کے اندر موجود ہے.... ”آپ کا دماغ“ پھر حیرت ہے کہ آپ لوح محفوظ پر یہ سوال کرتے ہیں.... کہ وہ کہاں رکھی جاتی ہوگی.... آپ کے کبھی اپنے دماغ پر شبہ نہ ہوا.... کہ اس ذرا سے دماغ میں اس قدر بے شمار واقعات و مضامین کس طرح محفوظ رہتے ہیں.... پھر بعض انسانوں کی عمریں ہزار ہزار سال کی ہوئی ہیں اور اُن کے حافظے ہم سے زیادہ قوی تھے.. اُن کے دماغ میں ہزار سال کے واقعات اور ہزاروں آدمیوں کی صورتیں کیونکر محفوظ رہتی تھیں.. تو یہ کیا ضرور ہے کہ جس چیز میں لاکھ دو لاکھ برس کے واقعات لکھے جائیں.. وہ طولاً و عرضاً بھی اتنی بڑی ہو کہ آسمانوں میں نہ سما سکے.... خداتعالیٰ کو قدرت ہے کہ تھوڑے سے جسم میں جتنے چاہے واقعات محفوظ کر دیں.... چنانچہ ایک نظیر اس کی انسان میں موجود ہے.... اب تو دیانند.... مولانا کا منہ تکنے لگا.... (وعظ نور النور)

علامہ بنوری رحمہ اللہ کی حق گوئی کا عجیب واقعہ

جب علامہ بنوری رحمہ اللہ پہلی بار حجاز اور مصر و شام کے سفر پر تشریف لے گئے تو وہاں ان کی ملاقات علامہ جوہر طنطاوی مرحوم سے ہوگئی.... جن کی "تفسیر الجواہر" اپنی نوعیت کی منفرد تفسیر ہے.... علامہ طنطاوی سے حضرت بنوریؒ کا تعارف ہوا تو انہوں نے مولانا سے پوچھا کہ کیا آپ نے میری تفسیر کا مطالعہ کیا ہے؟

مولاناؒ نے فرمایا کہ ”ہاں! اتنا مطالعہ کیا ہے کہ اس کی بنیاد پر کتاب کے بارے میں رائے قائم کر سکتا ہوں.... علامہ طنطاوی نے رائے پوچھی.... تو مولاناؒ نے فرمایا“ آپ کی کتاب اس لحاظ سے تو علماء کے لئے احسان عظیم ہے کہ اس میں سائنس کی بے شمار معلومات عربی زبان میں جمع ہوگئی ہیں.... سائنس کی کتابیں چونکہ عموماً انگریزی زبان میں ہوتی ہیں اس لئے عموماً علمائے دین ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

لیکن جہاں تک تفسیر قرآن کا تعلق ہے اس سلسلے میں آپ کے طرز فکر سے مجھے اختلاف ہے آپ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ عصر حاضر کے سائنس دانوں کے نظریات کو کسی نہ کسی طرح قرآن کریم سے ثابت کر دیا جائے اور اس غرض کے لئے آپ بسا اوقات تفسیر کے مسلمہ اصولوں کی خلاف ورزی سے بھی دریغ نہیں کرتے حالانکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ سائنس کے نظریات آئے دن بدلتے رہتے ہیں آج آپ جس نظریئے کو قرآن سے ثابت کرنا چاہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ کل وہ خود سائنس دانوں کے نزدیک غلط ثابت ہو جائے کیا اس صورت میں آپ کی تفسیر کو پڑھنے والا شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے گا کہ قرآن کریم کی بات ”معاذ اللہ“ غلط ہوگئی!

مولانا نے یہ بات ایسے مؤثر اور دلنشین انداز میں بیان فرمائی کہ علامہ طنطاوی مرحوم بڑے متاثر ہوئے اور فرمایا ”مولانا! آپ کوئی ہندوستانی عالم نہیں ہیں بلکہ آپ کوئی فرشتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے میری اصلاح کے لئے نازل کیا ہے....“ (نقوش رفتگاں)

سعادت مندی کی چار علامتیں

١- بیوی نیک ہو۔ ٢- روزی اُسکے شہر میں ہو۔ ٣- ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے نیک لوگ ہوں۔ ٤- اُس کا گھر وسیع ہو یعنی اپنے کام سے فارغ ہو کر سیدھا گھر آ جائے۔

قیام پاکستان کا عجیب روح فرسا واقعہ

عبداللہ جموں کا رہنے والا تھا... اس کی تین بیٹیاں تھیں.... ۹ برس کی زہرہ.... ۱۲ برس کی عطیہ اور سولہ برس کی رشیدہ.... اکتوبر ۱۹۴۷ء میں جب مہاراجہ کشمیر نے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت مسلمانوں کو پاکستان بھجوانے کا کہہ کر راستے ہی میں قتل اور اغوا کرانا شروع کر دیا تو عبداللہ پریشان ہو کر پاگل سا ہو گیا.... اسے یقین تھا کہ اگر وہ بچیوں کو اپنے ساتھ لے کر کسی قافلہ میں روانہ ہوا تو راستے میں اس کی تینوں بیٹیاں درندہ صفت ڈوگرہ جتھوں کے ہتھے چڑھ جائیں گی....

اپنے جگر گوشوں کو اس افتادہ سے محفوظ رکھنے کے لئے اس نے اپنے دل میں ایک پختہ منصوبہ تیار کر لیا۔ نہا دھو کر مسجد میں کچھ نفل پڑھے... قصاب کی دکان سے ایک تیز دھار چھری مانگ لایا اور گھر آ کر تینوں بیٹیوں کو عصمت کی حفاظت اور سنتِ ابراہیمی کے فضائل پر پُر اثر وعظ دیا... زہرہ اور عطیہ کم عمر تھیں اور گڑیا کھیلنے کی حد سے آگے نہ بڑھی تھیں... وہ دونوں باپ کی باتوں میں آ گئیں... دلہنوں کی طرح سج دھج کر انہوں نے دو دو نفل پڑھے اور پھر ہنسی خوشی دروازے کی دہلیز پر سر ٹکا کر لیٹ گئیں....

عبداللہ نے آنکھیں بند کئے بغیر اپنی چھری چلائی اور باری باری دونوں کا سر تن سے جدا کر دیا....

عجب اتفاق ہے کہ اس روز آسمان کے فرشتے بھی اس قربانی کے لئے دو دنبے لانے سے چوک گئے.... چنانچہ دہلیز پر زہرہ اور عطیہ کی گردنیں کٹی پڑی تھیں.... کچے فرش پر گرم گرم خون کی دھاریں بہہ بہہ کر بیل بوٹے کاڑھ رہی تھیں کمرے کی فضا میں بھی ایک سوندھی سوندھی خوشبو رچی ہوئی تھی....

اور اب عبداللہ اپنے ہاتھوں میں خون آشام چھری تھامے رشیدہ کو بلا رہا تھا لیکن رشیدہ اس کے قدموں میں گری کپکپا رہی تھی.... تھرتھرا رہی تھی.... گڑگڑا رہی تھی.... وہ عبداللہ کے قدموں پر سر رکھے بلک بلک کر رو رہی تھی.... ابا.... ابا.... ابا......

رشیدہ کی گڑگڑاہٹ پر عبداللہ کے پاؤں بھی ڈگمگائے.... چھری ہاتھ سے پھینک دی.... بہروپیوں کی طرح اس نے رشیدہ کو ایک بدصورت سی بڑھیا کے روپ میں ڈھالا اور کلمہ کا ورد کرتا ہوا اسے ساتھ لے کر ٹرک پر بیٹھ گیا اور پاکستان پہنچ گیا.... پاکستان کی سرحد میں داخل ہوتے ہی یکا یک عبداللہ کو زہرا اور عطیہ کی یاد آئی جن کے سر جموں میں دروازے کی دہلیز پر کٹے پڑے تھے

اور جو پھٹی پھٹی منجمد آنکھوں سے چھت کی طرف دیکھتی دیکھتی دم توڑ گئی تھیں وہ کمر تھام کر سڑک کے کنارے بیٹھ گیا اور رشیدہ کو گلے سے لگائے دیر تک دھاڑیں مار مار کر روتا رہا.... (شہاب نامہ)

ایک نام نہاد مفسر پروفیسر کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں....

ایک کالج کے پروفیسر کو شوق ہوا کہ میں قرآن پاک کی تفسیر لکھوں.... خوب بکے گی .... پیسے اچھے آئیں گے لکھنی شروع کر دی.... اب دل میں سوچ رہا ہے کہ بکے گی کیسے؟

مجھے تو کوئی جانتا نہیں.... کوئی بڑے مولوی صاحب لکھیں کہ یہ تفسیر بہت اچھی ہے.... پھر تو بکے گی لیکن مولوی صاحب ایک ایک صفحہ میں بیس بیس غلطیاں نکال لیں گے.... ہو سکتا ہے کہ مجھے ویسے ہی برا بھلا کہنا شروع کر دیں.... لکھتا رہا.... سوچتا رہا.... آخر ایک دن دل میں خیال آیا کہ علامہ اقبالؒ شاعر ہے دین کا درد دل میں رکھتا ہے لیکن مولوی تو نہیں ہے ناں .... اسے تفسیر دکھاؤں گا.... ویسے ہی دیکھ کر خوش ہو جائے گا کہ تفسیر اچھی ہے.... علامہ اقبال مشہور آدمی ہے دو سطریں لکھ دے گا میرا کام بن جائے گا.... یہ آدمی تفسیر کا ایک حصہ لے کر علامہ اقبالؒ کے پاس چلا گیا کہ جی میں نے تفسیر لکھنا شروع کی ہے جو عقلی شبہات کالجی لڑکوں میں پھیلائے جاتے ہیں ان کو سامنے رکھ کر تفسیر لکھی جائے تا کہ ان فتنوں کا انسداد ہو جائے.... بہت اچھا کام ہے.... کہنے لگا میں ساتھ بھی لایا ہوں.... آپ اس پر کچھ لکھ دیں کہا اچھا رکھ دو.... میں پڑھوں گا پھر بعد میں آنا اب کوئی دو ماہ بعد پروفیسر صاحب گئے.... پروفیسر صاحب کا خیال تھا کہ ڈاکٹر صاحب خود ہی تفسیر کا ذکر چھیڑیں گے.... انہوں نے کوئی بات ہی نہیں کی.... پروفیسر نے اٹھتے وقت کہا میں آپ کو تفسیر دے کر گیا تھا....

فرمایا آپ کی تفسیر میں نے پڑھی.... آپ کی تفسیر سے میری ایک بہت بڑی غلط فہمی دور ہو گئی کہ میں آج تک اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ مظلوم ہستی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہے کہ پردیس میں چھوٹے چھوٹے بچے ذبح کر دیئے گئے لیکن آپ کی تفسیر پڑھ کر میری غلط فہمی دور ہو گئی کہ نہیں حسین رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ مظلوم خدا کا قرآن ہے کہ جو بھی اٹھتا ہے اس کی تفسیر لکھنا شروع کر دیتا ہے.... (از خطبات امین)

دربار رسالت میں ایک والد کی عجیب فریاد کا واقعہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا.... اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے والد کو بلا کر لاؤ.... اسی وقت جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب اس کا باپ آ جائے تو اس سے پوچھئے کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں.... خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا.... جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد سے کہا کہ کیا بات ہے؟ آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے.... کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں.... والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی.... خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اِیْہٖ“ (جس کا مطلب یہ تھا کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں)....

اسکے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا.... اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ آپ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھا دیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی آپ کو اطلاع ہوگئی جو ایک معجزہ ہے)

پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ ہمیں سناؤ....

اس وقت اس نے یہ اشعار سنائے:

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَّمُنْتُکَ یَافِعًا   تُعَلُّ بِمَا اَجْنِیْ عَلَیْکَ وَتُنْهَلُ

ترجمہ:.... ”میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ذمہ داری اٹھائی.... تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا....“

إِذَا لَيْلَةٌ ضَافَتْكَ بِالسُّقْمِ لَمْ أَبِتْ
لِسُقْمِكَ إِلَّا سَاهِرًا أَتَمَلْمَلُ

ترجمہ: ”جب کسی رات میں تمہیں کوئی بیماری پیش آ گئی تو میں نے تمام رات تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بے قراری میں گزاری....“

كَأَنِّيْ أَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَكَ بِالَّذِيْ
طُرِقْتَ بِهِ دُوْنِيْ فَعَيْنِيْ تَهْمَلُ

ترجمہ: ”گویا کہ تمہاری بیماری مجھے ہی لگی ہے.... تمہیں نہیں.... جس کی وجہ سے تمام شب روتا رہا....“

تَخَافُ الرَّدٰى نَفْسِيْ عَلَيْكَ وَأَنَّهَا
لَتَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ وَقْتٌ مُؤَجَّلُ

ترجمہ:.... ”میرا دل تمہاری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے پہلے پیچھے نہیں ہو سکتی....“

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَايَةَ الَّتِيْ
إِلَيْهَا مَدٰى مَا كُنْتُ فِيْكَ أُؤَمِّلُ

ترجمہ:.... ”پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا....“

جَعَلْتَ جَزَائِيْ غِلْظَةً وَّفَظَاظَةً
كَأَنَّكَ أَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

ترجمہ:.... ”تو تم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تم ہی مجھ پر احسان و انعام کر رہے ہو“۔

فَلَيْتَكَ إِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ أُبُوَّتِيْ
فَعَلْتَ كَمَا الْجَارُ الْمُصَاقِبُ يَفْعَلُ

ترجمہ:.... ”کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہو سکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتے جیسا کہ ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے....“

فَأَوْلَيْتَنِيْ حَقَّ الْجِوَارِ وَلَمْ تَكُنْ
عَلَيَّ بِمَالٍ دُوْنَ مَالِكَ تَبْخَلُ

ترجمہ:.... ”تو کم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا....“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيْكَ یعنی جا تو بھی اور تیرا مال بھی سب تیرے باپ کا ہے...(قرطبی)

چار سو سال تک مسلسل تلاوت قرآن کا عجیب واقعہ

10ویں ہجری میں جب سلطان سلیم کو خلافت ملی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب تبرکات کو مصر سے استنبول لے آئے اور یہ اہتمام کیا کہ ”توپ کاپے سرائے“ میں ان کو محفوظ رکھنے کیلئے ایک مستقل کمرہ تعمیر کیا اور اس کمرے میں خود اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے تھے.... اسکے علاوہ اس کمرے میں انہوں نے حفاظ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ چوبیس گھنٹے یہاں تلاوت کرتے رہیں.... حفاظ کی ڈیوٹیاں مقرر تھیں اور ایک جماعت کا وقت ختم ہونے سے پہلے دوسری جماعت آکر تلاوت شروع کر دیتی تھی.... اس طرح یہ سلسلہ بعد کے خلفاء نے بھی جاری رکھا... اس طرح دنیا میں شاید یہ واحد جگہ ہے جہاں چار سو سال تک مسلسل تلاوت قرآن ہوتی رہی ہے اور اس دوران ایک لمحے کیلئے بھی بند نہیں ہوئی.... خلافت کے خاتمے کے بعد یہ مبارک سلسلہ بھی موقوف ہو گیا... (جہاں دیدہ)

مرزائیت سے توبہ کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا لال حسین اختر پہلے پکے قادیانی تھے... بعد میں مسلمان ہو گئے... ایک بار ان سے کسی نے پوچھا ”آپ مرزائیت سے کیسے تائب ہوئے؟“ انہوں نے جواب دیا...

ایک بار میں نے خواب دیکھا کہ ایک جگہ لوگ قطار میں کھڑے ہو رہے ہیں... میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟... مجھے بتایا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے بندوبست ہو رہا ہے... یہ سن کر میں بھی قطار میں لگ گیا... لوگ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے... اور ہر آدمی کے سر کے اوپر ایک بلب روشن تھا... میں نے اپنا سر اوپر کر کے دیکھا تو میرے سر کے اوپر بلب تو ہے... مگر بجھا ہوا ہے... میں بہت افسردہ اور شرمندہ ہوا کہ سب کے سروں پر بلب روشن ہیں... میں ہی بدقسمت ہوں کہ میرا بلب بجھا ہوا ہے... اسی ندامت کے ساتھ میں آگے بڑھتا جا رہا تھا... آخر میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پہنچ گیا مگر بہت شرمندہ تھا...

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... اوپر دیکھو... میں نے دیکھا تو میرا بلب بھی روشن تھا... آنکھ کھلی تو یقین ہو گیا کہ اب تک میرے ایمان کا بلب بجھا ہوا تھا... اب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ والتفات سے روشن ہو گیا... لہٰذا مرزائیت سے توبہ کر کے از سر نو مسلمان ہوا...

ختم نبوت کے لئے بیٹے کی قربانی کا عجیب واقعہ

"آپ کا بیٹا بس آج شام تک کا مہمان ہے.... اس کا کوئی علاج نہیں"....

ڈاکٹر کے یہ الفاظ سن کر مولانا رو پڑے.... اپنے بیٹے کو گھر لے آئے.... گھر میں کھڑے اپنے بیٹے کی تیمارداری کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی.... مولانا دروازے پر گئے.... باہر ایک بوڑھے شخص کو کھڑے پایا.... حضرتؒ نے سلام ودعا کے بعد پوچھا بابا جی! خیریت سے آئے ہو؟ وہ کہنے لگا خیریت سے کہاں آیا ہوں.... ہمارے علاقے میں ایک قادیانی مبلغ آیا ہوا ہے وہ لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے.... پوری امت گمراہ ہو رہی ہے اور آپ گھر میں کھڑے ہیں....

مولانا نے جیسے ہی یہ بات سنی آپؒ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے.... بیوی سے فرمایا بی بی! میرا بیگ کہاں ہے؟ بیوی نے بیگ اٹھا کر دیا اور آپؒ بیگ ہاتھ میں پکڑے گھر سے روانہ ہونے لگے.... بیوی نے دامن پکڑ لیا اور کہنے لگی.... مولانا! آخری لمحات میں اپنے نوجوان بیٹے کو اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہو؟ مولانا نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں اور رو کر روانہ ہونے لگے تو جاں بلب بیٹے نے کہا ابا جان! میں آج کا مہمان ہوں چند لمحے تو انتظار کر لیجئے میری روح نکل رہی ہے مجھے اس حال میں چھوڑ کر جا رہے ہو؟

مولانا نے اپنے نوجوان بیٹے کو بوسہ دیا رونے لگے اور فرمایا.... اے بیٹے! بات یہ ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی خاطر جا رہا ہوں کل قیامت کے دن حوض کوثر پر ہماری تمہاری ملاقات ہو جائے گی.... یہ فرمایا اور گھر سے روانہ ہو گئے.... اڈے پر پہنچے ابھی بس میں بیٹھے ہی تھے کہ چند لوگ دوڑے آئے اور کہنے لگے کہ مولانا! آپ کا بیٹا فوت ہو چکا ہے.... اس کا جنازہ پڑھاتے جایئے.... مولانا نے آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں اور رو کر فرمانے لگے.... جنازہ پڑھانا فرض کفایہ ہے اور امت محمدیہ کو گمراہی سے بچانا فرض عین ہے.... فرض عین چھوڑ کر فرض کفایہ کی طرف نہیں جا سکتا.... پھر وہاں سے روانہ ہو گئے اس علاقے میں پہنچے اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا کی وہ قادیانی مبلغ بھاگ گیا.... مولانا تین دن کے بعد گھر واپس پہنچے.... بیوی قدموں میں گر گئی اور رو کر کہنے لگی.... مولانا! جب آپ

جا رہے تھے تو بیٹا آپ کی راہ تکتا رہا اور کہتا رہا جب ابا جان واپس آ جائیں تو انہیں میرا اسلام عرض کر دینا.... مولانا نے جب یہ سنا تو فوراً اپنے بیٹے کی قبر پر گئے اور دعا مانگنے لگے اے اللہ! ختم نبوت کے وسیلے سے میرے بیٹے کی قبر کو جنت کا باغ بنا دے.... مولانا دُعا مانگ کر گھر واپس آئے تو رات بیٹے کو خواب میں دیکھا.... بیٹے نے اپنے ابا سے ملاقات کی اور کہا کہ رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم! ختم نبوت کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے میری قبر کو جنت کا باغ بنا دیا ہے.... ختم نبوت کے اس مجاہد کو دنیا مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کے نام سے جانتی ہے.... (بشکریہ ماہنامہ تذکرہ دار العلوم کبیر والا)

خاوند کی تابعداری کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ عشاء کے بعد دودھ استعمال فرماتے تھے چنانچہ جوں ہی آپ تشریف لاتے اہلیہ محترمہ دودھ کا پیالہ لے کر حاضر ہوتیں مگر آپ ذوق عبادت میں نوافل کی نیت باندھ لیتے اور رات بھر اسی طرح عبادت میں گزار دیتے اہلیہ محترمہ کا بیان ہے.....

”کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت نے نوافل میں پوری شب گزار دی..... اور میں بھی پوری شب پیالہ لئے کھڑی کی کھڑی رہ گئی.....“

اللہ اللہ بیوی ہو تو ایسی..... آج اس کا تصور کرنا بھی مشکل ہے ہمارے اسلاف نے جہاں اوروں پر اثر ڈالا..... وہاں سب سے زیادہ اپنی ”بیوی“ ہی پر اثر ڈالا..... خود حضرت نانوتویؒ ہی کی اہلیہ محترمہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ:

”اذان کی ”حی علی الصلوٰۃ“ پر کام کو چھوڑ کر..... اس طرح اٹھ جاتی تھیں کہ گویا اس کام سے کبھی کوئی واسطہ ہی نہ تھا..... بالکل ہر چیز سے بے گانہ بن جاتیں.....“

ف: کاش مسلمانوں کی تمام عورتوں میں دین کا یہی شغف پیدا ہو جاتا پھر مسلمانوں کے اعمال واخلاق میں دیکھتے ہی دیکھتے ایک انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا اور پوری مسلمانی دنیا سنور جاتی..... (ماہنامہ دار العلوم ص ۱۲ نومبر ۱۹۵۵ء)

بے ادبی کا عبرت آموز عجیب واقعہ

گزشتہ کئی سال قبل ماہ اگست میں ترکی میں آنے والے زلزلے کے حوالے سے بعض ترکی اخبارات میں شائع ہونے والے واقعات انتہائی عبرتناک ہیں...

تفصیلات کے مطابق ترکی بحریہ کے کسی اڈے میں جو ساحل سمندر سے بالکل متصل تھا رقص وسرور کی ایک مجلس منعقد ہوئی... جس کے شرکاء تین ہزار کے لگ بھگ تھے... وہاں ناچنے اور گانے والیوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے شرکت کی اور شراب وکباب کی خوب محفل جمی... اس محفل کیلئے اسرائیل سے خصوصی طور پر یہودی ناچنے اور گانے والی لڑکیاں درآمد کی گئیں جو انتہائی بے حیاء تھیں... محفل میں ۳۰ سے زائد ترکی جنرل شریک تھے...

بتایا جاتا ہے کہ اس وقت جب کہ انتہائی بے حیائی اور فحش مناظر پر مبنی مجلس جاری تھی کہ ایک ترکی جنرل نے ایک کیپٹن کے ذریعہ قرآن کریم کا ایک نسخہ منگوایا اور اس سے پڑھنے کو کہا... جب اس نے پڑھا تو اس سے اس کی تفسیر پوچھی تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا... اس کے بعد مذکورہ جنرل نے قرآن کریم کے اس نسخے کو لے کر پھاڑ کر ناچتے ہوئے... یہودی اور ترکی لڑکیوں کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا... ساتھ یہ بھی کہا کہ... اس قرآن کو نازل کرنے والا کہاں ہے؟ حالانکہ اس میں یہ بھی ہے کہ... ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں... اس قرآن کو اتارنے والا کہاں ہے؟... جو اس کی حفاظت اور اس کا دفاع کرے؟...

اس دوران اس قرآن کریم کو لانے والے کیپٹن پر انتہائی خوف طاری ہوگیا... اچانک وہ تیزی سے بحری اڈے سے باہر آ گیا... شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ شخص اس بحری اڈے پر آنے والے عذاب کے ابتدائی لمحات کا چشم دید گواہ بن سکے... اس کے بعد انتہائی عبرت آموز واقعات اور مناظر پیش آئے... بتایا جاتا ہے... کہ اچانک ایک خوفناک روشنی نظر آئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے اس پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا... اس کے بعد سمندر پھٹ پڑا اور اس میں سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے... ساتھ ہی گولوں کے پھٹنے کی آوازیں بھی آنے لگیں... اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس پورے بحری

اڈے کو اُٹھا کر سمندر کے بیچ سے اُٹھنے والی خوفناک لہروں کے درمیان پھینک دیا... اس کے بعد دوسرے علاقوں کو بھی زلزلے نے اپنی لپیٹ میں لے لیا...

عجیب بات یہ ہے کہ مذکورہ پروگرام میں شریک ترکی... امریکی اور اسرائیلی فوجیوں کی لاشوں کا کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں گئیں. تمام تر وسائل رکھنے کے باوجود اب تک وہ لاشیں سمندر سے باہر نہ آسکیں... قرآن کریم کی بے حرمتی کر کے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی غیرت کو للکارا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً انتقام لیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا... (ماہنامہ محاسن اسلام ملتان)

قاضی شُریح رحمہ اللہ کے نکاح کا عجیب واقعہ

حضرت قاضی شُریح رحمہ اللہ یہ کون تھے؟ آپ ایک مشہور تابعی اور تاریخ اسلام کے مایہ ناز قاضی یعنی چیف جسٹس تھے.... انکے علمی مقام کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی قاضی تھے....

قاضی شُریح رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ نکاح کے بعد جب میری شادی ہوئی تو بنی تمیم کی عورتیں میری اہلیہ کو بڑی سادگی کے ساتھ میرے گھر پہنچا گئیں میں اس کے پاس گیا تو مجھے خیال آیا سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب پہلی دفعہ بیوی کے پاس جائے تو دو رکعت نفل پڑھے اور اللہ سے نئی بیوی کی خیر کی دعا کرے اس کے شر سے پناہ مانگے چنانچہ میں وضو کرنے لگا دیکھا تو وہ بھی وضو کر رہی ہے پھر میں نے نماز پڑھی تو اس نے بھی نماز پڑھی جب میں نماز پڑھ چکا تو میں اس کے قریب گیا میں نے اس کی پیشانی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے کہا ابو امیہ ٹھہرو! پھر وہ کہنے لگی: ''میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتی ہوں اور اسی سے معاونت کی خواستگار ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود بھیجتی ہوں اس کے بعد بات یہ ہے کہ میں اجنبی عورت ہوں مجھے آپ کے اخلاق وعادات کا کوئی علم نہیں ہے لہٰذا آپ اپنی پسند مجھے بتا دیں تا کہ میں اس پر عمل کروں اور ناپسند بھی بتلا دیں تا کہ میں اس سے پرہیز رکھوں.... یقیناً آپ کیلئے بھی اپنے قبیلہ میں نکاح کے مواقع موجود تھے اور میرے لئے بھی اپنے قبیلہ میں نکاح کے مواقع موجود تھے لیکن اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا فیصلہ کرتے

ہیں تو ہو کر ہی رہتا ہے۔ بہر حال اب آپ میرے مالک ہو گئے ہیں لہٰذا اب میرے ساتھ وہی معاملہ کریں جس کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا تو اچھے طریقے سے مجھے اپنے پاس رکھیں یا حُسن سلوک کے ساتھ چھوڑ دیں بس میں اپنی یہ بات کہہ کر اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے اللہ عظیم سے بخشش کی دعا کرتی ہوں"۔۔۔۔

پھر میں نے اس سے کہا: میں بھی اللہ ہی کی حمد بیان کرتا ہوں اور اسی سے مدد چاہتا ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر درود بھیجتا ہوں اور اس کے بعد یہ کہ آپ نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر آپ اس پر قائم رہیں تو یہ میرے لئے بڑی خوشدلی ہوگی اور اگر آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو آپ کا یہی کام آپ کے خلاف دلیل ہوگا بہر حال میں فلاں فلاں چیز کو پسند کرتا ہوں اور فلاں کو ناپسند کرتا ہوں پس آپ میری طرف سے کوئی بھلائی دیکھیں تو اسے پھیلائیں ..... اور اگر کوئی بُرائی دیکھیں تو اس کی پردہ پوشی کرنا پھر وہ پوچھنے لگی میرے گھر والوں کی ملاقات کے بارے میں آپ کی پسند کیا ہوگی؟ میں نے کہا: بس میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے سسرال والے مجھے کوفت میں نہ ڈال دیں پھر میں نے پوچھا کہ آپ کے کون سے ہمسائے ایسے ہیں جن کا آپ گھر آنا پسند کرتے ہیں تاکہ میں ان کو آنے دوں اور کون سے ایسے ہیں جن کا آنا آپ کو پسند نہیں تاکہ میں بھی ان کو ناپسند ہی رکھوں میں نے کہا: فلاں قبیلہ والے صالح ہیں اور فلاں اچھے نہیں.....

پس شعبی! وہ رات میں نے اس کے ساتھ گزاری گویا وہ رات میری زندگی کی خوشگوار ترین رات تھی اور پھر ایک سال گزر گیا میں نے اپنی پسند کے خلاف اس کا کوئی عمل نہیں دیکھا جب سال گزرنے والا تھا ایک دن میں عدالت سے اٹھ کر گھر آیا کہ اس کے پاس ایک بوڑھیا بیٹھی ہے جو اس کو کچھ سمجھا رہی ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے تو اس نے بتایا یہ آپ کی ساس ہے میں نے اس کا خیر مقدم کیا جب میں بیٹھا تو بوڑھیا نے مجھے سلام کیا اور میں نے وعلیکم السلام کہا پھر اس نے مجھ سے پوچھا: آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ میں نے کہا بہت ہی اچھی بیوی ہے اور بہت ہی خیر خواہ رفیقہ ہے آپ نے اس کی بہترین تربیت کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے.... اس کے بعد اس نے مجھے نصیحتیں کیں پھر پوچھا

آپ کیا پسند کرتے ہیں کہ آپ کے سسرال کب ملنے آیا کریں میں نے کہا جیسے وہ چاہیں صحیح ہے.... پھر وہ ہر سال کے اختتام پر آتی تھی اور مجھے نصیحتیں کرتی تھی....اے شعبی: وہ بیوی میرے ساتھ بیس سال رہی میں نے کبھی اس میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں دیکھی....

فائدہ: یہ واقعہ ہمارے لئے اپنے اندر کئی سارے سبق لئے ہوئے ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام کے دور اول میں نکاح کس طرح سادگی اور آسانی سے ہوتے تھے اور آج ہمارے معاشرے میں نکاح کتنی پیچیدگیوں سے ہوتے ہیں اور نہ معلوم پھر کیا کیا پریشانیاں اور کوفتیں پیش آتی ہیں....

دوسری بات یہ کہ نکاح کے بعد طلاق اگرچہ اچھا عمل نہیں ہے مگر میاں بیوی میں مناسبت نہ ہو اور گزارہ ہوتا نظر نہ آتا ہو تو پھر اس میں کوئی عیب یا عار نہیں ہے نہ مرد کیلئے نہ عورت کیلئے ہاں یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق عمل کرے.... کہ رکھے تو اچھے طریقے سے رکھے اور طلاق دے تو بھی اچھے طریقے سے....

ہمارے ہاں بدقسمتی سے یہ فضاء ہے کہ اگر خدانخواستہ میاں بیوی میں نہیں بنتی تو تب بھی ایک دوسرے کو گھسیٹیں گے اور مرد حضرات تو بعض دفعہ بہت زیادتی کرتے ہیں نہ اچھی طرح سے رکھتے ہیں نہ طلاق دیتے ہیں یہ بہت بڑا ظلم ہے....

تیسری بات یہ کہ بیٹی کی شادی کرنے کے بعد ہمارے ہاں بچی کے والدین کا رویہ نامناسب ہوتا ہے خواہ مخواہ بیٹی اور داماد کے معاملات میں مداخلت کی جاتی ہے اور چھوٹی چھوٹی بات پر بیٹی کو گھر بیٹھا دیتے ہیں جس کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان ہوتے ہیں کئی سارے واقعات پیش آچکے ہیں کہ قتل وخونریزی ہوئی اور اس طرح دو خاندان بربادی کے گڑھے میں جا گرے....اس رویہ اور طریقہ کار کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے یہ جاہلانہ اور ہندوانہ ذہنیت ہے مسلمان گھرانوں میں ان چیزوں کی قطعاً گنجائش نہیں ہے.... بیٹی اور داماد کے ساتھ خیر خواہانہ اور صلح پسندی کا رویہ رکھیں اور پھر اس کے فائدے دیکھیں....

(ماہنامہ ''محاسن اسلام'' فروری 2008ء)

دریائے نیل کے نام خط کا عجیب واقعہ

روایت ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو مصر والے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہماری قدیم عادت ہے کہ اس مہینے میں دریائے نیل کی بھینٹ چڑھاتے ہیں اور اگر نہ چڑھائیں تو دریا میں پانی نہیں آتا.... ہم ایسا کرتے ہیں کہ اس مہینے کی بارہویں تاریخ کو ایک باکرہ لڑکی کو لیتے ہیں جو اپنے ماں باپ کی اکلوتی ہو.... اس کے والدین کو دے دلا کر رضامند کر لیتے ہیں اور اسے، بہت عمدہ کپڑے، بہت قیمتی زیور پہنا کر.... بنا وسنوار کر اس نیل میں ڈال دیتے ہیں تو اس کا پانی چڑھتا ہے ورنہ پانی چڑھتا نہیں.... سپہ سالارِ اسلام حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتح مصر نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہلانہ اور احمقانہ رسم ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا اسلام تو ایسی عادتوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے تم ایسا نہیں کر سکتے.... وہ باز رہے....

دریائے نیل کا پانی نہ چڑھا.... مہینہ پورا نکل گیا لیکن دریا خشک پڑا ہوا ہے لوگ تنگ آ کر ارادے کرنے لگے کہ مصر کو چھوڑ دیں.... یہاں کی بود و باش ترک کر دیں.... اب فاتح مصر کو خیال گزرتا ہے اور دربار خلافت کو اس سے مطلع فرماتے ہیں اسی وقت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ آپ نے جو کیا اچھا کیا.... اب میں اپنے اس خط میں ایک پرچہ دریائے نیل کے نام بھیج رہا ہوں تم اسے لے کر دریائے نیل میں ڈال دو.... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پرچے کو نکال کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ: خط ہے اللہ تعالیٰ کے بندے امیر المومنین عمر کی طرف سے اہل مصر کے دریائے نیل کی طرف.... بعد حمد وصلوٰۃ کے مطلب یہ ہے کہ اگر تو اپنی طرف سے اور اپنی مرضی سے بہہ رہا ہے تو خیر نہ بہہ.... اور اگر اللہ تعالیٰ واحد و قہار تجھے جاری رکھتا ہے تو ہم اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ تجھے رواں کر دے.... یہ پرچہ لے کر حضرت امیر عسکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل میں ڈال دیا.... ابھی ایک رات بھی گزرنے نہ پائی تھی کہ دریائے نیل میں سولہ ہاتھ گہرائی کا پانی چلنے لگا اور اسی وقت مصر کی خشک سالی تر سالی سے.... گرانی ارزانی سے بدل گئی.... خط کے ساتھ ہی خطہ کا خطہ سرسبز ہو گیا اور دریا پوری روانی سے بہتا رہا.... اس کے بعد سے ہر سال جو جان چڑھائی جاتی تھی وہ بچ گئی اور مصر سے اس ناپاک رسم کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو گیا (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۱۳)

بے مثال سخاوت کا عجیب واقعہ

نام بھی مظفر تھا اور رہتے بھی مظفر نگر میں تھے.... پورا نام تھا ”نواب مظفر علی خان“ مظفر نگر آج کل تو ہندوستان میں ایک ضلع ہے.... ان بھلے وقتوں میں نواب صاحب کی جاگیر تھی.... نواب صاحب کو تعمیرات کا شوق تھا.... اسی شوق براری کیلئے اپنے ایک وسیع وعریض باغ کے بیچوں بیچ ایک بنگلہ بنوایا.... خرچ بھی خوب کیا اور نگرانی بھی خود کی.... بن کر تیار ہوا تو دیکھنے والوں نے کہا: ”کہنے کو تو بنگلہ ہے مگر حقیقت میں محل ہے“.... واقعتاً تھا بھی ایسے ہی لوگ دیکھتے اور دانتوں تلے انگلیاں دبا لیتے....

نواب صاحب کا ارادہ تھا کہ اس کا افتتاح بڑی شان و شوکت سے کریں گے.... اسی ارادے کے پیش نظر صفائیاں دھلائیاں وغیرہ ہو رہی تھیں.... ریشمی پردے اور فرش فروش بچھائے جا رہے تھے.... آرائش و زیبائش کا کام آخری مراحل میں تھا کہ انہی دنوں مظفر نگر کے رہائشی ایک غریب آدمی کی بیٹی کی شادی طے پا گئی.... لڑکے والوں نے کہا: ہم بارات میں سو آدمی لائیں گے.... لڑکی والوں کی پریشانی تھی کہ بارات ٹھہرائیں گے کہاں؟ اس زمانے میں میرج ہال تو تھے نہیں.... غریب باپ اسی سوچ اور فکر میں غلطاں تھا کہ ایک خیر خواہ سیانے نے کہا ”بارات ٹھہرانے کی جگہ تو میں بتا دیتا ہوں لیکن اگر......“

غریب باپ نے حیران اور سوالیہ نگاہوں سے اپنے خیر خواہ کو دیکھا اور پوچھا: ”لیکن...... اگر کیا؟“

”اگر تمہاری قسمت اچھی ہو اور نواب مظفر خان مان جائیں“.... ”کیا مطلب؟“

مطلب یہ کہ نواب صاحب نے جو نیا بنگلہ بنایا ہے وہ بالکل خالی ہے.... انہوں نے ابھی اس میں رہائش تو اختیار نہیں کی.... ایک دو دن تمہاری بیٹی کی بارات ٹھہر جائے تو کوئی مسئلہ نہیں.... صفائیاں وغیرہ تو ویسے بھی ابھی ہو رہی ہیں.... نواب صاحب رحم دل اور غریب پرور آدمی تھے.... لڑکی کا باپ نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بڑی لجاجت سے اپنی حاجت پیش کر دی....

”بنگلہ میں دے دوں گا مگر ایک شرط ہے“.... نواب صاحب نے منہ پکا کر کے کہا.... ”سرکار! میں غریب مسکین آپ کی شرط کیا پوری کر سکتا ہوں؟ ویسے جو حکم دیں گے پورا کروں گا“.... کریم بخش عرف کریمو نے ہاتھ جوڑ کے کہا.... نواب صاحب مسکرائے اور فرمایا:

''جتنے دن بارات ٹھہرے گی اس کا تین وقت کا کھانا بھی میری طرف سے ہوگا''.... کریم بخش کی آنکھوں میں احسان مندی سے آنسو آ گئے.... اس نے پگڑی کے پلو سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا: ''نواب صاحب! آپ نے مجھے خرید لیا ہے.... ساری زندگی بھی لٹا دوں تو آپ کے احسان کا بدلہ نہیں ہو سکتا''.... نواب صاحب نے کہا: ''میاں کریمو! اب میرے بنگلے کا افتتاح تمہاری بیٹی کی بارات سے ہی ہوگا.... یہ لو چابیاں اور جہاں مزید صفائی کی ضرورت ہو خود ہی کر لینا''....

بارات دو دن بنگلے میں ٹھہری اور زردے.... پلاؤ اور متنجن کی دیگیں پک پک کر آتی رہیں.... رخصتی کے وقت عورتوں بچوں سمیت ہر باراتی کو ایک ایک جوڑا بھی نواب صاحب کی طرف سے دیا گیا.... بارات رخصت ہوئی تو کریم بخش احسان کے بوجھ تلے دبا.... شکریے کے احساس میں ڈبڈباتی آنکھوں سے نواب صاحب کی خدمت میں چابیاں واپس کرنے آیا تو نواب صاحب نے چابیوں کا گچھا لوٹاتے ہوئے کہا: ''میاں! یہ بنگلہ تو باغ سمیت ہم نے تمہاری بیٹی کو دے دیا بلکہ اسی وقت دے دیا تھا جب تم بارات کے ٹھہرانے کی اجازت لینے آئے تھے.... اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سخاوت کی دولت سے نوازیں امین (ضرب مؤمن)

مسواک کے بارے میں عبرت ناک عجیب واقعہ

علامہ ابن کثیر نے ذکر کیا ہے.... کہ ایک شخص ابو سلامہ نامی جو بصریٰ مقام کا باشندہ اور نہایت بے باک اور بے غیرت تھا اس کے سامنے مسواک کے فضائل ومناقب اور محاسن کا ذکر آیا تو اس نے ازراہ غیظ وغضب قسم کھا کر کہا کہ میں مسواک کو اپنی سرین میں استعمال کروں گا.... چنانچہ اس نے اپنی سرین میں مسواک گھما کر اپنی قسم کو پورا کر کے دکھایا.... اور اس طرح مسواک کے ساتھ سخت بے حرمتی اور بے ادبی کا معاملہ کیا جس کی پاداش میں قدرتی طور پر ٹھیک نو مہینہ بعد اس کے پیٹ میں تکلیف شروع ہوئی.... اور پھر ایک (بدشکل) جانور جنگلی چوہے جیسا اس کے پیٹ سے پیدا ہوا جس کے ایک بالشت چار انگلی کی دم، چار پیر، مچھلی جیسا سر اور چار دانت باہر کی جانب نکلے ہوئے تھے، پیدا ہوتے ہی یہ جانور تین بار چلایا جس پر اس کی بچی آگے بڑھی اور سر کچل کر اس نے جانور کو ہلاک کر دیا اور تیسرے دن یہ شخص بھی مر گیا.... (فضائل مسواک صفحہ ٥٠)

بسم اللہ کی برکت وتاثیر کا عجیب واقعہ

ایک عورت کا شوہر منافق تھا اور اس عورت کی یہ حالت تھی کہ ہر چیز پر خواہ وہ قول ہو یا فعل ہو.... بسم اللہ کہتی تھی... اس کے شوہر کو اس کی یہ حرکت ناگوار تھی... اس نے سوچا کہ کبھی اسے شرمندہ کروں گا... چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو ایک تھیلی دی اور اس سے کہا کہ اس کو محفوظ رکھنا... اس عورت نے اس کو ایک جگہ رکھ کر چھپا دیا... شوہر نے عورت کو غافل پا کر وہ تھیلی اور جو کچھ اس میں تھا... لے لیا اور اس کو کنویں میں پھینک دیا جو اس کے گھر میں تھا ... اس کے بعد اس سے وہ تھیلی طلب کی جب وہ عورت اس تھیلی کی جگہ آئی اور بسم اللہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ ... فوراً نیچے جاؤ اور اس تھیلی کو اسی جگہ پر رکھ دو... اس عورت نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا تا کہ اس کو لے سکے چنانچہ جس طرح اس نے اشرفی کی تھیلی کو رکھا تھا اسی طرح اس کو اُٹھایا اور شوہر کے حوالے کر دیا... یہ دیکھ کر اس کا شوہر بہت متعجب ہوا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اس کی طرف رجوع کیا... (حوالہ انوار قلیوبی)

ڈاڑھی سیاہ ہونے کا عجیب وغریب واقعہ

غلام محمد صاحب نے صدق جدید لکھنو مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۶ء کے حوالہ سے لکھا ہے: مکارم احسن (مولانا کے چھوٹے بھائی) کا بیان ہے کہ مرض الموت میں اکثر یہ فرماتے تھے کہ جنت میں کوئی بوڑھا نہ جائے گا.... ہر شخص جوان ہو کر جائے گا.... چنانچہ جیسے وہ اپنے وقت موعود کے قریب ہوتے جا رہے تھے.... ان میں جوش ومسرت بڑھتا جا رہا تھا.... یہاں تک کہ جس رات سفر آخرت طے تھا اس میں تو فرط انبساط سے بے قابو ہوتے جا رہے تھے.... اور اسی عالم فرحت میں بظاہر سو بھی گئے.... جب صبح ان کی روح پرواز کر چکی تھی.... تو چہرہ پر گوشت تر وتازہ تھا.... سفید ڈاڑھی بالکل سیاہ تھی.... اور لاغر ونزار جسم بالکل گداز تھا.... اس منظر کو مکارم احسن صاحب ہی نے نہیں دیکھا بلکہ ہر شریک جنازہ نے حیرت کی آنکھ سے دیکھا اور اس میں لذت روحانی محسوس کی.... مولانا کے جنتی ہونے کی اس سے زیادہ واضح نشانی اور کیا ہو سکتی ہے (حیات مولانا گیلانی)

تقویٰ کا عجیب واقعہ

حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پر ایک زہریلا قسم کا پھوڑا ہو گیا تھا جس نے رفتہ رفتہ ساری پنڈلی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا..... جب وہ زخم اوپر بڑھنے لگا تو اس وقت فلصین کے اصرار پر آپ ٹانگ کٹوانے پر راضی ہو گئے.....

جب آپکی ٹانگ کاٹی گئی تو ڈاکٹروں کو خطرہ تھا کہ شاید آپ جانبر نہ ہو سکیں گے ..... کرنل امیر الدین صاحب گھبرائے ہوئے تھے اور ٹانگ کاٹ رہے تھے اور ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب ٹانکے لگا رہے تھے اور کرنل ڈاکٹر ضیاء اللہ صاحب نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے..... وہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ مفتی صاحب بھی پریشان ہوں گے مگر آپ بالکل مطمئن تھے اور فرمایا کہ میرے لئے تو آج عید ہے"

ٹانگ کاٹنے سے قبل حسب دستور ڈاکٹروں نے ایسی دوا دینی چاہی کہ شدید تکلیف کا احساس نہ ہو یا ہو تو کم ہو..... مگر حضرت مفتی صاحب نے کوئی ایسی دوا لینے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا: "مجھے میرے حال پر چھوڑ کر آپ اپنا کام شروع کریں"

ستر برس کی عمر ڈاکٹر صاحبان بڑے پریشان تھے طوعاً و کرہاً ایک ٹیکہ لگا کر ران کاٹنی شروع کر دی اس میں تقریباً ایک گھنٹہ لگا..... آپریشن کے وقت جس ڈاکٹر نے آپ کے نبض پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اُن کا بیان ہے کہ: "حیرت ہے کہ آپریشن کے شروع سے اختتام تک نبض کی رفتار میں سر مو فرق نہیں آیا اس آپریشن کے بعد جو درد ہوتا ہے اس کی شدت کا اور کوئی فرد مقابلہ نہیں کر سکتا مگر حضرت جس بشاشت کے ساتھ آپریشن روم میں داخل ہوئے تھے اسی کے ساتھ واپس ہوئے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں"۔

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کو تشریف لائے تو آپ نے اس استقامت کا (جو کہ ٹانگ کٹنے کے وقت تھی) راز پوچھا آپ نے فرمایا: "میں اس وقت اس تکلیف کے اجر جزیل کو خوشی میں جو متشکل ہو کر سامنے آ گیا تھا ایسا محو ہوا کہ مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا ہو رہا ہے.....

ف: یہ عین الیقین کا مقام تھا کہ تکلیف تک احساس نہ ہوا..... (تذکرہ حسن ص ۵۰)

حیرت انگیز ایثار کا عجیب واقعہ

ابو محمد الازدی نے ایثار و قربانی کا ایک حیرت انگیز واقعہ بیان کیا ہے.... وہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ ”مرو کی مسجد“ میں آگ لگ گئی مسلمانوں کو شبہ ہوا کہ یہ حرکت عیسائیوں کی ہے... غصے میں آ کر انہوں نے عیسائیوں کے کلیساؤں اور عبادت گاہوں میں آگ لگا دی اور انہیں جلا ڈالا... وقت کے بادشاہ کو یہ حرکت ناگوار گزری. اس نے ان لوگوں کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا... جنہوں نے عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں آگ لگائی اور انہیں جلایا تھا... مسلمانوں کی ایک جماعت اس سلسلہ میں گرفتار ہوئی اور سلطان کے سامنے پیش کی گئی کہ وہ ان کے لیے سزا تجویز کرے... سلطان نے چند پرچیوں پر یہ الفاظ لکھے...

۱-کوڑے کی سزا ۲-ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا ۳-قتل کی سزا

اور یہ پرچیاں گرفتار شدگان پر پھینک دی گئیں... جس کے حصہ میں جو پرچی آئی اس کے لیے وہی سزا نافذ کرنے کا حکم ہوا... جو اس میں لکھی تھی... قتل کی پرچی ایک شخص پر پڑی... اس نے کہا: ”خدا کی قسم میں قتل ہونے سے نہیں ڈرتا... لیکن رہ رہ کے مجھے اپنی ماں کا خیال آتا ہے... میرے بعد اس کا کوئی سہارا نہیں رہ جائے گا... نہ کوئی بہن ہے... نہ بھائی... نہ کوئی اور عزیز...“

پاس ہی ایک اور نوجوان موجود تھا... اس پر جو پرچی پڑی تھی... اس میں کوڑے کی سزا لکھی ہوئی تھی... اس نے کہا...

”میری ماں کا انتقال ہو چکا ہے... تم ایسا کرو... اپنی پرچی مجھے دے دو اور میری پرچی تم لے لو... میں قتل ہو جاؤں گا... تم کوڑے کی سزا بھگت لینا...“

اس نوجوان نے اپنے دوست کی پیشکش قبول کر لی۔ چنانچہ دونوں نے اپنی پرچیاں بدل لیں... وہ جوان قتل کر دیا گیا... اور یہ کوڑے کی سزا بھگت کر اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا..

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سرعت رفتار کا عجیب واقعہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام! کبھی تمہیں آسمان سے مشقت کے ساتھ بڑی جلدی اور فوراً بھی زمین پر اُترنا پڑا ہے... جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مجھے فی الفور بڑی سرعت کے ساتھ زمین پر اترنا پڑا ہے... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... وہ چار مرتبہ کس موقع پر؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ایک تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو میں اس وقت عرش الہی کے نیچے تھا... مجھے حکم ہوا کہ جبرئیل! خلیل کے آگ میں پہنچنے سے پہلے پہلے فوراً میرے خلیل کے پاس پہنچو... چنانچہ میں بڑی سرعت کے ساتھ فوراً خلیل کے پاس پہنچا... دوسری بار جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن اطہر پر چھری رکھ دی گئی تو مجھے حکم ہوا کہ چھری چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچوں اور چھری کو الٹا دوں... چنانچہ میں چھری چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچ گیا اور چھری کو چلنے نہ دیا... تیسری مرتبہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے زمین پر پہنچوں اور کنویں سے ایک پتھر نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اس پتھر پر با آرام بٹھادوں... چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا... اور چوتھی مرتبہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ کافروں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دندان مبارک شہید کیا تو مجھے حکم الہی ہوا کہ میں فوراً زمین پر پہنچوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کا خون زمین پر نہ گرنے دوں اور زمین پر گرنے سے پہلے ہی میں وہ خون مبارک اپنے ہاتھوں میں لے لوں...

یارسول اللہ! خدا نے مجھے فرمایا تھا... جبرئیل! اگر میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ خون زمین پر گر گیا تو قیامت تک زمین میں سے نہ کوئی سبزی اُگے گی... اور نہ کوئی درخت... چنانچہ میں بڑی تیزی کے ساتھ زمین پر پہنچا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کو اپنے ہاتھ پر لے لیا... (روح البیان)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا عجیب واقعہ

ڈاکٹر نور احمد نور لکھتے ہیں کہ میں سعودی عرب میں بریدہ کے مقام پر اپنا مطب چلاتا تھا یہ ۱۹۶۸ء کی بات ہے۔ جمعہ کے دن زیارت کیلئے مدینہ منورہ گیا۔ وہاں ایک ڈاکٹر دوست کے ہاں قیام کیا۔ اتفاق کی بات کہ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت اس روز خراب تھی اور مریض ان کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے مجھ سے مریضوں کو دیکھنے کی درخواست کی میں مریضوں کو دیکھتا رہا ایک بدو نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کے ساتھ احد پہاڑ تک چلوں وہاں ایک مریض کو دیکھنا ہے۔ میں اسکے ساتھ احد پہنچا شہداء احد کے قبرستان کے قریب ہی ایک خیمے میں وہ مریض موجود تھا۔ میں نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا اسکے بعد وہ بوڑھا بدو مجھے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک پر لے گیا۔

اس نے بتایا کہ آج سے تقریباً پچاس سال پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر نیچے وادی میں تھی... ایک مرتبہ زبردست بارش ہوئی... اس سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر زیر آب آ گئی... حجاز کے حکمران شریف مکہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواب میں زیارت ہوئی... حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا:

بارش کا پانی تنگ کر رہا ہے... اس کا بندوبست کرو... شریف مکہ نے علماء کرام کو بلا کر ان سے مشورہ کیا... مشورے کے بعد قبر کو کھودا گیا... پانی واقعی نعش تک پہنچا ہوا تھا... چنانچہ نعش کو اونچی جگہ منتقل کرنیکا پروگرام بنا... بوڑھے بدو نے بتایا قبر کھودنے والوں میں وہ بھی شامل تھا... کھدائی کے دوران کدال کی معمولی سی ضرب غلطی سے نعش کے ٹخنے پر جا لگی... سب لوگ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ وہاں سے خون جاری ہو گیا تھا... چنانچہ اس جگہ پر پٹی باندھی گئی...

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کو کھولا گیا تو دیکھا جسم کے نچلے حصے پر کفن موجود تھا زخم سے تازہ خون رس رہا تھا۔ آپ کی آنکھ نکلی ہوئی تھی کان اور ناک کٹے ہوئے تھے اور پیٹ چاک تھا وہاں موجود سب لوگوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی اور اسی حالت میں انہیں اونچی جگہ پر دوبارہ دفن کیا گیا آج جو لوگ مرنے کے بعد کی زندگی کا انکار کرتے ہیں یہ زندہ جاوید واقعہ ان کو غلط ثابت کرنے کیلئے کافی ہے اگر مرنے کے بعد کوئی زندگی نہ ہوتی تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین میں اس طرح محفوظ نہ ہوتے آپ کو شہید ہوئے تو چودہ سو سال بیت چکے ہیں۔ اللہ اکبر۔ (رسالہ ڈاکٹر انور)

خدمت خلق کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کا واقعہ ہے کہ سردیوں کی ایک رات میں حضرت مفتی صاحب ؒ بذریعہ ریل گاڑی تھانہ بھون کے اسٹیشن پر اترے..... قصبہ اسٹیشن سے کافی دور تھا..... درمیان میں کھیت اور غیر آباد زمینیں تھیں..... بجلی بھی نہیں تھی رات کے وقت قلی یا سواری ملنا ناممکن تھا..... چند مسافر ہوتے جو اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے گاڑی حسب معمول رکی اور روانہ ہو گئی..... اسٹیشن پر ہو کا عالم تھا جنگل اور اندھیری رات..... اسٹیشن سے قیام گاہ تک آمدورفت عموماً پیدل ہوتی تھی..... حضرت مفتی صاحب ؒ تنہا تھے سامان بھی ساتھ نہ تھا..... اچانک آواز آئی "قلی" "قلی" یہ آواز بار بار آ رہی تھی..... اب اس میں گھبراہٹ بھی شامل ہو گئی تھی کوئی صاحب مع اہل وعیال اسی گاڑی سے اترے..... قلی ہو تو ملے وہاں ایسا قلی نہ تھا جو آبادی تک سامان پہنچا دے..... یہ مفتی صاحب ؒ کے ایک واقف کار تھے اور عقیدت مندانہ ملتے تھے..... مفتی صاحب ؒ سے اپنا بوجھ اٹھوانے پر ہرگز راضی نہ ہوتے یا عمر بھر ندامت کے بوجھ میں دبے رہتے.....

حضرت مفتی صاحب ؒ نے فرمایا کہ میں نے جلدی سے سر پر رومال لپیٹ کر اوپر سے چادر ڈالی اور مزدورانہ ہیئت تیزی سے پہنچ کر کہا:.....

"سامان رکھواؤ کہاں جانا ہے"؟

انہوں نے مختصر پتہ بتا کر سر پر سامان لادنا شروع کر دیا..... پہلا بکس ہی اتنا بھاری تھا کہ مفتی صاحب ؒ نے کبھی نہ اٹھایا تھا..... اس پر دوسرا بکس رکھا..... تیسرا عدد اور مفتی صاحب ؒ کی بغل میں تھمانا چاہتے تھے..... مفتی صاحب ؒ نے دونوں ہاتھوں سے بمشکل ان بکسوں کو سنبھالتے ہوئے کہا کہ:.....

"حضور میں کمزور آدمی ہوں زیادہ نہیں اٹھا سکتا..... یہ (تیسرا عدد) آپ سنبھال لیں"

یہ مختصر قافلہ روانہ ہوا بوجھ سے پاؤں ڈگمگا رہے تھے مگر حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی اس کمزوری کو ٹارچ (بیٹری) نے چھپا لیا تھا جو انہیں راستہ دکھا رہی تھی اور مفتی صاحب کی

طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ دیتی تھی ان کی قیام گاہ پر سامان اتارا وہ یہ کہہ کر ذرا اندر گئے کہ" ابھی آکر پیسے دیتے ہیں..... 'حضرت مفتی صاحبؒ وہاں سے غائب ہو گئے.....

اگلے دن وہ صاحب خانقاہ میں حسب سابق بڑی تعظیم سے ملے ..... مگر انہیں کیا معلوم وہ ایک ''قلی'' سے مل رہے ہیں.... (البلاغ فقیہ اعظم)

ادائیگی زکوٰۃ کی برکت کا عجیب واقعہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''آپ بیتی'' میں لکھتے ہیں:

میں نے اپنے بچپن میں اپنے والد صاحب سے اور دوسرے لوگوں سے بھی یہ قصہ سنا ... کہ ضلع سہارن پور میں ''بہٹ'' سے آگے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں... اس کے قرب وجوار میں بہت سی کوٹھیاں کاروباری تھیں... جن میں ان انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے ... اور ان کے مسلمان ملازم کام کیا کرتے تھے... وہ انگریز دہلی ... کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں رہتے تھے... کبھی کبھی معائنہ کے طور پر آکر اپنے کاروبار کو دیکھ جاتے تھے...

ایک دفعہ اس جنگل میں آگ لگی... قریب قریب ساری کوٹھیاں جل گئیں... ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگا ہوا گیا... اور جا کر واقعہ سنایا کہ... حضور... سب کی کوٹھیاں جل گئیں آپ کی بھی جل گئی... وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا... نہایت اطمینان سے لکھتا رہا ... اس نے التفات بھی نہیں کیا... ملازم نے دوبارہ زور سے کہا کہ حضور سب جل گیا... اس نے دوسری دفعہ بھی لاپروائی سے جواب دے دیا کہ میری کوٹھی نہیں جلی اور بے فکر لکھتا رہا...

ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا کہ ... میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس لیے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا... وہ ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگا ہوا گیا تھا کہ صاحب کہیں گے کہ ہمیں خبر بھی نہیں کی... وہ انگریز کی اس لاپروائی سے جواب کو سن کر واپس آ گیا... آ کر دیکھا تو واقعی میں سب کوٹھیاں جل چکی تھیں... مگر اس انگریز کی کوٹھی باقی تھی....

ایک خلیفہ کی موت کا عجیب عبرت انگیز واقعہ

اس چندروزہ زندگی پر مغرور عباسی خلفاء میں سے ایک خلیفہ واثق باللہ تھا... لیلائے اقتدار نے اس کو موت سے فراموش کردیا تھا... وہ یہ سمجھتا تھا کہ اقتدار کا نشہ دائمی ہے... لیکن مولانا مناظر احسن گیلانی قدس سرہ نے تاریخ کے اوراق سے اس واثق باللہ عباسی کی موت کا جو واقعہ تحریر کیا ہے... وہ نہ صرف سبق آموز ہے... بلکہ عبرت انگیز بھی...

مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الذہبی نے مختصر دول الاسلام میں نقل کیا ہے ... کہ الواثق باللہ کا جب خادم خاص جو ''الواثقی'' کے نام سے مشہور تھا... اس کا بیان ہے ... کہ واثق جب بیمار ہوا تو اس کی تیمارداری مجھ سے متعلق تھی... حالت واثق کی جب خراب ہوئی... تو میں نے دیکھا کہ اس پر غشی طاری ہوگئی ہے... میں نے محسوس کیا کہ وہ ختم ہوگیا ہے... پاس میں جو لوگ تھے... ان کو بلایا اور ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ واثق کے قریب جا کر واقعی دیکھے... کہ اس کی روح پرواز کر چکی یا کچھ زندگی کی رمق باقی ہے... لیکن کسی کو اس کے قریب جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی... آخر میں ہی دل کو مضبوط کر کے آگے بڑھا... میں نے آہستہ سے اس کی ناک پر سانس کا پتہ چلانے کے لیے انگلی رکھی کہ اچانک واثق نے آنکھیں کھول دیں... الواثقی کہتا ہے... کہ نہ پوچھو کہ اس واقعہ کا مجھ پر کیا اثر مرتب ہوا... اس کے الفاظ ہیں... ''فکدت ان اموت''... (اتنا گھبرایا کہ قریب تھا کہ میں خود مرجاتا)... گھبراہٹ اس بات کی تھی کہ موت کے انتساب کو واثق کی زندگی ہی میں گویا ممکن قرار دے دیا (کیونکہ بادشاہوں اور امراء کے لیے سب سے بری اور قابل نفرت شے تو موت ہے... جو دنیا کی عیش وعشرت اور تمام لذتوں سے ان کے تعلق اور رشتہ کو منقطع کردیتی ہے)... بازپرس کے خوف نے اس پر یہ ہیبت طاری کی... لیکن خیر گزری کہ واثق کی آنکھیں آخری دفعہ کھلی تھیں... اور پھر ہمیشہ کے لیے بند ہوگئیں...

الواثقی کہتا ہے کہ ڈر کے مارے میں گر پڑا تھا... تلوار تک ٹوٹ گئی... اور میرے

بدن میں کچھ گھس بھی گئی... بہر حال الواثق واقعی اس کے بعد مر گیا... تب واثقی نے یہ یقین کر لینے کے بعد کہ در حقیقت اب خلیفہ کی روح پرواز کر چکی ہے... لاش پر چادر ڈال دی... اس عرصہ میں واثقی کو محسوس ہوا کہ آنکھوں کے سامنے کوئی چیز حرکت کر رہی ہے... وہ پھر گھبرایا... چادر اُٹھائی تو دیکھتا ہے کہ... ایک چوہا واثق کی آنکھیں نکالے بھاگے جاتا ہے ... بے ساختہ زبان پر واثقی کے جاری ہو گیا... لا الہ الا اللہ... یہی آنکھ تھی جس کی معمولی حرکت سے کچھ دیر پہلے میں مرنے کے قریب ہو گیا تھا... گر پڑا... تلوار ٹوٹی اور چند لمحوں کے بعد اسی آنکھ کو ایک چوہا نکال کر لے بھاگا... (مختصر دول الاسلام للذہبی)

امام ابوزُرعہ رحمہ اللہ کے عجیب وغریب آخری لمحات

ان کے انتقال کا واقعہ بھی عجیب ہے.... ابو جعفر تستری کہتے ہیں کہ "ہم جان کنی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئے اس وقت ابو حاتم.... محمد بن مسلم.... مندر بن شاذان اور علماء کی ایک جماعت وہاں موجود تھی ان لوگوں کو تلقین میت کی حدیث کا خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "لقنوا اموا تکم لا الہ الا اللہ" (اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو) مگر ابوزرعہؒ سے شرما رہے تھے اور ان کو تلقین کی ہمت نہ ہو رہی تھی.... آخر سب نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین کی حدیث کا مذاکرہ کرنا چاہیے.... چنانچہ محمد بن مسلم نے ابتداء کی حدثنا الضحاک بن مخلد عن عبدالحمید بن جعفر اور اتنا کہہ کر رک گئے باقی حضرات نے بھی خاموشی اختیار کی.... اس پر ابوزرعہ نے اسی جان کنی کے عالم میں روایت کرنا شروع کیا.... اور اپنی سند بیان کرنے کے بعد متن اپنی حدیث پر پہنچے....

من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ.... اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ طاہر روح قفس عنصری سے عالم قدسی کی طرف پرواز کر گیا.... پوری حدیث یوں ہے "من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ (یعنی جس کی زبان سے آخری الفاظ لا الہ الا اللہ نکلے وہ جنت میں داخل ہو گا).... (جواہر پارے)

شاہ جی عبداللہ شاہ دیوبندی کی عجیب وغریب ضیافت

دیوبند میں ایک بزرگ تھے شاہ جی عبداللہ شاہ..... گزراوقات کے لئے انہوں نے گھاس کھودنے کا مشغلہ اختیار کیا تھا، گھاس کھود کر گٹھڑی بناتے اسے بیچتے اور اس سے گزراوقات کرتے اور گٹھڑی کی قیمت متعین تھی چھ پیسے نہ کم لیتے تھے نہ زیادہ..... بارہ مہینے ایک ہی قیمت تھی..... دیوبند کے لوگوں کا یہ حال تھا کہ جو لوگ اپنے جانوروں کے لئے گھاس خریدنے آتے تھے تو ہر ایک کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ شاہ جی کی گٹھڑی میں خرید لوں..... حالانکہ سینکڑوں گھسیارے اپنی اپنی گٹھڑیاں لئے بیٹھے رہتے تھے لیکن ان سے کوئی نہ خریدتا تھا..... بلکہ شاہ جی کو ترجیح دیتے تھے کہ اس میں ہمارے جانوروں کے لئے بھی برکت ہوگی اور ہمارے گھر میں بھی، اسی لئے پہلے سے انتظار میں کھڑے رہتے تھے جب دیکھا کہ شاہ جی سر پر گٹھڑی لئے آرہے ہیں تو سب لوگ خریدنے کو دوڑتے تھے..... جس نے گٹھڑی پر پہلے ہاتھ رکھ دیا بس گٹھڑی اسی کی ہو جاتی تھی..... اور وہیں پر گٹھڑی ڈال دیتے تھے..... چھ پیسے لئے اور کہہ دیا کہ لے جاؤ اپنی گٹھڑی، پھر ان چھ پیسوں میں ان کے یہاں یہ طریق تھا کہ دو پیسے تو وہیں صدقہ کر دیتے اور دو پیسے گھر کا خرچ تھا..... ایک کوڑی کی لکڑی لی، ایک پائی کا تیل لیا، ایک ادھیلہ کا آٹا لیا سستا زمانہ تھا..... دو پیسے میں خاندان کا گزر ہوتا تھا، اور دو پیسے جمع کر لیا کرتے تھے..... سال بھر میں جب آٹھ دس روپے جمع ہو جاتے تو ہمارے اکابر کی دعوت کیا کرتے تھے..... جن میں مثلاً حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ وغیرہ وغیرہ ہوتے تھے..... (خطبات طیب)

حکمت سے علاج کا عجیب واقعہ

نادر شاہ نے جب دہلی کی لوٹ مار کر کے اپنے وطن لوٹنے کا ارادہ کیا تو یہاں سے مال ودولت کے ساتھ ساتھ مختلف، ماہر علوم وفنون کو بھی اپنے ساتھ لے گیا... انہیں لوگوں میں

حکیم علوی خان (۱۷۴۹ء) کی ذات گرامی بھی شامل تھی... راستے میں ایک مقام پر پہنچنے کے بعد نادر شاہ نے حکیم صاحب سے کہا کہ اس وقت میں بہت بیمار ہوں... تم میرا علاج کرو لیکن نہ تو میں کوئی دوا کھاؤں گا... اور نہ ہی بیرونی طور پر کوئی دوا لگاؤں گا... قارورہ و نبض بھی نہیں دکھاؤں گا... لیکن تمہیں میرا مرض ٹھیک کرنا ہوگا...

حکیم صاحب اس بات سے پہلے تو کچھ پریشان سے ہوئے... مگر اپنی ذہانت اور فنی مہارت کے بھروسہ پر نادر شاہ سے کہنے لگے... کہ مجھے کچھ مہلت چاہیے... ان شاء اللہ کوئی مناسب تدبیر کی جائے گی... یہ کہہ کر وہاں سے جانے لگے... تو بادشاہ کے چہرے پر غور سے ایک نظر ڈالی... اس کی آنکھیں اور چہرہ سرخ تھا... اور اس پر تھکن کے آثار نمایاں تھے... مزاج میں چڑچڑاپن بھی تھا... ان علامتوں سے حکیم صاحب فوراً سمجھ گئے کہ آج شدید گرمی ہے... جس کی وجہ سے بادشاہ کو درد سر لاحق ہے...

اپنے مقام پر واپس آکر انہوں نے سدا گلاب کا ایک پنکھا تیار کروایا... اور اس کو عطر خس میں معطر کیا... پھر اس کو لے کر بادشاہ کے پاس پہنچے اور پنکھا جھلنے لگے... پھولوں کی خوشبو جب بادشاہ کے دماغ تک پہنچی تو اس سے روح قلب و دماغ کو فرحت ملی اور اتنا آرام ملا کہ نیند آگئی... جب وہ سو کر اُٹھا تو درد سر غائب ہو چکا تھا اور چہرہ پر خشکی و تھکن کے جو آثار تھے... وہ بھی ختم ہو چکے تھے... اور بادشاہ اپنے آپ کو ہشاش بشاش محسوس کر رہا تھا... اپنی بیماری سے نجات پا کر بادشاہ کو بہت خوشی ہوئی... اس نے علوی خان کو بلا کر ان کی عقل مندی کی داد دی... اور کہا کہ جو مانگنا چاہو مانگو... حکیم صاحب اس وقت دنیا کی جو نعمت مانگنا چاہتے مانگ سکتے تھے... مگر دنیا کی مال و دولت کے آگے ان کو اپنا وطن زیادہ عزیز تھا... کہنے لگے... آپ مجھے میرے وطن واپس بھیج دیجئے... نادر شاہ نے بادل ناخواستہ اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے انہیں مال و دولت سے بھی نوازا... اور پھر وطن واپس بھیجنے کی اجازت دیدی.... اس طرح حکیم صاحب اس کے چنگل سے آزاد ہو کر دہلی واپس آ گئے....

ایک بادشاہ کی موت کا عجیب واقعہ

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک غار میں دیکھا کہ ایک عظیم الخلقۃ آدمی چت لیٹا ہوا پڑا ہے اور اس کے پاس ایک پتھر رکھا ہے جس پر لکھا ہوا ہے "میں دوستم بادشاہ ہوں، میں نے ایک ہزار سال حکومت کی، ایک ہزار شہر فتح کیے، ایک ہزار لشکروں کو شکست دی اور ایک ہزار کنواری عورتوں کے ساتھ شب زفاف کا لطف اٹھایا، آخر میرا انجام یہ ہوا کہ مٹی میرا بچھونا اور پتھر میرا تکیہ ہے پس جو بھی مجھے دیکھے تو وہ دنیا کے دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جیسے دنیا نے مجھے دھوکہ دیا...."

جب اسکندر مرا تو ارسطا طالیس نے کہا "اے بادشاہ تیری موت نے ہمیں سرگرم عمل کر دیا...." ایک اور دانا نے جب اسکندر کی موت دیکھی تو کہا "بادشاہ آج اس حالت میں اپنی پوری زندگی کے خطابات سے زیادہ مؤثر خطاب کر رہا ہے اور بادشاہ کا آج کا وعظ اس کی پوری زندگی کے واعظوں سے زیادہ سبق آموز ہے...."

قیصر اور اسکندر چل بسے زال اور سہراب و رستم چل بسے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے صبر کا عجیب واقعہ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخالف تھا.... اس کو پتہ چلا کہ آپ کے والد کی وفات ہو گئی.... والدہ بوڑھی تھیں.... نوے سال کے قریب عمر ہو گئی.... وہ ایک دن آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ شرع شریف میں حکم ہے کہ تم بیواؤں کا نکاح کر دو.... تمہاری والدہ چونکہ بیوہ ہو چکی ہیں میں نے سنا ہے کہ بڑی خوبصورت ہیں، حسینہ و جمیلہ ہیں.... تو میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ نکاح کروں.... حضرتؒ نے سنا تو بھانپ گئے.... فرمانے لگے بھئی! میری والدہ عاقلہ بالغہ ہیں اور اس عمر کی عورت کو شرعی طور پر اپنا فیصلہ خود کرنے کا اختیار ہوتا ہے، میں ان کے سامنے جا کر بات کر دیتا ہوں.... اس نے کہا، بہت اچھا.... حضرتؒ نے اپنے گھر کی طرف جانے کے لئے دو قدم اٹھائے تو کیا دیکھا کہ اس آدمی کے پیٹ کے اندر کوئی درد اٹھا.... اسی درد کے اندر وہ بندہ گرا اور وہیں پر اس کی موت آ گئی.... امام اعظمؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ کے صبر نے ایک بندے کی جان لے لی....

عفت وعصمت کا عجیب واقعہ

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور محدث ہیں.... ایک مرتبہ حج کے سفر پر روانہ ہوئے تو جنگل میں ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا ان کے ساتھی کسی کام کے لیے شہر گئے تو وہ اپنے خیمے میں اکیلے تھے اتنے میں ایک خوبصورت عورت ان کے خیمے میں آئی اور کچھ مانگنے کا اشارہ کیا.... انہوں نے کچھ کھانا اس کو دینا چاہا تو اس عورت نے برملا کہا کہ میں آپ سے وہ کچھ چاہتی ہوں جو ایک عورت مرد سے چاہتی ہے دیکھو تم نوجوان ہو میں خوبصورت ہوں، ہم دونوں کے لطف اندوز ہونے کے لیے تنہائی کا موقع بھی ہے.... حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ سنا تو سمجھ گئے کہ شیطان نے میری عمر بھر کی محنت ضائع کرنے کے لیے اس عورت کو بھیجا ہے وہ خوف خدا سے زاروقطار رونے لگے اتنا روئے اتنا روئے کہ وہ عورت شرمندہ ہو کر واپس چلی گئی.... حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مصیبت سے جان چھوٹی.... رات کو سوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی خواب میں زیارت ہوئی.... حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مبارک باد ہو، تم نے ولی ہو کر وہ کام کر دکھایا جو ایک نبی نے کیا تھا.... حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں ایک امیر شخص تھا جس کی بیوی رشک قمر اور پری چہرہ تھی.... اس عورت کو اپنے حسن پر بڑا ناز تھا ایک مرتبہ بناؤ سنگھار کرتے ہوئے اس نے ناز نخرے سے اپنے شوہر سے کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھے دیکھے اور میری طمع نہ کرے.... خاوند نے کہا مجھے امید ہے کہ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تیری پروا بھی نہیں ہوگی.... بیوی نے کہا مجھے اجازت ہو تو جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کو آزما لیتی ہوں.... یہ کون سا مشکل کام ہے یہی گھوڑا اور یہی گھوڑے کا میدان.... دیکھ لیتی ہوں جنید بغدادی کتنے پانی میں ہیں.... خاوند نے اجازت دے دی.... وہ عورت بن سنور کر جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئی اور ایک مسئلہ پوچھنے کے بہانے چہرے سے نقاب کھول دیا.... جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر پڑی تو انہوں نے زور سے اللہ کے نام کی ضرب لگائی اس عورت کے دل میں یہ نام پیوست ہو گیا اس کے دل کی حالت بدل گئی وہ اپنے گھر واپس آئی اور سب ناز نخرے چھوڑ دیئے.... زندگی کی صبح و

شام بدل گئی.... سارا دن قرآن مجید کی تلاوت کرتی اور ساری رات مصلے پر کھڑے ہو کر گزار دیتی.... خشیت الٰہی اور محبت الٰہی کی وجہ سے آنسوؤں کی لڑیاں اس کے رخساروں پر بہتی رہتیں.... اس عورت کا خاوند کہا کرتا تھا کہ میں نے جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کیا بگاڑا تھا کہ اس نے میری بیوی کو راہبہ بنا دیا اور میرے کام کا نہ چھوڑا....

انصاف کا عجیب وغریب واقعہ

کاندھلہ میں ایک مرتبہ ایک زمین کا ٹکڑا تھا اس پر جھگڑا چل پڑا، مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، چنانچہ یہ مقدمہ بن گیا.... انگریز کی عدالت میں پہنچا، جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمان نے اعلان کر دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا اگر مجھے ملا تو میں مسجد بناؤں گا، ہندوؤں نے جب سنا تو انہوں نے ضد میں کہہ دیا کہ یہ ٹکڑا اگر ہمیں ملا ہم اس پر مندر بنائیں گے.... اب بات دو انسانوں کی انفرادی تھی، لیکن اس میں رنگ اجتماعی بن گیا.... حتیٰ کہ ادھر مسلمان جمع ہو گئے اور ادھر ہندو اکٹھے ہو گئے اور مقدمہ ایک خاص نوعیت کا بن گیا اب سارے شہر میں قتل و غارت ہو سکتی تھی، خون خرابہ ہو سکتا تھا، تو لوگ بھی بڑے حیران تھے کہ نتیجہ کیا نکلے گا؟ انگریز جج تھا وہ بھی پریشان تھا کہ اس میں کوئی صلح وصفائی کا پہلو نکالے ایسا نہ ہو کہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہو جائے.... جج نے مقدمہ سننے کے بجائے ایک تجویز پیش کی کہ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ آپ لوگ آپس میں بات چیت کے ذریعے مسئلہ کا حل نکال لیں، تو ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم آپ کو ایک مسلمان کا نام تنہائی میں بتائیں گے آپ اگلی پیشی پر ان کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے، اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین ہے تو ان کو دے دیجئے اور اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین نہیں، ہندوؤں کی ہے تو ہمیں دے دیجئے.... جب جج نے فریقین سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے.... مسلمانوں کے دل میں یہ تھی کہ مسلمان ہو گا جو بھی ہوا تو وہ مسجد بنانے کے لیے بات کرے گا چنانچہ انگریز نے فیصلہ دے دیا اور مہینہ یا چند دنوں کی تاریخ دے دی کہ بھئی اس دن آنا اور میں اس بڈھے کو بھی بلوالوں گا.... اب جب مسلمان باہر

نکلے تو بڑی خوشیاں منا رہے تھے، سب کو ڈرا رہے تھے، نعرے لگا رہے تھے.... ہندوؤں نے پوچھا اپنے لوگوں سے کہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مسلمان عالم کو حاکم بنا لیا ہے کہ وہ اگلی پیشی پر جو کہے گا اسی پر فیصلہ ہوگا، اب ہندوؤں کے دل مرجھا گئے اور مسلمان خوشیوں سے پھولے نہیں سماتے تھے.... لیکن انتظار میں تھے کہ اگلی پیشی میں کیا ہوتا ہے....

چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام بتایا کہ جو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگردوں میں سے تھے اور اللہ نے ان کو سچی سچی زندگی عطا فرمائی تھی، مسلمانوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ سوچنے لگے کہ مفتی صاحب تو مسجد کی ضرور بات کریں گے چنانچہ جب انگریز نے پوچھا کہ بتایئے مفتی صاحب یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے؟ ان کو چونکہ حقیقت حال کا پتہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا ہے.... اب جب انہوں نے کہا کہ یہ ہندوؤں کا ہے تو انگریز نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو لوگ اس کے اوپر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا جب ملکیت ان کی ہے تو وہ جو چاہیں کریں چاہے گھر بنائیں یا مندر بنائیں، یہ ان کا اختیار ہے چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے، مگر انگریز نے فیصلے میں ایک عجیب بات لکھی، فیصلہ کرنے کے بعد کہ ”آج اس مقدمہ میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا“.... جب انگریز نے یہ بات کہی تو اس وقت ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے تو فیصلہ دے دیا ہماری بات بھی سن لیجئے.... ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے.... تو عقل کہہ رہی تھی کہ جھوٹ بولا کہ مسجد بنے گی مگر حضرت مفتی صاحب نے سچ بولا اور سچ کا بول بالا، سچے پروردگار نے اس جگہ مسجد بنوا کر دکھلا دی.... تو کئی مرتبہ نظر آتا ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے، جھوٹ بولنا آسان راستہ نہیں ہے یہ کانٹوں بھرا راستہ ہوا کرتا ہے، جھوٹ سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں، انسان نفرت کرتے ہیں، انسان اعتماد کھو بیٹھتا ہے، ایک جھوٹ کو بولنے کے لیے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، لہٰذا جھوٹی زندگی گزارنے کے بجائے سچی زندگی کو آپ اختیار کیجئے اس پر پروردگار آپ کی مدد فرمائے گا....

دنیا کی عجیب مثال

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بڑی اچھے انداز میں سمجھائی... وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جا رہا تھا کہ ایک شیر اس کے پیچھے بھاگا اس کے قریب کوئی بھی درخت نہیں تھا کہ جس پر وہ چڑھ جاتا... اسے ایک کنواں نظر آیا اس نے سوچا کہ میں کنویں میں چھلانگ لگا دیتا ہوں جب شیر چلا جائے گا تو میں بھی کنویں سے باہر نکل آؤں گا جب اس نے نیچے چھلانگ لگانے کے لیے دیکھا تو کنویں میں پانی کے اوپر ایک کالا ناگ تیرتا ہوا نظر آیا... پیچھے شیر تھا اور نیچے کنویں میں کالا ناگ تھا وہ اور زیادہ پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ اب میں کیا کروں اسے کنویں کی دیوار پر کچھ گھاس اگی ہوئی نظر آئی اس نے سوچا کہ میں اس گھاس کو پکڑ کر لٹک جاتا ہوں، نہ اوپر رہوں کہ شیر کھائے اور نیچے جاؤں کہ سانپ ڈسے، میں درمیان میں لٹک جاتا ہوں جب شیر چلا جائے گا تو میں بھی باہر نکل آؤں گا تھوڑی دیر کے بعد اس نے دیکھا کہ ایک کالا اور ایک سفید چوہا دونوں اسی گھاس کو کاٹ رہے ہیں جس گھاس کو پکڑ کر وہ لٹک رہا تھا اب اسے اور زیادہ پریشانی ہوئی اس پریشانی کے عالم میں جب اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے قریب ہی شہد کی مکھیوں کا ایک چھتہ نظر آیا اس پر مکھیاں تو نہیں تھی مگر وہ شہد سے بھرا ہوا تھا یہ چھتہ دیکھ کر اسے خیال آیا کہ ذرا دیکھوں تو سہی اس میں کیسا شہد ہے۔

چنانچہ اس نے ایک ہاتھ سے گھاس کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی انگلی پر جب شہد لگا کر چکھا تو اسے بڑا مزا آیا اب وہ اسے چاٹنے میں مشغول ہو گیا نہ اسے شیر یاد رہا نہ ناگ یاد رہا اور نہ ہی اسے چوہے یاد رہے سوچیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا.... یہ مثال دینے کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں.... ”اے دوست! تیری مثال اسی انسان کی سی ہے... ملک الموت شیر کی مانند تیرے پیچھے لگا ہوا ہے... قبر کا عذاب اس سانپ کی صورت میں تیرے انتظار میں ہے... کالا اور سفید چوہا، یہ تیری زندگی کے دن اور رات ہیں... گھاس تیری زندگی ہے جسے چوہے کاٹ رہے ہیں.... اور یہ شہد کا چھتہ دنیا کی لذتیں ہیں جن سے لطف اندوز ہونے میں تو لگا ہوا ہے تجھے کچھ یاد نہیں، سوچ کہ تیرا انجام کیا ہوگا....“ واقعی بات یہی ہے کہ انسان دنیا کی لذتوں میں پھنس کر اپنے رب کو ناراض کر لیتا ہے کوئی کھانے، پینے کی لذتوں میں پھنسا ہوا ہے اور کوئی اچھے عہدے اور شہرت کی لذت میں پھنسا ہوا ہے، یہی لذتیں انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہیں اس لیے جہاں ترک دنیا کا لفظ آئے گا اس سے مراد ترک لذات ہوگا....

دو بھائیوں کی تکلیف کا عجیب واقعہ

ایک شخص کے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے اور ان کی کمر اوپر سے نیچے تک بالکل چسپاں تھی.... ڈاکٹروں کو جمع کیا گیا کہ یہ دو بچے ہیں اور جڑے ہوئے ہیں.... اس کو حل کرو ان کو آپریشن کر کے الگ کر دو.... ڈاکٹروں نے کہا کہ اگر آپریشن کیا گیا تو دونوں مر جائیں گے.... اس لئے کہ جو شہ رگیں ہیں وہ دونوں کی جڑی ہوئی ہیں.... دونوں کی پرورش کی گئی اب ماں بے چاری ایک کو دودھ پلاتی تو دوسرا الٹا پڑا ہوا اور جب دوسرے کو پلاتی تو وہ الٹا پڑا ہوا ہے...

غرض وہ اس طرح سے پالتی رہی یہاں تک کہ بچے پانچ چھ برس کے ہو گئے.... ان کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا خدا کی قدرت کہ ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم دین حاصل کرنے کا اور ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم معاش حاصل کرنے کا.... دونوں کے لئے عالم متعین کئے گئے ایک اچھا عالم بن گیا اور ایک بڑا گریجویٹ بن گیا.... دونوں بھائی آپس میں باتیں کیا کرتے.... جو بھائی دنیا طلب تھا وہ کہتا کہ ہم سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے.... ہر وقت کی مصیبت میرا جی کھیلنے کو چاہتا ہے اور تیرا دل نہیں چاہتا مگر مجبوراً تجھ کو جانا پڑتا ہے....

اور اگر میں استنجاء کے لئے جانا چاہوں اور تیرا جی نہیں چاہتا تو بھی تجھ کو جانا پڑتا ہے تو کوئی اپنے دل کی بات نہیں کر سکتا ہے.... لہٰذا ہم سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے.... یہ سن کر دیندار بھائی کہتا کہ بھائی صبر کرو اس سے بڑھ کر بھی تو مصیبت آنی ممکن ہے اس نے کہا کہ اس سے بڑھ کر مصیبت ہو ہی نہیں سکتی.... وہ نصیحت کرتا کہ یہ مت کہو اللہ کے یہاں مصیبتوں کے خزانے بھی بہت ہیں خدا کی قدرت کہ دیندار بھائی کا انتقال ہو گیا.... تو پھر ڈاکٹروں کو جمع کیا کہ اس لاش کو کاٹو تو انہوں نے کہا کہ اگر لاش کاٹی گئی تو یہ بھی مر جائے گا....

اب لاش دنیا دار بھائی کے کمر پر ہے.... سوتا ہے تو مردہ کمر کے اوپر' کھانا کھاتا ہے تو مردہ کمر پر.... استنجاء کو جاتا ہے تو مردہ کمر پر.... اس وقت چھوٹے بھائی نے کہا کہ میرا بھائی صحیح کہتا تھا تو وہ مصیبت لاکھ درجہ بہتر تھی جب کہ بھائی زندہ تھا.... تو اس نے توجہ کی اور صبر کیا اور کہا کہ اے اللہ بس کر دو اگر اس سے بڑی مصیبت آ گئی تو کیا ہو گا.... معلوم ہوا کہ ہر مصیبت سے بڑھ کر مصیبت ہے.... (خطبات حکیم الاسلام)

صبر کا عجیب وغریب واقعہ

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں... ایک ناسور پھوڑے کے اندر بتیس سال مبتلا رہے ہیں اور چت لیٹے رہتے تھے، کروٹ نہیں لے سکتے تھے... یعنی بتیس برس تک چت لیٹے کھانا بھی، پینا بھی، عبادت کرنا بھی، قضائے حاجت کرنا بھی... آپ اندازہ کیجئے بتیس برس ایک انسان ایک پہلو پر پڑا رہے، اس پر کتنی عظیم تکلیف ہوگی؟ کتنی بڑی بیماری ہے؟ یہ تو بیماری کی کیفیت تھی... لیکن چہرہ اتنا ہشاش بشاش کہ کسی تندرست کو وہ چہرہ میسر نہیں، لوگوں کو حیرت ہوتی کہ بیماری اتنی شدید کہ برس گزر گئے کروٹ نہیں بدل سکتے اور چہرہ دیکھو تو ایسا کھلا ہوا کہ تندرستوں کو بھی میسر نہیں... لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا بات ہے کہ بیماری تو اتنی شدید اور آپ کے چہرے پر اتنی بشاشت اور تازگی کہ کسی تندرست کو بھی نصیب نہیں؟ فرمایا:

جب بیماری میرے اوپر آئی میں نے صبر کیا، میں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے عطیہ ہے، اس نے میرے لئے یہی مصلحت سمجھی..... میں بھی اس پر راضی ہوں..... اس صبر کا اللہ نے مجھے یہ پھل دیا کہ میں اپنے بستر پر روزانہ ملائکہ علیہم السلام سے مصافحے کرتا ہوں..... مجھے عالم غیب کی زیارت نصیب ہوتی ہے..... غیب میرے اوپر کھلا ہوا ہے.....

تو جس بیمار کے اوپر عالم غیب کا انکشاف ہو جائے..... ملائکہ کی آمد ورفت محسوس ہونے لگے اسے مصیبت ہے کہ وہ تندرستی چاہے؟ اس کے لئے تو بیماری ہزار درجے کی نعمت ہے..... حاصل یہ کہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے تندرست کو تندرستی میں تسلی دی..... بیمار کو کہا کہ تیری بیماری اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے تو اگر اس میں صبر اور احتساب کرے اور اس حالت پر صابر اور راضی رہے گا تیرے لئے بہت ہی درجات ہیں..... (خطبات حکیم الاسلام ج ۳ ص ۱۵۴)

نامعلوم اور لاعلاج بیماری سے شفا کیلئے مجرب عمل

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

اگر آپ ایسی بیماری میں مبتلا ہیں جو سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔ یا لاعلاج ہے تو مریض بذات خود اس آیت کا کثرت سے ورد کرے۔

ایک عجیب واقعہ

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوفے کے علاقے میں تھا، ایک باغ کے اندر چلا گیا کہ دو رکعت پڑھ لوں.... میں نے نماز سے پہلے حٰم المؤمن کی آیتیں الیہ المصیر تک پڑھیں، اچانک دیکھا کہ ایک شخص میرے پیچھے ایک سفید خچر پر سوار کھڑا ہے.... جس کے بدن پر یمنی کپڑے ہیں.... اس شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تم غَافِرِ الذَّنْبِ کہو تو اس کے ساتھ یہ دعا کرو: یَاغَافِرُ الذَّنْبِ اِغْفِرْلِیْ" یعنی اے گناہوں کے معاف کرنے والے مجھے معاف کردے، اور جب تم پڑھو: قَابِلِ التَّوْبِ" تو یہ دعا کرو: "یَاقَابِلُ التَّوْبِ اَقْبِلْ تَوْبَتِی" یعنی اے توبہ قبول کرنے والے میری توبہ قبول فرما.... پھر جب پڑھو: "شَدِیْدِ الْعِقَابِ" تو یہ دعا کرو: "یَاشَدِیْدُ الْعِقَابِ لَا تَعَاقِبْنِی" یعنی اے سخت عقاب والے مجھے عذاب نہ دیجئے.... اور جب "ذِی الطَّوْلِ" پڑھو تو یہ دعا کرو: "یَاذَالطَّوْلِ طَلْ عَلَیَّ بِخَیْرٍ" یعنی اے انعام واحسان کرنے والے مجھ پر انعام فرما....

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں یہ نصیحت اس سے سننے کے بعد جو ادھر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا.... میں اس کی تلاش میں باغ کے دروازے پر آیا.... لوگوں سے پوچھا کہ ایک ایسا شخص یمنی لباس میں یہاں سے گزرا ہے؟ سب نے کہا کہ ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا....

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ الیاس علیہ السلام تھے، دوسری روایت میں اس کا ذکر نہیں.... (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۵۸۲)

تہمت کی عجیب عبرتناک سزا

علامہ زرقانی (شرح موطا امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ) میں ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کے گردونواح میں ایک ڈیرے پر ایک عورت فوت ہو جاتی ہے تو دوسری اسے غسل دینے لگی، جو غسل دے رہی تھی جب اس کا ہاتھ مری ہوئی عورت کی ران پر پہنچا تو اس کی زبان سے نکل گیا میری بہنو! (جو دو چار ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں) یہ جو عورت آج مر گئی ہے اس کے تو فلاں آدمی کے ساتھ خراب تعلقات تھے....

غسل دینے والی عورت نے جب یہ کہا تو قدرت کی طرف سے گرفت آ گئی اس کا ہاتھ ران پر چمٹ گیا جتنا کھینچتی ہے وہ جدا نہیں ہوتا زور لگاتی ہے مگر ران ساتھ ہی آتی ہے دیر لگ گئی، میت کے ورثاء کہنے لگے بی بی! جلدی غسل دو، شام ہونے والی ہے ہم کو جنازہ پڑھ کر اس کو دفنانا بھی ہے..... وہ کہنے لگی کہ میں تو تمہارے مردے کو چھوڑتی ہوں مگر وہ مجھے نہیں چھوڑتا، رات پڑ گئی، مگر ہاتھ یوں ہی چمٹا رہا دن آ گیا پھر ہاتھ چمٹا رہا اب مشکل بنی تو اس کے ورثاء علماء کے پاس گئے..... ایک مولوی سے پوچھتے ہیں مولوی صاحب! ایک عورت دوسری عورت کو غسل دے رہی تھی تو اس کا ہاتھ اس میت کی ران کے ساتھ چمٹا رہا اب کیا کیا جائے؟ وہ فتویٰ دیتا ہے کہ چھری سے اس کا ہاتھ کاٹ دو! غسل دینے والی عورت کے وارث کہنے لگے ہم تو اپنی عورت کو معذور کرانا نہیں چاہتے ہم اس کا ہاتھ نہیں کاٹنے دیں گے.....

انہوں نے کہا فلاں مولوی کے پاس چلیں اس سے پوچھا تو کہنے لگا چھری لے کر مری ہوئی عورت کا گوشت کاٹ دیا جائے مگر اس کے ورثاء نے کہا کہ ہم اپنا مردہ خراب کرنا نہیں چاہتے..... تین دن اور تین رات اسی طرح گزر گئے گرمی بھی تھی، دھوپ بھی تھی، بدبو پڑنے لگی، گرد و نواح کے کئی کئی دیہاتوں تک خبر پہنچ گئی..... انہوں نے سوچا کہ یہاں مسئلہ کوئی حل نہیں کر سکتا، چلو مدینہ منورہ میں، وہاں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اس وقت قاضی القضاۃ کی حیثیت میں تھے..... وہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے حضرت! ایک عورت مری پڑی تھی دوسری اسے غسل دے رہی تھی اس کا ہاتھ اس کی ران کے ساتھ چمٹ گیا چھوٹتا ہی نہیں تین دن ہو گئے کیا فتویٰ ہے؟

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہاں مجھے لے چلو، وہاں پہنچے اور چادر کی آڑ میں پردے کے اندر کھڑے ہو کر غسل دینے والی عورت سے پوچھا بی بی! جب تیرا ہاتھ چمٹا تھا تو تو نے زبان سے کوئی بات تو نہیں کہی تھی؟ وہ کہنے لگی میں نے اتنا کہا تھا کہ یہ جو عورت مری ہے اس کے فلاں مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے.....

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا بی بی! جو تو نے تہمت لگائی ہے کیا اس کے چار چشم دید گواہ تیرے پاس ہیں؟ کہنے لگی نہیں پھر فرمایا: کیا اس عورت نے خود تیرے سامنے اپنے

بارے میں اقرار جرم کیا تھا؟ کہنے لگی نہیں.... فرمایا: پھر تو نے کیوں تہمت لگائی؟ اس نے کہا میں نے اس لئے کہہ دیا تھا کہ وہ گھڑا اٹھا کر اس کے دروازے سے گزر رہی تھی...... یہ سن کر امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہیں کھڑے ہو کر پورے قرآن میں نظر دوڑائی پھر فرمانے لگے.... قرآن پاک میں آتا ہے.... ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً﴾ (سورۃ النور: آیت ۴) جو عورتوں پر ناجائز تہمتیں لگا دیتے ہیں پھر ان کے پاس چار گواہ نہیں ہوتے تو ان کی سزا ہے کہ ان کو اسی کوڑے مارے جائیں، تو نے ایک مردو عورت پر تہمت لگائی، تیرے پاس کوئی گواہ نہیں تھا، میں وقت کا قاضی القضاۃ حکم کرتا ہوں جلادو! اسے مارنا شروع کر دو، جلادوں نے اسے مارنا شروع کر دیا وہ کوڑے مارے جا رہے ہیں، ستر کوڑے مارے مگر ہاتھ یوں ہی چمٹا رہا.... پچھتر کوڑے مارے گئے مگر ہاتھ پھر بھی یوں ہی چمٹا رہا، اناسی کوڑے مارے تو ہاتھ پھر بھی نہ چھوٹا جب اسی واں کوڑا لگا تو اسکا ہاتھ خود بخود چھوٹ کر جدا ہو گیا.... (امام زرقانی)

بے دین کو دیندار بنانے کا ایک عجیب فاروقی نسخہ

ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کی سند سے نقل کیا ہے کہ اہل شام میں سے ایک بڑا بارعب قوی آدمی تھا اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا، کچھ عرصہ تک وہ نہ آیا تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا.... لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین اس کا حال نہ پوچھئے وہ تو شراب میں مست رہنے لگا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا یہ خط لکھو:

"منجانب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں سلام علیک اس کے بعد میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، بڑی قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے...."

پھر حاضرین مجلس سے کہا کہ سب مل کر اس کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو پھیر دے اور اس کی توبہ قبول فرمائے، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس قاصد کے ہاتھ یہ خط بھیجا تھا اس کو ہدایت کر دی تھی کہ یہ خط اس کو اس وقت تک نہ دے جب تک وہ

نشہ سے ہوش میں نہ آئے اور کسی دوسرے کے حوالے نہ کرے....

جب اسکے پاس حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے، پھر رونے لگا اور شراب نوشی سے باز آ گیا اور ایسی توبہ کی کہ پھر اسکے پاس نہ گیا....

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس اثر کی خبر ملی تو لوگوں سے فرمایا کہ ایسے معاملات میں تم سب کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ جب کوئی بھائی کسی لغزش میں مبتلا ہو جائے تو اس کو درستی پر لانے کی فکر کرو.... اور اس کو اللہ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ اور اللہ سے اس کے لئے دعا کرو کہ وہ توبہ کرلے، اور تم اس کے مقابلے پر شیطان کے مددگار نہ بنو یعنی اس کو برا بھلا کہہ کر یا غصہ دلا کر دین سے دور کردو گے تو یہ شیطان کی مدد ہوگی.... (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۵۸۲)

عذاب قبر کا ایک عجیب عبرت انگیز واقعہ

عبدالحمید بن محمود مغولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا، کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے ہیں، جب ہم ذات الصفاح (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا، چنانچہ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی، پھر قبر کھودنے کا ارادہ کیا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے، اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی وہی سانپ تھا، اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اب ہم کیا کریں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ سانپ اس کا وہ بدعمل ہے جس کا وہ عادی تھا، جاؤ اسے اسی قبر میں دفن کردو، اللہ کی قسم! اگر تم اس کے لئے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے، بہر حال اسے اسی طرح دفن کردیا گیا، سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس شخص کا عمل پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا یہ معمول تھا کہ وہ غلہ بیچتا تھا اور روزانہ بوری میں سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی کے بقدر بھس ملا دیتا تھا.... گویا دھوکہ سے بھس کو غلہ کی قیمت پر فروخت کرتا تھا.... (بیہقی فی شعب الایمان، بحوالہ شرح الصدور ص ۲۳۹)

رومی سفیر کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا عجیب وغریب جواب

قیصر روم کی فوج جب مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بیسان میں پڑی ہوئی تھی تو مسلمانوں سے اتنی خائف تھی کہ کسی قیمت پر ان سے جنگ کرنا نہیں چاہتی تھی.... اس کا سپہ سالار باہان کسی بھی طرح جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا.... اس لئے اپنے ایک بہت ذمہ دار کمانڈر کو اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح سے گفتگو کرنے کے لئے اسلامی فوجی پڑاؤ میں فحل بھیجا.... رومی سفیر کا مقصد مسلمانوں کو مال و دولت کا لالچ دے کر اپنے وطن واپس کرنا تھا.... اس نے حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح سے یہ پیشکش کی کہ ”اگر مسلمان ان پر حملہ نہ کریں اور واپس چلے جائیں تو قیصر روم کی طرف سے فی سپاہی دو دو دینار دیئے جائیں گے ایک ہزار دینار سپہ سالار کو ملیں گے اور دو ہزار دینار آپ کے خلیفہ کو مدینہ بھیج دیئے جائیں گے.... اگر آپ اس کے لئے تیار نہیں ہیں تو جنگ میں آپ کے لوگ مارے جائیں گے اور اتنی بڑی مالی رعایت سے بھی ہاتھ دھوئیں گے“.... حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح نے بڑی سنجیدگی سے رومی کمانڈر کی بات سنی پھر انتہائی متانت سے جواب دیا ”آپ لوگ شاید ہم کو اتنا ذلیل اور کم مایہ سمجھتے ہیں کہ ہم دولت کی خاطر آپ کے ملک میں آئے ہیں.... میں آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہاں آنے کا مقصد ملک و مال نہیں ہے نہ ہمیں ملک سے رغبت ہے نہ مال کا لالچ“ آپ دو دو دینار کی بات کرتے ہیں آپ کے دو لاکھ دینار بھی ہمارے سپاہی کی نظر میں دھول کے برابر ہیں.... ہم تو صرف کلمۃ الحق کا اعلان کرنے نکلے ہیں.... توحید کا پیغام لے کر آپ کے ملک میں آئے ہیں یا تو آپ ایمان قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائیں یا ہماری اطاعت قبول کر کے ہمیں جزیہ دیں نہیں تو جس خون خرابے سے تم ہمیں ڈراتے ہو اس سے ڈرنے والے ہم نہیں ہیں.... یہ ہماری تلوار میدان میں یہ فیصلہ کر دے گی کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر اور اللہ یہ بتا دے گا کہ کون ذلیل اور کم مایہ ہے تم یا ہم؟“ (مہاجرین جلد اول)

حضرت ربعیؓ بن عامر کا عجیب واقعہ

جنگ قادسیہ کے موقع پر ایرانیوں کے بادشاہ یزدگرد کے پاس سے جب اسلامی سفارت ناکام لوٹ آئی تو ایرانی سپہ سالار رستم کو بہت فکر ہوئی وہ مسلمانوں سے جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے ایک بار پھر سفارت کی درخواست کی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے اس مرتبہ حضرت ربعیؓ بن عامر کو سفارت کی خدمت پر مامور کیا....

ربعیؓ بن عامر جب رستم کے دربار میں پہنچے تو ان کی فقیرانہ بے نیازی کی شان یہ تھی کہ عرق گیر کی زرہ بنائی ہوئی تھی.... موٹا سا جبہ پہنے تھے.... تلوار گلے میں حمائل تھی جس کے نیام پر پھٹے پرانے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے.... ایرانیوں نے انہیں مرعوب کرنے کے لئے بڑی شان وشوکت سے دربار آراستہ کیا تھا.... راستہ میں بیش قیمت قالین بچھائے گئے تھے.... لیکن حضرت ربعیؓ نے ان چیزوں کی کوئی پرواہ ہی نہیں کی وہ تو اپنا گھوڑا اسی طرح دوڑاتے ہوئے قالینوں کو گھوڑے کی ٹاپوں سے روندتے ہوئے سیدھے رستم کے تخت کے پاس جا کر رکے....

چوب داروں نے ان سے تلوار اتار دینے کو کہا تو انہوں نے کہا ”مسلمان اپنی تلوار کسی کو نہیں دیتا ہے میں تم لوگوں میں تنہا موجود ہوں پھر تمہیں کیا خطرہ ہے؟“ کسی نے ان کی تلوار کے بوسیدہ اور چیتھڑے لپٹے ہوئے نیام پر طنز کر دیا انہوں کہا ”ہاں! اس نیام کی یہ حالت ہے اب ذرا تلوار بھی دیکھ لو“ .... یہ کہہ کر تلوار نیام سے کھینچ لی.... تلوار کی چمک دیکھ کر ایرانیوں کی آنکھوں کے سامنے بجلی سی کوند گئی....

انہوں نے کہا ”ذرا ڈھال لاؤ میں اس کی دھار کا بھی تجربہ کرا دوں“ .... لوگوں نے ڈھالیں پیش کیں.... حضرت ربعیؓ نے ان کے ٹکڑے اڑا دیئے.... تلوار کے یہ کمال دیکھ کر ایرانی حیران وششدر رہ گئے.... رستم نے پوچھا ”آخر تم لوگ اس ملک میں کیوں آئے ہو“ .... حضرت ربعیؓ نے کہا ”اس لئے کہ مخلوق کے بجائے خالق کی عبادت ہونے لگے“ ....(مہاجرین.... جلد اول)

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی سانپ کے ذریعے حفاظت کا عجیب واقعہ

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما گم ہو گئے ہیں، اس وقت دن چڑھ چکا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: اٹھو اور میرے دونوں بیٹوں کو تلاش کرو، چنانچہ ہر آدمی نے اپنا راستہ لیا اور چل پڑا.... اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ لے کر چل پڑا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے یہاں تک کہ ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے تو دیکھا کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے کھڑے ہیں، اور پاس ہی ایک کالا ناگ اپنی دم پر کھڑا ہے۔ جس کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکل رہی ہیں (غالباً اللہ نے ناگ بھیجا تھا کہ بچوں کو آگے جانے سے روکے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے ناگ کی طرف بڑھے اس ناگ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مڑ کر دیکھا اور چل پڑا اور ایک سوراخ میں داخل ہو گیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے پاس گئے.... اور دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا اور دونوں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: میرے ماں باپ تم دونوں پر قربان ہوں تم دونوں اللہ کے ہاں کتنے قابل احترام ہو، پھر ایک کو دائیں کندھے پر اور دوسرے کو بائیں کندھے پر بٹھا لیا..... میں نے کہا تم دونوں کو خوشخبری ہو کہ تمہاری سواری بہت ہی عمدہ ہے.... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں بہت عمدہ سوار ہیں اور ان کے والدین دونوں سے بہتر ہیں.... (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۸۶۹)

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی عجیب کرامت

حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

جب سید احمد شہید رحمہ اللہ ہفتے میں ایک دن جنگل میں سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے.... تو بڑے بڑے لوگ یہ حسرت کرتے تھے.... کہ ہمیں بھی سید صاحب کے ساتھ جانے کا موقع مل جائے.... حضرت میاں جی فرماتے ہیں.... ایک روز موقع مل گیا اور میں سید صاحبؒ کے ساتھ چل پڑا.... سید صاحب گھوڑے پر تشریف فرما تھے.... خانم بازار دہلی سے گزرے.... وہاں سے آگے ایک گلی سے گزرے.... اس گلی میں ایک رنڈی کا مکان تھا.... وہ نہایت حسین اور پڑھی لکھی تھی.... اور اس گلی میں سے معمولی آدمی کا گزرنا ناممکن تھا.... گلی میں اس کا بڑا بنگلہ تھا.... بڑے بڑے شہزادے اور امیر زادے اس کے بنگلے پر جاتے تھے.... جب سید احمد شہیدؒ اس کے بنگلے سے گزرے.... تو وہ حسن اتفاق سے اپنے دروازے پر کھڑی تھی.... زرق برق لباس میں ملبوس تھی.... سید صاحب نے اس کی طرف نظر اٹھائی.... پھر کیا تھا.... وہ چیخ پڑی اور سید صاحب کے گھوڑے کے پیچھے دوڑ پڑی.... اور پیچھے یہ آواز بھی لگا رہی تھی.... اے شاہسوار! خدا کے واسطے ذرا گھوڑا روک لے.... آپ نے گھوڑا روک لیا اور وہ بے تحاشا گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں کو لپٹ گئی.... اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی.... سید صاحب بار بار فرماتے تھے.... کہ بی بی سن تو سہی.... بات تو بتلاؤ تو کون ہے اور کیوں روتی ہے؟ گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دے اور اپنا مطلب بتا.... وہ برابر روتی رہی اور گھوڑے کے پاؤں پکڑے ہوئے تھی.... جب اسے رونے سے افاقہ ہوا تو اس نے کہا.... کہ جی میں توبہ کرنا چاہتی ہوں اور کچھ نہیں چاہتی.... سید صاحب نے فرمایا اس وقت تمہارے مکان میں بندے ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں.... سید صاحب نے فرمایا توبہ کے بعد نکاح کرے گی؟ اس نے اقرار کر لیا اور کہا کہ جو آپ فرمائیں گے وہ کروں گی.... اس وقت اس رنڈی کے گھر میں کل دس آدمی تھے.... فرمایا سب کو بلاؤ.... نو تو آ گئے.... جس شان سے (رونے کے ساتھ

وہ رنڈی آئی تھی اس شان سے یہ لوگ بھی آ گئے.... اور رو رو کر سب توبہ تائب ہو گئے.... سید صاحب نے فرمایا آپ سارے اکبری مسجد میں چلیں.... میں آ رہا ہوں.... تھوڑی دیر کے بعد سید صاحب پہنچ گئے.... اور نو بندوں میں سے ایک کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی.... نکاح بھی ہو گیا.... سید صاحب نے مسکرا کر پوچھا.... بی بی اب کہاں جاؤ گی؟ بڑا پیارا جواب دیا.... کہا کہ خاوند کے ساتھ ان کے گھر میں جاؤں گی.... کسی نے کہا اپنے بنگلے پر نہیں جائے گی؟ کہا اس بنگلے پر لعنت بھیجتی ہوں.... گناہ کے کاروبار سے اس کو بنایا تھا.... اب اس سے نفرت ہو رہی ہے.... یہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ بالاکوٹ کے جہاد میں بھی گئی تھی.... اکبری مسجد میں جو نو بندے سید صاحب سے بیعت ہوئے تھے.... وہ سارے شہید ہو گئے.... اور وہ خود مجاہدین کے گھوڑوں کی خدمت کرتی تھی.... ان کے لئے چارہ وغیرہ بناتی.... حتیٰ کہ اس کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے.... ایک مجاہد نے ازراہ تعجب پوچھا.... کہ بی بی اس وقت آپ خوش تھی کہ جب تمہاری خدمت کیلئے شہزادے موجود ہوتے تھے.... یا اب اس حالت میں خوش ہو.... کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتی ہیں؟ وہ مسکرائی اور فرمایا سامنے جو پہاڑی کھڑی ہے.... خدا کی قسم.... اب میرے پاس ایمان و یقین الحمدللہ اتنا زیادہ ہے کہ اگر سامنے پہاڑی پر اپنا ایمان و یقین رکھ دوں.... تو ان شاء اللہ یہ پہاڑی بھی نیچے دب جائے گی.... اور میرے ایمان و یقین کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکے گی.... فرمایا الحمدللہ اب سکون ہی سکون ہے پہلے تو میں مصیبت میں ہوتی تھی.... (ارواح ثلاثہ)

اظہار محبت و تعلق کا عجیب واقعہ

شمائل ترمذی میں ایک صحابی حضرت زاہر بن حرام اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بہت خوبصورت انداز سے نقل کیا گیا ہے.... یہ دیہات کے رہنے والے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیہاتی تحفہ لایا کرتے تھے، سبزی ترکاری وغیرہ جو بھی دیہات میں ان کو میسر ہوتا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفہ لایا کرتے تھے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا تحفہ بہت

خوشی کے ساتھ قبول فرمالیا کرتے تھے اور یہ صورت و شکل کے اعتبار سے قبول صورت نہیں تھے لیکن ان کی سیرت اور کمال ایمان اعلیٰ درجہ کا تھا، جب یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے دیہات واپس جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو کچھ تحفہ دیا کرتے تھے...

ایک دفعہ مدینہ کے بازار میں حضرت زاہر اپنا سامان فروخت فرما رہے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چپکے سے پیچھے کی طرف سے آ کر اچانک ان کی آنکھوں کو بند کر کے دبا لیا، اب ان کو تو نظر نہیں آیا، اور معلوم بھی نہیں کہ کون ہے...... ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ عام لوگوں میں سے کوئی ہے...... زور زور سے شور مچا کر کہنے لگے کہ یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو، پھر کن انکھیوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پہچان لیا.... جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو بجائے چھوڑ دو کہنے کے اپنی پیٹھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے چپکا دیا کہ محبوب حقیقی کے سینے سے میرے بدن کا لگ جانا خیر و برکت ہے.... اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے اس بندے کو کون خریدے گا؟ حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! اگر آپ مجھے بیچیں گے تو نہایت گھاٹا ہوگا اس لئے کہ مجھ جیسے بدصورت کو بیچنے سے کیا پیسہ مل سکے گا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ اللہ کے یہاں کم قیمت اور سستے نہیں ہیں بلکہ اللہ کے نزدیک آپ بڑے قیمتی ہیں.... (شمائل ترمذی: ص ۱۶)

اس واقعہ سے ہر شخص کو عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا مدار انسانوں کے دلوں پر ہے، جس نے تقویٰ کا اعلیٰ مقام حاصل کر لیا ہے اس نے حب خدا اور حب رسول کا بھی اعلیٰ مقام حاصل کر لیا.... حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کالے تھے مگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت اسامہ کی محبت سب سے زیادہ تھی.... (شمائل ترمذی)

ایک ہزار جلدوں والی تفسیر

ایک تفسیر "حدائق ذات بہجۃ" ایک ہزار جلدوں میں تھی اب اس کا وجود باقی نہیں۔ پچیس جلدوں میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر تھی اور پانچ جلدوں میں بسم اللہ کی تفسیر تھی۔ (علم کیسے حاصل کیا جاتا ہے)

شیر شاہ سوری کا عجیب واقعہ

شیر شاہ سوری (متوفی ۱۵۴۵ء ۹۵۲ھ) ایک مرتبہ پنجاب گیا.... اس نے کچھ دن وہاں قیام کیا.... اس بات کا جائزہ لیا کہ پنجاب کے لوگوں کی معاشی حالت کیسی ہے.... پھر اس نے اعلان کرایا کہ جو لوگ معاشی طور پر کمزور ہیں ان کو سرکاری امداد دی جائیگی بہت سے لوگوں نے جمع ہو کر امداد حاصل کی....

ایک دن فجر کی نماز کے بعد شیر شاہ دربار میں بیٹھا تو میر سرور ایک نوجوان کو لے کر پہنچے.... شیر شاہ نے قاضی سرور سے پوچھا ''آپ کا یہ قرابت دار کیا کرتا ہے؟'' قاضی صاحب نے بتایا ''یہ طالب علم ہے'' شیر شاہ نے طالب علم سے مخاطب ہو کر پوچھا ''برخوردار تم کیا پڑھتے ہو؟'' طالب علم نے جواب دیا ''میں کافیہ پڑھتا ہوں....

شیر شاہ کو کافیہ حواشی کے ساتھ یاد تھی.... اس نے طالب علم سے پوچھا ''تم کافیہ پڑھتے ہو تو بتاؤ عمر منصرف ہے یا غیر منصرف'' .... طالب نے بتایا ''غیر منصرف'' شیر شاہ نے کہا ''اس کی دلیل پیش کرو'' طالب علم نے بڑی ہوشمندی سے بہت سے دلائل پیش کئے.... اس کی معلومات سے شیر شاہ بہت خوش ہوا.... اس نے حکم دیا ''اس کو پانچ سو بیگھہ زمین اور پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے'' .... طالب علم نے عرض کیا ''حضور والا آپ نے میرے کافیہ پڑھنے پر اتنا انعام دیا ہے میں تو کافیہ سے بھی اچھی چیز کلام ربانی قرآن مجید کا حافظ بھی ہوں'' .... شیر شاہ نے یہ سن کر حکم دیا ''اس کو پانچ سو بیگھہ زمین اور پانچ سو روپیہ اور دیدیئے جائیں'' .... جب اس کی زمین کی سند اور نقدی دیدی گئی تو شیر شاہ نے کہا ''دیکھو ہم نے تمہاری قابلیت کے مطابق زمین اور نقدی دلوادی ہے'' .... طالب علم نے عرض کیا ''جی ہاں حضور والا! اپنی قابلیت کے مطابق تو پا لیا لیکن بادشاہ کے کرم کے مطابق نہیں پاسکا'' .... یہ بات سن کر شیر شاہ مسکرایا اور پانچ سو بیگھہ زمین اور پانچ سو روپیہ اور دینے کا حکم دیا.... اس طرح اس نوجوان نے اپنی بیباکی سے ڈیڑھ ہزار بیگھہ زمین اور ڈیڑھ ہزار روپیہ کا انعام حاصل کیا.... (تاریخ داؤدی ص ۱۳۲)

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ایک عجیب واقعہ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ میں اونچا مقام رکھتے ہیں.... ان کے زمانے میں ایک بڑے عالم اور فقیہ اور مفتی مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب بھی موجود تھے.... حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بحیثیت "صوفی" کے مشہور تھے اور یہ بڑے عالم "مفتی اور فقیہ" کی حیثیت سے مشہور تھے.... حضرت خواجہ نظام الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ "سماع" کو جائز کہتے تھے.... بہت سے صوفیا کے یہاں سماع کا رواج تھا.... سماع کا مطلب ہے کہ موسیقی کے آلات کے بغیر حمد و نعت وغیرہ کے مضامین کے اشعار ترنم سے یا بغیر ترنم کے محض خوش آوازی سے کسی کا پڑھنا اور دوسروں کا اسے خوش عقیدگی اور محبت سے سننا بعض صوفیاء اس کی اجازت دیتے تھے اور بہت سے فقہاء اور مفتی حضرات اس سماع کو بھی جائز نہیں کہتے تھے بلکہ "بدعت" قرار دیتے تھے.... چنانچہ ان کے زمانے کے مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب نے بھی "سماع" کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا تھا اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ "سماع" سنتے تھے....

جب مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی عیادت اور مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور اطلاع کروائی کہ جا کر حکیم ضیاء الدین صاحب سے عرض کیا جائے کہ نظام الدین مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا ہے اندر سے حکیم ضیاء الدین صاحب نے جواب دیا کہ ان کو باہر روک دیں.... میں کسی بدعتی کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا.... حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جواب بھجوایا کہ ان سے عرض کر دو کہ بدعتی بدعت سے توبہ کرنے کے لئے حاضر ہوا ہے اسی وقت مولانا حکیم ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پگڑی بھیجی کہ اسے بچھا کر خواجہ صاحب اس کے اوپر قدم رکھتے ہوئے آئیں اور جوتے سے قدم رکھیں ننگے پاؤں نہ آئیں خواجہ صاحب نے پگڑی کو اٹھا کر سر پر رکھا اور کہا کہ یہ میرے لئے دستار فضیلت ہے.... اس شان سے اندر تشریف لے گئے آ کر مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے اور حکیم ضیاء الدین ؒ کی طرف متوجہ ہے.... پھر خواجہ صاحب کی موجودگی میں حکیم ضیاء الدین کی وفات کا وقت آ گیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ الحمد للہ حکیم ضیاء الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا کہ ترقی مدارج کے ساتھ ان کا انتقال ہوا.... (اصلاحی خطبات از مولانا محمد تقی عثمانی جلد نمبر ۹)

عفیف نوجوان کا عجیب واقعہ

حضرت علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی رحمہ اللہ نے فن تصوف میں ایک کتاب لکھی اس کا نام ''الترغیب والترہیب'' ہے اس میں انہوں نے ایک نوجوان کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک نوجوان سے ہمیشہ مشک.... اور عنبر کی خوشبو مہکتی تھی تو اس کے کسی متعلق نے اس سے کہا کہ آپ ہمیشہ اتنی عمدہ ترین خوشبو میں معطر رہتے ہیں، اسمیں کتنا پیسہ بلاوجہ خرچ کرتے رہتے ہیں؟ تو اس پر نوجوان نے جواب دیا کہ میں نے زندگی میں کوئی خوشبو نہیں خریدی اور نہ ہی کوئی خوشبو لگائی، تو سائل نے کہا، تو پھر یہ خوشبو کہاں سے اور کیسے مہکتی ہے تو نوجوان نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جو بتلانے کا نہیں، سائل نے کہا کہ آپ بتلا دیجئے شاید اس سے ہم کو بھی فائدہ ہوگا....

نوجوان نے اپنا واقعہ سنایا کہ میرے باپ تاجر تھے، گھریلو سامان فروخت کیا کرتے تھے میں ان کے ساتھ دکان میں بیٹھا تھا، ایک بوڑھی عورت نے آکر کچھ سامان خریدا اور والد صاحب سے کہا کہ آپ لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیجئے.... تاکہ میں اس کے ساتھ سامان کی قیمت بھیج دوں.... میں اس بوڑھی عورت کے ساتھ گیا تو ایک نہایت خوبصورت گھر میں پہنچا، اور اس میں ایک نہایت خوبصورت کمرے میں ایک مسہری پر ایک نہایت خوبصورت لڑکی موجود تھی، وہ مجھ کو دیکھتے ہی میری طرف متوجہ ہوئی، کیوں کہ میں بھی نہایت حسین ہوں.... میں نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کیا، تو اس نے مجھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا فوراً اللہ پاک نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی.... میں نے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہے.... اس نے فوراً اپنی باندیوں اور خادموں سے کہا کہ جلدی سے بیت الخلاء ان کے لئے صاف کردو.... میں نے بیت الخلاء میں داخل ہوکر خود اجابت کرکے نجاست کو اپنے بدن اور کپڑوں پر مل لیا.... اور اسی حالت میں باہر آیا.... جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو اس نے کہا کہ اسے فوراً یہاں سے باہر

نکال دو یہ مجنون ہے.... میرے پاس ایک درہم تھا، میں نے اس سے ایک صابن خرید کر ایک نہر میں جا کر غسل کیا، اور کپڑے بھی دھو کر پہن لئے اور میں نے یہ راز کسی کو بتلایا نہیں.... جب میں اسی رات میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے آ کر مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو جنت کی بشارت ہے.... اور معصیت سے بچنے کے لئے جو تدبیر تم نے اختیار کی تھی اس کے بدلہ میں تم کو یہ خوشبو پیش کی جا رہی ہے.... چنانچہ میرے پورے بدن پر وہ خوشبو لگائی گئی جو میرے بدن اور کپڑوں سے ہر وقت مہکتی رہتی ہے.... جو آج تک لوگ محسوس کرتے ہیں.... (والحمدللہ رب العالمین)

عبیداللہ بن زیاد کا عجیب وغریب حشر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہل بیت کے قاتلوں کے سردار عبیداللہ بن زیاد کا حشر اس زمانہ کے لوگوں نے دیکھ لیا کہ ابراہیم بن اشتر نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو کاٹ کر ایک مسجد کے صحن میں مولی، گاجر کی طرح ڈھیر لگا دیا... ترمذی شریف کے اندر حضرت عمارہ بن عمیر سے ایک روایت مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو مسجد کے صحن میں کاٹ کر ڈھیر لگا دیا گیا تو اس منظر کو دیکھنے کے لیے لوگوں کی ایک بھیڑ لگی ہوئی تھی تو میں بھی گیا جس وقت میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد لوگون میں شور ہوتا رہا اور شور اس بات کا ہو رہا تھا کہ ان سروں میں ایک سانپ گشت کر رہا تھا اور گشت کرتا ہوا عبیداللہ بن زیاد کی ناک میں گھس جاتا تھا تھوڑی دیر اس کی ناک میں ٹھہرنے کے بعد پھر نکل کر غائب ہو جاتا تھا پھر تھوڑی دیر بعد آ کر اسی کی ناک میں گھستا تھا، میں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر مسلسل دو تین مرتبہ دیکھا ہے.... (ترمذی شریف)

جس نے اللہ کے ولی کے ساتھ عداوت کی اس کا یہ حشر دنیا میں بھی لوگوں نے دیکھ لیا ہے اب آخرت میں کیا ہوگا وہ اللہ کو زیادہ معلوم ہے.... (الترغیب والجذیب)

صدیوں پہلے پیشینگوئی کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی مدظلہ (استاذ الکبیر جامعہ اشرفیہ لاہور) لکھتے ہیں:

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند، ڈھاکہ وسابقہ مشرقی پاکستان تشریف لے گئے وہاں اپنے میزبان سے معلوم ہوا کہ بنارس میں ایک کتاب سنسکرت زبان میں ہے۔ جس کی بے شمار جلدیں ہیں.... اس کتاب کی ایک جلد یہاں ڈھاکہ میں اس خاندان کے ایک فرد کے پاس موجود ہے اس جلد میں ممتاز دینی شخصیتوں کے حالات اور واقعات درج ہیں.... اگر آپ دیکھنا چاہیں تو چل کر دیکھ لیں.... حضرت قاری صاحب نے احقر کے نام اپنے ایک گرامی نامہ کے اندر اس کی تفصیل یوں تحریر فرمائی ہے جو قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش خدمت ہے....

وکیل احمد شیروانی غفرلہ...... خادم مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

السلام علیکم .... واقعہ یہ ہے کہ تقریباً ۳۵ سال قبل میں ڈھاکہ گیا تھا.... قیام حکیم حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم کے یہاں ہوا جو اصل سے لکھنو کے باشندے تھے.... باپ کے زمانہ سے ڈھاکہ میں آباد ہو گئے تھے.... نہایت ذکی اور ذہین تھے.... انہوں نے اتفاقی طور پر ذکر کیا کہ بنارس کے رہنے والے ایک صاحب یہاں ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک کتاب جو سنسکرت میں لکھی ہوئی ہے اس کی بارہ جلدیں تو بنارس میں ہیں اور باقی جلدیں (شاید دس بیس یا کم وبیش ہوں صحیح یاد نہیں رہا) ہردوار میں ہیں.... صرف ایک جلد کی نقل ان صاحب کے پاس ہے جو ہندوستان سے متعلق ہے ان جلدوں میں ممتاز شخصیتوں کے حالات و واقعات درج ہیں.... میں نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ اس شخص سے تو ہمیں بھی ملاؤ شاید کچھ واقعات کا علم ہو.... اس سے ملاقات کا وقت لے لیجئے چنانچہ وقت مقررہ پر ان سے ملاقات ہوئی وہ صاحب نوجوان اور خوش رو تھے..... بات چیت شروع ہوئی ان صاحب نے حکیم صاحب کے بیان کی تصدیق کی اور کہا کہ وہ کتاب میرے پاس موجود ہے.... میں نے کہا کہ اگر ہندوستان کی شخصیتوں کے حالات دریافت کروں تو آپ بتلائیں گے؟ انہوں نے کہا ضرور مگر شرط یہ ہے کہ جن صاحب کے بارے میں معلوم کرنا ہو تو ان کا سن ولادت آپ بتلائیں میں نے کہا بہت اچھا....

کتاب سنسکرت میں حکیم الامت تھانویؒ کا ذکر

اس کے بعد میں نے کہا کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے بارے میں بتلایئے اور ان کا سن ولادت میں نے بتلا دیا.... اور اس نے فوراً کتاب کھولی اور بیان کرنا شروع کیا یعنی اس میں پڑھ پڑھ کر سنایا کہ: "ہندوستان کی ایک یگانہ روزگار شخصیت ہوگی علم بہت وسیع ہوگا.... شہرت کافی ہوگی .... ایسا شخص صدیوں میں پیدا ہوتا ہے .... اس سے ہزاروں آدمی مستفید ہونگے وطن تھانہ بھون ہوگا ان کے ایک بھائی ہونگے جو ذہانت اور ذکاوت میں اوروں سے کم نہیں ہونگے مگر علمی لائن کے آدمی نہیں ہونگے... نہ شہرت یافتہ ہونگے مولانا کے اولاد نہ ہوگی .... مگر روحانی اولاد بہت کثیر ہوگی اور سب دیندار لوگ ہونگے.... متقی ہونگے...."

غرض حضرت تھانویؒ کی بڑی عظمت بیان کی میں نے دل میں خیال کیا کہ حضرت تھانوی کی شخصیت معروف مشہور ہے ممکن ہے اس کی شہرت پر سنی سنائی باتیں نقل کر دی ہوں تو میں نے حضرت کے کچھ خانگی حالات پوچھے تو اس نے وہ بھی من وعن بیان کئے جو عام لوگوں کے علم میں نہیں آسکتے تھے .... تو پھر میں نے پوچھا کہ ان کے خلفاء میں سے کسی کا حال بیان کیجئے اس نے کہا ان کی ولادت کا سن بتایئے....

حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ

میں نے حضرت کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ کے متعلق پوچھا اور ان کا سن ولادت بتایا تو اسنے کہا کہ: "یہ حضرت کے خلفاء میں ممتاز شخصیت ہیں ان کی عمر اتنی ہے حال ایسا ہے.... (اور وہ صحیح کہا حتی کہ اس نے کہا کہ) وہ اپنی جائداد وقف علی الاولاد کریں گے"

حالانکہ یہ واقعہ ایسا تھا کہ صرف میرے ہی علم میں تھا .... مولانا الہ آبادی دیوبند تشریف لائے اور وقف علی الاولاد کے بارے میں مسودات ساتھ لائے تھے اور مجھے فرمایا کہ میں نے اس کا ذکر کسی سے نہیں کیا صرف تجھ سے کیا ہے اس کا افشاء نہ کیا جائے مگر اس شخص نے کتاب سے پورا پورا واقعہ جو مجھ پر پیش آیا تھا سب بیان کر دیا....

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء کرام کا ذکر

پھر اس کے بعد میں نے پوچھا کہ ان کے خلفاء کتنے ہیں؟ تو اس نے پوری فہرست سنا دی.... حالانکہ اس وقت بعض خلفاء کو اجازت بیعت ہوئی تھی.... ان کے بعد پھر دوسروں کو ہوئی مگر اس نے ان کے نام بھی بتائے....

حکیم الاسلام قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کا ذکر

اس فہرست میں میرا نام بھی آیا اس نے کہا کہ: ”ان کے ایک خلیفہ طیوب (طیب) ہیں جو دیابان (دیوبند) کے رہنے والے ہیں“ حالانکہ میں نے اس سے اپنا تعارف بھی نہیں کرایا تھا نہ میزبان نے کرایا اور نہ وہ مجھ سے واقف تھا.... میں نے سن ولادت بتایا اور پوچھا کہ ان کے حالات کیا ہیں؟ اس نے کہا: ”بڑے عالم ہیں ان کی شہرت بہت ہونے والی ہے؟ اور سفر کثرت سے کریں گے حتیٰ کہ بیرون ہند کے سفر بھی بہت کریں گے....“

اس وقت تک میں نے صرف افغانستان کا سفر کیا تھا.... دوسرے ممالک کا جن میں ایشیاء یورپ مڈل ایسٹ اور افریقہ وغیرہ شامل ہیں ابھی تک سفر نہیں ہوا تھا.... مگر اس نے ساری تفصیل بتلادی پھر کہا کہ وہ تین بھائی ہیں.... ایک نوعمری میں انتقال کر جائے گا.... دو بھائی زندہ رہیں گے ان کی دو بہنیں ہونگی ایک نوعمری میں گزر جائے گی دوسری زندہ رہے گی اور وہ صاحب اولاد ہوگی ان کے والد کی دو شادیاں ہونگی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ ہوگی یہ سب اولاد دوسری بیوی سے ہوگی“

اب یہ سارے واقعات خانگی تھے.... جن کا علم میرے سوا شاید آج تک بھی کسی کو نہیں معلوم.... پھر اس نے میری شادی کا ذکر کیا اور رامپور (سسرال) کا قصہ بیان کیا کہ بیوی وہاں کی رہنے والی ہوگی اور اپنے گھر کی رئیسہ ہوگی پھر میں نے مزید احتیاط کے طور پر کہا کہ ایک شخص مولوی وصی الدین ہیں (جو اس وقت سفر میں میرے ساتھ تھے اور دارالعلوم دیوبند کے طالب علم تھے) میں نے ان کے بارے میں پوچھا.... اور ان کا سن ولادت بتایا اس نے مولوی وصی الدین کے خانگی حالات سنائے جو صرف مولوی صاحب ہی کے علم میں تھے اور وہ بھی حیران رہ گئے....

حکیم الامت سے اس واقعہ کا ذکر اور حضرت کا ارشاد

اس سفر سے واپسی کے بعد تھانہ بھون حاضر ہو کر سارا واقعہ حضرت تھانوی کو سنایا حضرت نے فرمایا کہ: ”اس واقعہ کی تغلیط کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی یہ سارے واقعات کتاب میں درج ہوں.... اور ممکن ہے کہ انبیاء سابقین پر منکشف ہوئے ہوں اور وہ لکھ لیے گئے ہوں.... جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں اور فرمایا: هٰذَا كِتَابُ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَهٰذَا كِتَابُ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ .... دائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں ان تمام بنی آدم کے نام اور حالات لکھے ہوئے ہیں جو جنتی ہونے والے ہیں اور بائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ ان میں ان تمام لوگوں کے اسماء اور احوال لکھے ہوئے ہیں جو جہنمی ہونے والے ہیں اور پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر ارشاد فرمایا تو دونوں کتابیں غائب تھیں....

میں کہتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام میں ایک کتاب برآمد ہوئی جس میں خاص قواعد کے ذریعہ دنیا کے ماضی اور مستقبل کے بارے میں واقعات کا استخراج کیا جا سکتا تھا ...لوگوں میں اس کتاب کا چرچا ہوا اور وہ فتنہ کی صورت اختیار کر گیا... تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کا سفر کیا اور اس کتاب پر قبضہ کیا اور گیارہ قبریں کھودنے کا حکم دیا... جب قبریں تیار ہو گئیں تو ایک دن شب میں کسی وقت پہنچ کر اس کتاب کو ایک قبر میں دفن کر کے گیارہ کی گیارہ قبروں کو اوپر سے برابر کرا دیا جس سے یہ فتنہ ختم ہو گیا وہ واقعہ جس کے بارے میں آپ نے تصحیح چاہی... فقط

محمد طیب رئیس عمومی دار العلوم دیوبند وارد حال لاہور ۱۲
جمادی الاول ۱۳۷۷ھ

نیز حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور نے بھی ایک دفعہ فرمایا کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے بھی اس کتاب کو دیکھا تھا اور فرمایا تھا کہ اس کتاب میں حضرت تھانوی کی وفات کی تاریخ اور دن بھی درج تھا....

ایک دفعہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ نے اپنی مجلس میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ: ’’جب مولانا طیب صاحب اس واقعہ کا بیان کرتے کرتے اس جملہ پر پہنچے کہ: ’’ایسا رشی صدیوں میں پیدا ہوتا ہے‘‘ تو اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے فوراً دیوار سے ہٹ کر فرمایا: ’’میری ہی کیا خصوصیت ہے جو بھی آتا ہے اس کی نظیر صدیوں میں آتی ہے‘‘ حضرتؒ کے اس ارشاد سے تواضع، انکساریت: اور فنائیت اتم درجے میں ظاہر ہوتی ہے‘‘ (بحوالہ دینی دسترخوان)

فراست ایمانی کا عجیب واقعہ

ہندوستان میں ایک بہت بڑے بزرگ ’’حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ‘‘ گزرے ہیں یہ بڑے زبردست عالم تھے ..... جب ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی تو گاندھی جی نے حکیم اجمل خان صاحب‘ ڈاکٹر انصاری صاحب‘ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کو جمع کر کے یہ کہا کہ اس تحریک کے اندر اس وقت تک جوش پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں کوئی بڑے مذہبی پیشوا شامل نہیں ہوں گے .... لہذا کسی طریقے سے مذہبی پیشواؤں کو اس میں شامل کیجئے ....! طے یہ ہوا کہ ایک دن گاندھی جی کے ساتھ ایک ڈپوٹیشن (DEPUTATION) مولانا محمد علی مونگیری کے پاس جائے‘ چنانچہ سب کے سب مل کر گاندھی جی کے ساتھ مولانا محمد علی مونگیریؒ کے پاس گئے اور گاندھی جی نے مولانا سے کہا کہ مولانا میں نے پیغمبر اسلام کی زندگی کا مطالعہ کیا ان کی زندگی سے بہتر کسی کی زندگی کو میں نے نہیں پایا‘ انکی زندگی سب سے اعلیٰ اور سب سے اونچی زندگی تھی اور میں نے قرآن کا بھی مطالعہ کیا ہے‘ میں نے اس کتاب کو سب سے اعلیٰ اور مقدس ترین کتاب پایا چنانچہ میں نے اس کا کچھ حصہ اپنی دعا میں بھی شامل کر لیا ہے‘ اسکے علاوہ اور بہت سی تعریفیں کیں....

مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گاندھی جی! آپ نے پیغمبر اسلام کی جتنی تعریفیں کی ہیں وہ ٹھیک ہیں‘ ہمارے پیغمبر اس سے بھی اونچے تھے اور آپ نے قرآن کریم کی جتنی تعریفیں کی ہیں وہ بھی ٹھیک ہیں‘ ہمارا قرآن اس سے بھی اونچا ہے لیکن گاندھی

جی! مہربانی کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور قرآن کریم کا وہ عیب (معاذ اللہ) بھی تو بتا دیجیے جس کی وجہ سے آپ نے اب تک ایمان قبول نہیں کیا ہے! جب قرآن کریم آپ کو ساری دنیا کی کتابوں میں سب سے بہتر کتاب معلوم ہوتی ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی زندگی آپ کو سب سے بہتر زندگی معلوم ہوتی ہے..... پھر آپ کو وہ کون سا عیب ان کے اندر نظر آیا جس کی وجہ سے اب تک آپ ایمان نہیں لائے ہیں؟ اب گاندھی جی بغلیں جھانکنے لگے' ان سے کوئی جواب نہیں بن پڑا..... مولانا نے فرمایا کہ جب کوئی شکاری شکار کرنے کے لیے نکلتا ہے تو شکار گاہ میں جا کر جانوروں کی بولی بولتا ہے تاکہ جانور جال میں پھنس جائیں' اسی طرح آپ کے دل میں نہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عظمت ہے اور نہ قرآن کریم کی کوئی عظمت ہے! آپ صرف مجھے پھانسنے کے لیے آئے ہیں اس لیے میری بولی بول رہے ہیں.... (ماہنامہ محاسن اسلام)

اخلاص کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے. لکھنو بازار میں ایک غریب درزی کی دکان تھی جو ہر جنازے کے لئے دکان بند کرتے تھے.... لوگوں نے کہا کہ اس سے آپ کے کاروبار کو نقصان ہوگا کہنے لگا کہ علماء سے سنا ہے کہ جو کسی مسلمان کے جنازے پر جاتا ہے کل اس کے جنازے پر ان شاء اللہ لوگوں کا ہجوم ہوگا.... میں غریب ہوں میرے جنازے پر کون آئے گا.... ایک تو مسلمان کا حق بھی ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ پاک بھی راضی ہو جائیں گے.... اللہ پاک کی شان دیکھیں کہ ۱۹۰۲ء میں مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی کا انتقال ہوا.... ریڈیو پر بتلایا گیا اخبارات میں جنازے کے اشتہارات آ گئے.... لاکھوں کا مجمع تھا.... جب جنازہ گاہ میں اُن کا جنازہ ختم ہوا تو جنازہ گاہ میں ایک دوسرا جنازہ داخل ہوا.... اعلان ہوا کہ ایک اور عاجز مسلمان کا جنازہ بھی پڑھ کر جائیں.... یہ دوسرا جنازہ اس درزی کا تھا.... جو مولانا کے جنازہ سے بڑھ کر نکلا.... دونوں جنازوں کے لوگ اس میں شامل ہو گئے.... اور پہلے جنازے سے جو لوگ رہ گئے تھے وہ بھی شامل ہو گئے.... اللہ پاک نے اس درزی کی بات پوری کر کے اس کی لاج رکھی.... سچ کہا ہے کہ اخلاص بہت بڑی نعمت ہے.... (کاروان زندگی)

ختم نبوت کے عاشق کا عجیب واقعہ

جن دنوں ختم نبوت کی تحریک زوروں پر تھی.... ختم نبوت کے پروانے گولیوں، لاٹھیوں، جیلوں اور حوالاتوں کے مزے لے رہے تھے.... ایک مسلمان نے سڑک کے درمیان آ کر بلند آواز میں نعرہ لگایا ”ختم نبوت زندہ باد....“ جونہی اس نے نعرہ لگایا، پولیس والا آگے بڑھا اور اس کے گال پر زوردار تھپڑ مارا، تھپڑ کھاتے ہی اس نے پھر کہا.... ”ختم نبوت زندہ باد....“ اس بار پولیس والے نے اسے بندوق کا بٹ مارا.... بٹ کھا کر وہ پہلے سے زیادہ بلند آواز میں گرجا.... ”ختم نبوت زندہ باد....“ اب تو پولیس والے اس پر جھپٹ پڑے.... ادھر وہ ہر تھپڑ، ہر لات اور ہر بٹ پر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتا چلا گیا.... وہ مارتے رہے، یہاں تک کہ زخموں سے چور چور ہو گیا.... اسی حالت میں اٹھا کر فوجی عدالت میں پیش کیا گیا... اس نے عدالت میں داخل ہوتے ہی نعرہ لگایا.... ”ختم نبوت زندہ باد“....

فوجی نے فوراً کہا.... ”ایک سال کی سزا....“ اس نے پھر نعرہ لگایا.... ”ختم نبوت زندہ باد“....

فوجی نے فوراً کہا.... ”دو سال سزا“ اس نے پھر نعرہ لگایا.... ”ختم نبوت زندہ باد“

فوجی نے پھر کہا.... ”تین سال سزا“ اس نے پھر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا....

غرض وہ ایک ایک سال کر کے سزا بڑھاتا چلا گیا، یہ ختم نبوت کا نعرہ لگاتا چلا گیا....

یہاں تک کہ سزا بیس سال تک پہنچ گئی.... بیس سال کی سزا سن کر بھی اس نے کہا.... ”ختم نبوت زندہ باد“ اس پر فوجی نے جھلا کر کہا.... ”باہر لے جا کر گولی مار دو“

اس نے گولی کا حکم سن کر کہا.... ”ختم نبوت زندہ باد....“

ساتھ ہی خوشی کے عالم میں ناچنے لگا.... ناچتے ہوئے بھی برابر نعرے لگا رہا تھا....

”ختم نبوت زندہ باد...... ختم نبوت زندہ باد“

عدالت میں وجد کی حالت طاری ہو گئی.... یہ حالت دیکھ کر عدالت نے کہا.... ”یہ دیوانہ ہے، دیوانے کو سزا نہیں دی جا سکتی، رہا کر دو“ رہائی کا حکم سنتے ہی اس نے پھر کہا.... ”ختم نبوت زندہ باد“

(میں بھی کہتا ہوں ختم نبوت زندہ باد، آپ سب بھی کہیں، ختم نبوت زندہ باد)....

صبر و تحمل کا عجیب واقعہ

ایک نیک دل شخص نے اپنے اکلوتے بیٹے کو ایک سو اشرفیاں دے کر بسلسلہ تجارت سفر پر روانہ کیا، قضائے کار پہلی ہی منزل میں ایک ڈاکو نے اسے قتل کر کے تمام مال لوٹ لیا، چند راہروؤں نے ہر چند کہ قاتل کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا، اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر وہ مقتول کے گاؤں میں اس کے باپ ہی کے گھر پہنچ گیا اور تمام واردات قتل و غارت سنا کر اس سے چند روز کے لیے پناہ مانگی، تاکہ خطرے کا وقت گزر جائے اور اسے خدمت کے طور پر نصف مال کا لالچ بھی دے دیا....

نیک دل باپ نے تھیلی اور مقدار سے صحیح اندازہ کر لیا کہ میرا ہی بیٹا قتل کیا گیا ہے اور یہ مال بھی میرا دیا ہوا ہے، مقتول کے باپ نے تین روز تک اس قاتل کی نہایت خاطر تواضع کی، چوتھے روز اس نے بہتی آنکھوں کے ساتھ عرض کیا کہ جس نوجوان کو تم نے قتل کیا ہے وہ میرا ہی اکلوتا بیٹا تھا.... بہتر ہے کہ تم اب یہاں سے چلے جاؤ کیوں کہ خطرے کا وقت گزر چکا ہے....

لیکن اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں شفقت پدری و فطرت انسانی سے مجبور ہو کر کسی وقت میرے جذبات انتقام جوش میں آ جائیں اور میں مغلوب ہو کر تمہیں قتل کر ڈالوں اور صبر کے ثواب سے محروم رہ جاؤں.... چنانچہ اپنے فرزند کے قاتل کو مع مال کے بغیر کسی قسم کے اظہار رنج کے رخصت کر دیا گیا.... (مخزن اخلاق)

توجہ: جب ایک انسان اس قدر فراخ دلی کا مظاہرہ کر سکتا ہے تو جو شخص احکم الحاکمین کی پناہ میں آ جائے اور ہر وقت خود کو اعوذ باللہ پڑھ کر اللہ کی پناہ یعنی حفاظت میں دیدے اور ہر مشکل موقع میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرے تو پھر اُس کو کس چیز کا خوف ہو سکتا ہے....

ایک عجیب تاریخی واقعہ

عبدالرحمٰن بن ابی نعم بجلی رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں.... زہد و عبادت میں بڑے مشہور تھے.... ان کی خدا خوفی اور فکر آخرت کا یہ عالم تھا کہ بکیر بن عامر کے بقول

''اگر ان سے کہا جائے کہ موت کا فرشتہ آپ کی روح قبض کرنے آیا ہے تو اس خبر سے ان کی حالت میں ذرہ بھی فرق نہیں آئے گا.... ایک دن وعظ و نصیحت کی غرض سے وہ حجاج بن یوسف کے پاس گئے' حجاج کے ظلم سے کون ناواقف ہوگا.... نصیحت فرمائی اور ظلم کے انجام کی طرف توجہ دلائی تو حجاج نے اس کا نقد صلہ دیا، حکم دیا کہ اُسے تنگ و تاریک کوٹھری میں بند کردو اس حالت میں پندرہ دن گزر گئے جہاں نہ کھانا' نہ پینا' نہ روشنی اور نہ زندگی کا کوئی سامان' حجاج نے کہا اب اس کی لاش نکال کر دفن کردو.... چنانچہ ان کی لاش نکالنے کیلئے حجاج کے کارندوں نے جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہیں کہ

یہ نغمہ فصل گل ولالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

حجاج کو ان کی یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انہیں آزاد کردیا....(تہذیب التہذیب)

خدائی حفاظت کا عجیب واقعہ

بُنان حمال چوتھی صدی ہجری کے بزرگوں میں سے ہیں.... اصل بغداد کے تھے لیکن مصر میں رہنے لگے تھے.... عوام و خواص دونوں میں ان کی بڑی مقبولیت تھی.... اللہ والوں کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے.... وہ دلوں کے بے تاج بادشاہ ہوتے ہیں.... حمال نے بادشاہ مصر ابن طولون کو ایک مرتبہ نصیحت فرمائی.... ابن طولون تاب سخن نہ لاسکا اور ناراض ہو کر اس نے حکم دیا کہ انہیں خونخوار شیر کے سامنے ڈال دیا جائے.... انسان اپنے جذبہ انتقام کی تسکین کیلئے سزا کے بھی عجیب طریقے ایجاد کرتا ہے.... سزا کا جو طریقہ جس قدر سخت ہوگا.... اس کے جذبہ انتقام کو اسی قدر ٹھنڈک پہنچے گی.... بنان حمال کو خونخوار شیر کے سامنے ڈال دیا گیا.... شیر لپکا پھر رک کر انؒ کے جسم کو سونگھنے لگا.... دیکھنے والے ان کے جسم کے چیر پھاڑنے کا نظارہ کرنا چاہتے تھے.... لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! جب دیکھا کہ شیر انہیں کچھ نہیں کہہ رہا.... تب انہیں اس کے سامنے سے اٹھا دیا.... اس سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہوئی کہ جب ان سے پوچھا گیا ''شیر کے سونگھتے وقت آپ کے دل پر کیا گزر رہی تھی؟ فرمانے لگے میں اس وقت درندے کے جوٹھے کے متعلق علماء کے اختلاف کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کا جوٹھا پاک ہے یا ناپاک....(حلیۃ الاولیاء)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اخلاق کریمانہ

مسئلہ خلق قرآن میں امام احمد بن حنبلؒ کو کوڑے مارے جانے کا واقعہ تاریخ اسلام کے مشہور واقعات میں سے ہے.... امام صاحب اس آزمائش میں کامیاب ہوئے تو بعد میں کبھی کبھی فرماتے ''اللہ ابوالہیثم پر رحم فرمائیں، اللہ اس کی مغفرت فرمائیں، اللہ اس سے درگزر فرمائیں'' ان کے بیٹے نے ان سے ایک دن پوچھا کہ یہ ابوالہیثم کون ہیں جن کیلئے آپ دعا کرتے رہتے ہیں؟ فرمایا آپ اسے نہیں جانتے ہیں کہا نہیں فرمایا جس دن مجھے کوڑے مارنے کیلئے نکالا گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ پیچھے سے ایک آدمی میرے کپڑے کھینچ رہا ہے....

میں نے مڑ کر دیکھا تو اس نے پوچھا آپ مجھے جانتے ہیں میں نے کہا نہیں کہنے لگا میں مشہور جیب تراش اور ڈاکو ابوالہیثم ہوں سرکاری ریکارڈ میں یہ بات محفوظ ہے کہ مجھے مختلف اوقات میں اٹھارہ ہزار کوڑے مارے گئے ہیں لیکن میں نے حقیر دنیا کی خاطر شیطان کی اطاعت پر پوری استقامت کا مظاہرہ کیا آپ تو دین کے ایک بلند ترین مقصد کیلئے قید ہوئے ہیں.... اس لئے کوڑے کھاتے ہوئے دین کی خاطر رحمان کی اطاعت پر صبر و استقامت سے کام لیجئے گا....

اس کی اس بات سے امام احمد کا حوصلہ مزید مضبوط ہوا، معلوم نہیں ابوالہیثم کو اپنا یہ جملہ بعد میں یاد بھی رہا تھا کہ نہیں، لیکن امام احمد کو یاد رہا سب ذرا ذرا کہ زندگی کی ایک کٹھن منزل میں کسی کے جملے سے حوصلہ بلند ہوا تھا....

مرد مومن کی شان یہی ہوتی ہے وہ نیکی فراموش نہیں ہوتا.... وہ احسان اور نیکی کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے، امام کو زندگی بھر جب کبھی ماضی کے وہ لمحات یاد آتے تو دعاؤں کے پھول لے کر یادوں کے مزار پر نچھاور کر لیتے....

دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا　　جب سرد ہوا چلی، میں نے تجھے یاد کیا

(مناقب الامام احمد بن حنبل)

خلق عظیم کا ایک عجیب واقعہ

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ جب آپ کے لئے ہجرت کا حکم ہو گیا تو آپ نے چاہا کہ میں بیت اللہ میں دو رکعت نماز پڑھوں..... یہ تو ظاہر تھا نہیں کہ آپ ہجرت فرما رہے ہیں، مگر اجازت آچکی تھی، اس زمانہ میں عثمان شیبی کے ہاتھ میں کعبہ کی کنجیاں رہتی تھیں آپ نے فرمایا کہ شیبی! ایک دو منٹ کے لئے بیت اللہ کھول دو، میں دو رکعت پڑھ لوں، اس نے آپ کو ڈانٹ دیا اس لئے کہ حکومت تو اسی کی تھی، آپ کی تو تھی نہیں..... آپ نے کچھ نرمی سے فرمایا کہ دو ہی رکعتیں پڑھنی ہیں اس نے کہا کہ نہیں نہیں..... بہرحال اس نے اجازت نہیں دی..... آپؐ نے فرمایا کہ شیبی! ایک وقت آنے والا ہے میں تو اس جگہ کھڑا ہوا ہوں گا جہاں تو کھڑا ہے اور تو اس جگہ کھڑا ہوا ہوگا جہاں میں کھڑا ہوا ہوں..... اس وقت تیرا کیا حشر ہوگا..... اس نے کہا کہ یہ سب تخیلات ہیں..... شیخ چلی کی باتیں ہیں غرض اجازت نہ دی..... بلا نماز پڑھے آپ واپس تشریف لائے..... رات کو ہجرت فرمائی..... یہ تیرہ برس کی زندگی آپ نے انتہائی پریشانیوں میں گزاری پھر ہجرت کیساتھ آٹھ سال بعد مکہ میں آپ کا فاتحانہ داخلہ ہوا..... اور آپ نے مسجد حرام سے ابتداء کی وہاں آ کر آپؐ نے نماز پڑھی، کعبہ کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں دی گئیں، آپ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بلاؤ شیبی کو شیبی حاضر ہوا..... فرمایا کہ وہ وقت یاد ہے کہ میں نے منت سماجت کی تھی کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو..... مگر تم نے اجازت نہیں دی تھی..... اس نے کہاں ہاں یاد ہے اور فرمایا کہ یہ بھی یاد ہے کہ میں نے کہا تھا کہ ایک وقت آنے والا ہے..... میں وہاں کھڑا ہوا ہوں گا جہاں تو کھڑا ہے اور تم یہاں کھڑے ہو گے جہاں میں کھڑا ہوں..... آپؐ نے فرمایا کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ میں کھڑا ہوں تیری جگہ اور تم کھڑے ہو میری جگہ، اس نے کہا ہاں وہ وقت آ گیا ہے فرمایا کہ اب تیرا کیا حشر ہونا چاہئے اس نے ایک ہی لفظ کہا کہ اخ کریم و نبی کریم میں کریم پیغمبر اور کریم بھائی کے سامنے ہوں.....

اس برائی کا بدلہ آپ نے یہ دیا کہ کعبہ کی کنجیاں سپرد کیں اور فرمایا کہ نسلاً بعد نسل قیامت تک تیرے ہی خاندان کو دیتا ہوں یہ کنجیاں تو آج تک وہ شیبی کا خاندان ہے جو برابر کلید بردار کعبہ ہے اور آدھے مکہ پر اس کی حکومت ہے لاکھوں کروڑوں کا سامان اس کی

دکانوں میں پڑا ہوا ہے اور جسے چاہے اجازت دے اور جسے چاہے بیت اللہ کے داخلہ کی اجازت نہ دے، تو اس نے دو رکعت نہیں پڑھنے دی جواب میں آپ نے کنجیاں سپرد کر دیں اور فرمایا کہ لے یہ تیرے خاندان کو قیامت تک کے لئے دیتا ہوں یہ خلق عظیم نہیں تھا تو اور کیا تھا کہ ادھر سے زیادتی اور ادھر سے یہ کچھ لطف و کرم ..... (خطبات طیب)

ایک مجاہد کا عجیب واقعہ

عموریہ کے محاصرہ کے دوران ایک شخص دیوار پر کھڑا ہو کر نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا تھا... مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر تکلیف کی بات اور کیا ہو سکتی تھی... ہر مجاہد کی خواہش تھی کہ اس منحوس کے ہلاک کرنے کی سعادت اس کے حصے میں آئے... لیکن وہ تیروں اور حملوں کی زد سے محفوظ ایسی جگہ کھڑا تھا... جہاں سے اس کی آواز تو سنائی دیتی تھی... لیکن اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی تھی...

یعقوب بن جعفر نامی ایک شخص لشکر اسلام میں بہترین تیر انداز تھا... اس ملعون شخص نے جب ایک بار دیوار پر چڑھ کر شان رسالتؐ میں گستاخی کے لیے منہ کھولا تو یعقوب گھات لگائے بیٹھا تھا... یعقوب نے تیر پھینکا جو سیدھا اس کے سینے سے پار ہوا اور وہ شخص گر کر ہلاک ہوا... فضا نعرہ تکبیر سے گونج اُٹھی... یہ مسلمانوں کے لیے بڑی خوشی کا واقعہ تھا... خلیفہ معتصم باللہ نے اس مجاہد کو بلایا اور کہا... آپ اس تیر کا ثواب مجھے فروخت کر دیجئے... مجاہد نے جواباً کہا... ثواب بیچا نہیں جاتا... معتصم نے کہا... میں آپ کو ترغیب دیتا ہوں... اور ایک لاکھ درہم اسے دیئے... مجاہد نے انکار کیا... خلیفہ نے پانچ لاکھ درہم اسے دیئے... تب وہ جانباز مجاہد کہنے لگا... مجھے ساری دنیا دے دی جائے... تب بھی اس کے بدلے میں اس تیر کا ثواب فروخت نہیں کروں گا... البتہ اس کا آدھا ثواب بغیر کسی عوض کے آپ کو دیتا ہوں... معتصم اس قدر خوش ہوا کہ گویا انہیں ایک جہاں مل گیا... معتصم نے پھر پوچھا... آپ نے تیر اندازی کہاں سیکھی ہے؟... فرمایا... بصرہ میں واقع اپنے گھر میں... معتصم نے کہا... وہ مجھے فروخت کر دیں... مجاہد نے کہا... وہ تیر اندازی سیکھنے والے مجاہدین کے لیے وقف ہے... اس لیے فروخت نہیں کیا جا سکتا... معتصم نے اس جانباز مجاہد کو ایک لاکھ درہم انعام میں دیئے.....

تاریخ کا سب سے بڑا عجیب جنازہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور بہت بڑے امام بنے..... بعض کا قول ہے کہ آپ کو ایک کروڑ احادیث مبارکہ یاد تھیں.... آپ کے جنازے میں شامل ہونے والے مردوں کا اندازہ لگایا گیا ہے، وہ آٹھ لاکھ تھے اور عورتیں ساٹھ ہزار تھیں.... اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی وفات کے روز نصاریٰ، یہود اور مجوس میں سے بیس ہزار لوگ مسلمان ہوئے اور ابو الفرج بن الجوزی نے اپنی کتاب جسے آپ نے بشر بن الحارث الحافی رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے، چھیالیسویں باب میں بیان کیا ہے کہ ابراہیم الحربی نے بیان کیا ہے کہ میں نے بشر بن الحارث الحافی کو خواب میں دیکھا گویا وہ الرصافہ کی مسجد سے باہر نکل رہے ہیں اور آپ کی آستین میں کوئی چیز حرکت کر رہی ہے، میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ آپ نے فرمایا اس نے مجھے بخش دیا اور میری عزت کی ہے، میں نے پوچھا یہ آپ کے آستین میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا گذشتہ شب احمد بن حنبل کی روح ہمارے پاس آئی تو اس پر موتی اور یاقوت نچھاور کیے گئے اور یہ وہ موتی اور یاقوت ہیں جو میں نے چنے ہیں، میں نے پوچھا یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کیا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے ان دونوں کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ انہوں نے رب العالمین کی زیارت کی ہے اور ان دونوں کے لئے دستر خوان لگائے گئے ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ نے ان دونوں کے ساتھ کیوں نہیں کھایا؟ آپ نے فرمایا اس نے معلوم کر لیا کہ کھانا مجھ پر ہیچ ہے، تو اس نے میرے لئے اپنے چہرے کی طرف دیکھنا مباح کر دیا.... (ابن خلکان)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اور اہل بدعت (قائلین خلق قرآن) کے درمیان فیصلہ ہمارے جنازے دیکھ کر ہوگا..... چنانچہ یہ فیصلہ اس طرح ہوا کہ آپ رحمہ اللہ کے مخالفین کے جنازوں میں بس گنتی کے چند لوگ شریک ہوئے، کسی نے کوئی زیادہ غم نہ کیا، جبکہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے جنازے کو دیکھ کر مورخین دنگ رہ گئے! خلیفہ متوکل نے جب اس جگہ کو ناپنے کا حکم دیا جہاں آپ رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی تو اندازہ لگایا گیا کہ 25 لاکھ افراد نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی، عبدالوہاب وراق کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت یا تاریخ اسلام میں اس سے بڑے کسی جنازہ کا ثبوت نہیں ملتا، اس دن اس عظیم مجمع کو دیکھ کر 20 ہزار کے قریب غیر مسلم دولت اسلام سے مشرف ہوئے.... (البدایہ والنہایہ)

حفاظت خداوندی کا عجیب واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا.... اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا باپ کے درمیان اس قدر مشابہت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے اور فرمایا ”میں نے باپ بیٹے میں اس طرح کی مشابہت نہیں دیکھی“ آنے والے شخص نے کہا ”امیر المؤمنین! میرے اس بیٹے کی پیدائش کا بڑا عجیب قصہ ہے اس کی پیدائش سے پہلے جب میری بیوی امید سے تھی تو مجھے جہاد میں جانا پڑا.... بیوی بولی آپ مجھے اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہیں“؟

میں نے کہا استودع اللہ ما فی بطنک (آپ کے پیٹ میں جو کچھ ہے میں اسے اللہ کے پاس امانت رکھ کر جا رہا ہوں) یہ کہہ کر میں جہادی مہم میں نکل پڑا.... ایک عرصہ کے بعد واپس ہوا تو یہ دردناک خبر ملی کہ میری بیوی انتقال کر چکی ہے اور جنت البقیع میں دفن کی گئی ہے میں اس کی قبر پر گیا دعا اور آنسوؤں سے دل کا غم ہلکا کیا رات کو مجھے اس کی قبر سے آگ کی روشنی بلند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی میں نے رشتہ داروں سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا ”رات کو اس قبر سے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیتے ہیں“ میری بیوی بڑی نیک خاتون تھی میں اسی وقت اس کی قبر پر گیا تو وہاں یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے میری بیوی اس میں بیٹھی ہے بچہ اس کے پاس بے چین ہو رہا ہے اور یہ آواز دے رہی ہے ”اے اپنی امانت کو اللہ کے سپرد کرنے والے! اپنی امانت لے لے اگر تم اس بچے کی ماں کو بھی اللہ کے سپرد کر جاتے تو واللہ! آج اسے بھی پاتے“....

میں نے قبر سے بچہ اٹھایا اور قبر اپنی اصلی حالت پر آ گئی... اے امیر المؤمنین! یہ وہی بچہ ہے“

قول کی پاسداری کا عجیب واقعہ

حضرت عمر کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ اس وقت کے مسلمان اپنی زبان کے کس قدر پابند تھے.... وعدہ توڑنے اور مکرنے کے لئے نہیں کرتے تھے بلکہ زبان سے جو لفظ نکالتے تھے اس کو پتھر کی لکیر سمجھتے تھے.... ہرمزان ایرانیوں کے ایک لشکر کا سردار تھا.... ایک مرتبہ مغلوب ہو کر اس نے جزیہ دینا بھی قبول کر لیا تھا.... مگر پھر باغی ہو کر مقابلے پر

آیا.... آخر شکست ہوئی.... اور گرفتار ہو کر اس حالت میں کہ تاج مرصع سر پر تھا، کی قبا زیب تن، کمر سے مرصع تلوار آویزاں بیش بہا زیورات سے آراستہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں پہنچا آپ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے فرمایا تم نے مکرر سہ کرر بد عہدی کی.... اب اگر اس کا بدلہ تم سے لیا جائے تو تم کو کیا عذر ہے؟ ہرمزان نے کہا مجھے خوف ہے کہ شاید میرا عذر سننے سے پیشتر ہی مجھے قتل نہ کر دیا جائے آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا تم کوئی خوف نہ کرو.... ہرمزان نے کہا مجھ کو پہلے پانی پلا دو حضرت عمرؓ نے پانی لانے کا حکم دیا.... ہرمزان نے ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر کہا مجھے خطرہ ہے کہ میں پانی پینے کی حالت میں قتل نہ کر دیا جاؤں....

حضرت عمرؓ۔ نے فرمایا جب تک تم پانی نہ پی لو اور اپنا عذر بیان نہ کر لو تم اپنے آپ کو ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ سمجھو.... ہرمزان نے پانی کا پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا میں پانی نہیں پینا چاہتا.... آپ نے مجھ کو امان بخشی ہے اس لیے آپ مجھ کو قتل نہیں کر سکتے....

حضرت عمر فاروقؓ کو ہرمزان کی اس چالاکی اور دھوکہ دہی پر بہت غصہ آیا، لیکن حضرت انسؓ درمیان میں بول اٹھے اور کہا، امیر المؤمنین یہ سچ کہتا ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب تک پورا حال نہ کہہ دو کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو کسی قسم کے خطرے میں نہ ڈالے جاؤ گے حضرت انسؓ کے کلام کی اور لوگوں نے بھی تائید کی.... حضرت عمرؓ نے فرمایا ہرمزان تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے لیکن میں تمہیں دھوکہ نہ دونگا.... اسلام نے اس کی تعلیم نہیں دی.... ایفائے عہد اور حسن سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہرمزان مسلمان ہو گیا.... امیر المؤمنین نے دو ہزار سالانہ اس کی تنخواہ مقرر کر دی....

حجر اسود کا عجیب تاریخی واقعہ

۷ ذی الحجہ ۳۱۷ھ کو بحرین کے حاکم ابو طاہر سلیمان قرامطی نے مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا خوف و ہراس کا یہ عالم تھا کہ اس سال ۳۱۷ھ کو حج بیت اللہ شریف نہ ہو سکا کوئی بھی شخص عرفات نہ جا سکا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

یہ اسلام میں پہلا موقع تھا کہ حج بیت اللہ موقوف ہو گیا....

اسی ابو طاہر قرامطی نے حجر اسود کو خانہ کعبہ سے نکالا اور اپنے ساتھ بحرین لے گیا....

پھر بنو عباس کے خلیفہ مقتدر باللہ نے ابوطاہر قرامطی کے ساتھ فیصلہ کیا اور تیس ہزار دینار دیدیئے....تب حجر اسود خانہ کعبہ کو واپس کیا گیا....یہ واپسی ٣٣٩ھ کو ہوئی....گویا کہ ٢٢ سال تک خانہ کعبہ حجر اسود سے خالی رہا....جب فیصلہ ہوا کہ حجر اسود کو واپس کیا جائے گا تو اس سلسلے میں خلیفہ وقت نے ایک بڑے عالم محدث شیخ عبداللہ کو حجر اسود کی وصولی کے لیے ایک وفد کے ساتھ بحرین بھجوایا....یہ واقعہ علامہ سیوطی کی روایت سے اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ جب شیخ عبداللہ بحرین پہنچ گئے تو بحرین کے حاکم نے ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں حجر اسود کو ان کے حوالہ کیا جائے گا تو ان کے لیے ایک پتھر خوشبودار....خوبصورت غلاف میں سے نکالا گیا کہ یہ حجر اسود ہے اسے لے جائیں....محدث عبداللہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ حجر اسود میں دو نشانیاں ہیں اگر یہ پتھر اس معیار پر پورا اترا تو یہ حجر اسود ہوگا اور ہم لے جائیں گے....پہلی نشانی یہ کہ پانی میں ڈوبتا نہیں ہے دوسری یہ کہ آگ سے گرم بھی نہیں ہوتا....اب اس پتھر کو جب پانی میں ڈالا گیا تو وہ ڈوب گیا پھر آگ میں اسے ڈالا تو سخت گرم ہوگیا یہاں تک کہ پھٹ گیا....فرمایا یہ ہمارا حجر اسود نہیں پھر دوسرا پتھر نکالا گیا اس کے ساتھ بھی یہی عمل ہوا اور وہ پانی میں ڈوب گیا اور آگ پر گرم ہوگیا....فرمایا ہم اصل حجر اسود کو لیں گے پھر اصل حجر اسود لایا گیا اور آگ میں ڈالا گیا تو ٹھنڈا نکلا پھر پانی میں ڈالا گیا وہ پھول کی طرح پانی کے اوپر تیرنے لگا تو محدث عبداللہ نے فرمایا یہی ہمارا حجر اسود ہے اور یہی خانہ کعبہ کی زینت ہے اور یہی جنت والا پتھر ہے....اس وقت ابوطاہر قرامطی نے تعجب کیا اور کہا: یہ باتیں آپ کو کہاں سے ملی ہیں تو محدث عبداللہ نے فرمایا یہ باتیں ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہیں کہ ”حجر اسود پانی میں ڈوبے گا نہیں اور آگ سے گرم نہیں ہوگا“ ابوطاہر نے کہا کہ یہ دین روایات سے بڑا مضبوط ہے....

جب حجر اسود مسلمانوں کو مل گیا تو اسے ایک کمزور اونٹنی کے اوپر لادا گیا جس نے تیز رفتاری کے ساتھ اسے خانہ کعبہ پہنچایا....اس اونٹنی میں زبردست قوت آگئی اس لیے کہ حجر اسود اپنے مرکز (بیت اللہ) کی طرف جا رہا تھا لیکن جب اسے خانہ کعبہ سے نکالا گیا تھا اور بحرین لے جا رہے تھے تو جس اونٹ پر لادا جاتا وہ مر جاتا....حتیٰ کہ بحرین پہنچنے تک چالیس اونٹ اس کے نیچے مر گئے....(تاریخ مکہ محمد بن علی بن فضل الطبری المکی)

صحابہ کی کرامت کا عجیب واقعہ

اُف کتنا خوفناک تھا وہ طوفان! سمندر میں پانی کی لہریں اتنی بلند تھیں.... آسمان نظر ہی نہیں آ رہا تھا.... تیز موجوں نے ایک چھوٹے سے بحری جہاز کو جو ٹکر ماری تو بے چارا بحری جہاز یہ جا.... وہ جا....

جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا... اور بہت سارے مسافر ڈوب چکے تھے... ہاں البتہ ایک نیک سیرت اور فرشتہ صورت انسان زندہ تھے... جہاز ٹوٹ گیا تو وہ بزرگ لکڑی کے ایک بڑے تختے پر بیٹھ گئے... اور وہ تختہ سمندر کے پانی پر تیرنے لگا... سمندری لہریں اب بھی بہت جوش میں تھیں... مگر جسے اللہ رکھے... اسے کون چکھے؟... تیرتے تیرتے یہ تختہ سمندر کے کنارے جا لگا... کنارے پر ایک بہت بڑا جنگل تھا اور بہت خوفناک بھی...

اس جنگل میں کسی انسان کا تو نام و نشان بھی نہ تھا... البتہ وہاں اور درندے بہت زیادہ تھے... جنگل میں داخل ہوتے ہی ان بزرگ کی نظر ایک شیر پر پڑی... کوئی اور ہوتا تو شیر کو دیکھ کر ڈر جاتا اور وہاں سے بھاگ نکلتا... لیکن انہیں ذرا بھی خوف محسوس نہ ہوا... انہوں نے بلند آواز میں شیر سے کہا...

اے شیر!... میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں... میرا نام سفینہ ہے... اور راستے سے بھٹک گیا ہوں... یہ سنتے ہی شیر چلتا ہوا ان کے نزدیک آ گیا... اور اپنا سر یوں جھکالیا... جیسے وہ ان کا انتہائی وفادار پالتو جانور ہو... پھر وہ شیر دم ہلاتا ہوا ایک طرف چل پڑا اور حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دیئے... چلتے چلتے جنگل کا بادشاہ شیر جنگل سے نکل کر ایک کھلے راستے پر پہنچا... اس راستہ کو دیکھتے ہی حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہچان گئے... اب وہ شیر پھر پیچھے مڑا اور اپنا سر ادب سے جھکالیا...

وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے واپس جنگل میں جانے کی اجازت مانگ رہا تھا... حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے رخصت کیا.... اور خود اس راستے پر چلتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچ گئے....

یادگار ضیافت کا عجیب وغریب واقعہ

ایک بار بادشاہ وقت افلاطون کے پاس آیا اور بعد امتحان اس نے بادشاہ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دی.... جب رخصت ہونے لگا تو افلاطون نے کہا کہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں.... بادشاہ نے دل میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ دنوں تک تنہائی میں رہتے رہتے خبط ہوگیا ہے.... یہ جنون ہی تو ہے کہ آپ کی ایسی پھٹی ٹوٹی حالت اور بادشاہوں کی دعوت کرنے کے حوصلے اور بادشاہ اس خیال میں معذور بھی تھا وہ تو اسی متاع کو بڑی چیز سمجھتا تھا.... مگر افلاطون کی نظر میں اس کی وہ وقعت تھی جیسے بچے ایک گھر بناتے ہیں وہاں سہہ دریاں بھی ہیں کمرے بھی ہیں سب کچھ موجود ہے مگر باپ اس کو دیکھ کر ہنس رہا ہے کہ ان حضرات کا سارا گھر میری ایک لات کا ہے.... بس ایسی ہی متاع ہے عقلاء دنیا کی جیسے ایک منہیار اپنے سر پر چوڑیوں کا ٹوکرا لئے جارہا تھا گاؤں والوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی چیز کی بابت انہیں پوچھنا ہوتا ہے اپنی لاٹھی سے آہستہ سے ایک کھودا دیا کرتے ہیں.... کھود کرید کرنے کیلئے اسی طرح دیہاتی نے ان چوڑیوں میں لاٹھی سے کھودا دے کر منہیار سے پوچھا کہ ارے یہ کیا ہے اس نے کہا جی بس ایک دفعہ اور مار دو کچھ بھی نہیں یعنی ایک ضرب سے سب تقسیم تفریق سے مبدل ہو کر کسور تک پہنچ گئی اور کسور بھی صرف کسور عام نہیں بلکہ کسور اعشاریہ بھی غرض سارا حساب یہیں ختم ہوگیا تو اہل دنیا کے نزدیک دنیا کی متاع بڑی چیز ہے....

اسی بناء پر بادشاہ نے عذر کیا افلاطون کو اس خیال کا ادراک تھا اس لئے افلاطون نے کہا میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں یہ سن کر بادشاہ نے دل میں تو یہی کہا کہ واقعی اس کے دماغ میں خلل معلوم ہوتا ہے اس کے پاس ضروری سامان تک نہیں یہ مجھے کھلاوے گا کیا.... لیکن زبان سے یہ بات تو ادب کی وجہ سے کہہ نہ سکا کہ یہ عذر کیا کہ آپ کو فضول تکلیف ہوگی افلاطون نے کہا کہ نہیں مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوگی.... میرا جی چاہتا ہے.... جب اصرار دیکھا تو بادشاہ نے دعوت منظور کرلی.... اچھا آجاؤں گا اور ایک آدھ ہمراہی بھی میرے ساتھ ہوگا افلاطون نے کہا کہ نہیں مع لشکر اور وزراء امراء سب کی دعوت ہے.... غرض ایک

ساتھ دس ہزار کی دعوت کردی اور لشکر معمولی نہیں خاص شاہی لشکر بادشاہ نے کہا خیر خبط تو ہے ہی یہ بھی سہی غرض تاریخ معین پر بادشاہ مع لشکر اور امراء کے افلاطون کے پاس جانے کے لئے شہر سے باہر نکلا تو کئی میل پہلے سے دیکھا کہ چاروں طرف استقبال کا سامان نہایت تزک واحتشام کے ساتھ کیا گیا ہے ہر شخص کے لئے اس کے درجہ کے موافق الگ الگ کمرہ موجود ہے اور دوطرفہ باغ لگے ہوئے ہیں رات کا وقت تھا ہزاروں قندیل جگہ جگہ ناچ رنگ نہریں اور وہ ایک عجیب منظر پیش نظر تھا اب بادشاہ نہایت حیران تھا کہ یا اللہ یہاں تو کبھی کوئی ایسا شہر تھا نہیں غرض ہر شخص کو مختلف کمروں میں اتارا گیا اور ہر جگہ نہایت اعلیٰ درجہ کا سامان فرش فروش.... جھاڑ فانوس.... افلاطون نے خود آکر مدارت کی اور بادشاہ کا شکریہ ادا کیا.... ایک بہت بڑا مکان تھا اس میں سب کو جمع کر کے کھانا کھلایا گیا کھانے ایسے لذیذ کہ عمر بھر بھی نصیب نہ ہوئے تھے بادشاہ کو بڑی حیرت کہ معلوم نہیں اس شخص نے اس قدر جلد یہ انتظامات کہاں سے کئے بظاہر اس کے پاس کچھ جمع پونجی بھی نہیں معلوم ہوتی یہاں تک کہ جب سب کھاپی چکے تو عیش وطرب کا سامان ہوا ہر شخص کو ایک الگ کمرہ سامان سے آراستہ پیراستہ.... اندر گئے تو دیکھا کہ تتمیم لطف اور تکمیل عیش کے لئے ایک ایک حسین عورت بھی ہر جگہ موجود ہے غرض سارے سامان عیش وطرب کے موجود تھے خیر وہ لوگ کوئی متقی پرہیز گار تو تھے نہیں اہل خانقاہ تھوڑے ہی تھے بلکہ خواہ مخواہ کے آدمی تھے۔ یہ رنگ مہمانی دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور رات بھر خوب عیش اڑائے کیونکہ ایسی رات انہیں پھر کہاں نصیب ہوتی یہاں تک کہ سو گئے....

جب صبح آنکھ کھلی تو دیکھتے کیا ہیں کہ نہ باغ ہے بلکہ نرا راغ ہے.... نہ درخت ہیں بلکہ نرے کرجت ہیں یعنی بجائے درختوں کے دیکھا کہ پتھر کھڑے ہوئے ہیں اور ایک ایک پولا سب کی بغل میں ہے اور پاجامہ خراب ہے یہ عورتیں تھیں بڑے شرمندہ ہوئے کہ لاحول ولا قوۃ یہ کیا قصہ ہے بادشاہ کی بھی یہی حالت تھی افلاطون نے بادشاہ سے کہا کہ تم نے دیکھا یہ ساری دنیا جس پر تمہیں اتنا ناز ہے ایک عالم خیال ہے اور حقیقت اس کی کچھ بھی نہیں.... اس قدر قوی تصرف تھا افلاطون کے خیال کا کہ پس اس نے یہ خیال جمالیا کہ ان سب کے متخیلہ

میں یہ ساری چیزیں موجود ہو جائیں بس سب کو وہی نظر آنے لگیں جب وہ لوگ سو گئے اس نے اس خیال کو ہٹا لیا پھر صبح اٹھ کر جو انہوں نے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا.... افلاطون مجاہدہ و ریاض کیے ہوئے تھا.... اس لئے یہ قوت اس کے خیال میں پیدا ہوگئی تھی یہ تصوف نہیں ہے تصرف ہے.... یہ اور چیز ہے وہ اور چیز ہے بس مزہ سب سرد ہو گیا افلاطون نے کہا کہ جیسے تمہیں ان چیزوں میں مزہ آتا ہے مجھے بالکل نہیں آتا کیونکہ مجھے ان کی حقیقت معلوم ہے تو واقعی جو کچھ نظر آیا وہ عالم خیال تھا مسمریزم میں بھی جو کچھ نظر آتا ہے وہ عالم خیال ہی ہوتا ہے اور یہ جو حاضرات واضرات ہے یہ بھی وہی ہے محض قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے روح وروح کچھ نہیں ہوتی.... اسی واسطے بچوں پر یہ عمل چلتا ہے.... (دین ودانش)

غیرت مند ملکہ کا عجیب واقعہ

جب ہلاکو خان بغداد میں داخل ہوا اور خلیفہ مستعصم باللہ قتل ہوا.... خلیفہ تلاوت میں مصروف تھا.... اس کے پاس اس کی نوجوان بیٹی بھی بیٹھی ہوئی تھی.... ایک تیر آیا اور بچی کو لگا وہ بیچاری فوت ہوگئی.... اس کا خون زمین پر اس انداز سے گرا کہ اس سے ایک تحریر نمودار ہوگئی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت نازل فرماتے ہیں تو لوگوں کی عقل ختم ہو جاتی ہے اور بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں.... ہلاکو خان کے پاس ملکہ کو لایا گیا ملکہ نے راستے میں فوج کی نگرانی میں لونڈی کے کان میں کوئی بات سنائی.... ملکہ مطمئن تھی.... جب اندر آئی تو ہلاکو خان سے کہا کہ سامنے خلیفہ کی تلوار ہے.... اس میں ایک خصوصیت ہے کہ جب تک خلیفہ اس سے وار نہ کرے یہ کسی کو زخم نہیں پہنچا سکتی ہے.... اگر آپ کو یقین نہ ہو تو اس کا تجربہ بھی آپ کے سامنے کیے دیتی ہوں.... ہلاکو خان تعجب کر رہا تھا اور اپنے شوق کا اظہار کیا ملکہ نے اس لونڈی کو اشارہ کیا اور اس نے ایک بھرپور وار ملکہ پر کر دیا جس سے اس مقدس خاتون کے دو ٹکڑے ہوگئے اور اس طرح اپنی جان دیکر اپنی عصمت بچائی.... ہلاکو خان کو اس ناکامی پر بڑا غصہ آیا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا.... جان دیدی.... مگر کافر بادشاہ کا ہاتھ اپنے جسم کو نہیں لگوایا.... بادشاہ اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا.... (طبقات الشافعیہ للسبکی) (خطبات حکیم الاسلام)

امام ربیعۃ الرائے رحمہ اللہ کے حصول علم کا عجیب واقعہ

فروخ تابعین میں سے ہیں.... بیوی حاملہ تھی.... کہنے لگے اللہ کے راستہ میں جانے کی آواز لگ رہی ہے.... چلا نہ جاؤں؟ بیوی کہنے لگی میں تو حاملہ ہوں.... میرا کیا بنے گا؟

کہا تو اور تیرا حمل اللہ کے حوالے.... ان کو تیس ہزار درہم دے کر گئے کہ یہ تو خرچہ رکھ اور میں اللہ کے راستے میں جاتا ہوں.... کتنی خزائیں اور بہاریں آئیں اور کتنے دن صبح سے شام میں بدلے.... شام ڈھل کر صبح میں بدلی.... پر فروخ نہ آیا.... دو.... تین.... چار.... پانچ.... دس.... بیس.... پچیس.... ستائیس.... انتیس.... تیس سال گزر گئے.... ایک عورت نے دیوار کے ساتھ جوانی گزار دی.... فروخ لوٹ کے نہ آیا.... تیس سال گزر گئے.... ایک دن ایک بڑے میاں مدینے کی گلیوں میں داخل ہوئے.... پراگندہ شکستہ حال.... بڑھاپے کے آثار اور اپنے گھوڑے پہ چلے آرہے ہیں.... تیس برس میں ایک تو نسل ختم ہو جاتی ہے.... اب یہ پریشان ہیں کوئی مجھے پہچانے گا کہ نہیں پہچانے گا؟

وہ مر گئی یا زندہ ہے؟.... کیا ہوا؟.... گھر وہی ہے کہ بدل گیا؟

انہیں پریشانیوں میں غلطاں و پیچاں گھر کے دروازے پر پہنچے.... پہچانا کہ وہی ہے.... اندر جو داخل ہوئے تو گھوڑے کی آواز.... اپنی آواز ہتھیاروں کی آواز.... بیٹا بیدار ہو گیا.... دیکھا تو ایک بڑے میاں چاندنی چاندنی میں کھڑے ہوئے ہیں.... تو ایک دم جھپٹے اور اس پر لپکے اور گریبان سے پکڑا.... جان کے دشمن.... تجھے شرم نہیں آئی؟

بڑھاپے میں مسلمان کے گھر میں بن اجازت داخل ہوئے ہو؟

ایک دم جھٹکا دیا.... جھنجھوڑا.... وہ ڈر سے گھبرا گئے.... وہ سمجھے کہ شاید میں غلط گھر میں آ گیا ہوں.... میرا گھر بک گیا.... کوئی اور اس میں آ گیا.... کہنے لگے بیٹا! معاف کرنا.... غلطی ہو گئی.... میں سمجھا میرا ہی گھر ہے.... تو ان کو اور غصہ چڑھ آیا.... کہنے لگے اچھا.... ایک غلطی کی.... اور اب گھر ہونے کا دعویٰ بھی.... چلو.... میں ابھی تجھے قاضی کے پاس لے چلتا ہوں.... تیرے لئے وہ سزا تجویز کرے گا.... اب وہ چڑھ رہے ہیں اور یہ دب رہے ہیں.... ادھر بڑھاپا.... ادھر جوانی.... ادھر سفروں نے

مار دیا.... ہڈیاں کھوکھلی ہو گئیں اور پھر شک بھی ہے کہ پتہ نہیں میرا گھر ہے یا کسی اور کا؟

اسی کشمکش میں اوپر سے ماں کی آنکھ کھلی.... اس نے کھڑکی سے دیکھا تو فروخ کا چہرہ بیوی کی طرف سے اور بیٹے کی پشت بیوی کی طرف.... تو تیس سال کے دریچے کھل گئے اور بڑھاپے کی جھڑیوں میں سے فروخ کا چمکتا چہرہ نظر آنے لگا اور اس کی ایک چیخ نکلی.... اے ربیعہ! اور ربیعہ کے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی.... یہ میری ماں کو کیا ہوا؟

دیکھا تو اوپر کھڑے ہو.... اے ربیعہ! کیا ہوا اماں؟.... کون ہے؟.... پتہ نہیں! اے ظالم! باپ سے لڑ پڑا.... تیرا باپ ہے.... جس کیلئے تیری ماں کی جوانی گزر گئی اور اس کی رات دن میں ڈھل گئی.... بال جس کے چاندی بن گئے یہ وہ ہے.... تیرا باپ! جس کیلئے میں نے ساری زندگی کاٹ دی.... ربیعہ رو دیئے.... معافی نامے ہو رہے ہیں.... رات کارگزاری میں گزر گئی.... فجر کی اذان پہ اٹھے.... کہنے لگے.... ربیعہ کہاں ہے؟

کہا وہ تو اذان سے پہلے چلا جاتا ہے.... یہ گئے تو نماز ہو چکی تھی.... اپنی نماز پڑھی.... روضہ اطہر مسجد سے باہر ہوتا تھا.... آ کے صلوۃ وسلام پڑھنے لگے.... پڑھتے پڑھتے جو مسجد کی طرف نظر پڑی تو یوں مجمع بھرا پڑا اور ایک نوجوان حدیث پڑھا رہے ہیں.... دور سے دیکھا.... نظر کمزور تھی.... پتہ نہ چلا کون ہے؟

ادھر ہی پیچھے بیٹھ گئے اور سننا شروع کر دیا.... حدیث پاک کا درس ہو رہا ہے.... جب فارغ ہو گئے تو برابر والے سے کہنے لگے: بیٹا یہ کون تھا جو درس دے رہا تھا....

اس نے کہا.... آپ جانتے نہیں.... آپ مدینے کے نہیں ہیں؟

کہنے لگے.... بیٹا میں مدینے کا ہوں.... آیا بڑی دیر سے ہوں....

کہا.... یہ ربیعہ ہیں.... مالک کے استاذ.... سفیان ثوری کے استاذ.... ابو حنیفہ کے استاذ.... وہ اپنے جوش میں تھا.... تو سنتے سنتے کہنے لگے.... بیٹا! تو نے یہ نہیں بتایا.... بیٹا کس کا ہے؟

کہا.... اس کے باپ کا نام فروخ تھا.... اللہ کے راستے میں چلا گیا....

ان مشقت کی وادیوں میں اسلام نے سفر کیا ہے.... (تاریخ بغداد)

عورت کے مرد بن جانے کا عجیب وغریب واقعہ

دور حاضر میں تو اس قسم کی خبریں اکثر اخبارات میں شائع ہوا کرتی ہیں کہ ہندوستان میں یا بیرون ہندوستان میں فلاں عورت مرد بن گئی... فلاں مرد عورت بن گیا... تو سن کر تعجب ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات عقلاً بعید معلوم ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ کہہ دیا جائے کہ یہ خبر بالکل غلط ہے اور یہ محض یورپ کا پروپیگنڈہ ہے.... خواہ مخواہ حیرت پسند طبائع کے لئے تفریح کا سامان مہیا کرنا ہے....

مگر اس کو کیا کہا جائے کہ اس طرح کا ایک نادر واقعہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، جیسے ثقہ محدث و مفسر نے اپنی ذاتی تحقیق کے ساتھ (ذکر امر غریب جداً) کے عنوان سے ذکر کیا ہے.... پورا واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:....

فسبحان الفعال لما یشاء فھذا امر لم لقع مثلہ فی العالم الا قلیلاً جداً

فرماتے ہیں کہ جب میں امیر ناصر الدین کو بعلبک کی نیابت حاصل ہونے پر مبارکباد دینے کے لئے پہنچا تو وہاں اس بات کا بہت چرچا سنا کہ ایک نوجوان عورت مرد بن گئی ہے.... حسن اتفاق سے وہ نوجوان بھی موجود تھا.... مجھے بتایا گیا کہ یہی وہ آدمی ہے جو پہلے عورت تھا پھر مردانہ خصوصیات کا حامل ہو کر پورا مرد بن گیا ہے.... طرابلس اور دمشق وغیرہ میں اس بات کی شہرت ہے.... میں نے خود اس کو طلب کیا اور بہت سے لوگوں کی موجودگی میں اس سے سوال کیا....

اس نے شرماتے ہوئے بتایا کہ میں پندرہ سال تک ایک لڑکی تھی.... میرے اندر تمام زنانہ صفات تھیں.... سینا، پرونا، کھانا پکانا اور سوت وغیرہ کا تناسب اچھی طرح کرتا تھا.... میرے باپ نے میرا نکاح ایک مرد سے کر دیا اور وہ مجھ پر قادر نہ ہو سکا.... بالآخر طلاق دے دی.... اس طرح تین مردوں کے پاس گیا سب نے طلاق دے دی.... پھر یک بہ یک ایسا ہوا کہ میرے پستان جو اُبھرے ہوئے تھے دبنے لگے اور مجھ پر رات دن نیند کا غلبہ رہنے لگا.... اور آہستہ آہستہ شرمگاہ کی جگہ سے آلہ تناسل اور فوطہ باہر آنے لگا.... اب میں بالکل مرد ہوں....

میں نے سوال کیا، کبھی احتلام بھی ہوا.... اس نے جواب دیا.... ہاں! دو بار ہو چکا ہے.... مگر میں نے اس بات کو گھر والوں پر ظاہر نہیں کیا....

جب میرے باپ نے میری چوتھی شادی کا انتظام کرنا شروع کر دیا تو میں نے اپنی ماں سے سب باتیں بتا دیں.... پھر میں نے پوچھا کہ پہلے تمہارا نام کیا تھا؟ اس نے کہا کہ نفیسہ....

میں نے پھر اس سے سوال کیا کہ اب تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے جواب دیا.... اب میرا نام عبداللہ رکھا گیا ہے....

حافظ فرماتے ہیں کہ جب نائب سلطنت دمشق نے یہ واقعہ سنا تو ایک مجمع کے سامنے اسکی تحقیق کی اور تصدیق کے بعد اسکو فوجیوں کا لباس پہنایا.... وہ ایک خوب صورت نوجوان معلوم ہوتا تھا.... مگر اسکی چال ڈھال میں نسوانیت غالب تھی.... **فسبحان الفعال لما یشاء**.... (البدایہ والنہایہ ابن کثیر)

حضرت زبیر بنِ العوام کی تروتازہ لاش کا مشاہدہ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں ایک صحابی تھے جن کے جنتی ہونے کی بشارت دنیا ہی میں دے دی گئی تھی.... جنگ جمل میں شہید کر دیئے گئے تھے.... آپ کے مناقب وفضائل بہت ہیں.... سابق الاسلام تھے.... پندرہ سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے.... اس سلسلے میں کفار قریش نے بہت ایذائیں دیں.... چنانچہ ان کے چچا چٹائی میں لپیٹ کر آپ کو دھواں دیا کرتے اور کہا کرتے دین آبائی کی طرف لوٹ آ.... مگر وہ برابر انکار کرتے رہے....

آپکی بیوی اسماء بنت ابی بکر صدیق تھیں.... اس رشتہ سے آپ رسول اللہؐ کے ہم زلف تھے.... آپ نے غزوہ خندق و بدر میں اور غزوہ اُحد کی معرکہ آرائیوں میں داد شجاعت دی.... کسی غزوہ میں بھی پیچھے نہیں رہے.... سب میں شریک ہوئے.... آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تلوار اٹھائی....

آپ غزوۂ بدر میں زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے.... جب فرشتے غیبی امداد کے طور پر بدر میں اُترے ہیں تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرح زرد عمامہ لپیٹے ہوئے تھے....

آپ بہادر بھی حد درجہ تھے.... ایک مرتبہ آپ مکے میں تھے کہ یہ وحشت ناک خبر سنی کہ معاذ اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے.... سنتے ہی بے تاب ہو گئے.... ہاتھ میں ننگی تلوار لئے ننگے بدن آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکلے.... اتفاقاً حضرت رسالت مآبؐ سے ملاقات ہو گئی.... اس عجیب وغریب حالت کو دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ زبیر کیا ہوا.... عرض کیا کہ میں نے سنا کہ خدانخواستہ

آپ قتل کر دیئے گئے۔ آپؐ نے پوچھا۔ تب تم کیا کرنے والے تھے۔ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں پورے مکہ والوں کو چیلنج کرنے والا تھا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے دعا دی۔

آپ بہت صاحب ثروت اور مالدار تھے.... ہزار غلام تھے جو روزانہ ٹیکس ادا کرتے تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس تمام مال کو فی سبیل اللہ تقسیم کیا کرتے تھے.... گھر کے اندر ایک درہم بھی نہیں جاتا تھا.... یہی حال بعد وفات رہا کہ گھر میں ایک درہم یا ایک دینار بھی نقد نہیں تھا بلکہ قرضہ چھوڑ گئے تھے.... جس کا اندازہ ۲۲ لاکھ درہم کیا گیا جو ان کی زمین بیچ کر ادا کیا گیا....

ورثاء نے مال تقسیم کرنے کے لئے جلدی مچائی.... آپ کے فرزند جناب عبداللہ نے اعلان کر دیا کہ ابھی مال تقسیم نہ ہوگا.... بلکہ چار سال تک مسلسل حج کے موقع پر اعلان کراؤں گا کہ جس شخص کا بھی زبیر بن العوام پر قرضہ ہو آ کر لے جائے....

جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تب تقسیم کو نوبت آئی.... تو چار بیویوں میں سے ہر ایک کو بارہ بارہ لاکھ (درہم یا دینار) دیا گیا.... یہ تھا ان کی ثروت و دولت کا حال.... ان کی شہادت بصرہ میں جنگ جمل ۳۶ھ میں ساٹھ سال کی عمر میں ہوئی.... (صفوۃ الصفوہ ابن جوزی)

۳۸۶ھ میں بصرہ والوں نے ایک بہت پرانی قبر کھودی تو ان کو ایک تروتازہ لاش مع کپڑا اور آلاتِ حرب کے دکھائی دی.... لوگوں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ نعش مبارک حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے.... چنانچہ نعش نکال کر دوبارہ تکفین کرنے کے بعد دفن کی گئی اور اسی جگہ ایک مسجد تعمیر ہوئی.... (البدایہ والنہایہ)

جنگِ جمل ۳۶ھ میں ہوئی اور ۳۸۶ھ میں قبر کھولی گئی.... سو پچاس برس کا فاصلہ نہیں ہے بلکہ پورے ساڑھے تین سو سال بعد بصرہ والوں نے قدرت الٰہی کا یہ کرشمہ دیکھا اور قرآنی شہادت جو شہیدوں کے متعلق ہے اس کی تصدیق کی....

سہیلی نے دلائل النبوۃ میں بعض صحابہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک جگہ کھودی تو اس میں ایک طرف طاق کی طرح کھل گئی.... تو دیکھا کہ ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور سامنے قرآن شریف کھلا ہوا رکھا ہے اور وہ تلاوت میں مصروف ہیں.... آگے کی طرف تروتازہ باغ ہے اور غالباً یہ احد کی سرزمین کا واقعہ ہے.... انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ کوئی شہید ہیں.... کیونکہ چہرے پر زخم کے نشانات موجود تھے.... (نظم الدرر ج ۲ ص ۲۵۱)

شوق علم کا عجیب واقعہ

ابن عباد ایران کا مشہور وزیر تھا.... اسے مطالعہ کا بے حد شوق تھا.... اس کی ذاتی لائبریری میں ایک لاکھ ستر ہزار قیمتی کتابیں تھیں.... سلطنت کے کاموں کے سلسلے میں اسے دور دراز کے علاقوں کا سفر کرنا پڑتا تھا.... اس کی عظیم لائبریری سفر کے دوران بھی اس کے ساتھ ساتھ رہتی تھی.... اس مقصد کے لئے 400 اونٹ سدھائے گئے تھے.... وہ اونٹ حروف تہجی کے حساب سے چلتے تھے.... ان اونٹوں کے ساتھ تجربہ کار لائبریرین بھی ہوتے تھے.... ابن عباد کو جس کتاب کی ضرورت پڑتی، لائبریرین چند منٹوں میں نکال کر اسے پیش کر دیتے تھے.... (مختصر پر اثر واقعات)

قدرت کا عجیب کرشمہ

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن کے علاقے میں ریل گاڑی پر سفر کر رہا تھا...... راستے میں ایک جگہ پہاڑی علاقے میں گاڑی رک گئی، ہم نماز کے لئے نیچے اترے، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت پودا ہے، اس کے پتے بہت خوبصورت تھے اور وہ پودا بہت حسین وجمیل معلوم ہو رہا تھا...... بے اختیار دل چاہا کہ اس کے پتے کو توڑ لیں...... میں نے جیسے ہی اس کے پتے کو توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میرے جو رہنما تھے...... وہ ایک دم زور سے چیخ پڑے کہ حضرت! اس کو ہاتھ مت لگائیے گا، میں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ بہت زہریلی جھاڑی ہے...... اس کے پتے دیکھنے میں تو بہت خوشنما ہیں لیکن یہ اتنا زہریلا ہے کہ اس کے چھوٹے سے انسان کے جسم میں زہر چڑھ جاتا ہے اور جس طرح بچھو کے ڈسنے سے زہر کی لہریں اٹھتی ہیں...... اسی طرح اس کے چھونے سے بھی لہریں اٹھتی ہیں...... میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ہاتھ نہیں لگایا...... اور پہلے سے معلوم ہو گیا...... یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے، دیکھنے میں بڑی خوبصورت ہے...... پھر میں نے ان سے کہا کہ یہ معاملہ تو بڑا خطرناک ہے...... اس لئے کہ آپ نے مجھے تو بتا دیا جس کی وجہ سے میں بچ گیا...... لیکن اگر کوئی انجان آدمی جا کر اس کو ہاتھ لگا دے، وہ تو مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا......

اس پر انہوں نے اس سے بھی زیادہ عجیب بات بتائی...... وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ جہاں کہیں یہ زہریلی جھاڑی ہوتی ہے...... اسی کی جڑ میں آس پاس لازماً ایک پودا اور ہوتا ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کا ہاتھ اس زہریلے پودے پر لگ جائے تو وہ فوراً اس دوسرے پودے کے پتے کو ہاتھ لگا دے اسی وقت اس کا زہر ختم ہو جائیگا۔ چنانچہ انہوں نے اسی کی جڑ میں وہ دوسرا پودا بھی دکھایا یہ اس کا تریاق ہے بس یہی مثال ہے ہمارے گناہوں کی اور استغفار و توبہ کی، لہٰذا جہاں کہیں گناہ کا زہر چڑھ جائے تو فوراً توبہ استغفار کا تریاق استعمال کرو...... اسی وقت اس گناہ کا زہر اتر جائے گا...... (گناہ چھوڑنے کے آسان نسخے)

رحمت خداوندی کا عجیب واقعہ

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک شرابی کو دیکھا جو مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اپنے شراب آلودہ منہ سے اللہ اللہ کہہ رہا تھا.... حضرت سری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہیں بیٹھ کر اس کا منہ پانی سے دھویا اور فرمایا ”اس بے خبر کو کیا خبر؟ کہ ناپاک منہ سے کس پاک ذات کا نام لے رہا ہے....“ منہ دھو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے....

جب شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ ”تمہاری بے ہوشی کے عالم میں حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ یہاں آئے تھے اور تمہارا منہ دھو کر گئے ہیں....“ شرابی یہ سن کر بڑا پشیمان اور نادم ہوا اور رونے لگا اور نفس کو مخاطب کر کے بولا.... بے شرم! اب تو سری (رحمۃ اللہ علیہ) بھی تجھے اس حال میں دیکھ گئے ہیں، خدا عزوجل سے ڈر اور آئندہ کیلئے توبہ کر....

رات کو حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا.... ”اے سری رحمۃ اللہ علیہ! تم نے شرابی کا ہماری خاطر منہ دھویا.... ہم نے تمہاری خاطر اس کا دل دھویا....“

حضرت سری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تہجد کے وقت مسجد میں گئے تو اس شرابی کو تہجد پڑھتے ہوئے پایا.... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا، تم میں یہ انقلاب کیسے آ گیا....؟ تو وہ بولا.... ”آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں جب کہ اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بتا دیا ہے....“ (مخزن اخلاق) (اصلاحی خطبات)

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عجیب واقعہ

شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں حج کے بعد مدینہ منورہ گیا ہم لوگوں نے کھانا کھانے کے بعد دستر خوان کو لے کر ایک ڈھیر پر جھاڑ دیا تاکہ روٹی کے بچے ٹکڑوں اور ہڈیوں کو جانور کھا جائیں....

تھوڑی دیر کے بعد جب میں اپنے کمرے سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک خوبصورت نو سال کا بچہ ان ٹکڑوں کو چن چن کر کھا رہا ہے مجھے سخت افسوس ہوا.... بچے کو ساتھ لے کر قیام گاہ میں آیا اور اسے پیٹ بھر کے کھانا کھلایا کیونکہ میں ایسی ہستی کے شہر میں تھا جو غریبوں کا والی اور غلاموں کا مولیٰ تھا.... میرے اس برتاؤ کو دیکھ کر بچہ بے حد متاثر ہوا میں نے چلتے وقت اس سے کہا کہ بیٹے تمہارے والد کیا کرتے ہیں؟

اس نے کہا میں یتیم ہوں.... میں نے کہا بیٹے میرے ساتھ ہندوستان چلو گے؟

وہاں میں تم کو اچھے اچھے کھانے کھلاؤں گا.... عمدہ عمدہ کپڑے پہناؤں گا.... اپنے مدرسے میں تعلیم دوں گا.... جب تم عالم فاضل ہو جاؤ گے تو میں خود تم کو یہاں لے کر آؤں گا اور تمہیں تمہاری والدہ کے سپرد کر دوں گا... تم جاؤ اپنی والدہ سے اجازت لے کر آؤ... لڑکا بہت خوش ہوا اور اچھلتا کودتا اپنی والدہ کے پاس واپس گیا.... وہ بیچاری بیوہ دوسرے بچوں کے اخراجات سے پہلے ہی پریشان تھی اس نے فوراً اجازت دے دی.... بچہ فوراً آیا اور مولانا کو بتایا کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا.... میری ماں نے اجازت دے دی ہے پھر پوچھنے لگا کہ آپ کے شہر میں چنے ملتے ہیں؟

مولانا عثمانیؒ نے بتایا یہ ساری چیزیں وافر مقدار میں تمہیں ملیں گی .... مولانا کا بیان ہے کہ میری انگلی پکڑے پکڑے مسجد نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں وہ میرے ساتھ آیا اور ٹھٹک کر رہ گیا.... سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو دیکھا اور مسجد کے دروازے کو.... اور پوچھا کیا کہ بابا یہ دروازہ اور روضہ بھی وہاں ملے گا؟

میں نے اس سے کہا کہ بیٹا اگر یہ وہاں مل جاتا تو میں یہاں کیوں آتا.... لڑکے کے چہرے کا رنگ بدل گیا.... میری انگلی چھوڑ دی بابا تم جاؤ.... اگر یہ نہیں ملے گا تو میں ہرگز ہرگز

اس دروازے کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا.... بھوکا رہوں گا.... پیاسا رہوں گا.... اس دروازہ کو دیکھ کر میں اپنی بھوک اور پیاس بجھاتا رہوں گا.... جس طرح آج تک بجھاتا رہا ہوں.... یہ کہہ کر بچہ رونے لگا اور اس کے عشق کو دیکھ کر میں بھی رونے لگ گیا....

یہ حقیقت ہے جینا وہی جینا ہو گا   جب میرے پیش نظر حسن مدینہ ہو گا
آنکھ جب روضۂ اقدس کی جھلک دیکھے گی   یا خدا! کیسا مبارک وہ مہینہ ہو گا
میری آنکھوں میں سمٹ آئے گا حسن کونین   جس طرح آنکھ اٹھاؤں گا مدینہ ہو گا

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کا عجیب واقعہ

سید احمد رفاعیؒ مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں ہیں.... انکا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے....

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها   تقبل الارض عنی وهی نائبتی
وهذه دولة الاشباح قد حضرت   فامد یمینک کے تحظی بها شفتی

ترجمہ.... ”دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو خدمت اقدس بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی.... اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دست مبارک عطا کیجئے تا کہ میرے ہونٹ اس کو چومیں“....

اس پر قبر شریف سے دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما (الحاوی للسیوطی)

کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی شریف میں تھا.... جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے....

ہمارے حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اسکے بعد حضرت صاحبؒ مسجد نبوی کے دروازے کے سامنے لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا مجھ پر پاؤں رکھ کر گزرو یہ عمل آپ نے تواضع وانکساری کیلئے کیا.... اس پر حضرت حاجی صاحب سے کسی نے پوچھا حضرت پھر کسی نے پاؤں رکھا؟ حضرت نے اپنے خاص انداز میں فرمایا وہ مر نہ جاتا جو حضرت سید پر پاؤں رکھتا.... (سرمایہ عشاق)

مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے .... وہیں ان کی وفات بھی ہوئی .... انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبی خاندان کو بیت اللہ کی کنجیاں سپرد کی ہیں .... مکہ میں چاہے ہمارے خاندان (خدانخواستہ) اجڑ جائیں مگر شیبی کا خاندان قیامت تک کے لئے باقی رہے گا ....

یہ ان کا ایمان تھا ...... مولانا کو عجیب ترکیب سوجھی ....

واقعی ان بزرگوں کو داد دینی چاہئے کہاں ذہن پہنچا ....

مولانا نے ایک حمائل شریف اور ایک تلوار .... یہ دونوں لیں اور امام مہدی کے نام ایک خط لکھا کہ: ”فقیر رفیع الدین دیوبندی مکہ معظمہ میں حاضر ہے اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں .... مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا تو رفیع الدین کی طرف سے یہ حمائل تو آپ کی ذات کے لئے ہدیہ ہے اور یہ تلوار کسی مجاہد کو دے دیجئے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے اجر مل جائے جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا“

یہ خط لکھ کر تلوار اور حمائل شیبی کے سپرد کی جو ان کے زمانہ میں شیبی تھا اور کہا کہ مہدیؒ کے ظہور تک یہ امانت ہے تم جب انتقال کرو تو جو تمہارا قائم مقام ہو اسے وصیت کر دینا اور یہ کہہ دینا کہ جب اس کا انتقال ہو تو وہ اپنی اولاد کو وصیت کرے کہ ”رفیع الدین“ کی یہ تلوار اور حمائل شریف خاندان میں چلتی رہے یہاں تک کہ امام مہدی کا ظہور ہو جائے تو جو اس زمانے میں شیبی ہو وہ میری طرف سے امام مہدی کو یہ دونوں ہدیئے پیش کر دے .... (خطبات حکیم الاسلام)

ابن مبارک رحمہ اللہ کے استقبال کا عجیب واقعہ

ایک بار عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ رقہ (خلفائے عباسیہ عموماً رقہ گرمی گزارتے تھے یہ مقام نہایت ہی سرسبز و شاداب ہے) آئے اس کا علم ہوا تو پورا شہر استقبال کے لیے ٹوٹ پڑا .... ہارون رشید کی ایک لونڈی محل سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا

معاملہ ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ خراسان کے ایک عالم عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ یہاں آئے ہیں انہی کے استقبال کے لیے یہ مجمع اُمڈ آیا ہے اس نے بے ساختہ کہا کہ:

”حقیقت میں خلیفۂ وقت یہ ہیں، ہارون نہیں، اس لیے کہ اس کے گرد کوئی مجمع بغیر پولیس، فوج اور اعوان وانصار اکٹھا نہیں ہوتا....“ (سیر صحابہ)

علامہ واقدی کے سوءِ حفظ کا عجیب وغریب واقعہ

ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقدی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۲۰۷ھ علم مغازی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے.... کتاب الردۃ ان کی تصنیف میں سے ہے.... جس میں آنحضرتؐ کی وفات شریف کے بعد قبائل عرب کا اسلام سے پھر جانا اور اسود عنسی و طلیحہ و مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیانِ نبوت کے خلاف صحابہ کرام کی معرکہ آرائی وغیرہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے....

مالک بن انس وسفیان ثوری وغیرہ سے حدیث سُنی ہے اور ان سے محمد بن سعد، صاحب طبقات ومشر حافی زاہدؒ نے حدیث روایت کی ہے.... مگر یہ بہ اتفاق محدثین ضعیف الحدیث ہیں.... خلیفہ مامون عباسی کے زمانے میں بغداد کے قاضی تھے.... وفیات الاعیان ابن خلکان خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ مامون نے ان سے درخواست کی کہ جمعہ کی نماز پڑھائیے.... انہوں نے عذر کیا کہ مجھے سورہ غاشیہ واعلیٰ وغیرہ بالکل یاد نہیں ہیں.... خلیفہ نے کہا یہ کون سی بڑی بات ہے رات میرے پاس رہیئے اور یاد کر لیجئے میں خود یاد کرادوں گا....

چنانچہ خلیفہ نے یاد کرانے کی پوری کوشش کی.... مگر حال یہ تھا کہ ایک طرف یاد کرتے تھے اور دوسری طرف بھولتے جاتے تھے.... خلیفہ عاجز ہو گیا اور گھبرا گیا.... رات بھی زیادہ ہوگئی.... آخر خلیفہ نے کہا کہ اب مجھے نیند آرہی ہے.... آپ خود یاد کر لیجئے بلکہ دن کو بھی حفظ کر لیجئے گا....

بہت رٹ رٹا کر جمعہ کی امامت۔ کے لئے آگے بڑھے اور سورہ اعلیٰ شروع کیا.... جب صحف ابراہیم وموسیٰ پر پہنچے تو بھول گئے اور صحف عیسیٰ وموسیٰ پڑھ دیا....

اتنے بڑے حافظ تاریخ کے جو بڑی بے تکلفی سے تاریخی واقعات وحوادث کو اپنے حافظہ سے فر فر سناتا ہو قرآن مجید کا یاد نہ ہو سکنا عجیب وغریب ندرت رکھتا ہے (وفیات الاعیان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب فیصلہ

حضرت علیؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تھا.... وہاں کے لوگ شیر کا شکار کرنے کے لئے گڑھا کھودا کرتے تھے، اور مختلف تدبیروں سے شیر کو اس گڑھے میں گرا کر اس کا شکار کرتے تھے، ایک دن انہوں نے ایسا ہی ایک گڑھا کھودا اور شیر کو اس میں گرا لیا.... آس پاس کے لوگ تماشا دیکھنے کے لئے گڑھے کے ارد گرد جمع ہو گئے اور اتنی دھکا پیل ہوئی کہ ایک آدمی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور گڑھے میں گرنے لگا.... گرتے گرتے اس نے سنبھلنے کے لئے ایک پاس کھڑے ہوئے آدمی کا ہاتھ پکڑا، اس سے دوسرے آدمی کے بھی پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھی گرنے لگا، اس نے سنبھلنے کیلئے ایک تیسرے آدمی کا ہاتھ پکڑا اور تیسرے نے چوتھے، کا یہاں تک کہ چاروں گڑھے میں آ رہے، شیر ابھی زندہ تھا.... اس نے چاروں کو اتنا زخمی کیا کہ وہیں ان کی موت واقع ہو گئی.... اب مرنے والوں کے رشتہ داروں میں جھگڑا شروع ہوا کہ ان کا خوں بہا کون دے؟ گفتگو میں تیزی آ گئی یہاں تک کہ تلواریں تک نکل آئیں اور خونریزی ہوتے ہوتے بچی.... حضرت علیؓ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ان چاروں کی دیت (خوں بہا) گڑھا کھودنے والے پر ہے.... لیکن اس ترتیب سے کہ پہلے کو چوتھائی دیت، دوسرے کو تہائی دیت، تیسرے کو آدھی دیت، اور چوتھے کو پوری دیت ملے گی.... بعد میں یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپؐ نے اس کی تصویب فرمائی....

علامہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں کہ اس فیصلے کی وجہ یہ ہے کہ چاروں خطاء قتل ہوئے تھے اور گڑھا کھودنے والا ان کی دیت کا ذمہ دار تھا، لیکن پہلا شخص مقتول ہونے کے ساتھ ساتھ تین آدمیوں کو کھینچنے کی وجہ سے انکا قاتل بھی تھا.... لہٰذا جو دیت اس کو ملتی اسکے تین حصے مقتول پر تقسیم ہو کر اس کیلئے صرف چوتھائی حصہ بچا، اسی طرح دوسرا شخص دو آدمیوں کا قاتل ہے اس لئے اس کی دیت کے دو تہائی حصے اس کے دو مقتولوں کو اور ایک حصہ خود اس کو ملے گا، تیسرا شخص ایک آدمی کا قاتل تھا.... اس لئے آدھی دیت اسکے مقتول کی اور آدھی دیت خود اس کی ہو گی اور چوتھے نے کسی کو نہیں کھینچا اس لئے اسے پوری دیت ملے گی.... (تفسیر القرطبی)

بسم اللہ پڑھنے پر والد کی مغفرت کا عجیب واقعہ

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک قبر پر سے گذر ہوا، آپ نے بطور کشف دیکھا کہ عذاب کے فرشتے میت کو عذاب دے رہے ہیں، آپ آگے تشریف لے گئے، اپنے کام سے فارغ ہو کر جب دوبارہ آپ کا گذر اس قبر سے ہوا تو آپ نے دیکھا کہ اس قبر پر رحمت کے فرشتے جمع ہیں اور ان کے پاس نور کے طبق ہیں، آپ کو اس پر تعجب ہوا آپ نے نماز پڑھی اور اس واقعے کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اللہ سے دعا کی.... اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی، فرمایا اے عیسیٰ یہ بندہ گناہ گار تھا اور جب سے مرا تھا عذاب میں گرفتار تھا، یہ مرتے وقت اپنی بیوی چھوڑ گیا تھا جو کہ حاملہ تھی، اس عورت نے اس کے بیٹے کو جنم دیا اور اسکی پرورش کی یہاں تک کہ وہ پڑھنے کے قابل ہو گیا اس عورت نے اس بچے کو مکتب میں بھیجا استاد نے اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی پس مجھے اپنے بندے سے حیاء آئی کہ میں اس کو آگ کا عذاب دوں زمین کے اندر اور اس کا بیٹا میرا نام لیتا ہے زمین کے اوپر.... (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۷۲)

قرآن مجید کی عظمت وحفاظت کا عجیب واقعہ

آج سے تقریباً پندرہ سال پہلے (غالباً 1995ء) اخبارات میں ایک سات سالہ عرفان الحق کے متعلق مندرجہ ذیل تعجب خیز اور حیرت انگیز کوائف شہ سرخیوں اور مستقل مضمون کی شکل میں طبع ہوئے، یہ بچہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا میں 35 سال تک درس و تدریس کی خدمات انجام دینے والے جید عالم علامہ صدیق کشمیری کا نواسا ہے، عرفان الحق بالکل امی اور ان پڑھ ہے سات سال کی عمر تک اردو کی الف ب تک بھی نہیں جانتا، نہ ہی کوئی دوسری زبان صرف اپنی مادری زبان کشمیری میں گفتگو کرتا ہے اس عمر تک اس بچہ کو اس کے ماں باپ نے نہ تو گھر میں ہی کوئی تعلیم دی ہے اور نہ ہی کسی مدرسہ یا اسکول میں داخل کرایا ہے، عرفان الحق کی والدہ کا نام طاہرہ اختر ہے، اس کے والد حکیم غلام رسول

گوپال پورہ (کشمیر) میں ایک ٹیچر ہیں.....

اس بچہ کے متعلق اس کے والد نے کئی باتیں بتلائیں، مثلاً یہ کہ جب اس بچہ کا حمل سات ماہ کا تھا تو اس کی والدہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ان کو ایک سنہرا قلم دے رہے ہیں اس کے بعد جب بچہ پیدا ہوا تو گھر میں ایک عجیب اور سرور بخش روشنی سی محسوس ہوئی.....

جب یہ بچہ دس ماہ کا تھا تو ایک شب اس کی ماں نیند سے اچانک بیدار ہوئی اور چاروں جانب دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا، بچہ برابر میں سو رہا تھا، باہر گھر کے دالان میں بچہ کے دادا تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے مگر وہ بھی حیران تھے کہ قرآن پاک پڑھنے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے، کافی غور وفکر کے بعد جب طاہرہ اختر یہ معلوم کرنے میں ناکام رہیں کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے تو واپس اپنے بستر پر آئیں مگر اس وقت ان کی آنکھیں حیرت سے کھلی رہ گئیں جب اپنے ہی بچہ کے منہ سے انہوں نے سورۂ یٰسین شریف کی آیات سماعت کیں، اس واقعہ کے گواہ بچے کے دادا بھی ہیں.....

اس معصوم بچہ کے والد نے بتایا کہ جب اس کی عمر چار سال تھی تو اس نے کئی بار قرآن پاک لکھنے کی ضد کی ایک بار جب عید کے موقع پر میں اس کے جوتے دلانے کی خاطر بازار لے گیا تو اس نے جوتے لینے سے انکار کر دیا اور ان کے بدلے قلم کاغذ دلانے کے لئے کہا میں نے اس کی ضد کو دیکھتے ہوئے قلم اور کاغذ لے کر دیا اور جب گھر پہنچے تو عرفان الحق نے باقاعدہ وضو کیا اور قرآن پاک سامنے رکھ کر الٓمٓ کا پارہ لکھنا شروع کر دیا ہم نے اس کے اس انہماک کو دیکھ کر اس کی حوصلہ افزائی کی اور اس نے جون ۱۹۹۱ء سے شروع کر کے جون ۱۹۹۲ء میں پورا قرآن مکمل کر لیا، قرآن پاک کے اختتام پر جب اس سے میں نے ختم قرآن کی دعا لکھنے کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ میں یہ دعا لکھتے ہی کھیلنے چلا جاؤں گا اس نے دعا لکھی مگر دعاء کے جملوں پر اعراب اور نقطے لگائے بغیر ہی کھیلنے کے لئے چلا گیا یہ دعا ابھی تک بغیر نقطوں اور اعراب کے ہے کیونکہ عرفان الحق کی عادت یہ ہے کہ آیت یا سورت پوری کر کے ہی وہ نقطے اور اعراب لگاتا ہے (شاید اس خالی چھوڑنے میں بھی یہ قدرت خداوندی کارفرما ہو کہ دعاء قرآن نہیں اور اس بچہ کو صرف قرآن پاک ہی کے لئے معجزہ کا مظہر بنایا گیا).....

اخبار لکھتا ہے: یہ بچہ قرآن پاک کی کسی بھی سورت یا آیات کو ہو بہو عربی رسم الخط میں مع حرکات وسکنات کے نقل کر دیتا ہے، لوگوں کو یہ سن کر حیرت ہوتی ہے مگر جب ملنے والے اس سے کسی آیت کو لکھ کر دینے کی فرمائش کرتے ہیں تو بچہ لوگوں کی نظروں کے سامنے قرآن پاک کی مطلوبہ آیات جوں کی توں نقل کر دیتا ہے، عام لوگ تو صرف بچہ کی شکل دیکھ کر ہی متاثر ہو جاتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرنے کو ہی اپنے لئے باعث فلاح سمجھتے ہیں مگر تعلیم و تدریس کے شعبوں سے وابستہ مقتدر حضرات فنکار اور فن خطاطی کے ماہر لوگ اس کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن پاک کے نسخہ میں باریکیاں تلاش کرتے ہیں اور جب کوئی غلطی باوجود کوشش بسیار کے نہیں ملتی تو اپنے سامنے لکھنے کے لئے درخواست کرتے ہیں اور جو سورت یا آیت بچہ کو لکھنے کے لئے کہتے ہیں وہ بڑے اعتماد سے سامنے لکھ دیتا ہے آخر کار اس نئے اور تازہ نمونہ میں بھی کوئی باریکی نہیں ملتی جس پر گرفت کی جاسکے، اس نامہ نگار نے بھی تازہ نمونہ ''سورۃ کوثر'' دیکھ کر یہی نتیجہ اخذ کیا کہ یہ خدا کی نوازش ہے اور قرآن پاک کا اعجاز ہے جو اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اس کو جتنا مٹانے کی کوشش کی جائے گی اس کے محفوظ رہنے کی اتنی ہی نت نئی تدبیر عالم وجود میں آتی رہیں گی کیونکہ قرآن پاک میں خود صاحب قرآن نے فرمایا وانا لهٔ لحفظون برصغیر ایشیا کی عظیم ترین درسگاہوں میں سے ایک مدرسہ مظاہر العلوم (وقف) کے ناظم اعلیٰ مفتی مظفر حسین صاحب نے بچہ کو غیر معمولی شخصیت کا حامل قرار دیا ہے انہیں جب شروع میں اس واقعہ پر یقین نہ آیا تو انہوں نے عرفان الحق سے اپنے سامنے چند آیات لکھوائیں اور فوراً ہی اس کے ہاتھوں کو چوم لیا مدرسہ مظاہر العلوم (رجسٹرڈ) کے شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب نے کہا کہ میں احادیث کا درس دیتا ہوں مگر ایسی تحریر آج تک میری بھی نہیں ہوسکی یہ بچہ اُمی اور ان پڑھ ہے مگر تمام رموز ونکات اور آداب کے ساتھ قرآن پاک لکھتا ہے تو ضرور یہ خدا کی جانب سے ایک واضح اشارہ ہے کہ وہ جس سے جو کام چاہتا ہے لے لیتا ہے.... فسبحان اللہ یصطفی من یشاء لما یشاء (حوالہ: فضائل حفاظ القرآن) (شمارہ نمبر 10)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دہریہ سے عجیب گفتگو

امام ابوحنیفہؒ کا واقعہ ہے کہ ان کے زمانے میں مہدی جو اموی خلیفہ تھا، اس کے دربار میں ایک دہریہ آیا، جو خدا کی ذات سے انکار کرتا تھا، اس نے کہا میں نہیں مانتا کہ خدا موجود ہے، یہ کائنات طبعی رفتار سے خود بنی ہے اور خود چل رہی ہے.... لوگ مر رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں وغیرہ.... یہ سب ایک طبعی کارخانہ ہے کوئی بنانے والا نہیں ہے یہ اس کا دعویٰ تھا اور اس نے چیلنج کیا کہ مسلمانوں میں جو سب سے بڑا عالم ہو، اس کو میرے مقابلے میں لایا جائے، تاکہ اس سے بحث کروں اور لوگ غلطی میں مبتلا ہیں کہ اپنی طاقتوں کو خواہ مخواہ ایک غیبی طاقت کے تابع کر دیا ہے، جو سارے جہان کو چلا رہی ہے، تو اس زمانے میں سب سے بڑے عالم امام ابو حنیفہؒ تھے، مہدی نے امام صاحبؒ کے پاس آدمی بھیجا، رات کا وقت تھا، رات ہی کو خلیفہ کا دربار منعقد ہوتا تھا، آدمی بھیجا کہ وہ آ کر اس دہریے سے بحث کریں اور اسے سمجھائیں اور راہ راست پر لائیں.... چنانچہ آدمی پہنچا، بغداد میں ایک بہت بڑا دریا ہے، اسے دجلہ کہتے ہیں، اس کے ایک جانب شاہی محلات تھے، ایک جانب شہر، تو امام ابوحنیفہؒ شہر میں رہتے تھے اس لئے دریا پار کر کے آنا پڑتا تھا.... اس نے کہا اصل میں دربار میں ایک دہریہ آگیا ہے اور وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ خدا کا وجود نہیں ہے، کائنات خود بخود چل رہی ہے، آپ کو مناظرہ کیلئے بلایا ہے....

امام صاحبؒ نے فرمایا، اچھا، آپ جا کے کہہ دیں کہ میں آ رہا ہوں، وہ آدمی واپس گیا اور کہا کہ امام صاحبؒ کو میں نے خبر کر دی ہے اور آپ آنے والے ہیں....

اب دربار لگا ہوا ہے.... خلیفہ، امراء، وزراء بیٹھے ہوئے ہیں اور دہریہ بھی بیٹھا ہوا ہے، امام صاحبؒ کا انتظار ہے مگر امام صاحب نہیں آ رہے.... رات کے بارہ بج گئے امام صاحبؒ ندارد....

دہریے کی بن آئی، اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ ڈر گئے ہیں اور سمجھ گئے ہیں کہ کوئی بڑا فلسفی آیا ہے، میں اس سے نمٹ نہیں سکوں گا، اس واسطے گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے اور آپ یقین رکھیں وہ نہیں آئیں گے، میرے مقابلے میں کوئی نہیں آ سکتا....

اب خلیفہ بھی متامل ہے، درباری بھی حیران ہیں اور دہریہ بیٹھا ہوا شیخی دکھا رہا ہے....

جب رات کا ایک بجا تو امام صاحبؒ پہنچے، دربار میں حاضر ہوئے، خلیفہ وقت نے تعظیم کی، جیسے علماء ربانی کی کی جاتی ہے، تمام دربار کھڑا ہو گیا.....

خلیفہ نے امام صاحبؒ سے کہا کہ آپ اتنی دیر میں کیوں آئے؟ آدمی رات کے آٹھ بجے بھیجا گیا تھا، اب رات کا ایک بجا ہے، آخر اتنی تاخیر کی کیا وجہ پیش آئی؟ شاہی حکم تھا، اس کی تعمیل جلد ہونی چاہئے تھی، نہ یہ کہ اس میں اتنی دیر لگائی جائے.....

امام صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک عجیب وغریب حادثہ پیش آ گیا، جس کی وجہ سے مجھے دیر لگی اور عمر بھر میں، میں نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا تھا، میں حیران ہوں کہ کیا قصہ پیش آیا، اس شد ومد سے بیان کیا کہ سارا دربار حیران ہو گیا کہ کیا حادثہ پیش آ گیا.....

فرمایا بس عجیب وغریب ہی واقعہ تھا اور خود مجھے بھی ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا، کہ کیا قصہ تھا؟ جب سارے دربار کو خوب شوق دلا دیا اور سب سرتاپا شوق بن گئے، حتیٰ کے خود امیر المؤمنین نے کہا کہ فرمائیے کیا قصہ پیش آیا..... فرمایا!

قصہ یہ پیش آیا، جب میں شاہی محل میں اترنے کے لئے چلا ہوں تو دریا بیچ میں تھا دریا کے کنارے پر جو پہنچا تو اندھیری رات تھی، نہ کوئی ملاح تھا نہ کشتی تھی، آنے کا کوئی راستہ نہ تھا، میں حیران تھا کہ دریا کو کس طرح پار کروں، اس شش وپنج میں کھڑا ہوا تھا کہ میں نے یہ حادثہ دیکھا کہ دریا کے اندر سے خود بخود لکڑی کے نہایت عمدہ بنے بنائے تختے نکلنے شروع ہوئے اور ایک کے بعد ایک نکلتے چلے آ رہے ہیں، میں تحیر سے دیکھ رہا تھا کہ یا اللہ! دریا میں سے موتی نکل سکتا ہے، مچھلی نکل سکتی ہے، مگر یہ بنے بنائے تختے کہاں سے آئے؟ ابھی میں اسی حیرت میں تھا کہ اس سے زیادہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ تختے خود بخود جڑنے شروع ہوئے، جڑتے جڑتے کشتی کی صورت ہو گئی، میں نے کہا یا اللہ! یہ کس طرح سے کشتی بن گئی، آخر انہیں کون جوڑ رہا ہے کہ اوپر نیچے خود بخود تختے لگے چلے جا رہے ہیں.....

ابھی میں اسی حیرت میں تھا کہ دریا کے اندر سے لوہے کی کیلیں نکلنی شروع ہو گئیں اور خود بخود اس کے اندر ٹھکنے لگیں اور جڑ جڑا کے بہترین قسم کی کشتی بن گئی.....

میں حیرت میں کہ یہ کیا ماجرا ہے، یہ تختے جو جڑے ہوئے تھے، ان کی درجوں سے

پانی اندر گھس رہا تھا کہ دریا کے اندر سے خود بخود ایک روغن نکلنا شروع ہوا اور ان درجوں میں وہ بھرنا شروع ہوا جس سے پانی اندر گھسنا بند ہو گیا....

ابھی میں اسی حیرت میں تھا کہ وہ کشتی خود بخود میری طرف بڑھنی شروع ہوئی اور کنارے پر آ کر ایسے جھک گئی، گویا مجھے سوار کرانا چاہتی ہے، میں بھی بیٹھ گیا، وہ خود بخود چلی اور مجھے لے کر روانہ ہو گئی، دریا کی دھار پر پہنچی.... پانی ادھر کو جا رہا تھا کشتی خود بخود ادھر کو جا رہی تھی، کیونکہ شاہی محلات ادھر کو تھے....

میں حیران تھا کہ یا اللہ! آخر پانی کے بہاؤ کے خلاف کون اسے لے جا رہا ہے؟ یہاں تک کہ شاہی محل کے قریب کنارے پر پہنچ گئی اور آخر جھک کر پھر کنارے پر کھڑی ہو گئی کہ میں اتر جاؤں تو میں اتر گیا، پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کشتی غائب بھی ہو گئی، گھنٹہ بھر اس کنارے اور گھنٹہ بھر اس کنارے سوچتا رہا کہ یہ کیا قصہ تھا؟

یہ سانحہ جس کی وجہ سے تحیر میں کئی گھنٹے لگ گئے، اب تک سمجھ میں نہیں آیا، کیا ماجرا تھا؟ اور میں امیر المؤمنین سے معافی چاہتا ہوں کہ آٹھ بجے بلایا گیا اور ایک بجے پہنچا ہوں....

دہریے نے کہا، امام صاحب! میں نے تو یہ سنا تھا کہ آپ بڑے عالم ہیں، بڑے دانش مند اور فاضل مند آدمی ہیں مگر بچوں کی سی باتیں کر رہے ہیں، بھلا یہ ممکن ہے کہ پانی میں سے خود بخود تختے نکل آئیں، خود ہی جڑنے لگیں، خود ہی کیلیں ٹھک جائیں، خود ہی روغن لگ جائے، خود آ کے کشتی اپنے آپ کو جھکا دے، آپ اس پر بیٹھ جائیں اور خود ہی لے کے چل دے، خود ہی وہ کنارے پر پہنچا دے، یہ کوئی عقل میں آنے والی بات ہے؟ میں نے سمجھا تھا کہ آپ بڑے دانش مند، فاضل اور عالم ہیں، امام آپ کا لقب ہے اور باتیں کر رہے ہیں آپ نادانوں اور بچوں جیسی؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی کشتی بنانے والا نہیں، خود بخود بن گئی، کوئی کیلیں ٹھونکنے والا نہیں، خود بخود ٹھک گئیں، کوئی روغن بھرنے والا نہیں، خود ہی بھر گیا، کوئی چلانے والا ملاح نہیں، خود ہی چل پڑی، کوئی سمجھانے والا نہیں، خود ہی سمجھ گئی کہ مجھے شاہی محل کے اوپر جانا ہے، یہ عقل میں آنے والی بات ہے؟

امام صاحبؒ نے فرمایا، اچھا یہ بات نادانی اور بے وقوفی کی ہے؟

اس نے کہا، جی ہاں! فرمایا: ایک کشتی بغیر بنانے والے کے بن نہ سکے، بغیر چلانے والے کے چل نہ سکے، بغیر کیلیں ٹھونکنے والے کے اس کی کیلیں ٹھک نہ سکیں اور یہ اتنا بڑا جہان جس کی چھت آسمان ہے، جس کا فرش زمین ہے، جس کی فضا میں لاکھوں جانور ہیں، یہ خود بخود بن گیا، خود ہی چل رہا ہے، سورج بھی، چاند بھی، خود ہی چل رہے ہیں۔

یہ کوئی عقل میں آنے والی بات ہے؟ ایک معمولی کشتی جسے انسان بنا سکتا ہے، یہ تو بغیر بنانے والے کے نہ بنے اور اتنا بڑا جہان ہو، انسان کے بس میں نہیں وہ خود بخود بن جائے، تو تمہاری عقل بچوں جیسی ہے یا میری عقل بچوں جیسی؟ میں نادان ہوں یا تم نادان ہو؟

مناظرہ ختم ہو گیا اور بحث تمام ہو گئی اور دہریہ اپنا سا منہ لے کر واپس ہو گیا، اب کیا بحث کرے، جو اس کی بنیاد تھی وہ ساری کی ساری ختم ہو گئی.... (شمارہ نمبر 11)

عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرے نکاح کو پچپن سال ہو گئے لیکن الحمدللہ کبھی اس عرصہ میں لہجہ بدل کر (اپنے گھر والوں سے) بات نہیں کی....

مولانا محمد تقی عثمانی فرماتے ہیں کہ لوگ پانی پر تیرنے اور ہوا میں اڑنے کو کرامت سمجھتے ہیں اصل کرامت تو یہ ہے کہ پچپن سال بیوی کے ساتھ زندگی گذاری کہ جس میں یقیناً ناگواریاں پیدا ہوتی ہیں یہ بات ممکن نہیں کہ ناگواری نہ ہوتی ہو لیکن حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ ”میں نے لہجہ بدل کر بات نہیں کی“ اور اس سے بڑھ کر ان کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ ساری عمر مجھ سے یہ نہیں کہا ”مجھے پانی پلا دو“

یعنی اپنی طرف سے کسی کام کا حکم نہیں دیا کہ یہ کام کر دو ”میں خود اپنے شوق اور جذبے سے ان کے ہر کام کا خیال کرتی تھی“.... (ارشادات اکابر)

اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا عجیب و غریب واقعہ

چاند پر سب سے پہلے قدم رکھنے والا ''نیل آرم سٹرانگ'' مصر گیا، وہ صبح تڑکے بستر پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا، کمرے سے باہر نکل کر پریشانی کے عالم میں لان پہنچا ہوٹل کے اسٹاف نے پریشان دیکھ کر اس سے وجہ پوچھی اس نے کہا ''میں کہاں ہوں'' اور جب اسے بتایا گیا کہ ''آپ مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں ہیں، تو کہنے لگا ''قاہرہ میں یہ آوازیں کہاں سے آرہی ہیں؟'' اسے کہا گیا کہ قاہرہ کی مسجد سے صبح کی اذانیں بلند ہورہی ہیں تب اس نے اپنی بدحواسی کی وجہ بتائی کہ میں نے چاند پر اس طرح کی آوازیں سنی تھیں، یہاں دوبارہ سن کر مجھے شک ہوا کہ ''میں چاند پر ہوں یا زمین پر''...... خاک سے اٹھ کر گردوں پر گذر رکھنے اور جھوٹے خداؤں کی خدائی پر ضرب لگانے والی ''اللہ اکبر'' کی یہ ایمانی صدا، مومن کی حوصلہ بخشی، سرمدی جذبوں کو حرارت عطا کرتی، مخالف سمتوں کے سامنے ڈٹ جانے اور انجام سے ظالم کے دوچار ہونے تک اس میں صبر کی قوت پیدا کرتی ہے.... (شمارہ نمبر 48)

جھگڑے کی نحوست کا عجیب واقعہ

ایک ڈاکٹر صاحب اور ان کی اہلیہ میں جھگڑا رہتا تھا ایک دن وہ میڈیکل سٹور سے اپنے استعمال کیلئے سیرپ لائے اور گھر میں آ کے رکھ دیا اہلیہ صاحبہ نے اس سیرپ میں زہر ملا دیا جب ڈاکٹر صاحب نے دوسرے وقت سیرپ کی خوراک لینا چاہی تو انہیں شک سا پڑ گیا کہ اس سے تو اور طرح کی بو آرہی ہے اور وہ اسی طرح اس سیرپ کو اٹھا کر میڈیکل سٹور پر پہنچے اور شکایت کی بھئی یہ تو خراب لگتا ہے سٹور والے نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ کمال کرتے ہیں یہ کیسے خراب ہوسکتا ہے؟ اگر آپ کو وہم ہو پڑ ہی گیا تو لاؤ میں آپ کو ابھی پی کر دکھاتا ہوں اس سے کیا ہوتا ہے؟ چنانچہ اس نے اسی وقت اس سیرپ کی ایک خوراک لی اور وہیں ڈھیر ہو گیا بعد میں تحقیقات ہوئیں تو معلوم ہوا کہ یہ میاں بیوی کی آپس کی ناچاقی کا کرشمہ ہے جس نے اس میڈیکل سٹور والے کی جان لے لی.... یہ ہے گھریلو جھگڑے کی نحوست اور بھی آئے روز خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ آج فلاں جگہ ایک آدمی نے گھریلو جھگڑے سے تنگ آ کر خود

کشی کرلی آج گھریلو جھگڑے کی وجہ سے یہ ہوگیا فلاں جگہ اتنے آدمی مارے گئے، فلاں جگہ یہ ہوگیا وہ ہوگیا، اللہ تعالیٰ ہمیں اس ہلاکت خیز بیماری سے نجات عطاء فرمائیں اور ہمارے گھروں اور خاندانوں میں محبت وعافیت نصیب کریں.... آمین!

ایک دانا بچے کا عجیب واقعہ

عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک نواب کا انتقال ہوگیا اس کا چھوٹا بیٹا تھا ایک وزیر چاہتا تھا کہ بچے کو بادشاہ کی جگہ بٹھائے اور دوسرے لوگ چاہتے تھے کہ کوئی اور بیٹھ جائے، ان میں اختلاف ہوا پھر یہ طے پایا کہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاکر مشورہ کریں گے راستہ میں وزیر بچے کو مختلف سوالات کے جوابات سمجھاتا رہا، جب قریب پہنچ گئے تو بچے نے کہا کہ آپ نے جتنے سوالات کے جوابات سکھائے ہیں اگر بادشاہ ان کے علاوہ کوئی اور سوال کرلے تو کیا جواب دوں اس نے کہا جس نے یہ سوال تمہارے ذہن میں ڈالا ہے۔

وہی عین وقت پر تمہارے ذہن میں اس کا جواب بھی ڈال دے گا خیر! وہاں پہنچے تو عالم گیر حوض میں پیر ڈالے ہوئے بیٹھے تھے، وزیر نے صورتحال بیان کی تو بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے لاؤ بچے کی آزمائش کرلیں، بچے کو بلایا اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حوض کے اوپر لٹکا دیا اور پوچھا کہ تجھے ڈبو دوں؟ تو بچے نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ صرف ہنسا تو بادشاہ نے بچے کو ہٹالیا، پھر بچہ سے پوچھا تم نے کوئی جواب نہیں دیا اور ہنسے، تو بچے نے جو جواب دیا، وہ چاندی کی تختی پر آب زر سے نہیں بلکہ لوح قلب پر نقش کرنے کے قابل ہے۔

بچے نے کہا حضور جہاں پناہ! آپ اتنے بڑے بادشاہ ہیں کہ اگر کسی کا ایک ہاتھ پکڑ لیں تو وہ ڈوب نہیں سکتا جبکہ آپ نے تو میرے دونوں ہاتھ پکڑ رکھے تھے میں کیسے ڈوب سکتا تھا، کاش! ہم بھی اللہ تعالیٰ کی دست گیری پر ایسا ہی اعتماد پیدا کرلیں اور ایمان لے آئیں، جیسا کہ بچہ کو بادشاہ کی دست گیری پر حاصل تھا، اگر حق تعالیٰ کی رحمت کسی کی دست گیری کرے تو وہ کیسے ڈوب سکتا ہے؟

والدین کی خدمت پر انعام کا عجیب واقعہ

ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ کشتی میں سوار تھا کسی کی کوئی چیز کھو گئی جیسے اور لوگ ایک دوسرے سے دریافت کر رہے تھے میں نے بھی ایک حبشی غلام سے پوچھا تو اس نے دریا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے دریا کی مچھلیو! میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ہر مچھلی منہ میں جوہر لئے نکل آئے.... اس کا کلام ابھی تمام نہ ہوا تھا کہ تمام مچھلیاں نکل آئیں اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک جوہر تھا.... مچھلیوں کا نمودار ہونا تھا کہ اس نے ایک جست لگائی اور پانی پر چلنے لگا اور کہتا تھا.... "ایاک نعبد وایاک نستعین" ترجمہ: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں.... میں نے دریافت کیا اے شخص تو کیا عمل کرتا ہے؟ اس نے کہا اللہ کی اطاعت اور والدین کی خدمت، یہ کہتا ہوا غائب ہو گیا.... (والدین کے حقوق)

ایک شخص کے تین بیٹے تھے.... جب وہ بیمار ہوئے تو بڑے بیٹے نے اپنے چھوٹے دونوں بھائیوں سے کہا باپ کی خدمت میرے سپرد کر دو اور تمام میراث تم آپس میں تقسیم کر لو بھائی اس تقسیم پر راضی ہو گئے اور یہ باپ کی خدمت کرنے لگا جب اس کا باپ مر گیا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہتا ہے کہ فلاں مقام پر جا اور وہاں سے ایک دینار لے اس نے پوچھا اس میں کچھ برکت بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو یہ اس مقام پر نہیں پہنچا اور دینار نہیں لیا.... دوسری شب پھر خواب میں دیکھا کہ وہی شخص کہتا ہے کہ فلاں جگہ سے دس دینار لے اس نے پوچھا کہ اس میں برکت ہے یا نہیں.... اس نے کہا نہیں، یہ سن کر اس نے پھر التفات نہ کیا اور دس دینار نہیں لئے.... تیسری شب پھر اس نے خواب دیکھا کہ وہی شخص کہتا ہے کہ جا فلاں جگہ سے ایک دینار لے لے اس میں برکت ہے، جب صبح ہوئی یہ اس موقع پر گیا اور دینار لے لیا اور اس سے ایک مچھلی خریدی جب اس کو کاٹا تو اس کے پیٹ سے دو موتی نکلے.... اس نے ان دونوں کو بادشاہ کے ہاتھ ساٹھ ہزار روپے میں فروخت کر دیا اسکے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے "ھذا لخدمتک لابیک" کہ تو نے اپنے باپ کی خدمت کی تھی یہ اسکا بدلہ ہے.... (شمارہ نمبر 46)

مثالی صبر اور نبوی دعاء کی برکت کا عجیب واقعہ

ام سلیمؓ حضرت انسؓ کی والدہ تھیں جو اپنے پہلے خاوند یعنی حضرت انسؓ کے والد کی وفات کے بعد بیوہ ہو گئی تھیں اور حضرت انسؓ کی پرورش کے خیال سے کچھ دنوں تک نکاح نہیں کیا تھا اس کے بعد حضرت ابو طلحہؓ سے نکاح کیا جن سے ایک صاحبزادہ ابو عمرؓ پیدا ہوئے جن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے گھر تشریف لے جاتے تو ہنسی مذاق بھی فرمایا کرتے تھے بقضائے الٰہی جب کمسنی میں ابو عمرؓ کا انتقال ہو گیا تو ام سلیمؓ نے ان کو نہلایا دھلایا، کفن پہنایا اور ایک چارپائی پر لٹا دیا ام سلیمؓ نے کھانا وغیرہ تیار کیا اور خود اپنے آپ کو بھی تیار کیا خوشبو وغیرہ لگائی رات کو ابو طلحہؓ گھر آئے..... وہ دن کو روزے سے تھے، کھانا کھا کر بچے کا حال پوچھا تو انہوں نے کہہ دیا کہ اب تو سکون سے ہے..... وہ بے فکر ہو گئے، رات کو صحبت بھی کی..... صبح کو جب وہ اٹھے تو کہنے لگیں کہ ایک بات دریافت کرنا تھی اگر کوئی شخص کسی کے مانگے چیز دیدے پھر وہ اس سے واپس لینے لگے تو واپس کر دینا چاہیے یا اس کو روک لے یعنی واپس نہ کرے؟ وہ کہنے لگے ضرور واپس کر دینا چاہیے..... روکنے کا کیا حق ہے..... مانگی چیز کا تو واپس کرنا ہی ضروری ہے یہ سن کر ام سلیمؓ نے کہا تمہارا لڑکا جو اللہ کی امانت تھا اللہ نے لے لیا ابو طلحہؓ کو اس پر رنج ہوا اور کہنے لگے تم نے مجھ کو خبر بھی نہ کی حضور کی خدمت میں ابو طلحہؓ نے جا کر سارا قصہ عرض کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اور فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس رات میں برکت عطاء فرما دیں ایک انصاری صحابی کہتے ہیں کہ میں نے حضور کی دعاء کی برکت دیکھی کہ اس رات کے حمل سے عبداللہ بن ابی طلحہؓ پیدا ہوئے..... جن کے نو بچے ہوئے اور سب کے سب قرآن شریف کے حافظ بنے.....

کفایت شعاری کا عجیب واقعہ

معین الدین انار کی صاحبزادی سلطان نور الدین محمود زنگی رحمۃ اللہ علیہ کی بیگم تھیں..... سلطان نور الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی شادی ۵۴۱ھ ۱۱۴۷ء میں ہوئی..... وہ نہایت اعلیٰ سیرت اور کردار کی مالکہ تھی..... گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھ سے کرتی تھی اور

سلطان جو معمولی رقم اسے دیتا اسی سے گھر کا خرچ چلاتی تھی.... ایک دفعہ اس نے سلطان سے کہا کہ آپ جو کچھ مجھے دیتے ہیں اس سے گھر کا خرچ بمشکل پورا ہوتا ہے اس لئے میرے نفقہ میں کچھ اضافہ کر دیجئے.... سلطان نے غمگین ہو کر جواب دیا....

”میرے پاس تین دکانوں کے کرایہ کی آمدنی کے سوا کچھ بھی نہیں.... تم کو اسی قدر آمدنی پر گزر اوقات کرنی ہوگی.... خدا کی قسم میں تمہاری خاطر اپنے پیٹ کو دوزخ کی آگ سے نہیں بھروں گا اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میرے قبضے میں بڑے بڑے ملک اور ان کے خزانے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ سب کچھ عام مسلمان کا ہے میں تو صرف ان کا خزانچی ہوں.... مجھے مطلق اختیار نہیں ہے کہ سرکاری خزانہ کو اپنی ذات یا اپنے اہل وعیال پر صرف کروں.... یہ مال دشمنان خدا کے خلاف جہاد یا مسلمانوں کی بہبود کے کاموں کے لئے وقف ہے حمص کی تین دکانیں میں تمہیں ہبہ کر دیتا ہوں.... تمہیں اختیار ہے کہ خواہ ان کو فروخت کر ڈالو یا ان کا کرایہ وصول کرتی رہو....“

بیگم بھی بڑی باخدا خاتون تھی، سلطان کا جواب سن کر خاموش ہوگئی اور پھر زندگی بھر ان سے نفقہ میں اضافہ کا مطالبہ نہ کیا.... (شمارہ نمبر 53)

غیرت ایمانی کا عجیب واقعہ

ایک مرتبہ موسیٰ بن اسحاق قاضی کی عدالت میں ایک (برقعہ پوش) خاتون نے اپنے شوہر پر پانچ سو اشرفی مہر کا دعویٰ کیا، شوہر مہر کی اس مقدار کا منکر تھا، عورت کے وکیل نے دعویٰ کے ثبوت پر دو گواہ پیش کئے.... دونوں گواہوں میں سے ایک نے مطالبہ کیا کہ میں عورت کا چہرہ دیکھ کر گواہی دوں گا، چنانچہ گواہ (چہرہ دیکھنے کیلئے) اور عورت (چہرہ دکھانے کے لئے) کھڑے ہوگئے یہ دیکھ کر شوہر کی غیرت کو جوش آ گیا اور اس نے کہا کہ آخر کس وجہ سے میری بیوی پر اجنبی مرد کی نظر ڈلوائی جا رہی ہے؟ میں قاضی کے سامنے خود گواہی دیتا ہوں کہ میرے ذمے میری بیوی کے مہر کے پانچ سو دینار خالص سونے کے واجب ہیں، مگر میری بیوی اپنا چہرہ ہرگز نہ دکھائے.... شوہر کی اس غیرت وحمیت کا عورت پر اس قدر اثر ہوا کہ اس نے اس وقت وہ سارا مہر معاف کر دیا، یہ عجیب واقعہ دیکھ کر قاضی صاحب نے حکم دیا کہ اس واقعہ کو مکارم اخلاق کے یادگار واقعات میں درج کیا جائے.... (شمارہ نمبر 18)

خدا خوفی اور معاملات کی صفائی کا عجیب واقعہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ایک مرتبہ سہارنپور سے کانپور جا رہے تھے کہ جب ریل میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پہنچے تو محسوس کیا کہ ان کے ساتھ سامان اس مقررہ حد سے زیادہ ہے جو ایک مسافر کو بک کرائے بغیر اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت ہوتی ہے چنانچہ وہ اس کھڑکی پر پہنچے جہاں سامان کا وزن کر کے زائد سامان کا کرایہ وصول کیا جاتا ہے تاکہ سامان بک کرا سکیں کھڑکی پر ریلوے کا جو اہلکار موجود تھا وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود حضرت مولانا کو جانتا تھا اور ان کی بڑی عزت کرتا تھا جب حضرتؒ نے سامان بک کرنے کی فرمائش کی تو اس نے کہا کہ مولانا! رہنے دیجئے آپؒ سے سامان کا کیا کرایہ وصول کیا جائے؟ آپ کو سامان بک کرانے کی ضرورت نہیں میں ابھی گارڈ سے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو زائد سامان کی وجہ سے کچھ نہیں کہے گا مولانا نے فرمایا: یہ گارڈ میرے ساتھ کہاں تک جائے گا.... ریلوے افسر نے جواب دیا غازی آباد تک.... مولاناؒ نے پوچھا پھر غازی آباد کے بعد کیا ہوگا؟ اس نے کہا یہ گارڈ دوسرے گارڈ سے کہہ دے گا.... مولانا نے پوچھا وہ دوسرا گارڈ کہاں تک جائیگا؟ افسر نے کہا وہ کانپور تک آپ کے ساتھ جائے گا.... مولانا نے پوچھا پھر کانپور کے بعد کیا ہوگا؟ افسر نے کہا کہ کانپور کے بعد کیا ہونا ہے؟ وہاں تو آپ کا سفر ختم ہو جائے گا حضرت نے فرمایا نہیں میرا سفر تو بہت لمبا ہے کانپور پر ختم نہیں ہوگا اس لمبے سفر کی انتہا تو آخرت میں ہوگی یہ بتائیے کہ جب اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ اپنا سامان تم کرایہ دیئے بغیر کیوں اور کس طرح لے گئے تو یہ گارڈ صاحبان میری کیا مدد کر سکیں گے؟

پھر مولاناؒ نے ان کو سمجھایا کہ یہ ریل آپ کی یا گارڈ صاحب کی ملکیت نہیں ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے ریلوے کے محکمے کی طرف سے آپ کو یا گارڈ صاحب کو یہ اختیار بھی نہیں دیا گیا وہ جس مسافر کو چاہیں ٹکٹ کے بغیر یا اس کے سامان کو کرائے کے بغیر ریل میں سوار کر دیا کریں لہٰذا اگر میں آپ کی رعایت سے فائدہ اٹھا کر بغیر کرائے کے سامان لے بھی جاؤں تو یہ میرے دین کے لحاظ سے چوری میں داخل ہوگا اور مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اس گناہ کا جواب دینا پڑے گا.... آپ کی یہ رعایت مجھے بہت مہنگی پڑے گی لہٰذا براہ کرم مجھ سے پورا پورا کرایہ وصول کر لیجئے.... ریلوے کا وہ اہل کار مولانا کو دیکھتا رہ گیا لیکن پھر اس نے تسلیم کیا کہ بات آپ ہی کی درست ہے.... (اصلاحی خطبات)

قرآن کریم کی برکت کا عجیب واقعہ

ایک نیک دل ہندو جو شہر لکھنؤ میں رہتا تھا اس ہندو کا بہت بڑا پریس تھا، جس میں وہ کتابیں چھاپتا تھا.... اور مزے کی بات یہ کہ وہ زیادہ کتابیں ایسی چھاپتا تھا جن کا تعلق مسلمانوں اور دین اسلام سے تھا.... جب یہ کتابیں چھاپی جاتی تھیں تو وہ ان لوگوں کے لباس اور جسم کو پاک رکھنے کا خاص انتظام کرتا تھا جو اس کے پریس میں کام کرتے تھے.... چھپائی وغیرہ کا کام مسلمان کرتے تھے اور ان کے لئے ضروری تھا کہ کام شروع کرنے سے پہلے باقاعدہ وضو کریں....

اس زمانے میں جس کا ہم حال لکھ رہے ہیں پریس کی مشینیں بالکل سادہ تھیں اور کتابت کا طریقہ بھی بالکل سادہ ہی تھا.... پیلے رنگ کے خاص کاغذ پر خاص قسم کی روشنائی سے کتابت کی جاتی تھی اور پھر ان کاغذوں کو پتھر کی سلوں پر جما کر ان کا عکس لے لیا جاتا تھا....

جب کوئی چیز چھپ جاتی تو پتھر کی سلوں کو دھو کر لفظ مٹا دیئے جاتے تھے اور ان سلوں پر نئے کاغذ جما کر نئی چیزیں چھاپی جاتی تھیں.... اس سلسلے میں اس نیک دل ہندو نے یہ انتظام کیا تھا کہ پتھر کی جن سلوں پر قرآن مجید اور دوسری دینی کتابیں چھاپی جاتی تھیں، جب وہ دھوئی جاتی تھیں تو ان کا پانی زمین پر نہ گرایا جاتا تھا، بلکہ مٹکوں میں بھر لیا جاتا تھا اور پھر اسے دریا میں ڈال دیا جاتا تھا.... یہ کام قرآن پاک کے ادب کی وجہ سے کیا جاتا تھا....

ان باتوں کے علاوہ اس نے قرآن مجید اور دوسری دینی کتابوں کی چھپائی کی نگرانی کیلئے اونچے درجے کے مسلمان عالم مقرر کئے تھے.... کسی بڑے عالم کی تصدیق کے بغیر کوئی دینی کتاب نہ چھاپی جاتی تھی۔

کچھ دن پہلے میری ملاقات اس ہندو تاجر کے نواسے سے ہوئی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے نانا جان سے سنا کہ جب اس ہندو کا انتقال ہوا تو اس کے مذہب کے مطابق اس کی چتا تیار کی گئی جو بچے یہ کہانی پڑھ رہے ہیں انہیں بتاتے چلیں کہ جب کوئی ہندو مر جاتا ہے تو اس کی لاش کو جلایا جاتا ہے اور جلی ہوئی ہڈیوں اور راکھ کو دریا میں بہا دیا جاتا ہے.... ان ہڈیوں اور راکھ کو وہ پھول کہتے ہیں....

جب اس ہندو تاجر کی چتا تیار ہو گئی اور اس کی لاش کو اس پر رکھ دیا گیا لیکن جب اس

کے بڑے بیٹے نے اس ہندو کی چتا کو آگ لگائی گئی تو کئی بار کوشش کرنے کے باوجود لکڑیوں نے آگ نہ پکڑی.... لاش جلنے سے بالکل محفوظ رہی....

یہ ایک نرالا ہی واقعہ تھا جو سب نے دیکھا... لوگ حیران تھے کہ لکڑیاں جلتی کیوں نہیں.... جب سب اپنی سی کوشش کر کے تھک گئے تو پنڈتوں نے فیصلہ کیا کہ لاش کو دریائے گومتی میں بہا دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس نیک دل ہندو کی لاش آگ کے عذاب سے بچ گئی....

اس وقت جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے تو معلوم نہیں کیا سمجھا ہوگا' لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس ہندو کو یہ برکت قرآن پاک اور دین اسلام کی کتابوں کا ادب کرنے کی وجہ سے ملی تھی.... اس ہندو کا نام منشی نول کشور (ن ول ک ش ور۔ یعنی خوبصورت لڑکا) معلوم نہیں اب اس کا قائم کیا ہوا کتب خانہ موجود ہے یا نہیں.... (سید نظر زیدی۔ بشکریہ.... تعلیم وتربیت)

ایمان افروز واقعہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت عالیہ میں ایک مقدمہ پیش ہوا.... دو خوبصورت نوجوان ایک نوجوان کو پکڑ کر حاضر ہوئے اور فریاد کی اے امیر المومنین اس نوجوان نے ہمارے بوڑھے باپ کو قتل کر دیا ہے.... اس ظالم قاتل سے ہمارا حق دلوایئے.... آپؓ نے دعویٰ سننے کے بعد ملزم کی طرف دیکھا اور دریافت فرمایا کہ تُو اپنی صفائی میں کیا کہتا ہے؟

ملزم نے عرض کی ہاں امیر المومنین یہ جرم واقعی مجھ سے صادر ہوا ہے میں نے زور سے ایک پتھر اسے مارا تھا جس سے وہ ہلاک ہو گیا تھا.... فاروق اعظمؓ نے فرمایا گویا تُو اپنے جرم کا اقرار کرتا ہے ملزم ہاں امیر المومنین! یہ جرم واقعی مجھ سے صادر ہوا ہے.... آپؓ نے فرمایا پھر تم پر قصاص لازم ہو گیا اور اس کے عوض تمہیں قتل کیا جائے گا.... ملزم نے جواب دیا آقا مجھے آپؓ کے حکم اور شریعت مطہرہ کے فتوے سے انکار نہیں البتہ میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں ارشاد ہوا بیان کرو عرض کی تین دن کی مہلت چاہتا ہوں.... تین دن بعد حاضر خدمت ہو جاؤں گا.... عظیم قائد نے کچھ دیر سر جھکا کر سوچا غور کے بعد سر اوپر اٹھایا اور فرمایا اچھا کون ضامن ہوگا تمہارا کہ تم واقعی وعدہ کو ایفا کرنے کے لئے تیسرے دن عدالت عالیہ میں حاضر ہو کر خون کا بدلہ خون سے دو گے.... عمر فاروقؓ کے اس ارشاد پر اس جوان رعنا نے پُر امید نظروں سے حاضرین مجلس کا جائزہ کے بعد حضرت ابوذر غفاریؓ کے متدین پُر نور چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے اشارہ کر کے کہا یہ میری ضمانت دیں گے.... خلیفۃ الرسول نے ان سے دریافت فرمایا

تو انہوں نے کہا بے شک میں ضمانت دیتا ہوں کہ نوجوان تین دن بعد تکمیل قصاص کے لئے عدالت میں حاضر ہو جائے گا..... اس ضمانت کے بعد ملزم کو چھوڑ دیا گیا..... دو دن گزر گئے اور تیسرا دن آ گیا جلیل القدر صحابہ اور مشیران خلافت دربار میں جمع ہوئے دونوں مدعی بھی آ گئے..... حضرت ابوذر غفاریؓ بھی آ گئے اور ملزم کا بے قراری سے انتظار ہونے لگا..... جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا..... صحابہ کرامؓ کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا کیونکہ ملزم ابھی تک نہیں پہنچا تھا اور وقت قریب آ رہا تھا اور صحابہؓ کو ابوذرؓ کی نسبت پریشانی ہونے لگی ایک دو مرتبہ مدعیوں نے بھی دریافت کیا مگر انہوں نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ اگر تین یوم گزر گئے اور ملزم نہ آیا تو میں اپنی ضمانت پوری کروں گا..... پریشانی کی کوئی بات نہیں

جب حاضرین پریشانی کی انتہا پر پہنچ گئے اور دہلا دینے والے انجام کے تصور سے سہم گئے کہ اچانک ایک طرف سے ملزم دربار میں آ حاضر ہوا اس کا جسم پسینے سے شرابور تھا..... چہرے پر گرد جم چکی تھی مسلسل بھاگنے سے اس کی سانس پھول گئی تھی اس نے آتے ہی سلام کیا اور عرض کی اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے بجا لایا جائے..... امانت کی سپردگی: آپ رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر ملزم نے بتایا کہ میں ایک امانت امانت والے کے سپرد کرنے گیا تھا..... واقعہ یوں ہے کہ میرا ایک چھوٹا بھائی ہے والد فوت ہو گیا موت سے پہلے اس نے میرے پاس میرے چھوٹے بھائی کے لئے کچھ سونا رکھا تھا اور وصیت کی تھی کہ جب وہ جوان ہو جائے تو اس کے سپرد کر دینا..... میں وہ سونا ایک جگہ رکھ آیا تھا جس کا مجھے ہی علم تھا اس لئے میں وہ سونا اس کے سپرد کرنے گیا تھا..... الحمدللہ میں نے امانت اس کے سپرد کر دی جس کی وہ تھی.....

امیرالمومنین رضی اللہ عنہ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے اس کی ضمانت کیوں دی تھی کیا یہ آپ کا واقف تھا؟

انہوں نے کہا کہ میرا اس سے کوئی تعلق نہ تھا صرف یہ بات تھی کہ جب اس نے پُر امید نگاہوں سے میری طرف دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ اگر بھرے مجمع میں بھی میں اس کی ضمانت نہ دوں تو کل قیامت کے دن رب العزت کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا کہ اتنے آدمیوں میں سے کوئی بھی اس کا ضامن نہ بن سکا اس لئے میں نے اس کی ضمانت دی حالانکہ میں اسے بالکل نہ جانتا تھا نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ کہاں رہتا ہے بس اس کی ظاہری شرافت نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ وعدہ کا پکا ہے اور میں نے ضمانت دے دی یہ بات سن کر حاضرین محفل اشک آلود ہو گئے مدعیوں نے التجا کی کہ اے امیرالمومنینؓ! ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کر دیا..... (شمارہ ۵۳)

ایک ملکہ کی عالی ظرفی کا عجیب واقعہ

ملکہ خیزراں تیسرے عباسی خلیفہ مہدی کی چہیتی بیوی تھی، بڑی دانشمند نیک طینت اور مخیر خاتون تھیں اپنے اوصاف حمیدہ کی بدولت شوہر کے مزاج پر پوری طرح حاوی تھی اس کی سفارش پر خلیفہ مہدی نے بنی امیہ کے بہت سے معتوب امیروں کی ضبط شدہ جاگیریں واپس دے دی.... اس کی زندگی کا ایک دلچسپ واقع جسے کئی مؤرخین نے بیان کیا ہے، یہ ہے....

ایک دن اپنے محل میں بڑی شان وشوکت سے بیٹھی تھی کہ ایک لونڈی نے آ کر عرض کیا۔

"ملکہ عالم! محل کی ڈیوڑھی کے دروازے پر ایک نہایت ہی شکستہ حال غریب عورت کھڑی ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ کہنا چاہتی ہے...."

ملکہ نے کہا، "اس عورت کا حسب ونسب دریافت کرو اور یہ بھی معلوم کرو کہ اسے کس چیز کی ضرورت ہے...."

لونڈی نے باہر جا کر غریب عورت سے بہتیرا پوچھا لیکن اس نے نہ اپنے نسب اور خاندان کا پتہ دیا اور نہ یہ بتایا کہ وہ ملکہ سے کیوں ملنا چاہتی ہے اس کا بس ایک ہی جواب تھا کہ وہ جو کہنا چاہتی ہے خود ملکہ سے زبانی کہے گی....

لونڈی نے اندر آ کر ملکہ کو اس عورت کا جواب سنایا تو وہ بہت حیران ہوئی، اس وقت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی پڑپوتی زینب بنت سلیمان بھی اس کے پاس بیٹھی تھیں وہ بنو عباس کی خواتین میں بہت دانا تسلیم کی جاتی تھیں، ملکہ نے ان سے مشورہ کیا کہ اس عورت کو اندر آنے دوں یا ملنے سے انکار کر دوں....

انہوں نے کہا "ضرور بلواؤ، بھلا دیکھیں تو وہ کیا چاہتی ہے...."

چنانچہ ملکہ نے لونڈی کو حکم دیا کہ اس عورت کو اندر لے آؤ....

تھوڑی ہی دیر میں ملکہ کے سامنے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ایک انتہائی شکستہ حال عورت کھڑی تھی اس کے دل کش خدوخال سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شریف زادی ہے لیکن میل کچیل اور بوسیدہ کپڑوں نے اس کی حالت گداگروں سے بھی بدتر بنا رکھی تھی، وہ عورت

پہلے تو ملکہ کا کروفر دیکھ کر ٹھٹکی مگر پھر فوراً ہی جرأت کر کے ملکہ کو سلام کیا اور کہنے لگی.....

"اے ملکہ! میں مروان بن محمد کی بیٹی مزنا ہوں جو خاندان بنوامیہ کا آخری تاجدار تھا....."

جونہی اس عورت کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ملکہ خیزران کا چہرہ فرط غضب سے سرخ ہو گیا اور اس نے کڑک کر کہا، "اے بد بخت عورت! تجھے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ اس محل کے اندر قدم رکھے؟ کیا تو نہیں جانتی کہ تیرے اہل خاندان نے عباسیوں پر کیسے خوفناک مظالم ڈھائے؟ اے سنگدل! کیا تو وہ دن بھول گئی جب بنو عباس کی بوڑھی عورتیں تیرے پاس یہ التجاء لے کر گئی تھیں کہ تو اپنے باپ سے سفارش کر کے میرے شوہر (مہدی) کے چچا امام محمد بن ابراہیم عیاسی کی لاش دفن کرنے کی اجازت لے دے، کم بخت عورت خدا تجھے غارت کرے تو نے ان معزز اور مظلوم خواتین پر ترس کھانے کی بجائے انہیں ذلیل کر کے محل سے نکلوا دیا کیا تیری یہ حرکت انسانیت کی توہین نہیں تھی؟ مانا کہ آپس میں دشمنی تھی لیکن پھر بھی ایک بے بس اور لاچار دشمن کے ساتھ ایسا سلوک جائز نہ تھا، خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم سے حکومت چھین لی اور تمہیں ذلیل کیا، مزنا خیریت اسی میں ہے کہ تم یہاں سے فوراً دفع ہو جاؤ!"

مزنا ملکہ کی باتیں سن کر بالکل مرعوب نہ ہوئی بلکہ اس نے ایک زور کا قہقہہ لگایا اور بولی، "بہن! اپنے آپے سے باہر نہ ہو جو کچھ میں نے کیا خدا سے اس کی سزا پالی، خدا کی قسم جو کچھ تم نے کہا ہے وہ سچ ہے اسی کی پاداش میں خدا نے مجھے ذلیل وخوار کر کے تمہارے سامنے لا کھڑا کیا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کسی وقت میں تم سے زیادہ شوخ اور شریر تھی، دولت اور حشمت میرے گھر کی لونڈی تھی مجھے اپنے حسن پر ناز تھا اور تکبر نے مجھے اندھا کر رکھا تھا مگر تم نے دیکھا کہ جلد ہی زمانے نے اپنا ورق الٹ ڈالا خدا نے اپنی تمام نعمتیں مجھ سے چھین لیں، اب میں ایک فقیر سے بھی بدتر ہوں کیا تم چاہتی ہو کہ تمہارے ساتھ بھی یہی کچھ ہو؟ اچھا خوش رہو، میں جاتی ہوں....."

اتنا کہہ کر مزنا نے تیزی سے باہر کا رخ کیا لیکن ابھی چند قدم جانے پائی تھی کہ خیزران نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا اور چاہا کہ گلے سے لگا لے لیکن مزنا نے پیچھے ہٹ کر کہا، "خیزران تم ملکہ ہو اور میں ایک غریب اور بے کس عورت میرے کپڑے بوسیدہ اور غلیظ ہیں

میں اس قابل نہیں کہ ایک ملکہ مجھ سے بغل گیر ہو....."

خیزران نے آبدیدہ ہو کر لونڈیوں کو حکم دیا کہ مزنا کو نہلا دھلا کر اعلیٰ درجے کی پوشاک پہناؤ اور پھر اسے عطر میں بسا کر میرے پاس لاؤ.....

لونڈیوں نے ملکہ کے حکم کی تعمیل کی اس وقت مزنا کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ چاند بدلی سے نکل آیا ہے خیزران بے اختیار اس سے لپٹ گئی، اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا.....

"دستر خوان بچھواؤں؟"

مزنا نے کہا... "ملکہ آپ پوچھتی کیا ہیں، شاید مجھ سے زیادہ اس محل میں اور کوئی بھوکا نہ ہوگا...."

فوراً دستر خوان بچھ گیا، مزنا سیر ہو کر کھا چکی تو ملکہ نے پوچھا، "آج کل تمہارا سرپرست کون ہے؟"

مزنا نے آہ سرد بھر کر کہا" آج کس میں ہمت ہے کہ میری سرپرستی کرے، مدتوں سے دردر کی ٹھوکریں کھا رہی ہوں کوئی رشتہ دار بھی دنیا میں موجود نہیں کہ اس کے ہاں جا پڑوں بس کچھ قرابت ہے تو وہ اسی گھرانے (بنو عباس) سے ہے...."

خیزران نے فوراً کہا، "مزنا آزردہ مت ہو آج سے تم میری بہن ہو...." میرے بہت سے محل ہیں تم ان میں سے ایک محل پسند کر لو اور یہیں رہو جب تک میں جیتی ہوں، تمہاری ہر ضرورت پوری کروں گی..."

چنانچہ مزنا نے ایک عالی شان محل پسند کر لیا اور خیزران نے اس میں تمام ضروریات زندگی اور لونڈی غلام مہیا کر دیئے ساتھ ہی پانچ لاکھ درہم نقد بھی اس کے حوالے کیے کہ جس طرح جی چاہے خرچ کرے.....

شام کو خلیفہ مہدی حرم میں آیا اور دن بھر کے حالات پوچھنے لگا ملکہ خیزران نے اسے آج کا واقعہ تفصیل سے سنانا شروع کیا، جب اس نے بتایا کہ میں نے مزنا کو اس طرح جھڑکا اور وہ قہقہہ لگا کر شان بے نیازی کے ساتھ واپس چل دی تو خلیفہ فرط غضب سے بے تاب ہو گیا اور اس نے ملکہ کی بات کاٹ کر کہا:

"خیزران تم پر ہزار افسوس ہے کہ خدا نے تمہیں جو نعمتیں عطا کی ہیں تم نے ان کا شکریہ ادا کرنے کا ایک بیش بہا موقع ہاتھ سے کھو دیا، تمہاری یہ حرکت ایک ملکہ کے شایان شان نہیں تھی...."

خیزران نے کہا، ''امیر المومنین! میری پوری بات تو سن لیں اس کے بعد جب اس نے مزنا کے ساتھ اپنے حسن سلوک کی تفصیل بتائی تو مہدی کا چہرہ چمک اٹھا، اس نے خیزران کی عالی ظرفی کو بہت سراہا اور کہا آج سے میری نظر میں تمہاری قدر دو چند ہو گئی ہے، پھر اس نے اپنی طرف سے بھی مزنا کو اشرفیوں کے سو توڑے بھیجے اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ آج میری زندگی کا سب سے بڑا یوم مسرت ہے کہ اس نے ہمیں تمہاری خدمت کی توفیق دی، اب تم اطمینان سے یہاں رہو....

اس کے بعد مزنا طویل عرصہ تک زندہ رہی، مہدی کی وفات ۱۶۹ھ ۷۸۵ء کے بعد اس کا بیٹا ہادی بھی مزنا کی بے حد تعظیم و تکریم کرتا تھا ہادی کے بعد ۱۷۰ھ ۷۸۶ء میں ہارون الرشید خلیفہ بنا تو اس نے بھی مزنا کو ماں کے برابر سمجھا، اس کے عہد خلافت کی ابتداء میں مزنا نے وفات پائی تو ہارون الرشید بچوں کی طرح بلک بلک کر رویا اور اس کے جنازے کو شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ قبرستان پہنچایا....

ملکہ خیزران کے بطن سے مہدی کے دو بیٹے موسیٰ ہادی اور ہارون الرشید پیدا ہوئے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے یہ دونوں باپ کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے، بد قسمتی سے خلیفہ ہادی ماں کا اطاعت گزار نہ نکلا، اس نے ملکہ خیزران کو ان تمام اختیارات سے محروم کر دیا جو اس کو خلیفہ مہدی کے زمانے میں حاصل تھے مگر اس کا زمانہ حکومت بہت مختصر تھا اس نے پندرہ ماہ بعد وفات پائی اور ہارون الرشید مسند نشین ہوا، اس نے ماں کے تمام اختیارات بحال کر دیئے اور اس کے اعزاز و اکرام میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی....

ملکہ خیزران بہت فیاض اور رحم دل تھی کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا تو اس کی مصیبت دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی اس طرح غریبوں محتاجوں اور ضرورت مندوں کی دل کھول کر مدد کرتی رہتی تھی اس لئے وہ عوام الناس میں بے حد ہر دلعزیز تھی اور وہ اس کا نام غایت عزت و احترام کے ساتھ لیتے تھے، اس نیک دل ملکہ نے بعہد ہارون الرشید ۱۷۳ھ ۷۸۹ء میں وفات پائی....(از مثالی خواتین شمارہ ۵۵)

ادب و مغفرت کا عجیب واقعہ

زبیدہ خاتون ایک نیک ملکہ تھی.... اس نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچایا... اپنی وفات کے بعد وہ کسی کو خواب میں نظر آئی.... اس نے پوچھا کہ زبیدہ خاتون! آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ زبیدہ خاتون نے جواب دیا کہ اللہ رب العزت نے بخشش فرمادی... خواب دیکھنے والے نے کہا کہ آپ نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق کو فائدہ پہنچایا' آپ کی بخشش تو ہونی ہی تھی.... زبیدہ خاتون نے کہا نہیں' نہیں.... جب نہر زبیدہ والا عمل پیش ہوا تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ کام تو تم نے خزانے کے پیسوں سے کروایا... اگر خزانہ نہ ہوتا تو نہر بھی نہ بنتی.... مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کیا عمل کیا.... زبیدہ نے کہا کہ میں تو گھبرا گئی کہ اب کیا بنے گا... مگر اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمائی.... مجھے کہا گیا کہ تمہارا ایک عمل ہمیں پسند آ گیا... ایک مرتبہ تم بھوک کی حالت میں دسترخوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ اتنے میں اللہ اکبر کے الفاظ سے اذان کی آواز سنائی دی.... تمہارے ہاتھ میں لقمہ تھا اور سر سے دوپٹہ سرکا ہوا تھا.... تم نے لقمے کو واپس رکھا' پہلے دوپٹے کو ٹھیک کیا' پھر لقمہ کھایا... تم نے لقمہ کھانے میں تاخیر میرے نام کے ادب کی وجہ سے کی چلو ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی....

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے سامنے ایک لوہار رہتا تھا.... بال بچوں کی کثرت کی وجہ سے وہ سارا دن کام میں لگا رہتا... اس کی عادت تھی کہ اگر اس نے ہتھوڑا ہوا میں اٹھایا ہوتا کہ لوہا کوٹ سکے اور اسی دوران اذان کی آواز آ جاتی تو وہ ہتھوڑا لوہے پر مارنے کی بجائے اسے زمین پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اب میرے پروردگار کی طرف سے بلاوا آ گیا ہے میں پہلے نماز پڑھوں گا پھر کام کروں گا.... جب اس کی وفات ہوئی تو کسی کو خواب میں نظر آیا... اس نے پوچھا کہ کیا بنا؟ کہنے لگا کہ مجھے امام احمد بن حنبلؒ کے نیچے والا درجہ عطا کیا گیا... اس نے پوچھا کہ تمہارا علم و عمل اتنا تو نہیں تھا؟ اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کے نام کا ادب کرتا تھا اور اذان کی آواز سنتے ہی کام روک دیتا تھا تاکہ نماز ادا کروں.... اس ادب کی وجہ سے اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمادی.... (نماز کے اسرار و رموز) (شمارہ ۵۷)

عاجزی کی برکت کا عجیب واقعہ

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں ایک مہاجن کی لڑکی پر ایک جن عاشق تھا بڑے بڑے عامل آئے مگر ناکامیاب رہے.... جن بڑا ہی سرکش اور قوی تھا جو عامل جاتا صحیح وسلامت واپس نہ ہوتا.... اب بے چارہ عامل ہے کہ اس میں لٹکا ہوا ہے ایسا ظالم تھا کسی نے اس مہاجن سے ویسے ہی بطور تمسخر کہہ دیا کہ فلاں مسجد میں جو مؤذن ہیں بہت بڑے عامل ہیں وہ مہاجن اس بے چارے کو جا لپٹا....

یہ ہر چند قسم کھاتا ہے مگر مہاجن ہے کہ پیروں پر گرا پڑتا ہے خوشامد کر رہا ہے جب یہ عاجز ہوگیا اس نے کہا کہ اچھا میں چلتا ہوں.... یہ بتلاؤ کہ کیا دو گے....؟

مہاجن نے کہا کہ جو کہو.... کہا کہ پانچ سو روپے اس نے کہا کہ منظور یہ سمجھا کہ دو ہی باتیں ہیں یا تو کام بن گیا اور پانچ سو روپے مل گئے تو بڑی راحت اور عیش سے گزرے گی اور اگر مار دے گا تو اس مصیبت اور پریشانی و ناداری کی زندگی سے مر جانا ہی بہتر ہے....

بے چارہ غریب تھا بسم اللہ پڑھ کر مہاجن کے ساتھ ہولیا.... اس کے مکان پر پہنچا اس جن نے نہایت زور سے ڈانٹا کہ کیسے آیا ہے؟ یہ ہاتھ جوڑ کر قدموں پر گر گیا کہ حضور کی رعیت کا جولاہہ ہوں، حضور نہ میں عامل ہوں نہ عمل چلانے آیا ہوں ایک جاہل اور غریب آدمی ہوں یہ مہاجن جا کر سر ہوگیا ہر چند عذر کیا نہ مانا، اس لئے مجبوری کو چلا آیا....

حضور کی بڑی نوازش ہوگی اگر حضور ۵ منٹ کے لئے اس لڑکی سے جدا ہو جائیں مجھ کو ۵۰۰ روپے مل جائیں گے میں غریب آدمی ہوں میرا بھلا ہو جائے گا اور حضور کا کوئی نقصان نہ ہوگا.... پھر اگر دل چاہے آ جائیے یہ سن کر جن بڑے زور سے قہقہہ مار کر ہنسا اور یہ کہا کہ ہم تیری خاطر سے ہمیشہ کیلئے جاتے ہیں....

اس مؤذن کی بڑی شہرت ہوگئی کہ بہت بڑا عامل ہے.... تواضع کی برکت سے عمر بھر کی روٹیاں سیدھی ہوگئیں.... (مواعظ وملفوظات حکیم الامت)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا عجیب فیصلہ

امام شعبیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا ''امیر المومنین! میرے شوہر جیسا نیک آدمی شاید دنیا میں کوئی نہیں، وہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہیں'' یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئی.... حضرت عمرؓ اس کی بات کا منشا پوری طرح نہ سمجھ پائے اور فرمایا: ''اللہ تمہیں برکت دے اور تمہاری مغفرت کرے.... نیک عورت اپنے شوہر کی ایسی ہی تعریف کرتی ہیں....'' عورت یہ سن کر جانے لگی کعب بن سوارؓ بھی موجود تھے، انہوں نے عورت کو واپس جاتے دیکھا تو حضرت عمرؓ سے کہا:.... ''امیر المومنین! آپ اس کی بات نہیں سمجھے، وہ اپنے شوہر کی تعریف نہیں، شکایت کرنے آئی تھی، اس کا شوہر جوش عبادت میں زوجیت کے حقوق پورے ادا نہیں کرتا''.... فرمایا ''اچھا یہ بات ہے....'' حضرت عمرؓ نے فرمایا ''بلاؤ اسے!'' وہ عورت پھر واپس آئی، اس سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعی حضرت کعب بن سوار کا خیال صحیح تھا.... حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ ''اب تم ہی اس کا فیصلہ کرو....'' اس پر حضرت کعبؓ نے کہا: ''امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کو زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے، اگر کوئی شخص اس اجازت پر عمل کرتے ہوئے چار شادیاں کرے تو بھی ہر بیوی کے حصے میں چار میں سے ایک دن رات آتے ہیں.... اس سے معلوم ہوا کہ ہر چوتھا دن رات ایک بیوی کا حق ہے لہٰذا آپ فیصلہ دیجئے کہ اس عورت کا شوہر تین دن عبادت کر سکتا ہے، لیکن چوتھا دن لازماً اسے اپنی بیوی کے ساتھ گزارنا چاہئے۔'' یہ فیصلہ سن کر حضرت عمرؓ پھڑک اٹھے اور فرمایا: ''یہ فیصلہ تمہاری پہلی فہم و فراست سے بھی زیادہ عجیب ہے''.... اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ کو بصرہ کا قاضی بنا دیا.... (تراشے) (از ابن ابراہیم شمارہ ۵۹)

غیرت ایمانی کا عجیب واقعہ

اختر شیرانی اردو کے مشہور شاعر گزرے ہیں لاہور کے عرب ہوٹل میں ایک دفعہ کمیونسٹ نوجوان نے جو بلا کے ذہین تھے اختر شیرانی سے مختلف موضوعات پر بحث چھیڑ دی اس وقت ہوش قائم نہ تھے تمام بدن پر رعشہ طاری تھا.... حتیٰ کہ الفاظ بھی ٹوٹ ٹوٹ کر زبان

سے نکل رہے تھے، ادھر ''انا'' کا شروع سے یہ حال تھا کہ اپنے سوا کسی کو نہیں مانتے تھے جانے کیا سوال زیر بحث تھا، فرمایا ''مسلمانوں میں تین شخص اب تک ایسے پیدا ہوئے جو ہر اعتبار سے جینیس بھی ہیں اور کامل الفن بھی، پہلے ابوالفضل، دوسرے اسداللہ خان غالب، تیسرے ابوالکلام آزاد...... '' شاعر وہ تو شاذ ہی کسی کو مانتے تھے ہمعصر شعراء میں جو واقعی شاعر تھا اسے بھی اپنے سے کمتر خیال کرتے تھے کمیونسٹ نوجوان نے ''فیض'' کے بارے میں سوال کیا، طرح دے گئے ''جوش'' کے متعلق پوچھا کہا وہ ناظم ہے'' ''سردار جعفری'' کا نام لیا، مسکرائے'' ''فرمایا، مشق کرنے دو.... ''ظہیر کاشمیری'' کے بارے میں کہا نام سنا ہے احمد ندیم قاسمی؟ فرمایا میرا شاگرد ہے...... ''نوجوان نے دیکھا کہ ترقی پسند تحریک ہی کے منکر ہیں تو بحث کا رخ پھیر دیا.... ''حضرت! فلاں پیغمبر کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں نشہ میں چور تھے زبان پر قابو نہیں تھا لیکن چونک کر فرمایا ''کیا بکتے ہو! ادب و انشاء یا شعر و شاعری کی بات کرو'' کسی نے فوراً ہی افلاطون کی طرف رخ موڑ دیا: ان کے مکالمات کی بابت کیا خیال ہے؟ ارسطو اور سقراط کے بارے میں سوال کیا؟ مگر اس وقت وہ اپنے موڈ میں تھے فرمایا 'اجی' پوچھو یہ کہ ہم کون ہیں یہ ارسطو افلاطون یا سقراط آج ہوتے تو ہمارے حلقے میں بیٹھتے ہمیں ان سے کیا کہ ان کے بارے میں رائے دیتے پھریں'' .....اس لڑکھڑائی ہوئی آواز سے فائدہ اٹھا کر ایک ظالم قسم کے کمیونسٹ نے سوال کیا ....''آپ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

اللہ اللہ! ایک شرابی جیسے کوئی برق تڑپی ہو، بلور کا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا ''بد بخت! ایک عاصی سے سوال کرتا ہے ایک سیہ رو سے پوچھتا ہے ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟ تمام جسم کانپ رہا تھا ایکا ایکی رونا شروع کیا..... گھگھی بندھ گئی.....ایسی حالت میں تم نے یہ نام کیوں لیا..... تمہیں جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ! بے ادب ''باخدا دیوانہ باش و با محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوشیار'' اس شریر سوال پر توبہ کرو تمہاری خبث باطن سمجھتا ہوں..... خود قہر و غضب کی تصویر ہو گئے اس نے بات کو موڑنا چاہا مگر اختر کہاں سنتے تھے اسے اٹھوا دیا پھر خود اٹھ کر چلے گئے تمام رات روتے رہے کہتے تھے ''یہ لوگ اتنے نڈر ہو گئے ہیں کہ آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں' گنہگار ضرور ہوں لیکن یہ مجھے کافر بنا دینا چاہتے ہیں'' .....وہ غیرت و حمیت تو اختر شیرانی میں تھی ہم ہوش و حواس میں ہوتے ہوئے بھی اپنے آخری سہارے کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے..... (ملخص روزنامہ اسلام)

ایک عجیب واقعہ

مشہور کالم نگار عطاء الحق قاسمی اپنے کالم ''روزن دیوار سے'' میں لکھتے ہیں.... ''چند برس پہلے ایک پارٹی میں میری ملاقات ایک امریکی لڑکی سے ہوئی اس کا نام غالباً باربرا مٹکاف تھا میں اس سے گفتگو کے لیے امریکہ کے زمانے کی اپنی بچی کھچی انگریزی ''جمع'' کرنے میں مشغول تھا کہ اس نے میرے قریب سے گزرتے ہوئے مجھے ''ہیلو'' کہا میں نے اپنا تعارف کرایا کہ میرا نام عطاء الحق قاسمی ہے وہ یہ سن کر میرے قریب آ گئی اور اس نے نہایت شستہ اردو میں کہا ''تب تو آپ یقیناً دیوبندی مسلک کے مسلمان ہیں آپ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی کے حوالے سے قاسمی کہلاتے ہوں گے'' ایک امریکن لڑکی کی زبان سے یہ مکالمے سن کر میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے تاہم میں نے اپنے حواس مجتمع کیے اور کہا ''ہمارے اپنے خاندان میں ایک مولانا محمد قاسم گزرے ہیں، ہم ان کی نسبت سے قاسمی کہلاتے ہیں....'' کچھ دیر بعد اس نے جامعہ اشرفیہ لاہور کا ذکر کیا پھر خیر المدارس ملتان کا حوالہ دیا اور آخر میں یہ بھی بتایا کہ وہ دیوبندی مسلک سے متعلق اداروں اور افراد پر امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کر رہی ہے اور چلتے چلتے اس نے اس امر پر افسوس کا اظہار بھی کیا کہ تمہارا تعلق علماء کے خاندان سے ہے اور تم نے ڈاڑھی نہیں رکھی بلکہ قلمیں بڑھائی ہوئی ہیں جین پہنی ہوئی ہے اور پھر اس قسم کا کوئی مصرعہ بھی پڑھا کہ تفو..... بر تو اے چرخ گردو تف وغیرہ (نوائے وقت 14 دسمبر 1985 شمارہ ۷۰)

سنت کی بے ادبی پر پکڑ کا عجیب واقعہ

نواب علی محمد خاں حاکم روہیل کھنڈ کے صاحبزادے نواب سعد اللہ خاں نے ایک دن حجامت بنوانا شروع کی.... مولانا مفتی عبدالغنی اتفاق سے پاس ہی بیٹھے تھے....نواب زادہ نے سر کے بالوں کی حجامت سے فارغ ہونے کے بعد حجام کو ڈاڑھی کترنے کا حکم دیا اور اپنی حکومت و ریاست کے گھمنڈ میں مولانا کا بالکل پاس نہ کیا....

حجام نے نواب زادہ کی ڈاڑھی کترنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ مفتی صاحب کو ہتک

سنت پر کمال غصہ آیا اور آپ نے ایک طمانچہ حجام کے مارا جس کا اثر نواب زادہ کے چہرہ تک پہنچا... نواب زادہ کو غصہ آیا تو بہت مگر ہیبت حق اور کچھ اس لحاظ سے کہ وہ میرے باپ کا جلیل القدر مہمان ہیں خاموش ہو گیا....

جب نواب علی محمد خاں کا انتقال ہو گیا اور نواب سعد اللہ خاں کا دور دورہ ہوا تو اس نے بدلہ لینے کے لیے ان پر ایک قتل کا الزام لگا کر آنولہ طلب کیا....

مفتی صاحب نے کہا بلا دعویٰ و حضوری فریقین و گواہان محض آپ کا کہنا خواہ آپ حاکم وقت ہی ہیں کیا اصل رکھتا ہے.... البتہ اگر قاضی اور مفتیان اسلام حکم شرعی فرمائیں تو مجھے بدل و جان منظور ہے.... نواب کو اس صاف گوئی پر بہت طیش آیا اور کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ دفعتاً فالج گرا، امراء وزراء اور متعلقین نے مولانا کے قدم پکڑے کہ نواب کو آپ کی اور شریعت کی بے ادبی کی پوری سزا مل گئی.... اب خدارا دعا فرمایئے....

آپ کی دعا سے مرض بالکل زائل ہو گیا اور اسی وقت سے حافظ الملک حافظ رحمت خاں روہیلہ وغیرہ تمام امرائے روہیلہ آپ کا احترام کرنے لگے.... آج کتنے پیر، کتنے سجادہ نشین، کتنے مولوی و مفتی اور کتنے عالم و امام ہیں جو شریعت اسلام کی علانیہ ہتک دیکھتے ہیں اور اپنے مریدوں، عقید تمندوں اور زیر اثر لوگوں کو اس سے منع کرنے کی جرأت اور طاقت رکھتے ہیں؟ (ناقابل فراموش واقعات) (شمارہ ۶۸، ۶۷)

فضل خداوندی کا عجیب واقعہ

جناب قدرت اللہ شہاب مرحوم لکھتے ہیں: انسٹی ٹیوٹ آف پیراسائیکالوجی کے سربراہ پروفیسر مٹین ہاف اکثر مہینے میں ایک ویک اینڈ ہمارے ہاں گزارا کرتے تھے.... مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی کتاب ضیاء القلوب کا انگریزی ترجمہ کر کے میں نے انہیں دیا تو وہ ششدر رہ گئے.... ان کا جی تو بہت للچایا کہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں، لیکن اپنی ملازمت کے تحفظ کی فکر اور معاشرے کے خوف سے اس سعادت سے محروم رہے.... البتہ انکی سٹینوگرافر مس جین ڈالٹن پر بیٹھے بٹھائے اللہ کا فضل ہو گیا.... اپنے ادارے میں واپس جا کر پروفیسر صاحب نے ضیاء القلوب کا انگریزی ترجمہ اپنی

سٹینو گرافر کے حوالے کر دیا کہ وہ اسے ان کے کاغذات کے ساتھ سنبھال کر رکھ دے.... مس ڈالٹن تجسس کا شوق رکھنے والی تحقیق پسند لڑکی تھی.... اس نے ضیاء القلوب کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر ایسا اثر قبول کیا کہ ایک روز ہمارے ہاں آئی اور درخواست کی کہ ہم اسے مسلمان کر لیں....

میں نے کہا کہ وہ خوب سوچ سمجھ کر بتائے کہ وہ کیوں مسلمان ہونا چاہتی ہے؟

اس نے جواب دیا کہ وہ اس راہ سلوک پر چلنے کی آرزو مند ہے جسے اختیار کرنے کا طریقہ (کتاب) ضیاء القلوب میں بتایا گیا ہے....

ہم نے نہایت خاموشی سے اسے مشرف بہ اسلام کر کے اس کا نام رابعہ رکھ دیا.... اس کے بعد کچھ عرصہ تک وہ ہمارے ہاں رہی.... میری اہلیہ نے اسے قرآن شریف ختم کروایا.... پھر وہ ملازمت چھوڑ کر اپنے گاؤں چلی گئی اور عبادت اور ریاضت کے سہارے راہِ سلوک پر ایسا قدم رکھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہم جیسے گناہگاروں کی پہنچ سے بہت دور نکل گئی.... اور اب کچھ عرصہ سے اس کا مستقل قیام مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ہے.... (از شہاب نامہ)

ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت

حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ جو طبقہ تابعین میں بلند پایہ بزرگ ہیں ان کا ایک عجیب واقعہ حدیث و تاریخ کی نہایت مستند کتابوں میں مذکور ہے.... مسلیمہ کذاب جس کا نام شیطان کی طرح خاص و عام میں مشہور ہے.... کہ اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ اعلان کیا کہ میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت ہوں.... یمن میں اس کذاب کا نشوونما ہوا.... بیوقوف اور محروم القسمت گمراہوں کی ایک بڑی جماعت اس کے ساتھ ہو گئی.... یہاں تک کہ اطراف یمن پر چھا گئی.... اور لوگوں کو جبر و اکراہ سے اپنے باطل مذہب کی طرف دعوت دینے لگی....

ایک روز مسلیمہ کذاب نے حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو گرفتار کرا کے اپنے سامنے حاضر کیا اور دریافت کیا کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت ابو مسلمؒ نے فرمایا کہ میں سنتا نہیں ہوں اس نے پھر کہا کہ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ ابو مسلم نے فوراً کہا بیشک! اس نے پھر پوچھا کہ کیا تم اس کی

گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابو مسلم نے جواب دیا کہ میں سنتا نہیں.... پھر پوچھا کہ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا ہاں.... اسی طرح پھر تیسری مرتبہ دونوں جملے دریافت کئے اور یہی دونوں جواب سنے....

غصہ میں آ کر حکم دیا کہ ایک عظیم الشان انبار لکڑیوں کا جمع کر کے آگ روشن کرو.... اور ابو مسلم کو اس میں ڈال دو.... اس شیطانی لشکر نے حکم پاتے ہی یہ جہنم کا نمونہ تیار کر دیا.... اور ابو مسلم کو بیدردی کے ساتھ اس میں ڈال دیا مگر جس قادر مطلق نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دہکتی آگ کو ایک پر فضا باغ اور بردو سلام بنا دیا تھا.... وہ حی و قیوم آج بھی اپنے رسول کی محبت میں جان نثاری کرنے والے ابو مسلم کو دیکھ رہا تھا اس نے اس وقت پھر معجزۂ ابراہیمی کی ایک جھلک دنیا کو دکھلا دی اور پیروان نمرود کی ساری کوششیں خاک میں ملا دیں....

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

چنانچہ جب حضرت ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ صحیح و سالم اس آگ سے برآمد ہوئے تو مسیلمہ کذاب کے ساتھی خود مذبذب ہونے لگے.... یہ صورت دیکھ کر مسیلمہ نے اس کو غنیمت سمجھا کہ کسی طرح یہ یمن سے چلے جائیں.... ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قبول کیا اور یمن کو چھوڑ کر مدینۃ الرسول کی راہ لی.... مدینہ پہنچے تو مسجد نبوی میں داخل ہو کر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دی.... اچانک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر ان پر پڑی تو بعد فراغت نماز دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں.... انہوں نے عرض کیا یمن سے.... چونکہ مسیلمہ کذاب کا یہ واقعہ کہ کسی مسلمان کو اس نے آگ میں جلا دیا ہے بہت مشہور ہو چکا تھا اور حضرت فاروق اعظم ؓ بھی اس واقعہ سے متاثر اور حقیقت دریافت کرنے کے مشتاق تھے.... اس لئے ان سے پوچھا کہ آپ کو اس شخص کا حال معلوم ہے جس کو مسیلمہ نے آگ میں جلا دیا ہے؟ ابو مسلم نے غایت ادب سے صرف اپنا نام لے کر عرض کیا کہ وہ شخص عبداللہ بن ثوب یعنی میں ہی ہوں.... حضرت فاروق اعظمؓ نے قسم دے کر فرمایا کہ کیا واقعی آپ ہی کو اس نے آگ میں ڈالا تھا؟ انہوں نے بقسم عرض کیا کہ میں ہی اس کا صاحب واقعہ ہوں.... حضرت فاروق اعظمؓ یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور ان سے معانقہ کیا.... پھر دیر تک روتے رہے اور ان کو اپنے ساتھ لے گئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور

اپنے درمیان ان کو بٹھلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس وقت تک زندہ رکھا کہ اپنی آنکھوں سے میں نے ایسے شخص کی زیارت کرلی جس کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا ہے جو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا ہے....

تنبیہ: مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ مسیلمہ کذاب کا دعویٰ ان کے گرو کے دعوے سے کچھ زیادہ شدید نہ تھا کیونکہ وہ بھی نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر نہ تھا صرف اپنے آپ کو بھی مرزا کی طرح نبی کہلانا پسند کرتا تھا.... مگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین نے اس کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ آپ کے سامنے ہے.... (واللہ الہادی) (راہ جنت) (شمارہ ۶۸، ۶۷)

اخلاص و حُسنِ اخلاق کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ نے ابتدا میں درس قرآن اور خطابت جمعہ سے اہل لاہور کو مستفید کرنا شروع کیا اس وقت ایک اور عالم صاحب بھی دہلی دروازہ کے اندر مقیم تھے جو علماء حق سے اختلاف رکھتے تھے.... اس زمانہ میں اہل لاہور پر ان مولانا صاحب کا خاصا اثر تھا دہلی دروازے والے مولانا صاحب کو یہ ناگوار گزرا کہ کوئی اور عالم ان کا حریف بن کر اہل لاہور کو اپنی طرف مائل کرے.... چنانچہ مولانا صاحب نے حضرت لاہوری قدس سرہ کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کردیا جمعہ کی تقریروں اور دیگر اجتماعات میں حضرت لاہوری کو وہابی بے دین وغیرہ کے خطابات سے یاد کیا جاتا.... ادھر حضرت لاہوریؒ ہر جمعہ میں ایک جامع تقریر فرماتے قرآن پاک کی کسی آیت کی تفسیر ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسوۂ حسنہ مستند احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ جات سے بیان کی جاتی.... کبھی بھی حضرت لاہوریؒ نے اس مولانا صاحب کی بہتان طرازی کا جواب نہیں دیا.... یہ سلسلہ کافی دنوں تک چلتا رہا.... رفتہ رفتہ اہل لاہور پر حضرت لاہوریؒ کی عظمت واضح ہوگئی اور بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ آپ کے اردگرد جمع ہوگئے.... جوں جوں حضرت لاہوریؒ کے معتقدین میں اضافہ ہوتا گیا تو اس مولانا صاحب کا جوش رقا

بھی بڑھتا گیا اس کے مریدین کی کافی تعداد شیرانوالہ دروازہ کے اندر رہتی تھی.... اسکی تقاریر کا اپنے مریدین پر کافی اثر تھا.... اور انہوں نے مل کر کوشش شروع کر دی کہ حضرت لاہوریؒ کو شیرانوالہ مسجد سے نکال دیا جائے.... چنانچہ محلہ شیرانوالہ کے کچھ لوگ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ حضرت لاہوریؒ کو مسجد سے نکال دیا جائے اور دوسری طرف حضرت لاہوریؒ کے معتقدین نے مزاحمت کی ایک دن ایسا ہوا کہ دونوں طرف سے لوگ لاٹھیاں وغیرہ اٹھائے آ گئے حضرت لاہوری فوراً مسجد میں تشریف لائے اور اپنے معتقدین کو مسجد سے باہر کر کے دروازہ بند کر دیا اور مخالفین سے فرمایا میں تو دین سکھانے آیا ہوں میں خانہ خدا میں باوضو کھڑا ہوں میرے دائیں ہاتھ میں قرآن ہے میں صرف آپ حضرات کو قرآن مجید کی تعلیم دینے کی غرض سے آیا ہوں اگر آپ حضرات مجھ سے قرآن پاک نہیں سننا چاہتے تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا ہاں ایک عرض ہے کہ آپ میں سے صرف ایک آدمی میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر جس میں قرآن پاک ہے مسجد سے نکال دے میں پھر کبھی اس مسجد میں نہیں آؤں گا آئیں! کوئی صاحب مجھے پکڑ کر باہر نکال دے کسی فتنہ وفساد کی ضرورت نہیں.... سب مخالفین حضرت کو دیکھ رہے تھے مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اس طرح قرآن پاک کو دھکا دیا جائے....

بالآخر انہوں نے کہا اچھا مولانا! ہم سوچ کر پھر بتائیں گے فی الحال ہم جاتے ہیں.... اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دل پھیر دیئے اور آہستہ آہستہ وہ سب حضرت لاہوریؒ کے معتقدین میں شامل ہو گئے....

اس طرح حضرت لاہوریؒ نے اپنے اخلاق حمیدہ سے مخالفوں کو مطیع وفرمانبردار کر لیا اور ان سب کے عقائد درست ہو گئے.... سچ ہے کہ اسلام اخلاق سے پھیلا ہے.... حضرت لاہوری قدس سرہ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو سارا لاہور اشکبار تھا لاکھوں لوگ ان کے جنازے میں شریک تھے.... اللہ تعالیٰ حضرت لاہوریؒ کو درجات عالیہ نصیب فرمائے اور ہم سب کو اپنے انہی اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے.... آمین.... (واقعات لاہوری)

زلزلوں کی عجیب تاریخ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے زلزلوں کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس میں دنیا میں پیش آنے والے مصائب وحوادث پیش کیے ہیں فرماتے ہیں:

کہ 20 ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زلزلہ آیا جس کو انہوں نے اس طرح روکا کہ زمین پر ایڑھی ماری اور فرمایا ”زمین تو کیوں ہلتی ہے کیا عمر نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا“ یہ جملہ کہنے کی دیر تھی کہ زلزلہ رک گیا.... 59 ہجری میں بھی زلزلہ آیا جو 40 روز تک آتا رہا شہر انطا کیہ مکمل تباہ ہو گیا.... 223 ہجری میں شہر غرناطہ میں زلزلہ آیا اور پورے شہر کی چھتیں زمین بوس ہو گئیں اور پورے شہر میں سے صرف ایک آدمی بچا.... 238 ہجری میں متوکل کے دور میں ایک جگہ پتھروں کی بارش ہوئی اور شہر موصل میں ڈیڑھ لاکھ آدمی لقمہ اجل بن گئے.... 241 ہجری میں وامغان میں زلزلہ آیا تقریباً پچیس ہزار آدمی فوت ہو گئے.... 245 ہجری میں ایک بستی پر آسمان سے سفید وسیاہ پتھروں کی بارش برسادی گئی.... بنگلہ دیش کے ایک علاقہ میں پتھروں کی بارش ہوئی پتھر بھی بڑے بڑے تھے جس سے تباہی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے.... 319 ہجری حجاج کے دور میں ایک قافلہ راستہ بھول کر ایسی بستی میں آ گیا جہاں کے سب لوگ پتھر کے بنے ہوئے تھے جو جہاں تھا وہیں پتھر بن گیا حتی کہ تندور پر روٹی لگاتی ہوئی عورت بھی پتھر بن گئی اور روٹی جو اس نے لگائی تھی اس کو بھی پتھر بنا ہوا دیکھا.... 1917ء میں ہندوستان میں زلزلہ ایا جس میں تین لاکھ آدمی مر گئے.... 1920ء میں چین میں زلزلہ آیا جس میں دو لاکھ آدمی مر گئے.... 1937ء میں کوئٹہ شہر زلزلہ سے مکمل زمین بوس ہو گیا پینتیس ہزار آدمی مرے.... 1993ء میں کیلفورنیا (امریکہ) میں 3 منٹ کا زلزلہ آیا لوگوں کی آنکھیں اس وقت کھلیں جب وہ زمین پر پڑے تھے.... اس زلزلہ کا جو مرکز تھا اس سے چند قدم کے فاصلہ پر مسجد تھی اللہ کی شان کہ مسجد کی ایک اینٹ بھی نہ گری اور پورے شہر کی بڑی بڑی عمارتیں تباہ ہو گئیں.... دریا پر بنی ہوئی ڈیڑھ میل لمبی پل کو زلزلہ نے اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا.... ابھی سونامی نام کے طوفان سے دو لاکھ بیس ہزار انسان لقمہ اجل بنے اور مالی نقصان کا اندازہ ہی نہیں.... چند ماہ پہلے

کترینا اور ریٹا میں طوفان آیا نیواورلینز (امریکہ) میں پانی چڑھ دوڑا پورا شہر غرق ہو گیا.... پچیس ہزار افراد مر گئے ڈیڑھ لاکھ عمارات تباہ ہوئیں.... 18 اکتوبر 2005 کی صبح وطن عزیز پر جو زلزلہ آیا اس نے کشمیر و سرحد کی پہاڑوں کو جھنجوڑ کر رکھ دیا.... چشم زدن میں ایک لاکھ سے زائد انسان راہئ عدم ہوئے جو بچ گئے وہ بے گھر ہو گئے لاکھوں ہیں جو زخمی ہیں بے شک یہ ایسا سانحہ ہے جو اپنے پیچھے نہ جانے کتنی داستانیں ایسی چھوڑ گیا ہے جن پر دل غمزدہ اور آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں.... (زلزلہ-مشاہدات)

؎ چمن اجاڑ کر آندھی تو جا چکی لیکن
پرندے شاخوں پہ بیٹھے ہیں سوگوار اب بھی

(شمارہ ۷۷)

حصول علم کا عجیب واقعہ

اندلس کے علاقے سے چلنے والا ایک مسافر بقی بن مخلد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے حدیث سننے کی غرض سے بغداد کا رخ کرتا ہے.... اگر کوئی تیز رفتار کار پر سفر کر کے اندلس سے بغداد آنا چاہے تو شاید مہینہ بھر میں پہنچ سکے گا مگر وہ علم دین کا شیدائی پیدل پا سفر کرتا ہے.... بغداد پہنچنے کیلئے نہ جانے کتنی راتیں تن تنہا کھلے آسمان کے نیچے گرمی سردی کے بچاؤ کے بغیر گزاری ہوں گی.... سچ ہے کہ

عزائم جنکے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

اس دور دراز کے سفر کو طے کرنے کے بعد بغداد پہنچنے پر پتہ چلا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ مسئلہ خلق قرآن کے اختلاف کی پاداش میں گھر میں نظر بند ہیں کسی کو ملاقات کی اجازت نہیں.... ذرا سوچئے کہ اس پُرمشقت سفر کر کے آنے والے کے دل پر کیا گزری ہوگی؟

لیکن دل میں سچی تڑپ ہو تو منزل مل ہی جایا کرتی ہے.... بقی بن مخلد روزانہ صبح کے وقت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے دروازے پر کپڑا بچھا کر بیٹھ جاتے کہ شاید کسی وقت امام صاحب سے ملاقات ہو جائے تو کم از کم آنے کا مقصد ہی بتلا دوں گا.... ایک دن گھر سے باندی نکلی.... بقی بن مخلد نے اس کو اپنا تعارف کرایا اور آنے کا مقصد بتلا کر کہا کہ ذرا امام صاحب کو میرا پیغام پہنچا دیجئے.... چنانچہ امام صاحب نے پیغام سن کر باندی سے فرمایا کہ کسی طریقے سے اس کو اندر لے آؤ.... آخر اندر پہنچ گئے ملاقات کے بعد امام صاحب نے فرمایا کہ حالات تو آپ نے دیکھ لئے

....اس لئے کوئی صورت نکالیں کہ آپ کے آنے کا مقصد بھی حاصل ہو جائے اور کسی کو ہماری ملاقات کا علم بھی نہ ہو.... چنانچہ یہ صورت طے ہوئی کہ بقی بن مخلد فقیرانہ بھیس میں روزانہ دروازے پر آ کر بھیک مانگنے کی صدا لگائیں گے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بذات خود بھیک دینے کے بہانے دروازے پر تشریف لائیں گے اور ایک حدیث جلدی سے سنا دیا کریں گے....

چنانچہ اسی صورت پر عمل شروع ہو گیا اور تین سو ساٹھ دن تک وہ طالب علم فقیرانہ لباس میں آ کر ایک ایک حدیث حاصل کرتا رہا اور سال گزرنے کے بعد واپس وطن کی راہ لی.... آج بھی اس راہ علم کے مسافر کی یادگار "مسند بقی بن مخلد" دنیا کو علم دین سے سیراب کر رہی ہے اور صاحب کتاب دنیا کی ہر تکلیف سے آزاد ہو کر جنت کی نعمتوں سے ان شاء اللہ لطف اندوز ہو رہے ہوں گے....

ایک عجیب نصیحت

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ نے ایک نوجوان کو فرمایا پانچ باتیں قبول کر لو.... پھر جو چاہے کرو.... تمہیں کوئی گرفت نہ ہوگی.... 1.... جب تو کوئی گناہ کرے تو خدا کا رزق مت کھا اس نے کہا یہ تو بڑا مشکل ہے کہ رازق وہی ہے.... پھر میں کہاں سے کھاؤں؟ فرمایا! تو یہ کب مناسب ہے کہ تو جس کا رزق کھائے.... پھر اس کی نافرمانی کرے.... 2.... اگر تو کوئی گناہ کرنا چاہے تو اسکے ملک سے باہر نکل کر' کر اس نے کہا تمام ملک ہی اس کا ہے.... پھر میں کہاں نکلوں؟ فرمایا تو یہ بات بہت بڑی ہے کہ جس کے ملک میں رہو اس کی بغاوت کرنے لگو.... 3.... جب کوئی گناہ کرے تو ایسی جگہ کر جہاں وہ تجھے نہ دیکھے اس نے کہا یہ تو بہت ہی مشکل ہے.... اس لیے کہ وہ تو دلوں کا بھید بھی جانتا ہے فرمایا تو یہ کب مناسب ہے کہ تو اس کا رزق کھائے اور اسکے ملک میں رہے اور اسی کے سامنے گناہ کرے.... 4.... جب ملک الموت تیری جان لینے آئے تو اسے کہہ کہ ذرا ٹھہر جا مجھے توبہ کر لینے دے اس نے کہا وہ مہلت کب دیتا ہے؟ فرمایا یہ تو مناسب ہے کہ اسکے آنے سے پہلے ہی توبہ کر لے اور اس وقت کو غنیمت سمجھ.... 5.... قیامت کے دن جب حکم ہو کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ تو کہنا کہ میں نہیں جاتا.... اس نے کہا وہ زبردستی بھی لے جائینگے.... فرمایا تو اب خود ہی سوچ لے کہ کیا گناہ تجھے زیادہ عزیز ہے وہ شخص قدموں میں گر گیا اور سچے دل سے تائب ہو گیا.... (یادگار ملاقاتیں)

رشوت سے توبہ کا عجیب واقعہ

ایک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے محکمہ میں ملازم ہوئے ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ ایک دن حسب معمول میں دفتر میں کام کر رہا تھا کہ ایک بڑے میاں آئے اور نہایت خوشامدانہ لہجہ میں مجھ سے کہنے لگے بیٹا! میرے مکان کا کلیم گم ہو گیا ہے.... اور عدالت میں مجھے اس کی نقل پیش کرنی ہے.... اس لئے اپنے ریکارڈ سے کاپی نکال دو تا کہ اس کی نقل کروا کے عدالت میں پیش کر سکوں.... پچاس روپے لگیں گے.... میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا.... جیب میں پھوٹی کوڑی تک نہیں پچاس روپے کہاں سے لاؤں......؟ اس نے مردہ سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ جیب خالی ہے تو میں کیا کروں میں نے تو ترش روئی سے جواب دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا.... کچھ دیر بعد سر اٹھا کر دیکھا تو وہ جا چکے تھے.... دوسرے روز میں ابھی دفتر میں داخل ہوا ہی تھا کہ وہی بڑے میاں آئے اور پچاس روپے میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے کہو بابو جی اب تو کام ہو جائے گا.... قبل اس کے کہ میں انہیں کچھ جواب دیتا.... میری نظر ان کے چہرے پر پڑی.... بڑے میاں کی آنکھوں سے آنسو نکل کر داڑھی میں جذب ہو رہے تھے اور انہیں صاف کرنے کی کوشش میں مصروف تھے.... میں نے رونے کی وجہ پوچھی پہلے تو وہ پس وپیش کرتے رہے.... مگر میرے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ کل یہاں سے جا کر اپنی جواں سال بیٹی کے کانٹے جو میں نے چند آنے روزانہ کی بچت کر کے اس کی شادی کے لئے بنوائے تھے.... فروخت کر دیے.... تا کہ آپ کا خرچ پورا کر سکوں اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکے.... میں اٹھ کر فائل سے اس کی کاپی نکال دی اور جبرا وہ روپے ان کی جیب میں ٹھونس دیئے.... ان کے جاتے ہی میں نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی رشوت نہ لوں گا.... مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے بڑے میاں کے ضعیف وناتواں بازوؤں نے مجھے دوزخ کے دہانے سے کھینچ لیا ہے.... کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اَلرَّاشِیُ وَالْمُرْتَشِیُ کِلَاهُمَا فِی النَّارِ

”رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں دوزخی ہیں....“ (ماخوذ از البلاغ)

ایک بیوہ کا عجیب جذبہ جہاد

علامہ ابوقدامہ شامی رحمہ اللہ جو عظیم مجاہد تھے ایک مرتبہ حاضرین مجلس نے جہاد کے واقعات میں سے کوئی حیرت انگیز واقعہ سنانے کی فرمائش کی تو شیخ نے فرمایا! سنو!

میرا ایک دفعہ رقہ جانا ہوا تا کہ کوئی اونٹ خرید لوں.... چنانچہ میں ایک دن دریائے فرات کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک عورت آئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے ابو قدامہ میں نے آپ کے متعلق سنا ہے کہ آپ جہاد پر وعظ کہتے ہیں اور لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے ہیں، میں ایک ایسی عورت ہوں کہ اللہ نے مجھے لمبے لمبے بالوں سے نوازا ہے میں نے اپنے اکھڑے ہوئے بالوں سے ایک رسی بٹ لی ہے اور اس پر میں نے مٹی مل لی ہے تا کہ بالوں کی بے پردگی نہ ہو آپ اس رسی کو لیجئے اور اس رسی کو اپنے جہادی گھوڑے کے گلے میں ڈال دیں اور اس سے جہاد کریں.... میں اس عمل سے یہ چاہتی ہوں کہ میدان جہاد کا گرد و غبار میرے بالوں کو لگ جائے اور اس طرح جہاد میں شمولیت کا موقع مل جائے....

میں ایک بیوہ عورت ہوں میرے شوہر جہاد میں شہید ہو چکے ہیں اور میرا کنبہ جہاد میں شہید ہو گیا ہے اگر مجھ پر جہاد فرض ہوتا تو میں خود چلی جاتی لہٰذا میری جگہ آپ میرے ان بالوں کو جہاد میں استعمال کریں....

پھر اس عورت نے کہا اے ابوقدامہ میرے شوہر نے اپنے پیچھے ایک خوبصورت لڑکا چھوڑا تھا اس لڑکے نے قرآن کریم حفظ کر لیا ہے اور جہادی ٹریننگ کر کے گھڑ سواری میں خوب مہارت حاصل کر لی ہے.... نیز وہ تیر اندازی میں غضب کا ماہر ہے وہ رات بھر تہجد پڑھتا ہے اور دن بھر روزہ رکھتا ہے اس وقت وہ خوب جوان ہے اور اس کی عمر پندرہ سال ہے میں اس جوان سال بیٹے کو اللہ تعالیٰ کے راستے جہاد میں اللہ کی رضا کیلئے بطور قربانی پیش کروں گی آپ کو دین اسلام کی عزت و عظمت کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے اس ثواب سے محروم نہ کیجئے گا....

میں نے اس عورت سے وہ بٹی ہوئی رسی لے لی تو دیکھا کہ وہ اس کے سر کے بالوں سے بنی ہوئی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ آپ میرے سامنے اس رسی کو اپنے سامان میں محفوظ

کر کے رکھیں تا کہ مجھے تسلی ہو جائے....

میں نے رسی کو محفوظ کر کے رکھا اور رقہ سے اپنے ساتھیوں سمیت نکلنے لگا....

راستہ میں ایک شاہسوار ملا جو اسی خاتون کا بیٹا تھا' اس نے کہا میں ان شاء اللہ شہید ابن شہید بنوں گا.... خیر وہ ہمارے ہمراہ چلتا رہا اور مسلسل ذکر اللہ میں لگا رہا ہم کفار کے علاقے میں پہنچ گئے تو سب روزہ سے تھے وہ افطاری کا انتظام کرنے لگا اچانک اس پر نیند غالب آئی اور وہ مسکرانے لگا.... بعد میں اس نے بتایا کہ میں نے جنت اور وہاں کی نعمتوں کو دیکھا ہے.... جب صبح ہوئی تو وہ بڑی بہادری سے لڑا اور لشکر کفار کو تہس نہس کرتا ہوا آگے بڑھ گیا اور قابل رشک انداز میں جام شہادت نوش کر گیا.... بعد میں میرا رقہ جانا ہوا تو میں اس کے گھر گیا تو اسی خاتون نے مجھے کہا اگر میرا بیٹا صحیح واپس آ گیا ہے تو یہ غم کی خبر ہے اور اگر شہید ہو گیا ہے تو یہ خوشی کی خبر ہے.... میں نے کہا مبارک ہو.... اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی قبول کر لی ہے.... یہ سن کر وہ کہنے لگی الحمدللہ یہ میرا آخرت کا سرمایہ بن گیا۔

بے ادبی کا عبرت ناک عجیب واقعہ

بے ادبی ایک ایسا وائرس ہے جو انسان کے دین و دنیا دونوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے.... یہی وجہ ہے کہ ادب کی ضرورت و اہمیت کو حدیث شریف میں یہاں تک فرمایا گیا کہ دین سارا کا سارا ادب ہی (کا نام) ہے.... دین سراپا ادب ہے جو ہر ہر چیز کے آداب و حدود سکھاتا ہے.... جہاں تاریخ کے اوراق ادب کے ثمرات پر گواہ ہیں وہاں بے ادبی کے مہلک و عبرت انگیز واقعات سے بھی لبریز ہیں.... ذیل میں مسجد کی بے حرمتی کرنے والے شخص کا ایک عبرت ناک واقعہ دیا جاتا ہے.... اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی بے ادبی و گستاخی سے محفوظ فرمائے آمین....

بلبیر سنگھ کی پیدائش ۶ دسمبر ۱۹۷۰ء کو پانی پت کے ایک گاؤں میں راج پوت گھرانے میں ہوئی تھی.... ۱۹۹۰ء میں ایڈوانی کی رتھ یاترا میں اس نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ ایودھیا میں رام مندر بنا کر رہے گا بلبیر سنگھ خود بتاتے ہیں کہ.... "ہم لوگ ۴

دسمبر ۱۹۹۲ء کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ جس میں میرا دوست سونی پت کا یوگیندر پال بھی تھا جس کے والد سونی پت کے ایک بڑے زمیندار ہیں.... وہاں ہم نے اوما بھارتی کا بھاشن سنا جس نے ہمارے اندر آگ بھر دی جیسے ہی اوما بھارتی نے نعرہ لگایا دھکا ایک اور دو بابری مسجد توڑ دو بس میری مرادوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا اور ہم لوگ کدال لے کر بابری مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور جے رام کے نعرے لگانے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے مسجد مسمار ہو گئی....

یہ لوگ جب پانی پت واپس آئے تو مسجد کی دو اینٹیں بھی ساتھ لائے تھے.... یوگیندر نے نفرت میں ان اینٹوں پر پیشاب کیا، اس واقعہ کے چار پانچ روز بعد ہی یوگیندر کا دماغ خراب ہو گیا... پاگل ہو کر وہ ننگا رہنے لگا، کپڑے پہناتے تو انہیں تار تار کر دیتا، اس کے والد بہت پریشان ہو گئے، وہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا، انہوں نے اسے بہت سے عاملوں اور ڈاکٹروں کو دکھایا اور جس نے جہاں کہا وہاں لے کر گئے مگر اس کی حالت بگڑتی ہی جا رہی تھی.... کسی نے انہیں مولوی محمد کلیم صدیقی صاحب کے بارے میں بتایا، انہیں پتہ چلا کہ وہ پاس کے گاؤں بوانا آنے والے ہیں، وہ لڑکے کو زنجیروں میں باندھ کر بوانا لے گئے.... دوپہر کو ظہر سے پہلے مولوی کلیم صاحب آئے.... انہیں پورا قصہ سنایا اور کہا ہم نے اسے بہت روکا تھا مگر یہ نہیں مانا اور سر پھروں کے چکر میں آ گیا....

ساری کہانی سن کر مولوی صاحب نے کہا کہ ساری دنیا کو چلانے والا اللہ ہے.... اللہ کے گھر کو گرا کر اس نے بڑا گناہ اور ظلم کیا ہے.... اس میں کچھ گناہ ہم لوگوں کا بھی ہے کہ ہم نے دین کا پیغام غیر مسلم بھائیوں تک نہیں پہنچایا، اب ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں.... بس یہ ہے کہ آپ بھی اس مالک کے سامنے گڑگڑا کر معافی مانگیں اور ہم بھی معافی مانگیں.... مولوی صاحب نے مسجد میں گڑگڑا کر دعا کی.... جب سب لوگ فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو اللہ کا کرم کہ یوگیندر نے اپنے باپ کی پگڑی اتار کر اپنے ننگے جسم پر لپیٹ لی اور جلد ہی یوگیندر نارمل ہونا شروع ہو گیا.... یہ سب دیکھ کر یوگیندر اور اس کے والد نے اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور سچے دل سے اسلام قبول کر لیا.... (البلاغ)

چار چوروں کا عجیب واقعہ

مولانا روم رحمہ اللہ نے سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سلطان شاہی لباس اتار کر عام لباس میں گشت کیلئے نکلے.... راستہ میں چوروں کا ایک گروہ ملا جسے دیکھ کر بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تم میں سے ایک ہوں.... پس چوروں نے انہیں بھی اپنے ساتھ ملالیا پھر باہمی مشورہ ہوا اور ہر چور اپنا اپنا ہنر بیان کرنے لگا....

ایک بولا کہ میرے کانوں میں یہ خاصیت ہے کہ میں کتے کی آواز کو سمجھ لیتا ہوں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے دوسرا بولا کہ میں رات کے اندھیرے میں جس شخص کو دیکھ لوں دن کو بھی اس کو پہچان لیتا ہوں.... تیسرا بولا میں اپنے ہاتھوں سے مضبوط دیوار میں سوراخ کر لیتا ہوں....

چوتھے نے کہا میں سونگھ کر بتادیتا ہوں کہ زمین میں کس جگہ خزانہ مدفون ہے....

پانچویں نے کہا میں بلند و بالا محل میں اپنے پنجہ کے زور سے کمند کو محل کے کنگرہ میں مضبوط لگالیتا ہوں اور اس طرح محل میں داخل ہو جاتا ہوں....

ایک چور نے بادشاہ سے پوچھا کہ آپ کے اندر کیا ہنر ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ میری داڑھی میں یہ خاصیت ہے کہ وہ پھانسی کی سزا پانے والے مجرم کو اشارہ کر کے چھڑا لیتی ہے....

الغرض سب چور شاہی محل میں چوری کی نیت سے چلے سب نے اپنا اپنا ہنر آزمایا اور چوری کا مال آپس میں تقسیم کرلیا.... بادشاہ نے ہر ایک کا حلیہ پہچان لیا اور خود شاہی محل میں واپس آگیا.... بادشاہ نے اگلے دن عدالت میں تمام ماجرا سنا کر سپاہیوں کو حکم دیا کہ سب کو گرفتار کرلو اور قتل کی سزا سنادو.... جب سب چور بیڑیاں پہنے حاضر ہوئے تو ہر ایک خوف سے کانپنے لگا لیکن وہ چور جو اندھیرے میں دیکھ کر دن میں پہچان لیا کرتا وہ مطمئن تھا.... اس پر خوف کے ساتھ امید کے آثار بھی نمایاں تھے.... بادشاہ نے حکم دیا کہ ان سب کو جلادوں کے سپرد کر کے سولی دیدی جائے.... یہ سنتے ہی اس شخص نے عرض کیا کہ حضور ہم میں سے ہر ایک مجرم نے اپنے مجرمانہ ہنر کی تکمیل کرلی ہے اب خسروانہ ہنر کا حسب وعدہ ظہور فرمایا جائے میں نے آپ کو پہچان لیا لہٰذا اپنی داڑھی ہلادیجئے تاکہ ہم سب اپنے جرم کی سزا سے نجات حاصل کرلیں ہمارے ہنروں نے

ہمیں سولی تک پہنچا دیا اب صرف آپ کا ہنر ہمیں نجات دے سکتا ہے....

سلطان محمود مسکرایا اور کہنے لگا تم میں سے ہر شخص کے کمال ہنر نے تمہاری گردنوں کو قہر میں مبتلا کر دیا.... بجز اس شخص کے کہ یہ سلطان کا عارف تھا اور اس کی نظر نے رات کی ظلمت میں ہمیں دیکھ لیا تھا پس اس نگاہ سلطان شناس کے صدقے میں تم سب کو رہا کرتا ہوں.... مجھے اس پہچاننے والی آنکھ سے شرم آتی ہے کہ میں اپنی داڑھی کا ہنر ظاہر نہ کروں....

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ سلطان حقیقی (اللہ تعالیٰ) جہاں کہیں بھی جرم کا ارتکاب کیا جائے وہ ساتھ ہوتے ہیں اگرچہ کسی مصلحت پر فوراً سزا نہ دیں....

اس واقعہ سے دوسرا اہم سبق یہ ملتا ہے کہ قیامت میں کوئی ہنر کام نہیں دے گا بلکہ وہ تمام ہنر جو جرم کے ارتکاب میں معاون ہوں گے وہ چوروں کے ہنروں کی طرح ہلاکت اور بربادی کا سبب بنیں گے.... البتہ صرف ایک شخص کا ہنر کام آیا اور اس کی برکت سے دوسروں کو بھی نجات ملی.... یعنی سلطان نگاہ شناس؛ اسی طرح اگر اس دنیا کے ظلمت کدے میں ہمیں بھی خداشناسی اور معرفت خداوندی حاصل ہو جائے تو وہ ہمیں بھی اور ہمارے ساتھیوں کو ہلاکت وعذاب سے بچا سکتی ہے....

علم دین کا عجیب واقعہ

علم کا لفظ حقیقی معنی میں قرآن وحدیث کے دینی علوم پر بولا جاتا ہے اسکے علاوہ جس قدر دنیاوی علوم ہیں وہ حقیقت میں علم نہیں بلکہ فنون ہیں حقیقی علم وہ ہے جو انسان کیلئے دنیا میں بھی اللہ کی معرفت کا ذریعہ بنے اور موت کے بعد بھی اس کیلئے ذخیرہ آخرت ہو اور میدان حشر میں بھی اس کیلئے نجات کا ذریعہ ہو اور جنت میں پہنچ کر بھی اس کیلئے اعزاز واکرام کا ذریعہ ہو ایسا علم صرف شریعت کا ہی علم ہے ورنہ دیگر جس قدر فنون ہیں ان کا فائدہ صرف دنیاوی زندگی تک محدود ہے مگر یہ کہ ان فنون کو خدمت دین کا ذریعہ بنا لیا جائے تو یہ بھی نفع سے خالی نہیں تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں شریعت کے علوم کس قدر باعث اکرام ہیں قرآن وحدیث اس کی فضیلت پر شاہد ہیں.... بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کیلئے ایسے واقعات دکھا دیتے ہیں جن سے شرعی علوم کی فضیلت آشکارا ہو جاتی ہیں.... ایسا ہی ایک

ایمان افروز واقعہ ذیل میں دیا جاتا ہے جو علم دین کی فضیلت پر شاہد ہے....

شیخ الاسلام علامہ شمس الحق صاحب افغانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دیوبند کے مدرسہ دارالعلوم میں حدیث کا ایک طالب علم فوت ہوگیا... جو افغانستان کا رہنے والا تھا جنازہ پڑھ کر دفنایا گیا... اور اسکے ورثاء کو خط بھیجا... فاصلہ لمبا تھا خط چھ ماہ بعد اسکے گھر میں پہنچ گیا... اسکے عزیز آگئے... مہتمم صاحب قاری محمد طیب صاحب سے ملاقات ہوگئی تو وہ کہنے لگے کہ ہم میت کو نکال کر اپنے وطن افغانستان میں لے جانا چاہتے ہیں... مہتمم صاحب نے بہت سمجھایا مگر وہ بضد تھے... بات نہیں مان رہے تھے تو مہتمم صاحب نے انکو میرے پاس بھیجا میں نے بھی انہیں بہت سمجھایا وہ کہنے لگے یا تو ہم میت نے لے جائیں گے یا ہمارا سارا خاندان یہاں منتقل ہوجائے گا.... اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں میں نے کہا جاؤ... خدا کے بندو!... تم تو خدا تعالیٰ کا راز ظاہر کرو گے جب قبر کھودی گئی تو چھ ماہ بعد میت اپنے کفن سمیت صحیح سالم پڑی تھی اور اس سے بہت اعلیٰ خوشبو آرہی تھی... میت کی لاش صندوق میں رکھ دی گئی اور احتراماً ایک طالبعلم ان کے ساتھ بھیج دیا گیا... لاہور کے راستے سے پشاور جانا تھا... پشاور کے ریلوے اسٹیشن پر ایکسائز اور پولیس والوں نے کہا کہ اس صندوق میں میت نہیں بلکہ کستوری (مشک) ہے جو سمگل ہورہی ہے جب صندوق کو پولیس والوں نے کھولا تو اس میں حدیث پاک کا طالب علم تھا اور اس سے خوشبو آرہی تھی....

یہ حال تو حدیث کے طالب علم کا تھا اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے!... اسی دن پشاور کے ایک نواب کے بیٹے کی لاش انگلینڈ سے ایئر پورٹ پہنچی جو انگلینڈ میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے گیا ہوا تھا اور فوت ہوئے اس کو تیسرا دن تھا مگر عفونت اور بدبو اتنی تھی کہ رشتے دار بھی چارپائی کے قریب نہیں آتے تھے نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگوں کو اجرت دیکر چارپائی لے جائی گئی تھی تاکہ اس کو دفنایا جائے... حضرت افغانی صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ لوگوں نے اس واقعے سے بہت بڑی عبرت حاصل کی تھی.... (خطبات افغانی)

حدیث کے طالب علم کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش وخرم رکھے جس نے میری حدیث سن لی اور یاد کرلی پھر دوسرے تک پہنچائی... اللہ تعالیٰ ہم سب کو حدیث کا طالب علم بنائے اور حدیث پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں....

حلم کا ایک عجیب واقعہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

حضرت مولانا مسیح اللہ خان رحمہ اللہ کے حالات میں لکھتے ہیں

ایک نو مسلم طالب علم کی تمام ضروریات کی کفالت آپ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی، وہ طالبعلم کچھ عجیب طبیعت کے واقع ہوئے تھے، جب ان کے جی میں آتا، عین مجلس میں آکر ایسی باتیں حضرت والاؒ سے کہہ دیتے جو سننے والوں کو گستاخانہ معلوم ہوتیں، دکان داروں سے قرض کر لیتے، اور پھر آکر تقاضا کرتے کہ مجھے پیسے چاہئیں.....

ایک مرتبہ مجلس میں آئے اور کہنے لگے کہ ”ہمارے جوتے ٹوٹ گئے ہیں، اور بنوا دیجئے“ حضرتؒ نے فرمایا کہ ”ابھی تو خرید کر دیئے تھے، تھوڑے سے ٹوٹے ہونگے، مرمت کروا دی جائیگی“ انہوں نے کہا، ”ہمیں معلوم نہیں، آپ دیکھ لیجئے....“

آپ نے فرمایا: ”لاؤ، دیکھ لوں“ اس پر انہوں نے کہا کہ ”وہ ہیں باہر آپ دیکھ لیجئے“ انکے اس جواب پر حضرت والاؒ مجلس سے اٹھ کر دھوپ میں باہر تشریف لائے جہاں بہت سے جوتے رکھے تھے.... چونکہ آپکو انکے جوتے کی پہچان نہیں تھی۔

اس لئے مختلف جوتے اٹھا اٹھا کر فرماتے رہے کہ ”یہ تمہارے جوتے ہیں؟“

اور وہ صاحب اندر ہی اندر سے انکار کرتے رہے.... بالآخر جب دیر گزر گئی تو حاضرین میں سے کسی صاحب نے ان سے کہا کہ ”تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا آگے بڑھ کر دکھلا دو“ اس پر انہوں نے اپنے جوتے دکھائے اور حضرتؒ نے مرمت کیلئے پیسے دیئے....

کسی نے ان صاحب کے بارے میں حضرتؒ سے عرض کیا کہ۔

یہ صاحب ایسی بے تکی باتیں کرتے رہتے ہیں.... حضرتؒ نے فرمایا کہ ”بھائی حضرت تو سب لوگ کہتے ہیں، کوئی ایسا بھی تو ہو جس سے میں اپنے آپ کو سنبھالتا رہوں، اور میری اصلاح ہوتی رہے....“ (نقوش رفتگاں)

احتیاط کا عجیب واقعہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ..... کہ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمہ اللہ کا قیام ہمیشہ کلکتہ رہا.... کلکتہ اور اسکے نواح کے لوگ حضرت سے واقف تھے ... اس لیے ایک مرتبہ آپ نے مدرسہ مظاہر العلوم کے چندہ کے لیے کلکتہ کا سفر فرمایا.... اور سفر سے واپسی پر سفر خرچ میں ایک ایک پیسہ کا حساب درج تھا....

اس حساب کو میں نے خود بھی نہایت بے غیرتی سے پڑھا کہ جن کے اکابر کی یہ احتیاط ہو انکے اصاغر کی بے التفاتیاں انتہائی موجب قلق ہیں.... اس حساب کے اخیر میں ایک نوٹ یہ بھی تھا کہ کلکتہ سے فلاں جگہ میں اپنے ایک دوست سے ملنے کی غرض سے گیا تھا.... اگرچہ وہاں چندہ اندازہ سے زیادہ ہوا لیکن میرے سفر کی غرض چندہ کی نیت سے جانے کی نہیں تھی اس لیے اتنی مقدار سفر کلکتہ سے وضع کر لیا جائے....

استاذ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ ایک سال قیام حجاز کے بعد جب سہارن پور تشریف لائے تو یہ کہہ کر مدرسہ کی تنخواہ بند کر دی تھی کہ میں اپنے ضعف و پیری کیوجہ سے مدرسہ کا پورا کام انجام نہیں دے سکتا۔ مگر اب تک چونکہ مولانا یحییٰ صاحب میری جگہ اسباق پڑھاتے تھے اور تنخواہ نہیں لیتے تھے وہ میرا ہی کام سمجھ کر کرتے تھے اور میں اور وہ دونوں مل کر ایک مدرس سے زیادہ کام کرتے تھے.... اب چونکہ انکا انتقال ہو چکا ہے اور میں مدرسہ کی تعلیم کا پورا کام نہیں کر سکتا.... اس لیے قبول تنخواہ سے معذور ہوں....

حضرت سہارنپوری نور اللہ مرقدہ جب تک سبق پڑھاتے رہتے اتنی دیر تو مدرسہ کی قالین پر تشریف فرما رہتے تھے۔ لیکن جب سبق کے بعد اپنے اعزہ میں سے کسی ذی وجاہت شخص سے بھی بات شروع کی تو قالین سے نیچے اُتر جاتے اور فرماتے کہ مدرسہ نے یہ قالین ہمیں سبق پڑھانے کیلئے دیا ہے' ذاتی استعمال کیلئے نہیں دیا....

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی احتیاط زندگی عطا فرمائیں آمین.... (آپ بیتی)

سفارش کا عجیب واقعہ

ملتان کے قریب علاقہ تونسہ میں ایک بندے کے ہاتھ سے قتل ہو گیا.... قاتل حضرت خواجہ تونسوی رحمہ اللہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ حضرت مجھ سے غلطی ہو گئی ہے آپ فیصلہ کرا دیں...... حضرت خواجہ رحمہ اللہ مقتول کے گھر گئے پہلے دعا پڑھی پھر مقتول کے والد سے تعزیت کی....... حضرت نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس ایک کام کیلئے آیا ہوں..... وہ قاتل میرے پاس بیٹھا ہے اور فیصلہ کرنا چاہتا ہے...... یہ سن کر مقتول کا والد رو پڑا اور کہا جب آپ اس کی سفارش فرما رہے ہیں تو میں اپنا بیٹا مفت میں بخش دیتا ہوں بس میں نے قاتل کو معاف کر دیا...... مزید اس نے کہا حضرت آپ کے آنے پر اتنی خوشی ہوئی کہ میرے جتنے بھی بیٹے ہیں اگر یکے بعد دیگرے قتل ہو جائیں تو آپکے کہنے پر میں سارے قاتلوں کو معاف کر دوں گا..... روتے ہوئے اس نے مزید کہا حضرت آپ ادھر سے پیغام بھجوا دیتے ....آنے کی زحمت نہ فرماتے..... سچ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ ایسی مقبولیت عطا فرما دیتے ہیں.... (نافع السالکین)

حفظ قرآن کا عجیب وغریب واقعہ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) نے جب پہلا حج کیا تو کراچی کے راستے سے کیا تھا.... اس زمانے میں اسٹیمر نہیں تھی.... بادبانی جہاز تھے.... بادبان باندھ دیا گیا تو کشتی چل رہی ہے.... ہوا جب مخالف چلی تو لنگر ڈال دیئے جس سے کشتی کھڑی ہو جاتی تھی.... پانچ پانچ چھ چھ مہینے میں جدہ پہنچتے تھے.... تو حضرت بھی بادبانی جہاز میں سوار ہوئے اور رمضان شریف آ گیا.... گویا شعبان میں چلے تھے کشتی کے اندر رمضان آ گیا اور اتفاق سے کوئی حافظ نہیں.... تراویح الم ترکیف سے ہوئی.... تو حضرت کو بڑی غیرت آئی.... کہ اڑھائی تین سو آدمی جہاز میں موجود اور تراویح میں قرآن کریم نہ سنایا جائے.... ایک بھی حافظ نہیں.... بس الم ترکیف سے سورتیں یاد ہیں.... اسی دن قرآن یاد کرنے بیٹھے.... روز ایک سپارہ حفظ کرتے رات کو تراویح میں سنا دیتے....

امریکی معاشرت کا ایک عجیب پہلو

امریکہ کی ایک ریاست میں ایک ماں نے اپنے بیٹے کے خلاف مقدمہ کیا، وہ مقدمہ اخبارات کی زینت بھی بنا اور ٹی وی پر بھی اس کی تفصیل آئی.... ماں نے یہ مقدمہ کیا کہ میرے بیٹے نے گھر میں ایک کتا پالا ہوا ہے اور روزانہ تین چار گھنٹے اس کے ساتھ گزارتا ہے، اسے نہلاتا ہے، اس کی ضروریات پوری کرتا ہے، اسے اپنے ساتھ ٹہلنے کے لیے بھی لے جاتا ہے، روزانہ سیر کرواتا اور کھلاتا پلاتا بھی خوب ہے اور میں بھی اسی گھر میں دوسرے کمرے میں رہتی ہوں، لیکن میرا بیٹا میرے کمرے میں پانچ منٹ کے لیے بھی نہیں آتا.... اس لیے عدالت کو چاہیے کہ وہ میرے بیٹے کو روزانہ میرے کمرے میں ایک مرتبہ آنے کے لیے ضرور پابند کرے....

جب ماں نے مقدمہ کیا تو بیٹے نے بھی مقدمہ لڑنے کی تیاری کرلی.... ماں، بیٹے دونوں نے وکیل کرلیا.... دونوں وکیل جج کے سامنے پیش ہوئے اور کارروائی مکمل کرنے کے بعد جج نے جو فیصلہ سنایا، ملاحظہ کیجئے:

”عدالت آپکے بیٹے کو آپکے کمرے میں 5 منٹ آنے پر مجبور نہیں کرسکتی، کیونکہ ملک کا قانون ہے کہ جب اولاد 18 سال کی ہوجائے، تو اسے حق حاصل ہوتا ہے کہ چاہے تو والدین کو کچھ ٹائم دے یا نہ دے.... بالکل علیحدگی اختیار کرلے، رہی بات کتے کی، تو کتے کے حقوق لازم ہیں جنہیں ادا کرنا اس پر ضروری ہے.... البتہ ماں کو کوئی تکلیف ہو تو اسے چاہیے وہ حکومت سے رابطہ کرے، وہ اسے بوڑھوں کے گھر لے جائینگے.... وہ وہاں اس کی خبر گیری کردینگے.... اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کو ایسی معاشرت سے اپنی پناہ میں رکھیں آمین (ماہنامہ محاسن اسلام)

عہد فاروقی کے ایک گورنر کا عجیب واقعہ

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت عامر بن ربیعہ کو ایک علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجا، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ان کے نظام اور احوال کی تحقیق کیلیے لوگوں سے معلومات کروائیں... عام طور پر ان کی تعریف کی گئی، مگر ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی تین شکایتیں کیں...

ایک یہ کہ یہ فجر کی نماز کے بعد اپنے گھر چلے جاتے ہیں اور کچھ دیر کے بعد یہ دربار میں آتے ہیں..... دوسری شکایت یہ پیش کی کہ یہ ہر جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد گھر چلے جاتے ہیں اور کافی دیر گھر میں گزارتے ہیں

تیسری شکایت یہ کہ یہ ہر دس پندرہ دن کے بعد کسی بیماری یا کسی نامعلوم سبب کی بنا پر بے ہوش ہو جاتے ہیں... ان پر غشی کے دورے پڑتے ہیں اور یہ بے ہوشی بعض اوقات کئی گھنٹوں، بلکہ نصف سے زائد دن تک رہتی ہے...

حضرت عمرؓ نے انہیں طلب فرمایا اور لوگوں کے سامنے ان سے ان باتوں کی وضاحت طلب کی... اس پر انہوں نے عرض کیا: امیر المومنین! کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ لوگوں کے سامنے ان کا ذکر کرنا مناسب نہیں، میں تنہائی میں آپ سے بات کر لوں گا... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور حکم دیا کہ ابھی اسی مجلس میں لوگوں کے سامنے ان امور کی وضاحت پیش کرو...

چنانچہ حضرت عامر گویا ہوئے: امیر المومنین جہاں تک پہلی شکایت کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میری اہلیہ ایک طویل عرصہ سے اتنی بیمار ہے کہ وہ بستر پر ہی ہوتی ہے، وہ اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتی... میرے گھر میں کھانے پکانے والا کوئی نہیں ہے، میں صبح خود بکری کا دودھ دوہتا اور اپنے اور اپنی بیمار بیوی کے لئے کچھ مختصر کھانے کا انتظام کرتا ہوں اور اس سے فارغ ہو کر دربار میں حاضر ہوتا ہوں... دوسری شکایت سے متعلق وضاحت یہ ہے کہ امیر المومنین! میرے پاس پہننے کے لئے کپڑوں کا صرف یہی ایک جوڑا ہے جو اس وقت میں نے پہنا ہوا ہے، مجھے جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد کپڑوں کے سوکھنے تک گھر میں رہنا پڑتا ہے، ظاہر ہے جب تک یہ کپڑے خشک نہ ہوں، باہر آنا ممکن نہیں...

جہاں تک تیسری شکایت کا تعلق ہے تو امیر المومنین کچھ کچھ دن گزرنے کے بعد مجھے ایک واقعہ یاد آجاتا ہے، جس کی وجہ سے مجھ پہ یہ کیفیت طاری ہوتی ہے... وہ واقعہ خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ہے کہ میں اس وقت کافر تھا، جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو زنجیروں سے جکڑ کر تختہ دار کی طرف لایا جا رہا تھا، کفار کا ایک بہت بڑا مجمع جمع تھا، جو شادیانے بجا رہا تھا اور خوشی سے تالیاں پیٹ رہا تھا، اسی حال میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو لایا گیا، جنہیں دیکھ کر کافروں نے خوشی کا اظہار کیا اور میں بھی اس وقت انہی میں شامل تھا... حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو اسی حالت

میں لا کر پھانسی دے دی گئی... مجھے جب بھی دردناک قصہ یاد آتا ہے اور اپنا کافروں کے ساتھ مل کر خوش ہونا یاد آتا ہے تو میرے دل ودماغ کی کیفیت بدل جاتی ہے میرے ذہن پر اس کا ایسا شدید قسم کا اثر پڑتا ہے کہ پھر مجھے کچھ ہو جاتا ہے اور مجھے کوئی ہوش نہیں رہتا...

حضرت عامرؓ یہ وضاحت پیش کر چکے، مجمع میں کئی لوگوں کی آنکھیں اشک بار تھیں...

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے تربیت یافتہ شاگرد کی وضاحتیں سن کر جذباتی ہو گئے... اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا جب تک عمر کو ایسے ساتھی میسر ہیں ان شاء اللہ عمر ناکام نہ ہوگا...

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ

حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ جب مدرسے میں درس حدیث پاک دینے تشریف لے جاتے تو روزانہ نئے دھلے ہوئے کپڑے پہنتے اور خوب عطر لگاتے... جس راستے سے آپ گزرتے اس راستے میں خوب خوشبو پھیلی ہوئی ہوتی... چونکہ عوام الناس بھی درس سننے آتے تھے... تو خوشبو سے لوگ اندازہ کر لیتے کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ درس دینے کیلئے تشریف لے گئے ہیں تو وہ جلدی جلدی چلنے لگتے...

ایک دن آپ درس کیلئے تیار ہو رہے تھے کہ کسی ریاست کا نواب آ گیا جو آپ کو اپنے ہاں لے جانا چاہتا تھا... آپ نے فرمایا درس سے فارغ ہو کر چلیں گے تو دوران تیاری جب طالب علم نے الماری سے خالص کستوری کے عطر کی شیشی نکالی اس وقت جس کی قیمت 90 روپے تھی وہ نواب سمجھا شاید کچھ کپاس کو لگا کر کان میں رکھیں گے... مگر طالب علم نے حسب معمول پوری شیشی ہاتھ پہ ڈال کر حضرت مدنیؒ کے کپڑے اور بالوں اور داڑھی مبارک کو لگا دی نواب حیران ہوا... اس نے کہا حضرت یہ تو اتنی قیمتی ہے... فرمایا ہاں بھائی جس کیلئے لگاتا ہوں وہ خود انتظام کر دیتا ہے خیر نواب بھی درس میں شریک ہوا... درس سے فارغ ہو کر وہ موٹر میں حضرت کو لے کر روانہ ہوا... درس حدیث کا اس کے دل پر کوئی ایسا اثر ہوا کہ دوران سفر کہتا ہے کہ حضرت جب تک میں زندہ ہوں یہ عطر کی خدمت میرے ذمہ ہے... ہر ماہ تیس شیشیاں عطر کی پیش کیا کروں گا... حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے نہیں کہا تھا کہ میاں! جس کیلئے لگاتا ہوں وہ خود انتظام فرما دیتے ہیں... آج میرے پاس یہ آخری شیشی تھی... سبحان اللہ...

برکات نبوت کا عجیب واقعہ

فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن طواف کعبۃ اللہ میں مصروف تھے کہ ایک صاحب فضالہ ابن عمیر ملوح ایک ناپاک نیت لیکر طواف میں داخل ہوئے کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اچانک حملہ کرکے آپ کو شہید کر دیں... (خاکم بدہن) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر ان کے ناپاک ارادے اور خیال کا انکشاف ہو گیا.. (حق تعالیٰ جل مجدہ نے آپ کو فوراً باخبر کر دیا)... جب طواف کرتے کرتے فضالہ آپ کے قریب اور سامنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آگاہ کرتے ہوئے کہا تمہارا (ہی) نام فضالہ ہے؟ (وہ حیرت و مسرت میں گرفتار ہو کر) بول اٹھے "بے شک یا رسول اللہ! میرا ہی نام فضالہ ہے"...

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم دل میں کیا سوچ رہے ہو؟ فضالہ سٹپٹاتے ہوئے اور بات ٹالتے ہوئے کہنے لگے کچھ نہیں میں تو ذکر اللہ میں مشغول تھا"... رحمت دادین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اخلاق کریمانہ کے مطابق ان کے دلی راز کو ظاہر نہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو... (توبہ کرو اپنے ناپاک خیال اور غلط ارادہ پر) اور اس کے ساتھ ہی اپنا (نورانی اور معجزاتی) دست مبارک فضالہ کے سینہ پر رکھ دیا...

فضالہ بیان کرتے ہیں کہ واللہ! آپ نے جس وقت اپنے دست مبارک کو میرے سینہ سے اٹھایا تو دنیا و مافیہا کی کوئی چیز میرے قلب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھی... اللہ! اللہ...

درفشانی نے تیرے قطروں کو دریا کر دیا   آنکھوں کو بینا کر دیا' دل کو روشن کر دیا
نہ تھے جو خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے   کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

نتیجہ یہ ہوا کہ وہی فضالہ جو (نعوذ باللہ) قتل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناپاک ارادے کیساتھ مجرم بننے کیلئے حرم شریف میں (طواف کی جھوٹی نیت لیکر) داخل ہو گئے تھے... معجزہ نبوی دیکھ کر لسان نبوت سے ادا ہونیوالے دل کش الفاظ مبارک کے طفیل چند لمحوں کی تاخیر کئے بغیر اسلام کے مضبوط قلعے میں داخل ہو کر صحابیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو گئے... اسیر حب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر واپس ہوتے ہیں اور صرف اسی

ایک دلنشین و پُرکیف زیارت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ گہرا رنگ لیکر جاتے ہیں کہ جاہلیت وکفر کے تمام رذیلہ و بد اخلاق و عادات دم بھر میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھوٹ جاتے ہیں... یہ فیضان نظر ہی تھا نہ کہ مکتب کی کرامت...

گھر لوٹے تو جس عورت سے ان کی شناسائی اور تعلق تھا وہ مل گئی اس نے مشغول کرنا چاہا تو بات تک سے گریز کیا اس لئے کہ وہ تمام قدیم پرانی محبت اور تقاضائے نفسانی سب اللہ کے رسول کے قدموں پر نثار کردی... اس کو جواب دیا تو اشعار کی زبان میں یوں خیر باد کردیا کہ

محبوبہ نے کہا کہ آؤ بات چیت کریں، میں نے کہا ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام اس سے منع کرتے ہیں... اگر تم فتح مکہ کے دن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے قبیلے کو دیکھتیں جبکہ بت توڑے جا رہے تھے تو کھلی آنکھوں سے دیکھ لیتی کہ اللہ تعالیٰ کا دین واضح ہوگیا اور شرک وکفر کے چہرہ پر تاریکی چھا گئی.... (علمی کشکول)

اللہ! اللہ ایک نظر حبیب خدا کا یہ اثر

دل میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

اہل حق کا عجیب انداز نصیحت

استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک بار ملتان کو دریائی سیلاب کا خطرہ ہوا.... سجادہ نشین دربار خواجہ بہاء الحق ملتانی رحمہ اللہ نے دوستانہ تعلقات کی بناء پر مجھے اطلاع کئے بغیر شہر میں اعلان کرا دیا کہ کل کو قلعہ پر مولانا خیر محمد صاحب نفلی جماعت کرائیں گے.... علماء کو اس اعلان سے تشویش ہوئی اور بعض نے مجھے جانے سے منع بھی کیا کہ نفلی جماعت بالخصوص اہتمام کے ساتھ احناف کے ہاں مکروہ ہے.... میں نے کہا جاؤں گا ضرور، کہ نہ جانے میں سجادہ صاحب کی سبکی ہے.... باقی جماعت کرانا نہ کرانا میرا اپنا فعل ہے....

چنانچہ جب سجادہ صاحب کی طرف سے کار آئی تو میں چلا گیا.... جا کر سجادہ صاحب سے کہا کہ مجھے آپ سے علیحدگی میں کوئی بات کرنی ہے وہ بخوشی علیحدہ ہوگئے.... میں نے کہا کہ ہم حنفی ہیں.... جو کام فقہ حنفی کے مطابق ہو وہ کرتے ہیں اور جو عمل رواج کے موافق اور فقہ حنفی کے خلاف ہو وہ نہیں کرتے.... اس لئے ہمیں لوگ وہابی کہتے ہیں.... چونکہ نفلی

جماعت کو فقہ حنفی نے مکروہ کہا ہے.... اس لئے میں معذور ہوں.... سجادہ صاحب نے کہا کہ حضرت میری غلطی ہوئی کہ آپکو اطلاع دیئے بغیر میں نے اعلان کرا دیا جس کی وجہ سے اب ہزاروں کا مجمع آیا ہوا ہے.... میں آپکو خلاف شرع پر مجبور نہیں کرتا' مگر میری غلطی کا تدارک فرمادیں تاکہ میری سبکی نہ ہو.... میں نے کہا آپ اعلان فرمادیں کہ آدھ گھنٹہ مولانا کا بیان ہوگا' بعد میں نفل پڑھے جائیں گے.... سجادہ صاحب بڑے خوش ہوئے اور اعلان کردیا....

میں نے بعد خطبہ مسنونہ کے وعظ میں یہ کہا کہ مسلمان کے دشمن دو طرح کے ہیں.... ایک وہ جن کا وجود ہمیں نظر آتا ہے.... یعنی کافر' دوسرے وہ جن کا وجود ہمیں نظر نہیں آتا' یعنی نفس اور شیطان.... یہ دشمن پہلے کی نسبت بڑا سخت ہے.... اسکے ساتھ جہاد کرنے کو جہاد اکبر فرمایا گیا ہے.... قرآن مجید میں ظاہری دشمن یعنی کافروں کے ساتھ جہاد میں شہید ہونے والوں کے متعلق فرمایا گیا کہ تم انکو مردہ نہ کہو وہ اپنے پروردگار کے ہاں زندہ ہیں.... جو لوگ جہاد اکبر یعنی نفس و شیطان کے مقابلہ میں ختم ہوجائیں وہ بدرجہ اولی اپنے پروردگار کے ہاں زندہ ہونگے....

یہ بزرگان دین اولیاء اللہ جہاد اکبر میں شہید ہونے والے ہیں.... اور یقیناً اپنے مزارات کے اندر زندہ ہیں.... محض ایک پردہ حائل ہے.... ہم ان کے مزارات پر جاکر خلاف شرع کام کرتے ہیں.... انکے مزارات کو سجدہ کرتے ہیں.... اگر یہ پردہ حائل نہ ہوتا تو یہ ہمارے منہ پر تھپڑ مارتے....

میں نے وعظ کے آخر میں کہا کہ نفلی نماز باجماعت پڑھنا ناجائز ہے.... بزرگوں کی روحیں اس سے ناراض ہوں گی.... نفل سب اکیلے اکیلے پڑھیں.... دعا مل کر کرلیں گے....

سب نے خوشی خوشی اکیلے اکیلے نفل پڑھے' بعد میں مل کر دعا کی گئی.... اللہ پاک کا فضل ہوا' خطرہ ٹل گیا.... جو ڈرائیور مجھے مدرسہ تک پہنچانے آیا.... اس نے کہا: حضرت! اگر کبھی کبھی اس طرح کے وعظ ہوجایا کریں تو بڑا فائدہ ہو.... بڑی اصلاح ہو.... آج کل کے مقررین کفر کی مشین چلانے لگ جاتے ہیں' بجائے فائدہ کے نقصان ہی نقصان ہوتا ہے....

سجادہ صاحب نے اپنے مجمع خاص میں فرمایا ”اہل حق اور غیر اہل حق میں یہی فرق ہے کہ اہل حق کو کسی قیمت پر نہیں خریدا جاسکتا اور غیر اہل حق کو ٹکہ دے کر جو چاہو بیان کرالو“.... اللہ پاک ہم سب کو اہل حق کے ساتھ وابستہ رکھیں اور ہر قسم کی بدعات سے محفوظ رکھیں آمین.... (خیر السوانح)

اساتذہ کے احترام کا عجیب واقعہ

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ نے تحریک ریشمی رومال کے دوران ارادہ فرمالیا کہ اب میں حرمین شریفین جاتا ہوں....

ایک دن آپ مدرسہ میں چارپائی پر بیٹھے دھوپ میں زمین پر پاؤں رکھے کسی کتاب کا مطالعہ کررہے تھے ان دنوں علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ حضرت کی عدم موجودگی میں بخاری شریف پڑھاتے تھے... اس دوران ان کی نظر اپنے استاد حضرت شیخ الہند پر پڑی... جب درس دے چکے تو طلباء سے فرمایا کہ آپ تھوڑی دیر بیٹھیں... آپ یہ کہہ کر کہ میں ابھی آتا ہوں دارالحدیث سے باہر نکل کر سیدھے حضرت کے پاس آکر ان کے قدموں میں بیٹھ گئے... اس کے بعد حضرت سے عرض کرنے لگے حضرت! آپ یہاں ہیں جب ہمیں ضرورت پڑتی ہے تو ہم آپ کی طرف رجوع کرلیتے ہیں... اب آپ نے یہاں سے ہجرت کا ارادہ فرمالیا ہے... اس طرح تو ہم بے سایہ ہوجائیں گے....

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے یہ الفاظ کہے اور رونا شروع کردیا حتی کہ انہوں نے بچوں کی طرح بلکنا شروع کردیا.... حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے بھی انہیں رونے دیا جب ان کے دل کی بھڑاس نکل گئی تو اس وقت شیخ الہند نے انہیں تسلی کی بات کہی اور فرمایا انور شاہ! ہم تھے تو آپ ہماری طرف رجوع کرتے تھے اور جب ہم چلے جائیں گے تو پھر لوگ علم حاصل کرنے کیلئے تمہاری طرف رجوع کیا کریں گے.... چنانچہ شاہ صاحب کو اس طرح کی تسلی کی باتیں کرکے واپس بھیج دیا.... جب شاہ صاحب چلے گئے تو حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے اپنے دل میں خیال آیا کہ ان کو تو اپنے استاد کی دعاؤں کی اتنی قدر ہے اور آج میں اتنے بڑے کام کیلئے جارہا ہوں لیکن آج میرے سر پر تو استاد کا سایہ نہیں ہے جن کی دعائیں لیکر چلتا.... چنانچہ یہ سوچتے ہی انکو اپنے استاد حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا خیال آیا اور طبیعت میں رقت طاری ہوئی.... لہذا وہیں سے اٹھے اور سیدھے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے گھر گئے.... دروازے پر دستک دی اور ڈیوڑھی میں کھڑے ہوکر آواز دی.... اماں جی! میں محمود حسن ہوں.... اگر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے جوتے گھر میں پڑے ہیں تو وہ بھجوادیں چنانچہ اماں جی نے ان کے جوتے ان کے پاس بھیج دیئے... حضرت شیخ الہند رحمہ

اللہ نے اپنے استاد کے جوتے اپنے سر پر رکھے اور اللہ رب العزت سے دعا کی.... اے اللہ! آج میرے استاد سر پر نہیں ہیں.... میں ان کے جوتے سر پر رکھے بیٹھا ہوں.... اے اللہ اس نسبت کی وجہ سے تو میری حفاظت فرمالینا اور مجھے اپنے مقصد میں کامیاب فرمادینا....

استادوں کی قدر اس وقت آتی ہے.... جب دیکھنے کیلئے فقط ان کے جوتے باقی رہ جاتے ہیں....

مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) کے متعلق سنا ہے کہ دارالعلوم دیوبند گئے تو اُن کو اُنکے استاذ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے جوتوں کی زیارت کرائی گئی تو فوراً اپنے کرتہ کے اندر دل کے ساتھ لگائے رکھا اور روتے رہے....

اللہ پاک ہمیں بھی صحیح معنی میں باادب بنائے آمین

باوضو زندگی گزارنے کی تڑپ کا عجیب واقعہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے ایک صاحب کے گھر جانے کا موقع ملا' ان کے بچے گھر کے گراؤنڈ میں فٹ بال کھیل رہے تھے' نئی آبادی تھی' مسجد قریب نہیں تھی' اس لئے گھر میں ہی جماعت سے نماز ادا کرنا پڑتی تھی' جب ہم نے مغرب کی نماز کیلئے اذان دی اور صفیں بنانی شروع کیں تو ہم نے دیکھا کہ جو بچے فٹ بال کھیل رہے تھے' چھوٹے بڑے سارے ہی آئے اور آ کر صف باندھ کر کھڑے ہو گئے' میں نے صاحب خانہ سے پوچھا کہ ان بچوں نے وضو نہیں کرنا؟ انہوں نے کہا کہ وضو کیا ہوا ہے' اس عاجز نے سمجھا کہ شاید انہوں نے سوچا ہو گا کہ مہمان آیا ہوا ہے نماز تو پڑھنی ہی ہے اس لئے ہم پہلے سے وضو کر کے کھیلتے ہیں' لیکن نماز پڑھنے کے بعد صاحب خانہ نے بتایا کہ ہمارے خاندان میں اوپر مشائخ سے یہ عمل چلتا آ رہا ہے کہ کوئی بچہ بھی جب چار پانچ سال کی عمر سے بڑا ہو جاتا ہے تو ہم اس کو بھی جاگتے ہوئے ہوش کی حالت میں بے وضو نہیں دیکھیں گے' آج کے دور میں بھی ایسے لوگ ہیں کہ جن کو باوضو زندگی گزارنے کی تڑپ اور تمنا ہوتی ہے ''کما تعیشون تموتون'' فرمایا تم جس حال میں زندگی گزارو گے تمہیں اسی حال میں موت آئے گی' تو باوضو زندگی گزارنے والوں کو اللہ تعالیٰ باوضو موت عطا فرمائیں گے.... (خطبات فقیر)

بچوں کی تربیت کا عجیب انداز

حضرت حافظ ذوالفقار احمد مدظلہ نے لکھا ہے

کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ نے بنگال کا سفر کیا، آپ کے سفر میں کئی لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، کئی لوگوں نے توبہ پر بیعت کی جب آپ واپس گھر تشریف لائے تو چہرے پر خوشی کے آثار تھے، ماں نے پوچھا معین الدین! بہت خوش نظر آتے ہو؟

کہنے لگے کہ اماں! اس لئے کہ سات لاکھ ہندوؤں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ستر لاکھ مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کی، اس لئے آج میرا دل بہت خوش ہے، ماں نے کہا بیٹا یہ تیرا کمال نہیں ہے یہ تو میرا کمال ہے، فرمایا مگر ماں بتائیں تو سہی کیسے؟ ماں نے جواب دیا کہ بیٹا جب تم پیدا ہوئے تو میں نے کبھی بھی زندگی میں تمہیں بلا وضو دودھ نہیں پلایا، آج اس کی برکت ہے کہ تمہارے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے لاکھوں لوگوں کو کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمادی....

ایک مرتبہ اخبار میں سرگودھا کی ایک عورت کا انٹرویو شائع ہوا کہ اس کے دو بیٹے تھے، دونوں اپنے اپنے وقت میں فوج کے جرنیل بنے، اس عورت سے کسی نے انٹرویو لیا کہ تو خوش نصیب ماں ہے کہ جس کے دونوں بیٹے ایسے شیر کہ اپنے اپنے وقت میں جرنیل بنے تیری کون سی خاص بات ہے؟ تو نے ان کی تربیت کیسے کی؟

اس نے کہا تھا کہ میں سادہ سی مسلمان عورت ہوں مگر کسی بزرگ سے میں نے سنا تھا کہ جو عورت باوضو اپنے بچے کو دودھ پلائے گی اللہ تعالیٰ بچے کو بخت لگائیں گے میں نے دونوں بچوں کو الحمد للہ باوضو دودھ پلایا ہے، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اس عمل کے صدقے مجھے دنیا میں عزت و وقار عطا فرمایا، چنانچہ جو عورتیں ایسی نیکی کو اپنا لیتی ہیں اللہ ان کے بچوں کو نیک بخت بنا دیتا ہے، اپنی زندگی میں خوشیاں دیکھنے کی توفیق نصیب فرما دیتا ہے، جو عورتیں اللہ رب العزت کی نافرمانی کرتی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں آنکھوں سے دکھاتا ہے کہ دیکھ میں نے تمہیں اولاد مرضی کی نہ دی اور اگر دے بھی دی تو اسے نافرمان بنا دیا.... (خطبات فقیر)

گستاخ رسول کو خدائی سزا کا عجیب واقعہ

ہلاکو خان کے دور میں منگولوں کے ایک سردار نے عیسائیت اختیار کرنے کے موقع پر ایک عظیم الشان محفل منعقد کی.... اس موقع پر ایک عیسائی پادری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ وکلمات کہنا شروع کر دیئے.... پاس ہی بندھا ہوا کتا اس ملعون پادری پر جھپٹ پڑا، لوگوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا....

ایک شخص نے اس پادری سے کہا کہ تم نے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا اس لئے یہ کتا تم پر جھپٹ پڑا.... اس نے طنزیہ انداز میں کہا نہیں یہ کتا بڑا خوددار ہے اس کی عزت نفس نے میرے ہاتھ کے یوں یوں والے اشارے دیکھ کر یہ خیال کیا کہ شاید میں اسے مارنا چاہتا ہوں یہ دیکھ کر اس نے بھونکنا شروع کر دیا اور مجھ پر حملہ آور ہو گیا.... پھر اس ملعون عیسائی پادری نے دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں پہلے سے زیادہ بدگوئی شروع کر دی یہ دیکھ کر کتا اپنی رسی توڑ کر اس پر حملہ آور ہوا اور شیر کی طرح جست لگا کر اس عیسائی بدباطن کی گردن میں اپنے نوکیلے دانت گاڑ دیئے اور منٹوں میں اس خبیث گستاخ رسول کو جہنم واصل کر دیا.... اس عجیب منظر کو دیکھ کر وہاں پر موجود چالیس ہزار منگول حلقہ بگوش اسلام ہو گئے.... (در منثور ابن حجرؒ)

محترم قارئین! دیکھئے ایک کتے نے جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی شان میں نازیبا الفاظ سنے تو کیسا غضب ناک ہو گیا اور اس نے کس انداز میں اپنے غیرت مند ہونے کا ثبوت پیش کیا.... آج ہماری غیرت کہاں رخصت ہو گئی؟ کیا آج ہم سے ہماری ایمانی جرأت وحمیت بالکل ختم ہو گئی؟

اے امت محمدیہ! بتاؤ دشمنان اسلام نے میری عزت وحرمت پر ڈاکے ڈالے، مجھے خوب اذیتیں پہنچائیں تو تم نے میری عزت وآبرو حرمت وناموس کے دفاع میں کیا کردار پیش کیا؟ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ گستاخان رسول کا مکمل معاشی وسفارتی بائیکاٹ کریں....

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی ام

کلثومؓ ابولہب کے بیٹے عتبہ کے نکاح میں تھیں.... جب قرآن کی سورۃ تبت نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق دیدو ورنہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہ رہے گا....

چنانچہ عتبہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر اس نے طلاق کی خبر دی اور بہت بے ادبی کی باتیں کہیں.... تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کے بیٹے عتبہ کیلئے بددعا فرمائی کہ "اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرمادے"....

چنانچہ بددعا کا جو اثر ہوا اس کا قصہ حاکم نے بیان کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ ملک شام کے سفر پر گئے تھے.... راستہ میں مقام زرقاء پر ایک راہب تھا ان کے پاس دونوں ٹھہرے، راہب نے کہا کہ یہاں درندے بہت رہتے ہیں تم اپنے بچاؤ کا سامان کر لینا.... ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ پر بددعا کی ہے اسلئے اس کو بڑی حفاظت سے رکھنے کی ضرورت ہے.... چنانچہ سارا سامان اکٹھا کر کے خوب اونچائی پر عتبہ کو سلا دیا اور سب آس پاس نگرانی کیلئے سوئے رات میں ایک شیر آیا.... اس نے ہر ایک کا منہ سونگھ کر چھوڑ دیا اور کود کر عتبہ کا سر چبا ڈالا.... یہ شیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا پر خدا کی طرف سے آیا تھا اسلئے آس پاس والوں کو چھوڑ کر عتبہ کو ہلاک کر گیا اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے عتبہ کا گوشت خباثت سے بھرا ہوا تھا اس لئے اس کے گوشت کو شیر نے بھی نہ کھایا.... شیر کے گوشت نہ کھانے سے معلوم ہوا کہ شیر کا تقرر صرف دشمن رسول سے انتقام تھا اور بس.... اللہ تعالیٰ ہمیں کامل اتباع سنت کی توفیق بخشیں اور ہر قسم کی گستاخی و بے ادبی سے محفوظ فرمائیں.... آمین.... (روزنامہ اسلام)

اکابر دیوبند کا عجیب واقعہ

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہم اللہ اور بھی دو چار علماء حضرات منبر و محراب کانفرنس میں شرکت کرنے کیلئے ریاض (سعودی عرب) گئے تھے...... وہاں بہت بڑا سٹیج بنا تھا اور سٹیج پر شاہ فیصل وہاں کے کچھ اہل علم ڈاکٹروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ہمارے علماء کو نیچے عوامی

نشستوں پر جگہ دی گئی تھی.... یہ حضرات حیران تھے کہ ہمیں بھی دعوت نامہ دے کر بلایا گیا ہے اور یہاں جگہ دی ہے تو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فرمایا کہ آپ لوگ فکر نہ کریں جب علم کا موقع آئے گا تو ہم لوگ سب سے آگے ہونگے.... وہاں ایک مسئلہ سجدہ تعظیم کا چل پڑا تو وہاں کے تمام اہل علم ڈاکٹروں نے تقریر کی کہ یہ کفر ہے.... حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے فرمایا کہ آپ حضرات تیار ہو جائیں ہمیں اس مسئلہ کا رد کرنا ہے تو حضرت مولانا سید یوسف بنوریؒ جوان تھے اور حضرتؒ کا حافظہ بھی غضب کا تھا اور عربی مادر زاد تھی حضرتؒ نے کہا کہ میں تیار ہوں.... چنانچہ ان حضرات نے سٹیج پر ایک پرچی بھیجی کہ یہ مسئلہ اب تک غلط بیان ہو رہا ہے اور ہمیں موقع دیا جائے.... جب یہ پرچی سٹیج پر پہنچی تو شاہ فیصلؒ نے پوچھا کہ یہ حضرات کہاں بیٹھے ہیں تو کہا گیا کہ نیچے نشستوں پر تو شاہ فیصلؒ غصہ ہو گئے اور کہا کہ علماء کو تو نیچے بٹھایا ہے اور جاہلوں کو سٹیج پر اور فوراً ان حضرات کو اوپر سٹیج پر بلایا.... حضرت مولانا بنوریؒ نے تقریر فرمائی.... یہ وہ مجلس تھی جس میں حضرتؒ نے تمام دنیا کو اور خاص طور پر عربوں کو اپنی عربی کا لوہا منوایا.... رحمة الله عليهم رحمةً واسعةً

ایمان افروز عجیب واقعہ

ذیل میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک خلیفہ ارشد حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کا ایک واقعہ دیا جاتا ہے جو ہمارے پیر بھائی محترم الحاج ظفر اللہ صاحب (پشاور) نے تحریر فرمایا ہے.... اللہ کے فضل سے بندہ کو حضرت کی خدمت میں تقریباً 10 سال قریب رہنے کا موقع ملا.... ایسے ایمان افروز بیسیوں واقعات دیکھنے میں آئے جن میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے....

لکھتے ہیں کہ: عرصہ دراز تک (بندہ ظفر اللہ) کہتا رہا کہ حضرت! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے لیے ایئر کنڈیشن لگا دوں.... ناظرین میرے الفاظ ذہن نشین رکھیے گا کہ ایئر کنڈیشن (لگا دوں) عرصہ پانچ سال تک میں حضرت کو کہتا رہا حضرت نے ہمیشہ یہ تحریر فرمایا....

ظفر اللہ!... الحمد للہ میرا گزارہ بہترین ہو رہا ہے اطمینان رکھیں....

ایک بار شدید گرمیوں میں میں نے اپنا اے سی بند کر دیا اور بغرض ناز حضرت والا کو تحریر کیا کہ اگر حضرت والا اے سی نہیں لگوائیں گے تو میں بھی آج سے اے سی میں لیٹنا چھوڑ رہا ہوں اور میں نے اے سی بند کر دیا حضرت والا کا سرفراز نامہ آیا، تو یہ تھا....

ظفر اللہ! ایسا نہ کریں، اپنا اے سی کھول دیں اور اطمینان رکھیں میں بڑی راحت و آرام میں ہوں، میں نے اے سی پھر چلا دیا... سال بعد گرمیوں میں میں نے پھر کہنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ حضرت کا والا نامہ آیا جو کہ خود تحریر فرمایا تھا والا نامہ بڑی بے صبری سے کھولا تو یہ لکھا تھا ظفر اللہ! مجھے ایئر کنڈیشن بھجوا دیں اور گھر کا مکمل پتہ مکان نمبر 709 نواں شہر ملتان تحریر تھا چونکہ ہمارا کاروبار ہی الیکٹرانک فریج اے سی کا تھا فوراً کراچی کمپنی کو فون کیا کہ اس پتے پر 1-1/2 ٹن شارپ جاپان اسمبل اے سی بک کر دیں ۳ دن بعد اے سی ملتان پہنچ گیا حضرت والا کے ہاں لگا دیا گیا....

اے سی لگنے کے تین چار ماہ بعد ملتان قدمبوسی کے لیے حاضر ہوا.... حضرت والا کے ایک خادم سے میں نے پوچھا کہ ایئر کنڈیشن کیسے لگا.... فرمانے لگے چلو فراغت ہو گی تو پھر تفصیل عرض کروں گا..... مجھے تو دراصل تشویش یہ تھی کہ عرصہ پانچ سال سے بار بار خصوصاً گرمیوں میں لکھتا رہا کہ حضرت میرا جی چاہتا ہے آپ کے کمرے میں ایئر کنڈیشن لگوا دوں اور حضرت والا نے ہمیشہ یہی لکھا کہ ظفر اللہ!... الحمد للہ خوب گزارہ ہو رہا ہے اطمینان رکھیں مجھے ہر طرح راحت و سکون ہے یا یہ تحریر فرماتے مجھے آپ کی محبت پر ناز ہے جان دیکر بھی آپ کی محبت کا حق ادا نہیں ہو سکتا.....

اور پھر حضرت والا نے علیحدہ سے خود تحریر فرمایا کہ اے سی بھیج دیں جب کھانا وغیرہ کھا کر فرصت ہوئی تو حضرت والا کے خادم نے تفصیلاً پورا واقعہ سنایا کہ فلاں فلاں صاحب جن میں زیادہ تر عمر میں حضرت سے زیادہ تھے جمع ہوئے.... گرمی شدید تھی حضرت پیرانی صاحبہ کی آنکھوں کا آپریشن ہوا تھا سب نے مشورہ کیا کہ ہم سب مل کر حضرت کے کمرے میں اے سی لگواتے ہیں...

حضرت والا کے پاس گئے اور بطور ناز عرض کیا کہ بس حضرت.... آپ نے ہمیں کچھ

نہیں کہنا ہم نے فیصلہ کرلیا ہے ہم کل اے سی لے کر لگوادیں گے ان سب حضرات کا تعلق اصلاحی بھی حضرت والا سے تھا... حضرت پر عجیب حالت طاری ہوگئی اور فرمایا میں آپ لوگوں کی محبت سے مغلوب ہوگیا مگر ایک بات ہے کہ سب سے پہلے ظفر اللہ نے مجھے کہا تھا کہ میں اے سی لگوادوں گا لہٰذا اسے پتہ چلے گا تو اس کی دل شکنی ہوگی بس پہلے اس کا حق بنتا ہے اس طرح آپ کا اے سی لگ گیا....

اب اصل بات سنئے جو سنانا چاہتا ہوں میرے سابقہ جملوں پر (کہ میں ہمیشہ یہی لکھتا رہا کہ حضرت! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے کمرے میں اے سی لگوادوں) اے سی لگنے کے دو سال بعد میرے حضرت والا اللہ کو پیارے ہوگئے میں بھی ملتان حاضر ہوا حضرت والا کے برخوردار محترم ظریف بھائی نے فرمایا بھائی ظفر اللہ! امی جان آپ کو بلا رہی ہیں میں فوراً حاضر ہوا پردے میں دروازے کے پیچھے تھیں میں نے سلام پیش کیا گھر والوں کی خیریت معلوم کی پھر فرمانے لگیں آپ کے لیے حضرت کی ایک وصیت ہے وہ آپ کو دینا چاہتی ہوں اور کاغذ کا لفافہ دروازے سے باہر کیا اور فرمانے لگیں یہ پڑھ لیں۔

میں نے خوشی خوشی کھولا کہ شاید وہ خطوط مبارک ہوں گے جو حضرت والا نے مجھے فرمایا تھا کہ دس عدد خطوط مبارک حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے میری وفات کے بعد آپ کو دے دیئے جائیں گے لفافہ کھولتے اور پڑھتے ہی میرے ہوش ٹھکانے نہ رہے میری چیخیں نکل گئیں حضرت نے یہ لکھا تھا:

چونکہ ظفر اللہ نے ہمیشہ مجھے یہ لکھا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے کمرے میں ایئر کنڈیشن لگوادوں اس نے مجھے ہبہ یا وقف نہیں کیا لہٰذا یہ اس کی امانت لگی ہے میرے مرنے کے بعد گھر والوں کو حق نہیں پہنچتا کہ اس کو استعمال کریں ظفر اللہ کو واپس کردیا جائے....

میرے خط کی فوٹو کاپی وصیت نامے کیساتھ لگا رکھی تھی....

آخر لے لیا اور دوبارہ حضرت پیرانی صاحبہ کی خدمت میں انتہائی لجاجت کرکے ہدیہ کے طور پر دیدیا.... اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا تقویٰ نصیب فرمائے آمین (شمارہ ۹۵)

امام شافعی کا عجیب علمی سفر

اہل سنت والجماعت کے جلیل القدر امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ اپنے حالات میں بیان فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو مسجد نبوی میں امام مالک دکھائی دیئے ایک چادر کا تہہ بند باندھے ہوئے تھے دوسری چادر اوڑھے ہوئے تھے اور بلند آواز میں حدیث روایت کر رہے تھے.... میں نے جلدی سے ایک تنکا اٹھا لیا.... وہ جب کوئی حدیث سناتے تو میں اسی تنکے کو اپنے لعاب دہن میں تر کر کے اپنی ہتھیلی پر لکھ لیتا امام مالکؒ میری یہ حرکت دیکھ رہے تھے مگر مجھے خبر نہ تھی آخر مجلس ختم ہوگئی اور امام مالکؒ دیکھنے لگے کہ سب کی طرح میں بھی اٹھ جاتا ہوں یا نہیں؟ میں بیٹھا ہی رہا تو انہوں نے مجھے اشارے سے بلایا میں قریب پہنچا تو کچھ دیر بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے....

پھر فرمایا: ”تم حرم کے رہنے والے ہو؟ مکی ”قریشی ہو؟“ میں نے کہا ”جی ہاں“ فرمایا: ”سب اوصاف پورے ہیں مگر تم میں ایک بے ادبی بھی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات سنا رہا تھا اور تم تنکا لیے اپنے ہاتھ سے کھیل رہے تھے....“ میں نے جواب دیا: ”کاغذ پاس نہیں تھا اس لیے جو کچھ آپ سے سنتا تھا اسے ہتھیلی پر لکھتا جاتا تھا....

اس پر امام مالکؒ نے ہاتھ کھینچ کر دیکھا اور فرمایا: ”ہاتھ پر تو کچھ بھی نہیں لکھا“ میں نے عرض کیا ”ہاتھ پر لعاب باقی نہیں رہتی لیکن آپ نے جتنی حدیثیں سنائی ہیں مجھے سب یاد ہو چکی ہیں....“ امام مالکؒ کو تعجب ہوا کہنے لگے سب نہیں ایک ہی حدیث مجھے سنا دو.... میں نے فوراً کہا ”ہم سے مالک نے نافع اور ابن عمرؓ کے واسطے سے اس قبر کے مکین سے روایت کیا ہے....“ اور امام مالکؒ ہی کی طرح میں نے ہاتھ پھیلا کر قبر شریف کی طرف اشارہ کیا پھر وہ پوری پچیس حدیثیں سنا دیں جو انہوں نے اپنے بیٹھنے کے وقت سے مجلس کے خاتمے تک سنائی تھیں....

میں امام مالکؒ کے یہاں آٹھ مہینے رہا پوری موطا حفظ ہوگئی.... مجھ میں اور امام مالکؒ میں اس قدر محبت اور بے تکلفی پیدا ہوگئی تھی کہ انجان دیکھ کر نہیں کہہ سکتا تھا کہ مہمان کون ہے اور میزبان کون ہے....

حصول علم کیلئے کوفہ کا سفر

حج کے بعد مجھے ایک نوجوان دکھائی دیا صاف ستھرے کپڑے پہنے کھڑا تھا.... اس کی نماز بھی اچھی تھی.... میں نے نام پوچھا اس نے بتا دیا.... معلوم ہوا کہ وہ کوفے کا باشندہ ہے.... میں نے کہا ”کوفے میں کتاب وسنت کا عالم ومفتی کون ہے؟“

اس نے جواب دیا ”ابو یوسفؒ اور محمد بن حسنؒ جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں....“ یہ سن کر میرے دل میں عراق جانے کا شوق پیدا ہوا.... امام مالکؒ کے پاس آیا اور ان کا عندیہ معلوم کیا.... انہوں نے حصول علم کے لیے میری ہمت افزائی کی اور زادِ سفر کا انتظام کر کے مجھے رخصت کرنے کے لیے علی الصباح بقیع تک آئے....

شہر کوفہ علم کا گہوارہ

چوبیس دن میں ہم کوفہ پہنچے.... (کوفہ کو جب فتح کیا گیا اس کے بعد امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے آباد کیا گیا اور یہاں پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم اور مفتی بنا کر بھیجا اور عرصہ دس سال تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فیض سے لوگوں کو مستفید ہونے کا شرف بخشا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی یہاں کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی ان دونوں حضرات سے لوگوں نے خوب علمی فائدہ اٹھایا اور یہ کہنا بجا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منتقل ہو گیا تھا اور ان چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منتقل ہوا ہے....

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ جو مشہور تابعین اس مرکز سے وابستہ رہے ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے) وہاں مسجد میں عصر کے وقت محمد بن حسنؒ اور ابو یوسفؒ سے ملاقات ہوئی.... میری باتوں سے ان کو گمان ہوا.... پوچھنے لگے کہ: ”امام مالکؒ کو تم نے دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ”جی ہاں، امام مالکؒ ہی کے پاس سے آ رہا ہوں....“ سوال کیا: ”مؤطا دیکھی ہے؟ میں نے کہا: مؤطا حفظ بھی کر چکا ہوں....“

محمد بن حسنؒ اس پر متعجب ہوئے اسی وقت لکھنے کا سامان طلب کیا اور ابواب فقہ کا ایک ایک مسئلہ لکھا ہر دو مسئلوں کے درمیان خاصی جگہ سادہ چھوڑی اور کاغذ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا ان مسائل کا جواب موطا سے لکھ دو میں نے سب مسئلوں کے جواب لکھے اور کاغذ امام محمد بن حسنؒ کے سامنے رکھ دیا اس کے بعد امام محمد بن حسنؒ نے مجھے خادم کے ہمراہ اپنے گھر بھیجا....

امام محمد رحمہ اللہ کی سخاوت

کچھ دیر بعد امام محمدؒ بھی گھر پر آ گئے.... انہوں نے ایک ہزار درہم کا قیمتی جوڑا مجھے پہنایا اور اپنے کتب خانہ سے امام ابوحنیفہؒ کی تالیف ”کتاب الاوسط“ نکال کر دی.... الٹ پلٹ کے دیکھی اور رات کو اسے حفظ کرنا شروع کر دیا.... صبح ہونے سے پہلے پوری کتاب حفظ ہو گئی.... کچھ دنوں بعد میں نے امام محمدؒ سے سفر کی اجازت چاہی انہوں نے فرمایا: ”میں اپنے کسی مہمان کو جانے کی اجازت نہیں دیتا.... میرے پاس جو مال و دولت موجود ہے.... اس میں آدھا تم لے لو“ اس کے بعد انہوں نے اپنے صندوق کی ساری نقدی منگوائی.... تین ہزار درہم نکلے وہ میرے حوالے کر دیئے اور میں بلاد فارس و عراق کی سیاحت کرنے لگا....

اب مجھے تین برس اور ہو چکے تھے اسی اثناء میں حاجی حجاز سے لوٹے مجھے ایک نوجوان ملا.... میں جا کر اس سے امام مالکؒ اور حجاز کے بارے میں پوچھنے لگا.... اس نے کہا: ”امام مالکؒ تندرست ہیں اور بہت دولت مند ہو گئے ہیں“ یہ سن کر شوق ہوا کہ امام صاحب کو غربت میں دیکھ چکا ہوں اور اب دولت مندی میں بھی ان کو دیکھنا چاہیے میں نے سفر کی تیاری کی....

دوبارہ مدینہ منورہ میں

ستائیسویں (27) دن مدینہ منورہ پہنچا‘ مسجد نبوی میں نماز پڑھی اب کیا دیکھتا ہوں کہ لوہے کی ایک کرسی مسجد میں رکھی ہے.... کرسی پر قباطی مصر کا تکیہ جما ہوا ہے اور کرسی پر لکھا ہے.... لا الله الا الله محمد رسول الله....

میں ابھی یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ امام مالک بن انسؒ آتے ہوئے دکھائی دیئے.... پوری مسجد عطر سے مہک اٹھی‘ ان کے ساتھ چار سو (400) یا اس سے بھی زیادہ مجمع تھا اپنی مجلس میں

پہنچے تو بیٹھے ہوئے سب آدمی کھڑے ہو گئے.... امام صاحب رحمہ اللہ کرسی پر بیٹھ گئے.... آپ نے اپنے شاگردوں کے سامنے جراح عمد کا ایک مسئلہ پیش کیا.... میں نے اپنے بغل کے ایک جاہل آدمی کو اس کا جواب سکھا دیا اس نے بلند آواز میں جواب سنا دیا.... دوسرے شاگردوں کے جوابات غلط تھے دو تین بار یہی صورت پیش آئی.... تب امام صاحب اس جاہل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ’’یہاں آؤ‘‘ وہ جگہ تمہاری نہیں ہے.... اس شخص نے صاف بتا دیا کہ میری بغل میں ایک نوجوان بیٹھا ہے وہی مجھے یہ جوابات بتا رہا تھا.... اب تو امام صاحبؒ نے میری طرف گردن اٹھائی اور قریب بلایا.... میں حاضر ہوا تو غور سے دیکھ کر پوچھا....

’’شافعی ہو؟‘‘ میں نے کہا: ’’ہاں‘‘ فرمایا: ’’علم کا جو باب ہم شروع کر چکے ہیں اسے تم پورا کرو‘‘ میں نے تعمیل کی جراح عمد کے چار سو مسئلے پیش کیے مگر کوئی شخص جواب نہ دے سکا.... امام صاحب نے میری پیٹھ پر تھپکی دیتے ہوئے تحسین کی....

امام مالک رحمہ اللہ کی مثالی سخاوت

صبح نماز فجر ادا کر کے ہم مسجد سے نکلے تو میرا ہاتھ امام مالکؒ کے ہاتھ میں تھا اور دروازے پر خراسانی گھوڑے اور مصری خچر کھڑے تھے.... میرے منہ سے نکل گیا: ’’ایسے خوبصورت گھوڑے تو میں نے آج تک نہیں دیکھے....‘‘ امام صاحبؒ نے جواب دیا کہ: ’’یہ ساری سواریاں بھی تمہارے لیے ہدیہ ہیں....‘‘ میں نے عرض کیا: ’’کم از کم ایک جانور تو اپنے لیے رکھ لیجیے....‘‘ اس پر امام مالکؒ نے جواب دیا: ’’مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندواؤں جس کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں....‘‘ تین دن بعد مکہ کو روانہ ہو گیا.... مگر اس حال میں کہ خدا کی بخشی ہوئی خیر و برکت اور مال و متاع کے بوجھ آگے آگے جا رہے تھے....

عظیم ماں: حدود حرم کے قریب والدہ مکرمہ چند عورتوں کے ساتھ ملیں.... انہوں نے مجھے گلے سے لگا لیا.... میں نے آگے بڑھنا چاہا.... والدہ کہنے لگیں: ’’کہاں؟‘‘ میں نے کہا: ’’گھر چلیں....‘‘ بولیں: ’’ہائے افسوس! کل تو مکہ مکرمہ سے فقیروں کی صورت میں گیا تھا اور آج امیر بن کے لوٹا ہے تا کہ اپنے چچیرے بھائی بندوں پر گھمنڈ کرے؟‘‘ میں نے

کہا: ''پھر کیا کروں؟'' کہنے لگیں: ''منادی کرا دے کہ بھوکے آئیں اور کھائیں، پیدل آئیں اور سواری لے جائیں، ننگے آئیں اور کپڑا لیں.... اس طرح دنیا میں بھی تیری آبرو بڑھے گی اور آخرت کا اجر بھی محفوظ رہے گا....'' میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی.... یہ خبر امام مالکؒ نے بھی سنی اور کہلا بھیجا جتنا دے چکا ہوں.... اتنا ہی ہر سال بھیجتا رہوں گا.... چنانچہ گیارہ سال انہوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا.... رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (بشکریہ ماہنامہ العلم کراچی) (شمارہ ۶۸، ۶۷)

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا عجیب حافظہ

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کو انگریزوں نے ۱۳۶۲ھ میں گرفتار کیا تو جیل میں کوئی اور مشغلہ نہیں تھا قرآن کریم یاد کرنا شروع کر دیا اور تقریباً دو ثلث یاد کیا اور روزانہ تراویح میں پڑھا کرتے تھے.... تو مولانا کی عمر ۷۰، ۷۵ سال کی تھی.... اور اس عمر میں یادداشت کمزور ہو جاتی ہے.... مگر یہ بھی قرآن کا اعجاز ہے کہ جو اس کی طرف متوجہ ہو وہ خود اس کے قلب کے اندر آ جاتا ہے، خود بے اعتنائی کرے تو وہ ایک طرف ہو جاتا ہے.... (از خطبات حکیم الاسلامؒ)

مادرزاد حافظہ لڑکی

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ ایک واقعہ میرا خود دیکھا ہوا ہے جس زمانہ میں میرا قیام مدرسہ راندیریہ رنگون میں تھا تو ہندوستان سے ایک شخص رنگون آیا اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہیں تھی اس نے کہا یہ لڑکی حافظ قرآن ہے اور بغیر پڑھے پڑھائے پیدائشی حافظہ ہے آپ جہاں سے چاہیں ایک آیت اس کے سامنے پڑھ دیں یہ اس سے آگے دس بارہ آیتیں پڑھ دے گی چنانچہ رنگون میں بہت مقامات پر اس کا امتحان لیا گیا تو جیسا کہا تھا ویسا ہی دیکھا گیا رنگون کے لوگوں نے اس لڑکی کو بہت سا انعام دیا اس کے باپ کی آمدنی اسی لڑکی کے اس کمال ہی سے تھی میں نے اس سے کہا اسکو آمدنی کا ذریعہ مت بناؤ مجھے اندیشہ ہے کہ اسطرح یہ لڑکی زیادہ نہ جئے گی چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا.... اگلے سال میں نے سن لیا کہ اس بچی کا انتقال ہو گیا ہے.... (بحوالہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد ۳ ص ۴۲۸)

امام محمد رحمہ اللہ

جب امام محمد بن الحسن الشیبانی (جو امام ابوحنیفہ کے مایہ ء ناز شاگرد اور امام مجتہد ہیں) سن تمیز کو پہنچے تو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی اور اسکا جتنا حصہ ممکن ہوا حفظ کرلیا اور حدیث اور ادب کے اسباق میں حاضر ہونے لگے پس جب امام محمد چودہ سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے تاکہ ان سے ایک مسئلہ کے متعلق دریافت کریں جو ان کو پیش آیا.... پس انہوں نے امام صاحب سے اس طرح سوال فرمایا آپ اس لڑکے کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اس رات بالغ ہوا کیا وہ عشاء کی نماز لوٹائے؟

فرمایا ہاں! امام محمد اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے جوتے اٹھائے اور مسجد کے ایک کونہ میں عشاء کی نماز لوٹائی (اور یہ سب سے پہلا مسئلہ تھا جو انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے سیکھا....)

جب امام ابوحنیفہؒ نے ان کو نماز لوٹاتے دیکھا تو اس پر تعجب کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ لڑکا ضرور کامیاب ہوگا اور ایسے ہی ہوا جیسا انہوں نے ارشاد فرمایا تھا.... کہ اللہ تعالیٰ نے امام محمد کے دل میں اپنے دین کی فقہ کی محبت ڈال دی جب سے انہوں نے مجلس فقہ کا جلال ملاحظہ فرمایا تھا۔

پھر امام محمد فقہ حاصل کرنے کے ارادے سے امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں تشریف لائے

تو امام ابوحنیفہؒ نے ارشاد فرمایا قرآن کریم ازبر یاد ہے یا نہیں.... امام محمد نے عرض کیا نہیں.... فرمایا کہ پہلے قرآن حفظ کرو پھر تحصیل فقہ کے لیے آنا پس امام محمد چلے گئے اور سات دن تک غائب رہے پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں نے پورا قرآن ازبر یاد کرلیا ہے.... (آپ نے امتحاناً متعدد مقامات سے سن کر حفظ قرآن کی تسلی فرمائی اور امام محمد کو اپنے درس فقہ میں داخل فرمالیا) اس کے بعد سے امام صاحب کی مستقل طور پر صحبت اختیار کی اور اسلام میں عظیم مجتہد بنے.... (بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی ص ۵)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ

بعض حاسدوں نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی سخت مار پیٹ کی، خلیفۂ وقت سزا دینا چاہتا تھا، آپ نے سواری پر سوار ہو کر شہر میں اعلان کیا، میں نے ان سب کو معاف کیا، کسی کو سزا دینے کا کوئی حق نہیں۔

زبیدہ خاتون کی سو باندیاں

ابن خلکان نے بیان کیا کہ زبیدہ خاتون اہلیہ خلیفہ ہارون رشید کی سو باندیاں تھیں، سب کی سب پورے قرآن کریم کی حافظہ تھیں.... ان کے علاوہ بعض باندیوں کو کچھ کچھ حصہ حفظ تھا.... اور بعض باندیاں ان پڑھ بھی تھیں.... شاہی محل میں حافظہ باندیوں کی تلاوت کی آواز شہد کی مکھی کی بھنک کی طرح سنائی دیا کرتی تھی.... اور ہر باندی روزانہ تین پارے باقاعدگی سے تلاوت کرتی تھی.... (البدایہ والنہایہ جلد ۱۰ ص ۲۸۳) تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے "مثالی خواتین"

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گریہ وزاری

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بہت بڑے تاجر، فقہ حنفی کے بانی، سینکڑوں تلامذہ کے استاد اور ہزاروں انسانوں کے مرجع تھے لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی ان کی عبادت اور عمل کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی.... عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے ابوحنیفہؒ سے زیادہ کوئی پارسا نہیں دیکھا.... اسد بن عمرؒ کا قول ہے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے.... ان کے گریہ وزاری کی آواز سن کر پڑوسیوں کو رحم آنے لگتا تھا ان کا یہ بھی قول ہے کہ یہ روایت محفوظ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے جس مقام پر وفات پائی وہاں سات ہزار کلام مجید ختم کئے تھے.... (تحفہ حفاظ)

امام شافعی رحمہ اللہ کی متاثر کن تلاوت

امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور بزرگ حضرت ربیع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ آپ روزانہ ایک قرآن پاک رات میں تلاوت فرما لیا کرتے تھے اور آپ کی تلاوت اتنی متاثر کن ہوتی تھی کہ سننے والے اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے.... ابن نصرؒ کہتے ہیں کہ جب کبھی ہم (اپنی قلبی قساوت دور کرنے کے لئے) رونا چاہتے تھے تو آپس میں کہتے تھے کہ چلو اس نوجوان (امام شافعیؒ) کے پاس چلتے ہیں.... آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے تلاوت کی درخواست کرتے، جب آپ تلاوت شروع فرماتے اس وقت ہم لوگوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ ان کے سامنے گرے جاتے تھے اور رونے کی آواز بلند ہونے لگتی تھی.... امام صاحب ہمارا یہ حال دیکھ کر تلاوت سے رک جاتے تھے.... (تحفہ حفاظ)

مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ کی خشیت کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''احاطۂ دار العلوم میں بیتے ہوئے دن'' میں اپنے اساتذہ کا تذکرہ کیا ہے ان اساتذہ میں حضرت مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ بھی شامل ہیں ان کی تلاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں....

''وہ قرآن کے حافظ تھے' میں نے سنا ہے کہ مغرب کے بعد اوابین والی نماز میں آٹھ پارے روزانہ پڑھنے کے ملتزم تھے اپنی مسجد میں امامت خود کرتے تھے' ان کی قرأت پر ایک سیدھے سادے ہندوستان کے قصباتی مسلمان کے لب ولہجہ کا رنگ غالب تھا' اگرچہ اصولاً تجوید کے ہر قاعدے کی پوری رعایت کی جاتی تھی بلکہ شاید تجویدی اصولوں کے مطابق قرأت کی عادت ہوگئی تھی لیکن مصنوعی قرأت سے دور کا سروکار بھی ان کی یہ قرأت نہیں رکھتی تھی.... کبھی کبھی کسی کسی وقت کی نماز پڑھ لینے کی سعادت اس کور بخت کو بھی اللہ کے اس ولی کے پیچھے میسر آجاتی تھی یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا شبیر احمد (عثمانیؒ) مرحوم پر صوفیانہ مشاغل کا غلبہ تھا' مفتی صاحب کی مسجد کے حجرے میں وہ چلہ کش تھے فقیر بھی تراویح کے وقت حاضر ہوجاتا اور چند ٹوٹے پھوٹے سننے والے مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوجاتا' ایسا کیوں کرتا تھا' نہ قرأت ہی میں کان کو کوئی خاص لذت ملتی تھی نہ کچھ اور تھا' لیکن دل یہی کہتا تھا کہ شاید زندگی میں پھر ایسے سیدھے سادے لہجے میں قرآن سننے کا موقع نہ ملے گا اور دل کا یہ فیصلہ صحیح تھا نمازیوں میں مولانا شبیر احمد بھی شریک رہتے تھے اسی زمانے میں ایک دفعہ جو واقعہ پیش آیا اب بھی جب اسے سوچتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں' دل کانپنے لگتا ہے.... مفتی صاحب قبلہ حسب دستور وہی اپنی نرم نرم سب روآواز میں قرآن پڑھتے چلے جاتے تھے اسی سلسلہ میں قرآنی آیت....

وبرزو الله الواحد القهار

''اور لوگ کھل کر اللہ کے سامنے آگئے جو اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے''....

پر پہنچے' نہیں کہہ سکتا کہ مفتی صاحب خود کس حال میں تھے' کان میں قرآن کے یہ الفاظ پہنچے اور کچھ ایسا معلوم ہوا کہ کائنات کا سارا حجاب سامنے سے اچانک ہٹ گیا اور انسانیت کھل

کر اپنے وجود کے آخری سرچشمے کے سامنے کھڑی ہے، گویا جو کچھ قرآن میں کہا گیا تھا محسوس ہوا کہ وہ آنکھوں کے سامنے ہے اپنے آپ کو اس حال میں پا رہا تھا.... شاید خیال یہی تھا کہ غالباً میرا یہ ذاتی حال ہے، مگر پتہ چلا کہ میرے اغل بغل جو نمازی کھڑے ہوئے تھے ان پر بھی کچھ اسی قسم کی کیفیت طاری تھی، مولانا شبیر احمدؒ کی بے ساختہ چیخ نکل پڑی.... یاد آ رہا ہے کہ چیخ کر غالباً وہ تو گر پڑے دوسرے نمازی بھی لرزہ براندام تھے، چیخ و پکار کا ہنگامہ ان میں بھی برپا تھا لیکن مفتی صاحب کو وہ وقار بنے ہوئے امام کی جگہ اسی طرح کھڑے تھے جدید کیفیت ان پر جو تھی وہ صرف یہی تھی کہ خلاف دستور بار بار اس آیت کو مسلسل دہراتے چلے جاتے تھے جیسے جیسے دہراتے، نمازیوں کی حالت غیر ہوتی تھی آخر صف درہم برہم ہو گئی، کوئی ادھر گرا ہوا تھا کوئی ادھر پڑا ہوا تھا آہ آہ کی آواز مولانا شبیر احمدؒ کی زبان سے نکل رہی تھی، صف پر ایک طرف وہ بھی پڑے ہوئے تھے.... کچھ دیر کے بعد لوگ اپنے آپ میں واپس ہوئے، تازہ وضو کر کے پھر نئے سرے سے صف میں شریک ہوئے، جہاں تک خیال آتا ہے مفتی صاحب دارو گیر، چیخ و پکار، صیحہ اور نعرہ کے ان تمام ہنگاموں میں اپنی جگہ کھڑے ہوئے اس آیت کریمہ کی تلاوت میں مشغول رہے جب دوبارہ صف بندی ہوئی تب پھر آگے بڑھے.... (احاطہ دارالعلوم ص ۱۹۰)

امام شافعی رحمہ اللہ

امام شافعیؒ نے ایک ماہ میں قرآن حفظ کیا اور ہر روز ایک ختم کرتے تھے.... نیز رات کو تراویح میں پورا قرآن پڑھا کرتے تھے.... (ظفر المحصلین باحوال المصنفین صفحہ ۲۸۵)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ

جب ابن حجر پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئے تو سورہ مریم ایک دن میں حفظ کر کے لوگوں کو متحیر کر دیا.... صرف نو سال کی عمر میں حافظ قرآن ہو گئے.... ۷۸۴ھ میں گیارہ سال کی عمر میں مسجد حرام میں تراویح میں پورا کلام مجید سنایا.... خود فرماتے ہیں کہ "میں نے اسی سال لوگوں کو تراویح پڑھائی"۔ (ظفر المحصلین ص ۱۷۷ تا ۱۷۹)

حضرت قاری رحیم بخش قدس سرہٗ کے دادا کا عجیب واقعہ

مجدد القراآت حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب قدس سرہٗ کے دادا کا ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے کنوئیں پر سویا کرتے تھے..... اور رات کو سوتے سوتے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے رہتے تھے..... کئی بار چور بیل وغیرہ چوری کرنے کے لیے آئے مگر جب حافظ جی کو تلاوت قرآن کرتے سنتے تو لوٹ جاتے..... کہ حافظ صاحبؒ تو جاگ رہے ہیں..... کئی دن ایسے گزر گئے تو ایک روز چور دن کے وقت حافظ جیؒ کے پاس آئے اور کہا..... حافظ جیؒ! آپ ساری رات قرآن پڑھتے رہتے ہیں..... سوتے نہیں ہیں..... آخر آپ کس وقت سوتے ہیں؟ حافظ جیؒ نے پوچھا بات کیا ہے..... کہنے لگے ہم کئی دفعہ چوری کرنے آئے مگر آپ کو بیدار پا کر باز رہتے رہے..... حافظ رحم علیؒ صاحب فرمانے لگے کہ بھائی اب تک تو میں سویا کرتا تھا اور سونے ہی کی حالت میں تلاوت کیا کرتا تھا البتہ اب اصل واقعہ معلوم ہو جانے کے بعد نہیں سویا کروں گا..... اور جاگتا رہا کروں گا.....

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سحر آفریں تلاوت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ منبر پر تشریف فرما ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ، میں نے عرض کیا آپ کو سناؤں اور آپ پر ہی تو اتارا گیا ہے؟ فرمایا گیا مجھے یہ بات محبوب ہے کہ قرآن پاک اپنے علاوہ اور کسی سے سنوں تو میں نے سورۃ نساء شروع کر دی حتیٰ کہ اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لائیں گے) تو آپ نے فرمایا بس کرو، میں نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو جاری تھے..... (صحیح بخاری ومسلم)

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی عجیب تلاوت

حضرت قاضی مجاہد الحسینی رحمہ اللہ نے لکھا ہے

”آپ خطاب عام کے لئے کھڑے ہوئے، مجمع گوش برآواز فضا میں لحن حجازی رقص کرنے لگا سامعین نے دل تھام لئے، شجر و حجر نے سرگوشیاں چھوڑ دیں اور کائنات دم بخود ہو گئی.... مکہ کے پہاڑوں، مدینہ کی گلیوں اور طائف کے بازاروں کا منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا! پندرہ منٹ اور بعض دفعہ نصف گھنٹہ کی تلاوت قرآن مجید کے بعد شاہ جی جب ”صدق اللہ“ کہہ کر سحر طرازیوں کا سلسلہ ختم کرتے تو سامعین کے دل و دماغ پر کیف و مستی چھا گئی ہوتی اور یوں محسوس ہوتا کہ آسمان سے حور و ملائک مجمع پر رحمتوں کے پھول برسا کر جلسہ گاہ کو مشام جان بنا گئے ہیں اور آب کوثر سے ہر آنکھ پرنم کر گئے ہیں، سامعین کا جی چاہتا کہ شاہ جی آج صرف قرآن پڑھ کر ہی سناتے رہیں.... یہ اشتیاق اور تقاضا صرف مسلم سامعین کا نہ ہوتا بلکہ غیر مسلموں کی بھی یہی کیفیت ہوتی.... ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندو کا بیان ہے کہ میں دور دراز کا سفر کر کے صرف شاہ جی کی تلاوت قرآن سننے کے لئے مختلف جلسوں میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کیا کرتا تھا....

قرآن حکیم کے بارے میں کبھی کفار کہا کرتے تھے کہ یہ کسی بڑے جادوگر کی سحر طرازی ہے، نعوذ باللہ بیسویں صدی میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تلاوت قرآن سن کر کہا جا سکتا ہے.... ان هذا الا ساحر عظیم

یہ ایک بہت بڑا جادوگر ہے (امیر شریعت نمبر ماہنامہ نقیب ختم نبوت ص ۱۸۳)

تعلیم اعتدال کا عجیب واقعہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے نکلے تو اچانک ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جو نماز تہجد میں بہت پست آواز سے قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ بہت بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے.... صبح کو جب یہ

دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی میں اکٹھے ہوئے تو فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ! میں رات آپ کے پاس سے گزرا تب آپ بہت پست آواز سے تہجد میں قرآن شریف پڑھ رہے تھے تو عرض کیا یارسول اللہ! میں اس ذات کو سنا رہا تھا جس سے میں شرف مناجات وہم کلامی حاصل کر رہا تھا (اور وہ ذات آہستہ آواز کو بھی سنتی ہے) عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا! میں آپ کے پاس سے گزرا تھا تو آپ بہت بلند آواز سے نماز میں تلاوت کر رہے تھے عرض کیا یارسول اللہ! میں اونگھنے والے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو دفعہ کر رہا تھا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں حضرات کو ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ تو اپنی آواز تھوڑی بلند کر دو اور عمر رضی اللہ عنہ! تم اپنی آواز قدرے پست کر دو.... (ابوداؤد ترمذی)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا عجیب واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۶ ھ میں اسلام لائے آپ سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام میں داخل ہو چکی تھیں.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے.... وہ یہ کہ ایک روز کفار کی مجلس منعقد ہوئی جس میں یہ سوال اٹھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کون قتل کر سکتا ہے؟ عمر نے کہا کہ یہ کام میں انجام دوں گا یہ کہہ کر تلوار اٹھائی اور چل دیئے.... راہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ملے.... دریافت کیا عمر (رضی اللہ عنہ) کے ہاں جا رہے ہو.... کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کی فکر میں ہوں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا بنو ہاشم بنو زہرہ بنو عبد مناف تم کو اس کے بدلہ میں قتل کر دیں گے اس جملہ کو سن کر غصہ آ گیا.... اور فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بد دین یعنی مسلمان ہے آ پہلے تجھ کو ختم کر دوں.... یہ کہہ کہ تلوار کھینچ لی.... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر کہ ہاں میں مسلمان ہوں تلوار نکالی.... ایک دوسرے پر حملہ ہونے ہی کو تھا کہ حضرت سعد بولے عمر پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو.... تیری بہن اور بہنوئی دونوں اسلام قبول کر چکے.... یہ سن کر طیش میں آ گئے اور فوراً اپنی بہن کے گھر گئے دیکھا کواڑ

بند ہیں.... اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ ان دونوں میاں بیوی کو قرآن پڑھا رہے ہیں.... آواز سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ تو مکان ہی میں چھپ گئے.... وہ صحیفہ جس پر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں جلدی میں باہر رہ گیا.... بہن نے کواڑ کھولے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے پوری قوت سے، بہن کے سر پر دے مارا خون بہنے لگا فرمایا.... اپنی جان کی دشمن تو بھی بد دین ہو گئی.... اندر گھر میں آ کر دریافت کیا کیا کر رہے تھے.... یہ آواز کیسی تھی؟ کس کی تھی؟ بہنوئی نے کہا آپس میں بات چیت کر رہے تھے.... فرمایا اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا.... بہنوئی نے کہا اگر وہ دین برحق ہو تو کیا حرج ہے.... یہ سننا تھا کہ ان پر بے تحاشا ٹوٹ پڑے اور زمین پر گرا کر خوب مارا.... بہن نے آگے بڑھ کر بچانے کی کوشش کی تو اس کے منہ پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ خون نکل آیا یہ بھی آخر کار عمر کی بہن تھی.... کہنے لگی عمر کیا ہم کو اس وجہ سے مارا جاتا ہے کہ ہم اسلام لے آئے.... یقیناً ہم اسلام لے آئے جو تم سے ہو سکے وہ کر لو.... اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر اس صحیفہ قرآن پر پڑ گئی جو باہر ہی رکھا تھا.... کہنے لگے مجھے بھی دکھلاؤ اس میں کیا لکھا ہے.... بہن نے کہا تم ناپاک ہو اور ناپاک آدمی اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت اصرار کیا مگر بہن نے بغیر وضو اور غسل کے وہ صحیفہ ہاتھ میں نہیں دیا.... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور صحیفہ اٹھایا تو اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ.... تک پڑھا کہ حالت بدل گئی فرمانے لگے مجھے بھی دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے چلو یہ بات سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ اندر سے نکلے اور فرمایا: اے عمر کل شب پنجشنبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی تھی اے اللہ! عمر اور ابو جہل میں جو تجھے زیادہ پسند ہو اس کو اسلام کی توفیق عطا فرما.... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا آپ کے حق میں قبول ہو گئی.... اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ دربار نبوی میں پہنچے اور جمعہ کے دن صبح کو اسلام لائے.... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے.... کہ عمر کا اسلام لانا مسلمانوں کی فتح تھی.... اور ان کی ہجرت مسلمانوں کی مدد تھی.... اور ان کی خلافت رحمت.... (تاریخ مشائخ چشت)

قسم پوری کرنے کا عجیب واقعہ

امام شافعی کے زمانے میں ایک شخص کے اولاد نہیں ہوتی تھی، بڑی عمر میں جا کر لڑکی پیدا ہوئی فرط سرور میں یہ قسم کھا بیٹھا کہ میں اسے دونوں جہاں کی دولت دوں گا..... کہنے کو تو کہہ دیا مگر جب وقت قریب آیا تو نہایت فکر پیدا ہوا کہ میں کیا اور میری ہستی کیا، دو جہاں کی دولت میں کس طرح اپنی لڑکی کو دے سکتا ہوں، ایسی پریشانی میں ہر ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں کیا کروں اور کس طرح اپنی قسم سے بری ہو سکتا ہوں لیکن کہیں سے جواب نہ ملا، جب امام شافعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے سن کر فرمایا کہ تیری قسم کا نہایت سہل علاج ہے...اے شخص! اپنی دختر کو قرآن مجید کی تعلیم دے پھر رخصتی کے وقت قرآن مجید اس کی بغل میں دے کر وداع کر دے قسم ہے اللہ کی! تو نے دونوں جہاں کی دولت اپنی بیٹی کو جہیز میں دی اور تو قسم سے بری ہوا... (احسن المواعظ)

امام شاطبی رحمہ اللہ کی عجیب کرامت

امام ابوالقاسم شاطبیؒ فجر کی نماز کے بعد جب طلبہ کو پڑھانے کے لیے بیٹھتے تو طلبہ آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرتے.... پس آپ انتظام کے پیش نظر یہ امر فرما دیا کرتے "مَنْ جَاءَ اَوَّلًا فَلْيَقْرَا" پس جو پہلے آئے وہی پہلے پڑھے اور آپ اسی ترتیب سے سب کو پڑھاتے.... ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حسب دستور ایک طالب علم (جو پہلے آیا تھا) پڑھنے کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے جلدی سے فرمایا "مَنْ جَاءَ ثَانِيًا فَلْيَقْرَا" جو دوسرے نمبر پر آیا ہے وہ پڑھے چنانچہ اس نے پڑھنا شروع کیا اور پہلا متفکر ہوا کہ مجھ سے ایسا کونسا گناہ سرزد ہوا ہے کہ اس کی پاداش میں مجھے سبق سے محروم کیا جا رہا ہے! فوراً اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس رات میں یہ جنبی ہو گیا تھا اور اپنی باری کے حرص میں بلا غسل کیے آ گیا تھا ہو نہ ہو حضرت نے اسی وجہ سے مجھے موخر فرمایا.... چنانچہ اس طالب علم نے قریب والے حمام میں غسل کیا اور دوسرے نمبر پر آنے والے طالب علم کے فارغ ہونے سے پیشتر ہی واپس آ کر خاموشی کے ساتھ بیٹھ گیا حضرت شیخ نے اس سے فارغ ہونے کے بعد از خود فرمایا "مَنْ جَاءَ اَوَّلًا فَلْيَقْرَا" حالانکہ آپ پیدائشی نابینا تھے فَلِلّٰهِ دَرُّهٗ

خدمت کی برکت کا عجیب واقعہ

والد گرامی مجدد القرأت حضرت قاری رحیم بخش صاحب قدس سرہٗ کی والدہ مرحومہ نے آپ کے شیخ حضرت قاری فتح محمد صاحب قدس سرہٗ کی بیحد خدمت کی.... حضرت والاؒ بذات خود بارہا اس کا تذکرہ یوں فرمایا کرتے کہ میری والدہ نے میرے شیخ حضرت قاری صاحب کی بہت خدمت کی اور آپکو بھائی جی کہا کرتی تھیں ....آپ سے بہت عقیدت رکھتی تھیں .... روزانہ حضرت والاؒ کا کھانا گھر سے پکا کر (دو اڑھائی میل سے) مدرسہ لے جاتیں....کھانا وافر مقدار میں ہوتا حضرت والاؒ فرماتے کھانا میری ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے اس قدر کیوں لاتی ہو....

بھائی جو اگر آپ کے مہمان آئے ہوئے ہوں یا کھانے کے وقت آ جائیں تو پھر کھانے کا انتظام کیسے ہوگا آپ کو تکلیف ہوگی میں نہیں چاہتی کہ آپ کو تکلیف ہو اگر کھانا آپ سے بچ جائے گا تو طلبہ کھالیں گے ایک مرتبہ حضرت والاؒ اور میری والدہ دونوں آپس میں باتیں فرما رہے تھے۔

حضرت والا نے میری والدہ سے فرمایا کہ ایک طالب علم تھا اس نے استاد کی بہت خدمت کی....لیکن وہ جسوقت فارغ ہوگیا تو اس نے کہا کہ استاذ جی مجھے تو کچھ آتا ہی نہیں اب میں لوگوں کو کیا بتاؤں گا استاد نے فرمایا جاؤ ان شاء اللہ بہت برکت ہوگی دور بیٹھا میں بھی یہ گفتگو سن رہا تھا میں نے جی میں کہا....

بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ نہ آئے پھر بھی سب کچھ آئے....لیکن یہی قصہ میرے ساتھ ہوا میں نے علم قرا آت تجوید با قاعدہ تو پڑھا نہیں تھا....

صرف روایت قالون، ورش، دورکوع اور کچھ حصہ تیسیر کا حضرت والا سے پڑھا باقی میری والدہ کی خدمت کی برکت سے پورا علم تجوید مجھے آ گیا جس کتاب کو بھی کھولتا تھا بحمداللہ وہی بکمال و تمام میری سمجھ میں آ جاتی تھی....اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج میں نے بحمدہٖ تعالیٰ اس فن تجوید و قرا آت میں کئی کتب تصنیف کیں....(تذکرۃ الشیخین)

ایک نابینا کی تلاوت کا عجیب واقعہ

عرصہ دراز سے شیخ ابوالمعاویہ الاسود یمانی طرطوسوی رحمہ اللہ کی آنکھوں کی بصارت جاتی رہی تھی مگر نصیر بن الفرح اسلمی خادم شیخ و نیز ابوزاہیریہ کا بیان ہے میں طرطوس میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ ان کے حجرے میں قرآن مجید لٹکا ہوا ہے دل میں خیال آیا کہ یہ نابینا اور آنکھوں سے معذور ہیں قرآن مجید رکھنے کی ضرورت ہی کیا پڑتی ہوگی.... میں نے کہا کہ حضرت آپ تو مکفوف البصر ہیں یہ قرآن مجید کیوں رکھا ہوا ہے؟ فرمایا کہ یہ ایک راز ہے جب تک زندہ رہوں کسی پر ظاہر نہ کرنا میں نے وعدہ کرلیا آپ نے فرمایا کہ جب مصحف شریف لے کر بیٹھتا ہوں تو آنکھوں کی روشنی کھل جاتی ہے....اور جب تک میں پڑھتا رہتا ہوں تو آنکھوں کی روشنی بحال رہتی ہے....اور جب کلام پاک بند کردیتا ہوں تو پھر بدستور نابینا ہوجاتا ہوں یہ سلسلہ جاری ہے اس لئے مصحف رکھ لیا ہے....(اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے)

شہزادے کے حفظ قرآن کا عجیب واقعہ

ایک دفعہ ۲۶ رمضان کی شب کو محمود بیگڑا علماء و صلحاء کی صحبت میں بیٹھا تھا قرآن مجید کے پڑھنے کی عظمت کا ذکر تھا....ایک بزرگ نے کہا کہ قیامت کے دن نزول آفتاب کی شدت سے سب لوگ پریشان ہوں گے مگر جو شخص حافظ کلام ربانی ہوگا اسکی سات پشت تک اسلاف نور رحمت کے چتر کے زیر سایہ ہوں گے حرارت ان پر اثر نہ کرے گی سلطان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ "ہمارے بیٹوں میں سے کوئی اس سعادت کو نہ پہنچا....کہ میں بھی اس کرامت کا امیدوار ہوتا" اس مجلس میں خلیل خاں بھی موجود تھے اور سلطان کی بات سن رہے تھے عید کے بعد وہ بروڈہ چلے گئے جو ان کی جاگیر تھی اور حفظ کلام اللہ میں مشغول ہوگئے اس کثرت سے حفظ کیا کہ آنکھوں میں سرخی آگئی طبیب نے کہا کہ شب بیداری اور زیادہ تلاوت سے یہ چیز پیدا ہوئی ہے چند روز تلاوت کم کرکے آرام فرمائیں تو یہ سرخی زائل ہوجائے گی خلیل خاں نے کہا....

. آنکھیں سرخ ہوگئیں تو کیا مضائقہ ہے یہ تو دنیا وآخرت کی سرخروئی دلوائیں گی ....میں تو اپنی پڑھائی میں کمی نہیں کرسکتا غرض اس سعی واہتمام سے ایک سال چند ماہ میں پورا قرآن ختم کرلیا رمضان سے پہلے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ حکم ہو تو میں تراویح میں قرآن سناؤں سلطان نے تعجب سے پوچھا کہ تم کب حافظ ہو گئے؟ تو شہزادے نے دوسال قبل کا واقعہ دہرایا....اور کہا اسی وقت سے یہ کام شروع کردیا تھا....سلطان یہ سن کر بے انتہا خوش ہوا....

خلیل خاں نے چاندرات کو شروع کیا اور اسی روز پورا قرآن شریف سنادیا....اسی طرح دوسرے اور تیسرے روز پورا پورا قرآن شریف سناتا گیا یہاں تک کہ سولہ تراویح میں سولہ ختم کیے سلطان ہر روز قرآن شریف سنتا رہا....سولہویں روز گلے سے لگا کر شہزادے کے چشم پیشانی کو بوسہ دیا اور بڑی دیر تک دعائیں دیں پھر کہا خلیل خاں کا کیسے شکریہ ادا کروں اور کیا بدلہ دوں کہ اس نے مجھے اور میرے اسلاف کو روز قیامت کی تمازت سے بچالیا یہ کہہ کر خلیل خاں کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھادیا اور خود دوسری جگہ جا بیٹھا....(تذکرہ قاریان ہند)

قرآن کی برکت کا عجیب واقعہ

امام نافع مدنیؒ جو قراء عشرہ میں سے اول قاری ہیں....جب آپ قرآن پڑھتے یا بات کرتے تو منہ سے مشک اور کستوری کی خوشبو آتی تھی کسی نے دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! جب آپ لوگوں کو پڑھانے بیٹھتے ہیں تو خوشبو لگا کر بیٹھتے ہیں فرمایا خوشبو کا استعمال تو کیا کرتا میں تو اس کے قریب بھی نہیں جاتا بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا میرے منہ سے منہ ملا کر قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اسی وقت سے میرے منہ سے خوشبو آتی ہے، سبحان اللہ کیا عظیم الشان انعام ہے جس کے مقابلے میں ہفت اقلیم کی سلطنت بھی گرد ہے، سبحان اللہ! آپ نے ستر سال سے زیادہ مسجد نبوی میں قرآن پاک کی تعلیم دی اور امامت فرمائی....(تحفہ حفاظ)

فاتحہ سے علاج کا عجیب واقعہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم تیس اشخاص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنگ میں روانہ فرمایا، ہم نے راستے میں ایک عرب قوم (یہودیوں کے ایک قبیلے) کے پاس قیام کیا اور ان سے مہمان نوازی کا مطالبہ کیا مگر انہوں نے مہمان نوازی سے انکار کیا (کچھ ہی دیر کے بعد) ان کے سردار قبیلہ کو بچھو نے ڈس لیا (یہودیوں نے ہر قسم کا علاج کیا اور جھاڑ پھونک کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا)....تو وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو بچھو کے ڈسے ہوئے آدمی کو جھاڑ پھونک کردے....کہنے لگے کہ ہم آپ کو تیس بکریاں دے دیں گے کہ میں نے انکے سردار پر سات مرتبہ سورت اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یعنی سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا (اس طرح پر کہ ہر سورہ فاتحہ پڑھ کر منہ میں تھوک اکٹھا کر کے بچھو کی کاٹی ہوئی جگہ پر تھوکتے جاتے تھے....اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت عطا فرمائی....) جب ہم نے تیس بکریاں وصول کرلیں تو ہمارے دلوں میں ان کے متعلق کچھ خدشہ اور شبہ پیدا ہوا کہ نہ معلوم شرعاً یہ عطیہ جائز بھی ہے کہ نہیں؟ لہٰذا ہم ان کی تقسیم سے رکے رہے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ پورا قصہ ذکر کیا، ارشاد فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ رقیہ (ایک قسم کا علاج) ہے لہٰذا اس عطیہ کو آپس میں باہم تقسیم کرو اور اس میں میرا حصہ بھی لگاؤ (یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی طمانیت اور دلداری کیلئے ارشاد فرمایا) (بخاری و مسلم)

زہر کے بے اثر ہونے کا عجیب واقعہ

ابو مسلم خولانی ؒ کی ایک لونڈی تھی جوان سے بغض وعداوت رکھتی تھی اور ان کو زہر پلاتی تھی لیکن وہ ان پر کچھ اثر نہ کرتا تھا جب اس طرح ایک عرصہ گزر گیا تو اس لونڈی نے ابو مسلم سے کہا کہ میں نے تمہیں زمانہ دراز تک زہر پلایا مگر وہ تم پر اثر انداز نہیں ہوا....ابو مسلم نے اس سے کہا کہ تو یہ کیوں کرتی رہی ہے؟ اس نے یہ کہا کہ تم بہت بوڑھے ہوگئے ہو....ابو مسلم نے اس سے کہا کہ زہر کے اثر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے میں کھانے اور پینے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہوں....پھر انہوں نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا....(انوار محبوبی ص ۶۲، ۶۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب واقعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک مرتبہ صدقۃ الفطر کے غلہ کی نگہداشت کے لئے مقرر فرمایا، رات کو ایک شخص آیا اور اس غلہ میں سے لپیں بھر بھر کر اٹھانے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا.... کہنے لگا کہ میں محتاج ہوں، عیال دار ہوں مجھے غلہ کی شدید ضرورت ہے.... اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوہریرہ! رات تمہارے قیدی کے ساتھ کیا معاملہ گذرا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے اپنی شدید ضرورت اور عیالداری کا عذر پیش کیا جس پر میں نے ترس کھا کر اس کو چھوڑ دیا، فرمایا سنو! اس نے تمہارے سامنے کذب بیانی کی ہے اور آج رات وہ پھر آئے گا.... مجھے یقین ہو گیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں تو وہ آج رات بھی دوبارہ ضرور آئے گا لہٰذا میں اس کی تاڑ میں بیٹھ گیا... اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ واقعی وہی شخص دوبارہ آ گیا اور حسب سابق لپیں بھرنے لگا میں نے اسکو گرفتار کر لیا اور کہا کہ تیرا معاملہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار عالی میں پیش کروں گا کہنے لگا کہ اب کی بار مجھے پھر چھوڑ دو کیونکہ میں ضرورت مند مفلس عیال دار ہوں اور اب لوٹ کر نہیں آؤں گا.... مجھے پھر ترس آ گیا اور اسکو چھوڑ دیا.... صبح ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر مجھ سے دریافت فرمایا۔

ابوہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا اس نے اپنی سخت حاجتمندی اور کنبہ کے اخراجات کا شکوہ کیا جس پر ترس کھا کر میں نے پھر اس کو چھوڑ دیا فرمایا سنو! اس نے تم سے غلط بیانی کی اور وہ سہ بارہ پھر آئے گا.... مجھے پھر یقین ہو گیا کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سہ بارہ آنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اس لئے وہ ضرور لوٹ کے آئے گا.... چنانچہ میں پھر اس کی تاک میں بیٹھ گیا اتنے میں واقعی وہ پھر آ گیا اور آ کر اسی طریقہ سے غلہ میں سے لپیں بھرنے لگا.... میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ اس مرتبہ تو میں ضرور صبح کو تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کروں گا، تو تین

مرتبہ چوری کر چکا ہے اور ہر دفعہ کہتا ہے کہ اب نہیں آؤں گا.... اور پھر آ جاتا ہے اب معافی کی کوئی صورت و گنجائش نہیں ہے.... اس پر وہ کہنے لگا کہ مجھے چھوڑ دو میں آپ کو چند ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ کو نفع پہنچائیں گے.... وہ یہ کہ جب آپ بستر پر لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ..... آخر تک پڑھ لیا کرو، صبح تک آپ کے اوپر من جانب اللہ ایک محافظ اور پہریدار مقرر ہو جائے گا.... اور شیطان تمہارے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گا، اس کے شکریہ میں میں نے اس کو پھر چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی سوال فرمایا.... ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کے معاملہ کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو چند ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ کو نفع پہنچائیں گے.... اس لئے میں نے اس کو معاف کر دیا.... فرمایا سنو! ہے تو وہ بڑا جھوٹا مگر اس کلام میں اس نے تمہارے سامنے سچائی کا مظاہرہ کیا ہے، واقعی یہ کلمات ایسے ہیں جیسے اس نے بیان کیا اور تمہیں معلوم بھی ہے کہ تین راتوں سے تم کس سے مخاطب رہے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں! فرمایا یہ ابلیس لعین شیطان ہے جو مسلسل تین راتوں سے برابر غلہ میں سے چرانے کے لئے آ رہا ہے.... (صحیح بخاری)

ایک عبرتناک عجیب واقعہ

ایک صاحب نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد شادی کی اور کچھ عرصہ بعد کسی بیرون ملک ملازمت کیلئے چلے گئے.... اکثر ایسا ہوتا کہ سال بعد خود گھر آ جاتے یا بعض اوقات بیوی بچوں کو اپنے پاس بلوا لیتے.... اللہ تعالیٰ نے دنیا کے ساتھ دین کی سمجھ بھی دی تھی.... ان کی کوشش ہوتی کہ بیرون ممالک میں بھی ایسی جگہ رہائش رکھی جائے جو مسجد کے قریب ہو ایک مرتبہ دوران رہائش مسجد قریب نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھے اور مقامی حکومت کی طرف سے مسجد بنانے کی اجازت بھی نہ تھی انہوں نے ایک پرانا کنٹینر لیکر اسی میں صفیں بچھالیں اور دیگر مقامی مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز کا اہتمام کر لیا.... بعد میں اسی کنٹینر کی جگہ مسجد بن گئی اکثر حج و عمرہ پر بھی جاتے اور بعض اوقات بچوں کو بھی حج پر ساتھ لے جاتے....

تقریباً ساٹھ برس کے بعد ریٹائرڈ ہو کر مستقل طور پر پاکستان آ گئے اور اپنے ہمراہ خوب

مال ودولت لے آئے، تمام بچے والدہ کی نگرانی میں دنیا کی اعلیٰ تعلیم سے تو آراستہ تھے لیکن ان کی دینی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بچوں نے اپنے والد کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ان کی زندگی کا یہ بھیانک پہلو ہم میں سے ہر شخص کیلئے تازیانہ عبرت ہے اور خاص طور پر ان لوگوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے جو زیادہ کمانے کے لالچ میں اپنی بیوی اور بچوں کو اکیلا چھوڑ کر بیرون ممالک چلے جاتے ہیں.... بچوں کی دینی تعلیم وتربیت جو کہ والدین کے ذمہ شرعی واخلاقی فریضہ ہے جب اس میں کوتاہی کی جاتی ہے اور اس طرف توجہ نہیں دی جاتی تو پھر اللہ تعالیٰ اسی اولاد کو والدین کیلئے کس طرح وبال جان بنادیتے ہیں اس کی جھلک صاحب واقعہ کی داستان میں عیاں ہے....

ساٹھ برس کی مسلسل محنت سے خوب دولت کما کر واپس آئے.... دوران ملازمت بھی کئی پلاٹ اور مکانات خریدے جس کوٹھی میں رہائش تھی وہ پہلے ہی اپنی بیوی کے نام کردی....

بیوی بچے وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات کیلئے پیسے مانگتے اور یہ ہزاروں روپے دیدیتے.... بچوں کو مختلف کاروبار بھی شروع کرادیئے لیکن ناکامی ہوئی.... بیوی بچوں کو پیسے دے دیکر جب یہ تھک گئے اور مزید رقم دینے سے انکار کیا تو ایک دن بیوی نے اپنے ایک لڑکے کے ساتھ مل کر پروگرام بنایا اور موقع ملتے ہی خاوند کو رسیوں سے باندھا اور منہ پر پٹی' زبردستی جیب سے خزانہ کی چابیاں نکال لیں اور سیف کھول کر تمام سونا ودیگر نقدی اور ضروری کاغذات اٹھا لئے اور انہیں فارغ کرکے گھر سے نکال دیا' چونکہ گھر بیوی کے نام تھا.... اس لئے یہ خاموشی سے اپنی ایک شادی شدہ بیٹی کے پاس چلے گئے.... بیٹی نے بھی اپنے پاس اسلئے رہائش دی کہ والد کے پاس جو کچھ مال بچا ہوا ہے اسے ہتھیا لیا جائے.... اپنے گھر کی ضروریات بتا بتا کر لاکھوں روپے خرچ کرادیئے.... دوسری بیٹی نے یہ حال دیکھا تو وہ بھی خاموش نہ رہ سکی اس نے مطالبہ کرکے والد کو اپنے پاس ٹھہرالیا اور ہزاروں لاکھوں روپے گھر کی ضروریات کیلئے خرچ کراڈالے....

دوسرے بیٹے نے جب دیکھا کہ والد صاحب کو لوٹنے میں میری بہنیں مجھ سے سبقت لئے جارہی ہیں تو اس نے والد کو سمجھایا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے خدمت کا موقع دیں' شادی شدہ بیٹیوں کے گھر آپ کا رہنا مناسب نہیں.... بیٹے کی بات مان کر وہ اس کے پاس رہائش پذیر ہوگئے.... اس بیٹے کی رہائش علیحدہ تھی پہلے سے ایک مکان اس کی ملکیت کر چکے تھے.... اس بیٹے نے بھی ہزاروں روپے اے سی گیزر وغیرہ کی مد میں خرچ کرادیئے....

یوں والد کے پاس جو جمع پونجی تھی وہ بیٹیوں اور بیٹے نے خرچ کرادی....

اس عرصہ میں وہ بیٹا جس نے ماں کی مدد سے والد کو باندھا تھا وہ ایسی لاعلاج بیماری میں مبتلا ہوا کہ دنیا بھر کے ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ گئے.... اس کے دماغ میں کوئی ایسا درد اٹھا کہ دیکھنے والے تڑپ جاتے.... بدنصیب نوجوان بیٹے کی حالت دیکھ کر والد نے اس کی زیادتیوں کو فراموش کر دیا اور اس کے علاج پر لاکھوں روپے خرچ کئے لیکن تدبیر پر تقدیر ہی غالب رہی اور اسی کربناک حالت میں اس بیٹے کا عین جوانی ہی میں انتقال ہو گیا....

کچھ عرصہ بعد اہلیہ کو فالج ہوا تو اس کے علاج پر بھی بے دریغ روپے بہائے کہ اس نے میرے ساتھ جو کچھ کیا لیکن پھر بھی میری رفیقہ حیات ہے.... جب اہلیہ کی حالت کچھ درست ہوئی تو ان کے دل میں شدید تقاضہ ہوا کہ عمرہ کیلئے جانا چاہئے....

زندگی کے یہ نشیب و فراز دیکھ کر ویسے بھی دل دنیا سے اچاٹ ہو چکا تھا عمرہ پر جانے سے پہلے دوست احباب کو دعا کیلئے کہا اور خواہش ظاہر کی کہ اب جی چاہتا ہے کہ وہیں میرا انتقال ہو جائے اور اللہ تعالیٰ مجھے وہاں کی تدفین نصیب فرمادیں.... بالآخر عمرہ پر گئے تو کچھ دنوں کے بعد وہیں ان کا انتقال ہو گیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے....

ماشاء اللہ خود دیندار تھے اس لئے آخری سفر نہ صرف بخیر و عافیت ہوا بلکہ قابل رشک ہوا لیکن اولاد کی دینی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے اولاد نے والد کے ساتھ جو سلوک کیا یہ ہمارے لئے درس عبرت ہے....

شریعت کی ہدایات میں سے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ بندہ جہاں خود رہے بیوی بچوں کو بھی اپنے ہمراہ رکھے.... عورت چاہے جتنی دیندار اور ہوشیار ہو اکیلی اولاد کی تربیت نہیں کر سکتی.... بچے جس طرح ماں کی ممتا اور شفقت کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح وہ والد کی طرف سے نگرانی کے بھی شدید محتاج ہوتے ہیں....

اس لئے بزرگوں کی طرف سے بھی تاکید ہے کہ آدمی جہاں خود ہے اہل و عیال کو بھی اپنے ساتھ رکھے کہ کہیں فانی دنیا کمانے میں اصل پونجی جو اولاد ہے وہ نہ ہاتھ سے نکل جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد کی دینی تربیت کرنے اور اولاد کو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کی توفیق سے نوازیں آمین۔ (ماہنامہ محاسن اسلام ملتان)

ایک دولت مند کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں

میں نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ ان کے جاننے والوں میں ایک تاجر تھے.... ان کا ایک کاروبار کراچی میں تھا، ایک ممبئی میں، ایک سنگاپور میں اور ایک بنکاک میں تھا، کئی شہروں میں فیکٹریاں لگی ہوئی تھیں.... ایک بیٹا سنگاپور میں کام کر رہا ہے، ایک بنکاک میں کام کر رہا ہے، ایک ممبئی میں کام کر رہا ہے اور وہ خود کراچی میں کام کر رہے ہیں.. والد صاحب نے ایک دن ان سے پوچھا کہ آپ کی اپنے بیٹوں سے کب ملاقات ہوتی ہے؟ جواب میں کہنے لگے کہ میری اپنے بیٹے سے ملاقات کو اتنے سال ہو گئے ہیں.... گویا کہ ایک بیٹا اپنے کاروبار میں مگن ہے اور دوسرا بیٹا اپنے کاروبار میں مگن ہے اور باپ اپنے کاروبار میں مگن ہے سالہا سال سے باپ نے اپنے بیٹے کی شکل نہیں دیکھی اور بیٹے نے باپ کی شکل نہیں دیکھی اور پیسوں کی گنتی میں روز اضافہ ہو رہا ہے.... ارے بھائی! جن پیسوں کے نتیجے میں انسان کو اپنی اولاد سے، اپنے باپ سے ملنے کی نعمت نصیب نہ ہو، ایسا پیسہ کس کام کا؟.... (اصلاحی خطبات)

شادی سے محروم لڑکی کا عجیب واقعہ

بیٹی اللہ تعالیٰ کی نعمت اور والدین کیلئے راحت جاں ہے تمام والدین کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہم اپنی بیٹیوں کی اچھی تربیت کر کے جلد از جلد ان کی شادی کے فریضہ سے سبکدوش ہوں اور ان کا گھرانہ خوشحال رہے.... شریعت کا بھی یہی حکم ہے کہ لڑکی کے بالغ ہوتے ہی جلد مناسب رشتہ دیکھ کر اس کی شادی کر دی جائے.... آج کل نکاح کے سلسلہ میں خود ساختہ بے شمار رکاوٹیں پیدا کر دی گئی ہیں جن میں سے ایک رکاوٹ وہ ہے جس کی جھلک ذیل کے عبرتناک واقعہ میں دیکھی جا سکتی ہے....

حضرت حافظ ذوالفقار احمد صاحب نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ ہمارے ایک دوست تھے انہوں نے اپنی بیٹی کا واقعہ سنایا جو چاند جیسی خوبصورت تھی.... ذہین اتنی کہ میڈیکل کی ڈاکٹر بن گئی،

سینکڑوں رشتے اسکے آئے' دیکھنے میں حور پری تھی اورایم بی بی ایس ڈاکٹر بن گئی' بڑے بڑے رشتے آئے.... مگراس میں تکبر تھا جو آتا اس کو حقارت سے ٹھکرا دیتی اس کی کہیں نظر جمتی ہی نہ تھی....

نیک رشتے بھی آئے' مال والے رشتے بھی آئے' ذرا ماں باپ نے رشتے کی بات کی وہ اس میں دس عیب نکالتی کہ یہ بھی کوئی رشتہ ہے آجاتے ہیں ٹکے ٹکے کے لوگ' ہمیشہ تکبر کی بات کرتی.... ماں باپ اسے سمجھاتے بیٹی! نعمت کی ناقدری نہ کرو' اتنے رشتے جہاں تمہارا دل مطمئن ہوتا ہے بتاؤ ہم تمہارا رشتہ کر دیں گے....

اسے کوئی پسند ہی نہ آیا' خوبصورت سے خوبصورت نوجوان نیک سے نیک نوجوان بڑی عزت والی فیملی کے نوجوان ہر ایک کو حقارت سے ٹھکرا دیتی.... وہ خود کہتے تھے میری بیٹی پر اللہ کی پکڑ آگئی....

اللہ کی پکڑ کیسی آئی کہ ایک مرتبہ اس نے کوئی آپریشن کیا تو اس آپریشن تھیٹر میں پتہ نہیں کیا ہوا کہ اس کے ہاتھ کی انگلیوں کی جلد مردہ ہونی شروع ہوگئی.... ایک دو مہینہ کے اندر دونوں ہاتھوں کی جلد مردہ ہو کر بوڑھوں جیسی ہوگئی.... اب ایسی حور پری' لیکن ہاتھ دیکھو تو بوڑھوں والے' ہر وقت ہاتھ چھپائے رکھتی' دستانے پہنے رکھتی' اب رشتے بھی آنے بند ہوگئے....

جو عورت آتی اسے دیکھتی' اس کے ہاتھ دیکھتی اور مجھے اپنے بیٹے کیلئے یہ رشتہ نہیں لینا.... انتظار کرتے کرتے عمر بتیس سال ہوگئی اب اس کو پتہ چلا کہ اب میرا رشتہ کوئی نہیں آرہا اب وہ چاہتی کہ اب میرا کہیں رشتہ ہو جائے اور رشتہ کرنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہوتا....

جتنا تکبر کرتی تھی' اللہ نے اتنی ہی ناک رگڑوائی' اب نمازیں پڑھتی' اب سجدے کرتی ہے اب روتی' اب دعائیں کرتی ہے....

اب اس کا رشتہ کرنے والا کوئی نہیں' اس کے والد کوئی عمل پوچھنے آئے اور آکر انہوں نے یہ خود تفصیل بتائی.... کہنے لگے میری بیٹی اتنی پریشان ہے کہتی ہے کہ دنیا میں اللہ نے میری زندگی کو نشان عبرت بنا دیا.... اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال دیا تھا دماغ خراب ہوگیا....

جب اللہ تعالیٰ نعمت دے تو انسان نعمت کی قدرت کرے' اللہ کے سامنے جھکے دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو کئی مرتبہ سزا ایسے ملتی ہے کہ بندے کو پتہ بھی نہیں چلتا....

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچائے.... آمین (خطبات فقیر)

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کا عجیب واقعہ

[illegible] بڑی عظیم خاتون.... حافظہ، عالمہ، فاضلہ اور شاعرہ تھیں

۱- آپ [illegible] حضرت عبداللہ بن ابی بکر الصدیق سے ہوئی تھی.... وہ جنگ طائف میں شہید ہوگئے جب آپ [illegible] ت پوری ہوگئی تو پھر۔

۲- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ [illegible] بھائی حضرت زید کے ساتھ شادی ہوئی وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوگئے.....

۳- پھر جب ایام عدت پورے ہوگئے تو پھر حضر [illegible] فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہوگئی وہ بھی شہید ہوگئے۔

۴- پھر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہو [illegible] وہ بھی شہید ہوگئے....

۵- پھر سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہوگئی وہ بھی کر [illegible] میں شہید ہوگئے....

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو [illegible]ادت کی تمنا ہو وہ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرلے.... ان شاء اللہ شہید [illegible] جائیگا....

(دیوان الحماسہ [illegible] باب المراثی)

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان و یقین کتنا مضبوط تھا کہ وہ بار بار بیوہ [illegible] نے والی کے ساتھ شادی کر رہے ہیں اور اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے.... جبکہ آ [illegible] ہم ان حضرات کے نام لیوا ہیں اور ہمارے معاشرے میں بیوہ سے نکاح کرنے کو نح [illegible] ست اور بدفالی سمجھا جاتا ہے.... اور بیوہ اپنی پوری زندگی بغیر نکاح کے انتہائی [illegible] ینائیوں میں گزار دیتی ہے.... اور قسم قسم کے امراض کا شکار ہوتی ہے وجہ کیا ہے [illegible] مری زندگی سے اپنے آپ کو خود محروم کیا ہوا ہے اور پورے خاندان کیلئے ایک مسئلہ بن کے رہ جاتا ہے۔

خدارا ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے اور ہندوانہ معاشرے کو چھوڑ کر اسلامی معاشرہ اپنانا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برکت سے مضبوط بنائیں آمین

صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے اخلاص کا عجیب واقعہ

سلطان صلاح الدین رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ جب وہ فتوحات سے فراغت کر چکے تو وزراء نے ان سے کہا کہ عیسائی رعایا کے واسطے ایک قانون سخت بنانا چاہیے کیونکہ یہ لوگ بدون سختی کے مفسدہ سے باز نہیں آتے اور قانون اسلام بہت نرم ہے اس سے مفسد لوگ دب نہیں سکتے.... آپ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث کافی ہے کسی نئے قانون کی ضرورت نہیں.... خدا تعالیٰ کو پہلے سے سب کچھ معلوم تھا کہ مفتوحات اسلامیہ کی رعایا کس کس قسم کی ہوگی.... انہوں نے اپنے علم سے یہ قانون نازل فرمایا ہے اس لیے ہمارے نزدیک قانون اسلام ہر قسم کی رعایا کے واسطے کافی ہے اور فرض کر لو کہ وہ کافی نہیں تو ہم کو تو رضائے حق مطلوب ہے بقائے سلطنت مطلوب نہیں.... اگر قانون اسلام رائج کرنے سے سلطنت جاتی رہے گی بلا سے جاتی رہے کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ تو ہ سے راضی رہیں گے اور دوسرا قانون رائج کرنے سے فرض کر لو سلطنت باقی رہے گی مگر تعالیٰ ہم سے ناراض ہو جائیں گے اور ہم نے اس واسطے فتوحات نہیں کیں کہ خدا تعالیٰ ناراض کر کے سلطنت کریں ایسی سلطنت تو فرعون کو بھی حاصل تھی....

مصلحت دیدن آنست کہ یاراں ہمہ کار　　بگذارند و خم طرہ یارے گیرند

(میں بڑی مصلحت یہ دیکھتا ہوں کہ دوست سب کو چھوڑ کر محبوب حقیقی کی طرف متوجہ ہو جائیں) (خطبات حکیم الامت جلد ۷)

جھگڑا چھوڑنے کا عجیب واقعہ

شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ کی پوری زندگی میں اس حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے میں اس کو جنت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں“.... اس حدیث پر عمل کرنے کا اپنی آنکھوں

سے مشاہدہ کیا ہے۔ جھگڑا ختم کرنے کی خاطر بڑے سے بڑا حق چھوڑ کر الگ ہو گئے ان کا ایک واقعہ سناتا ہوں جس پر آج لوگوں کو یقین کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے یہ دارالعلوم جو اس وقت کورنگی میں قائم ہے.... پہلے نانک واڑہ میں ایک چھوٹی سی عمارت میں قائم تھا جب کام زیادہ ہوا تو اس کے لئے وہ جگہ تنگ پڑ گئی وسیع اور کشادہ جگہ کی ضرورت تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ایسی مدد ہوئی کہ بالکل شہر کے وسط میں حکومت کی طرف سے ایک بہت بڑی اور کشادہ جگہ مل گئی اور دارالعلوم کراچی کے نام الاٹ ہو گئی اس زمین کے کاغذات مل گئے قبضہ مل گیا اور ایک کمرہ بھی بنا دیا گیا ٹیلیفون بھی لگ گیا اس کے بعد دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھتے وقت ایک جلسہ تاسیس منعقد ہوا جس میں پورے پاکستان کے بڑے بڑے علماء حضرات تشریف لائے اس جلسہ کے موقع پر کچھ حضرات نے جھگڑا کھڑا کر دیا کہ یہ جگہ دارالعلوم کو نہیں ملنی چاہئے تھی بلکہ فلاں کو ملنی چاہئے تھی اتفاق سے جھگڑے میں ان لوگوں نے ایسے بعض بزرگ ہستیوں کو بھی شامل کر لیا.... جو حضرت والد صاحب کے لئے باعث احترام تھیں والد صاحب نے پہلے تو یہ کوشش کی کہ یہ جھگڑا کسی طرح ختم ہو جائے لیکن وہ ختم نہیں ہوا والد صاحب نے یہ سوچا کہ جس مدرسے کا آغاز ہی جھگڑے سے ہو رہا ہے تو اس مدرسے میں کیا برکت ہوگی؟ چنانچہ والد صاحب نے اپنا یہ فیصلہ سنا دیا کہ میں اس زمین کو چھوڑتا ہوں....

دارالعلوم کی مجلس منتظمہ نے یہ فیصلہ سنا تو انہوں نے حضرت والد صاحب سے کہا کہ حضرت! یہ آپ کیسا فیصلہ کر رہے ہیں؟ اتنی بڑی زمین وہ بھی شہر کے وسط میں ایسی زمین ملنا بھی مشکل ہے اب جبکہ یہ زمین آپ کو مل چکی ہے آپ کا اس پر قبضہ ہے آپ ایسی زمین کو چھوڑ کر الگ ہو رہے ہیں؟ حضرت والد صاحب نے جواب میں فرمایا کہ میں مجلس منتظمہ کو اس زمین کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتا اسلئے کہ مجلس منتظمہ درحقیقت اس زمین کی مالک ہو چکی ہے.... آپ حضرات اگر چاہیں تو مدرسہ بنا لیں میں اس میں شمولیت اختیار نہیں کروں گا اس لئے کہ جس مدرسے کی بنیاد جھگڑے پر رکھی جا رہی ہو اس مدرسے میں مجھے برکت نظر نہیں آتی پھر حدیث سنائی جو شروع میں گذری ہے اور جھگڑے سے بچنے کیلئے (انمول موتی)

آپ نے فرمایا دارالعلوم بنانا فرض نہیں ہے مسلمانوں کو پھوٹ سے بچانا فرض عین

ہے.... اور فرمایا کہ آپ حضرات یہ کہہ رہے ہیں کہ شہر کے بیچوں بیچ ایسی زمین کہاں ملے گی لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں اس کو جنت کے بیچ میں گھر دلواؤں گا.... یہ کہہ کر اس زمین کو چھوڑ دیا.... آج کے دور میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے کہ کوئی شخص اس طرح جھگڑے سے بچنے کیلئے اتنی بڑی زمین چھوڑ دے لیکن جس شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کامل یقین ہے وہی یہ کام کر سکتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ چند ہی مہینوں کے بعد اس زمین سے کئی گنا بڑی زمین عطا فرما دی جہاں آج دار العلوم قائم ہے.... یہ تو میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک مثال بیان کی ورنہ حضرت والد صاحب کو ہم نے ساری زندگی حتی الامکان اس حدیث پر عمل کرتے دیکھا.... ہاں البتہ جس جگہ دوسرا شخص جھگڑے کے اندر پھانس ہی لے اور دفاع کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو وہ الگ بات ہے.... ہم لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں کہ فلاں موقع پر فلاں شخص نے یہ بات کہی تھی فلاں نے ایسا کیا تھا اب ہمیشہ کے لئے اس کو دل میں بٹھا لیا اور جھگڑا کھڑا ہو گیا آج ہمارے پورے معاشرے کو اس چیز نے تباہ کر دیا ہے.... یہ جھگڑا انسان کے دین کو مونڈ دیتا ہے اور انسان کے باطن کو تباہ کر دیتا ہے اس لئے خدا کے لئے آپس کے جھگڑوں کو ختم کر دو اور اگر دو مسلمان بھائیوں میں جھگڑا دیکھو تو ان کے درمیان صلح کرانے کی پوری کوشش کرو.... (اصلاحی خطبات جلد ۶)

دو بیویوں میں انصاف کا عجیب واقعہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں، ان میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اس دن دوسری کے گھر سے وضو نہ کرتے حتیٰ کہ پانی بھی نہ پیتے....

پھر دونوں بیویاں آپؓ کے ساتھ ملک شام گئیں اور وہاں دونوں اکٹھی بیمار ہوئیں اور اللہ کی شان دونوں کا ایک ہی دن میں انتقال ہوا، لوگ اس دن بہت مشغول تھے اس لئے دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا.... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے دونوں میں قرعہ ڈالا کہ کس کو قبر میں پہلے رکھا جائے.... (حیاۃ الصحابہ) (۲۷ شمارہ)

کفن چور کی سچی توبہ کا عجیب واقعہ

قشیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک کفن چور تھا، چنانچہ ایک عورت کا انتقال ہوا، جب اس کو کفنا کر لوگ قبر تک لے گئے، تو کفن چور نے بھی شرکت کی، اس کی شرکت کی وجہ یہ تھی کہ قبر کی شناخت کر کے رات میں قبر کھود کر کفن چرانے میں آسانی ہو، جب لوگ دفن کر کے واپس آ گئے اور رات ہوئی، تو کفن چور نے قبر کو کھودا، جب لاش نظر آئی تو اچانک عورت بول پڑی، ”سبحان اللہ ایک بخشا ہوا شخص بخشی ہوئی عورت کا کفن چرا رہا ہے“ کفن چور چونک پڑا، اور کہنے لگا اے عورت! یہ تسلیم ہے کہ تیری مغفرت ہوئی ہے لیکن میں کیسے مغفور ہو گیا، عورت نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمائی اور ان لوگوں کی بھی مغفرت فرمائی جن لوگوں نے مجھ پر نماز جنازہ ادا کی تھی، تو بھی نماز جنازہ میں شریک تھا، یہ سن کر کفن چور نے ارادہ ترک کر کے مٹی برابر کر دی، اور پھر ایسی توبہ کی کہ صالحین کے گروہ میں اس کا شمار ہونے لگا اور لوگوں کی عبرت کے لئے یہ واقعہ خود اس نے اپنی زبان سے لوگوں کو سنایا.... (رسالہ قشیری) شمارہ ۷۱

وراثت تقسیم نہ کرنے کے انجام بد کا عجیب واقعہ

ایوب خان کے زمانے میں زرعی اصلاحات ہوئیں تو بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں میں کھلبلی مچ گئی.... ڈیرہ غازی خان کا ایک زمیندار کسی اچھے اور ماہر وکیل سے صلاح مشورے کیلئے لاہور آیا.... پھر بار بار آنے کی ضرورت پیش آئی.... ضرورت کا تعلق بے تکلفی اور پھر دوستی میں بدل گیا.... زمیندار جب بھی آتا وکیل کو اپنے ہاں چند دن گزارنے کی دعوت ضرور دیتا....

وکیل کو اپنے کسی مقدمہ کے سلسلے میں ہائی کورٹ ملتان بنچ میں پیش ہونا تھا.... ملتان پہنچے تو سوچا ڈیرہ غازی خان قریب ہے اچھا ہے اپنے کلائنٹ اور دوست سے ملتے چلیں.... فون کیا تو زمیندار خود جیپ لے کر ملتان پہنچ گیا.... سورج غروب ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا کہ ڈیرہ غازی خان شہر آ گیا.... لیکن جیپ باہر ہی سے ایک کچے راستے پر مڑ گئی.... مٹی دھول تو تھی مگر راستہ ہموار تھا.... آدھے پونے گھنٹے میں زمیندار کا ڈیرہ آ گیا.... جیپ اونچی چار

دیواری میں گھری حویلی کے بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئی اور پیپل کے ایک درخت کے نیچے جا کر رک گئی.... ایک نوکر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا.... دوسرے نے مہمان کا اٹیچی کیس اٹھایا اور چل پڑا.... سامنے چبوترے پر میز کرسیاں لگی ہوئی تھیں.... دونوں جا کر کرسیوں پر بیٹھ گئے.... پھر زمیندار نے وکیل سے کہا آپ نہا دھو کر تازہ ہو لیں.... اتنی دیر میں کھانا تیار ہو جائے گا.... زمیندار اندر زنانہ حصے میں چلا گیا اور نوکر نے مہمان خانے میں وکیل کے مخصوص کمرے کی طرف رہنمائی کی.... وکیل نے نہا دھو کر کپڑے بدلے اور باہر کرسیوں پر آ بیٹھا.... تھوڑی دیر میں زمیندار بھی آ گیا اور کھانا لگانے کا حکم دیا.... کھانا کھانے کے بعد دیر تک گپ شپ ہوتی رہی.... اچانک زنانہ حصے سے چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہوئیں.... زمیندار نے اچانک گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیا اور تیزی سے اندر چلا گیا....

سفر کی تھکان تھی اس لئے وکیل جلدی سو گیا.... صبح ناشتے پر وکیل اکیلا تھا.... آج زمیندار نے وکیل کے اعزاز میں اپنے یار دوستوں کو رات کے کھانے پر مدعو کیا تھا.... دن بھر دیسی مرغ ذبح ہوتے رہے اور دیگیں کھڑکتی رہیں.... شام کو خوب ہلا گلا تھا.... ناچ گانے کیلئے رنڈیاں ملتان سے آئی تھیں.... کھانے کے بعد شراب کا دور چلا اور رات بھر ناچ ہوتا رہا....

اس لئے وکیل صبح دیر گئے تک سوتا رہا.... 11 بجے آنکھ کھلی.... کسل مندی اتارنے کو غسل کیا اتنی دیر میں پراٹھے، مکھن، ساگ اور لسی کا ناشتہ تیار تھا.... نوکر نے بتایا کہ سردار کو ایک ضروری کام سے جلدی جانا تھا.... آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا.... لیکن اس نے کہا ہے کہ آج آپ باغات وغیرہ کی سیر کریں.... اس کے علاوہ آپ جو حکم کریں خدام حاضر ہیں....

وکیل نے کل رات زنان خانے سے چیخ و پکار اور سردار کے تشویش میں مبتلا ہو کر اٹھ جانے کے بارے میں نوکر سے کچھ کریدنے کی کوشش کی.... لیکن نوکر نے لاعلمی کا اظہار کیا.... تاثر یہی تھا کہ وہ جانتا ہے مگر بتا نہیں سکتا....

وکیل نے نوکر کے ہمراہ آم اور کھجوروں کے باغات اور سرسبز لہلہاتی فصلوں کی سیر کی.... سہ پہر کو واپسی ہوئی.... وکیل اپنے ہمراہ لائی ہوئی قانونی کتاب کا مطالعہ کرتا رہا اور رات کو کھانا کھا کر جلدی سو گیا.... آج سب نوکر چاکر سردار کی عدم موجودگی کی وجہ سے کھسک

گئے تھے اور حویلی میں سناٹا تھا.... وکیل کو سوئے ہوئے دو ڈھائی گھنٹے ہوئے ہوں گے کہ دروازے کی چرچراہٹ سے اس کی آنکھ کھل گئی.... اس نے لیٹے لیٹے دروازے کی طرف دیکھا تو کوئی کھیس کی بکل مارے اس کی چارپائی کی طرف بڑھ رہا ہے.... وکیل اٹھ کر بیٹھ گیا.... آنے والے نے قریب آ کر کھیس اتار دیا.... وہ تو ایک خوبصورت بھرے جسم کی ایک عورت تھی جس نے ریشمی کپڑوں کے علاوہ بناؤ سنگار بھی کیا ہوا تھا.... چارپائی کے پاس پہنچ کر لمحہ بھر کو رکی اور پھر خود ہی پائنتی بیٹھ گئی.... وکیل نے پوچھا ''تم کون ہو اور یہاں کیوں آئی ہو؟'' اس نے وکیل کی طرف دیکھا اور خاموش رہی.... اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور ہونٹوں پر کپکپاہٹ بہت واضح تھی.... وکیل نے اپنے سوال پر اصرار کیا تو اس نے دھیمی آواز میں کہا.... ''میں کون ہوں؟ یہ تو نہیں بتا سکتی.... لیکن کیوں آئی ہوں تو آدھی رات کوئی عورت بن سنور کر ایک غیر مرد کے پاس کیوں آتی ہے؟'' وکیل کوئی پارسا آدمی تو نہ تھا لیکن وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ کوئی چکر نہ ہو.... اس نے کہا ''اگر تم اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گی تو پھر میں شور مچا دوں گا....'' اس نے کہا ایسا نہ کرنا.... میں تمہیں اپنے بارے میں بتا دیتی ہوں لیکن خدا کیلئے تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا....'' وکیل خاموش ہوا تو اس نے کہا.... میں سردار کی بہن ہوں.... میری عمر چھتیس سال ہے.... میری شادی صرف اس وجہ سے نہیں کی گئی کہ زمین دینی پڑے گی.... مجھے ہسٹیریا کے دورے پڑتے ہیں آپ نے بھی چیخیں سنی ہوں گی....

جب ایسا ہوتا ہے تو چند دن میری خوب آؤ بھگت ہوتی ہے.... میں بری عورت نہیں ہوں لیکن سردار بازاری عورتوں کو لاتا ہے اور عیاشی کرتا ہے.... میں بھائی سے انتقام لینے اور اپنی خواہش پوری کرنے کیلئے موقع کی تلاش میں رہتی ہوں.... آج بھی ایسا ہی موقع ہے.... سردار بھی گھر پر نہیں اور نوکر چاکر بھی چھٹی پر ہیں....

وکیل نے کہا.... ''اگر سردار کو اس بات کا پتہ چل جائے تو....؟ اس نے کہا ''وہ ہم دونوں کو قتل کروا دے گا'' وکیل سہم گیا اور کہا ''میں سردار کا مہمان ہوں اس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتا' ویسے بھی ابھی میں مرنا نہیں چاہتا....'' عورت کے چہرے پر مایوسی کی سیاہی چھا گئی اور وہ تھکے تھکے قدموں سے واپس لوٹ گئی....

یہ کسی ایک سردار زمیندار یا جاگیردار کی بہن کی کہانی نہیں.... بلکہ یہ ہر زمیندار، جاگیردار اور وڈیرے کی کہانی ہے.... اور بہن ہر وہ عورت ہے جو جائیداد اور زمین کی جائز وارث ہو.... یہ بہن کبھی ماں ہوگی اور کبھی بیٹی..... جو بھائی اپنی جائیداد سے بہن کو حصہ نہیں دیتا وہ ایک بیٹی کو باپ کی وراثت سے محروم کرتا ہے.... ایسا کرنے والے وہ لوگ بھی ہیں جو بظاہر دیندار کہلاتے ہیں.... فرق صرف یہ ہے کہ وہ بہن کی شادی کرنے سے پہلے لکھوا لیتے ہیں کہ میں بھائی کے حق میں اپنی وراثت سے دستبردار ہوتی ہوں....

یوں تو ہر طرح کی جائیداد بہنوں کو دیتے ہوئے جان نکلتی ہے لیکن زمین کی تقسیم کو اپنے جسم کے ٹوٹے کرنے سے تشبیہ دی جاتی ہے....

اگر کوئی وڈیرا یا سردار ڈیڑھ سو مربع کا مالک ہے تو اسے یہ سوچ کر غش آتا ہے کہ پچاس مربع بہن کو دینا پڑیں گے دو بہنیں ہوں تو "پچھتر ..... تین ہوں تو پھر بھائی کے پاس صرف ساٹھ مربع بچتے ہیں اور یہ اسے کب گوارا ہوگا.... اس کی نسبت بہن کو ساری عمر کیلئے کسی کمرے میں بند کرنا یا زہر دینا نسبتاً آسان ہے.... تھانیدار کو تو رشوت میں ایک مربع بھی کافی ہے....

حرام مال کے تین بڑے ذرائع ہیں.... وراثت کی غلط تقسیم، چوری ڈاکہ غصب لوٹ کھسوٹ اور ناجائز کاروبار یا جائز کاروبار میں ناجائز طریقے....

اس میں ساٹھ فیصد حرام مال پہلے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے.... پھر یہ طریقہ عرفاً جائز اور حلال سمجھا جاتا ہے اور یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ بہنوں نے اپنی رضامندی سے جائیداد اپنے بھائیوں کے نام کی ہے.... اور جو بہنیں اپنی کسی خاص وجہ یا مفلسی کے پیش نظر مطالبہ کردیں تو ان کو طنز واستہزاء کا نشانہ بنایا جاتا ہے کہ کون سا مربہ چاہیئے؟ آم کا یا سیب کا؟

کیا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نظر نہیں کہ جو ایک بالشت زمین بھی غصب کرے اس کی گردن میں ساتوں زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا....

جرأت مند ہیں وہ لوگ جو اس سزا کو بھگتنے کا حوصلہ رکھتے ہیں **فما اصبرھم علی النار**

(مولانا قاری منصور احمد شمارہ ۱۷)

ایک عجیب نصیحت بھرا خط

حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمہ اللہ کے ایک بھائی تھے وہ مکہ معظمہ میں جا کے وہاں کے مجاور ہو گئے تھے انہوں نے حضرت یحییٰ معاذ رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ مجھ کو تین چیزوں کی آرزو تھی دو ان میں سے مجھ کو حاصل ہوئیں ایک باقی ہے آپ دعا کیجئے تا کہ وہ بھی حاصل ہو جائے اور ان تینوں آرزوؤں سے ایک یہ ہے کہ میں اپنی اخیر عمر تک ایک مبارک جگہ میں رہوں.... چنانچہ اب میں خانہ کعبہ میں پہنچ گیا ہوں کہ یہ سب سے بڑھ کر مبارک جگہ ہے یہ آرزو پوری ہوئی....

دوسری آرزو: یہ کہ میرا ایک خادم ہوتا کہ میری خدمت کرے اور میرے وضو کے واسطے پانی تیار کرے سو وہ خدا تعالیٰ نے پوری کر دی کہ ایک خادم مجھ کو عطا کیا....

تیسری آرزو: یہ کہ موت سے پہلے آپ کو دیکھوں تو اُمید ہے کہ حق تعالیٰ پوری کرے گا....

حضرت یحییٰ معاذ رحمہ اللہ نے جواب تحریر فرمایا: جو آپ نے لکھا ہے کہ میں بہترین جگہ کی آرزو رکھتا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ خود بہترین مخلوق بنئے اور پھر جس جگہ میں بھی رہنا پسند ہو رہئے.... یاد رکھئے کہ جگہ مَردوں سے بزرگ اور عزیز بنا کرتی ہے نہ کہ مرد جگہ سے....

اور آپ نے لکھا ہے کہ مجھے خادم کی آرزو تھی اور وہ پوری ہو گئی اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ میں مروت اور جوانمردی ہوتی تو آپ حق تعالیٰ کے خادم کو اپنا خادم نہ بناتے اور حق تعالیٰ کی خدمت سے اس کو باز نہ رکھتے اور اپنی خدمت میں مشغول نہ کرتے آپ کو تو خود خادم بننا چاہئے نہ کہ آپ مخدومی کی آرزو کرتے ہیں.... یاد رکھئے کہ مخدومی حق تعالیٰ کی صفات سے ہے اور خادمی بندہ کی صفات سے پس بندہ کو بندہ ہی رہنا چاہئے اور جبکہ بندہ حق تعالیٰ کے صفات کی آرزو کرے ایسا جاننا چاہئے کہ فرعونی کرتا ہے....

تیسرے یہ کہ آپ نے لکھا ہے کہ مجھ کو تیرے دیدار کی آرزو ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ سے غافل ہیں اگر آپ خدا تعالیٰ سے باخبر ہوتے تو میں آپ کو ہرگز یاد نہ آتا آپ کو لازم ہے کہ حق تعالیٰ کے ساتھ اس طرح صحبت رکھو کہ کبھی آپ کو بھائی کی یاد نہ آئے کہ وہاں فرزند کی قربانی کرنا چاہئے بھائی کا کیا ذکر ہے اور بھائی بے چارہ کس شمار میں ہے.... کون ہے اور اگر آپ نے اسکو پا لیا تو پھر مجھے کیا کریں گے اور اگر اسکو نہ پایا تو مجھ سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا.... (قلمی ملفوظات مولانا عبدالمجید بچھرانویؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ)

ایک خاتون کا درد بھرا عجیب خط

میں آپ کی توجہ ایک نہایت کرب انگیز مسئلہ کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں.... میں ایک غریب مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں، والد صاحب فوت ہو چکے ہیں، بوڑھی ماں اور ہم چھ بہنیں گھریلو دستکاری کا کام کر کے گزر اوقات کر رہی ہیں.... ہماری غربت سے خائف ہمارے عزیز واقارب ہم سے روٹھ کر یعنی ہم سے اپنی جان چھڑا کر اپنی ہی دنیا میں مگن ہیں، ہمیں ان سے کوئی امید نہیں.... میں اور میری دیگر دو بہنیں اپنی عمر کے ۳۴، ۳۲ اور ۲۹ سال گزار چکی ہیں اور اب تک شادی کے سلسلہ میں کوئی امید نہیں.... کیا دنیا صرف مردوں کیلئے بنائی گئی تھی؟ عورتوں، بچیوں اور لڑکیوں کے بارے میں ہمارا معاشرہ تضادات کا شکار کیوں ہے؟ عرب میں قبل از اسلام بچیوں کو پیدائش کے فوراً بعد زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور اب فرق صرف اتنا ہے وہ جوان ہو کر خود بخود زندہ درگور ہو جاتی ہیں.... پتہ نہیں آپ کو میری باتوں پر ہنسی آ رہی ہو گی یا ترس؟ ہماری یہ قابل رحم حالت کس وجہ سے ہوئی آپ نے کبھی سوچا ہو گا؟ ہم ایک بیمار معاشرہ میں رہ رہی ہیں.... اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دے رکھی ہے آپ اپنے اخبار روزنامہ ''اسلام'' اور ہفت روزہ ''ضرب مومن'' کے ذریعے جہاں دیگر مذہبی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں، اس شعبہ کی طرف فوراً بھرپور توجہ فرمائیں....

دوسری تجویز یہ کہ تحریر و تقریر کے ساتھ ساتھ عملی طور پر علماء حق کی زیر نگرانی ہر شہر و قصبہ کی سطح پر شادی کروانے والی سوسائٹیاں بنوائیں.... اس شعبہ میں پہلے جتنا کام ہو رہا ہے یا تو ہندوانہ تہذیب کی ماری خواتین یا پھر مغرب زدہ خواتین پیش پیش ہیں.... مذہبی لوگ، اس شعبہ سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے شکاری کو دیکھ کر ہرن بھاگتا ہے.... ہمارے معاشرہ میں ایک بیوی والے خاندان کا رواج ہے.... ہر دور میں مردوں کی تعداد کم رہی ہے، مردوں کو دو دو تین تین اور چار چار شادیاں کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے.... مگر ہم ایک پر کیوں بضد ہیں؟ جو ماں اپنے بیٹے کیلئے، جو بہن اپنے بھائی کیلئے اور جو بیوی اپنے شوہر کیلئے دوسری شادی کی قائل نہیں ہے وہ ذرا اپنے آپ کو ہماری جگہ لا کر دیکھے تو اسے ہمارا مسئلہ سمجھ آ جائے گا.... کاش! ہمارا معاشرہ مسلمانوں کا معاشرہ ہوتا.... (بشکریہ ضرب مومن)

ایک عجیب سانحہ

شادی میں دلہن کی بہنوں۔ نے خلاف شرع رسم پوری کرنے کیلئے دولہا کا جوتا چھپا لیا اور ضد کی کہ اتنے پیسے دو گے تو جوتا واپس کریں گی اس اثناء میں بے پردگی ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ جوتا چھڑانے کے بعد دولہا میاں دلہن کے پاس گئے اور اسے یہ کہا کہ مجھے تو تیری بہن پسند آ گئی ہے میں تو اسی سے شادی کروں گا لہٰذا تجھے طلاق.... غور کیجئے! غور کیجئے! کہ اس بے پردگی سے کس قدر نقصان ہوتے ہیں یہ تو صرف ایک واقعہ ہے ورنہ آئے دن اخبارات اس سے بھرے پڑے ہیں کوئی ہے! جو اس سے عبرت حاصل کرے.... (پردہ ضرور کروں گی)

شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ کے ایثار کا عجیب واقعہ

شیخ احمد کبیر رفاعیؒ کا یہ معمول تھا اذان ہوتے ہی مسجد میں چلے جاتے ایک دفعہ کسی سبب سے کرتہ اتارا ہوا تھا اور خود کسی کام میں مشغول تھے ایک بلی آ کر کرتے پر سو گئی اور اس کو نیند آ گئی.... ادھر اذان ہو گئی حضرت نماز کو جانے کیلئے متفکر ہوئے نہ جماعت میں تاخیر کر سکیں، نہ بلی کی نیند خراب کرنا مناسب اور نہ اور کرتہ موجود آخر یوں کیا کہ قینچی لے کر بلی کے ادھر ادھر سے کرتہ کاٹ دیا اور کرتہ پہن کر مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے واپس آئے تو بلی جا چکی تھی پڑے ہوئے ٹکڑوں کو کرتہ کے ساتھ سی لیا یہ تھے اللہ والے جو جانوروں کے حقوق ادا کرتے....

ایک دفعہ مچھر ان کو کاٹ رہا تھا اور ان کا خون پی رہا تھا ایک شخص نے ہٹانے کا قصد کیا فرمایا چھوڑو بیچارا بھوکا ہوگا.... کتنا خون پی لے گا (یعنی بس ذرا سا)....

فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ جس برتن میں کھانا کوئی دے اس میں نہ کھائے مگر یہ کہ کھانا خراب ہونے کا خطرہ ہو.... آجکل لوگ قرض لے کر واپس کرنا نہیں جانتے اسی طرح مہمان کے لئے کھانے کی اباحت (اجازت) ہوتی ہے اس کو اس قدر بھی حق نہیں کہ بلی یا کتے کو ٹکڑا پھینکے لوگ غضب کرتے ہیں کہ اپنے ساتھ دوسروں کو شریک کر لیتے ہیں....

گر گزندت رسد تحمل کن
کہ بعفو از گناہ پاک شوی

ترجمہ:.... اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کر اسلئے کہ معاف کرنے سے تو گناہ سے پاک ہو جائیگا....

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

آپ مستجاب الدعوات تھے.... ان کے زمانے میں ایک شخص خلیل الصیاد نامی تھے.... ان کا بیٹا ایک دفعہ گھر سے نکل کر انبار پہنچ گیا.... ماں بہت پریشان تھی.... خلیل نے حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا ماجرا سنایا اور لڑکے کی واپسی کیلئے دعا کی درخواست کی.... آپ نے دعا کی: اے اللہ! کوئی شبہ نہیں آسمان تیرا آسمان ہے اور زمین تیری زمین ہے اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے وہ بھی تیرا ہے تو اس لڑکے کو یہاں پہنچا دے.... خلیل کہتے ہیں میں اس کے بعد باب الشام تک ہی آیا تھا کہ دیکھتا کیا ہوں کہ لڑکا کھڑا ہوا ہے....

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم سرزمین عراق سے نکلے.... ہمارا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جانے کا ارادہ تھا.... ہمارے قافلے میں بہت سے لوگ تھے.... اہل عراق میں سے ایک آدمی ہمارے سامنے آیا اور ہمارے ساتھ چل پڑا.... گندم گوں اور سرخ رنگ کا تھا.... رنگ پیلا پڑ چکا تھا.... کثرت عبادت کی وجہ سے چہرہ کا خون ختم ہو چکا تھا.... مختلف چیتھڑوں سے بنے ہوئے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے.... ہاتھ میں عصا تھا اور ساتھ ہی ایک تھیلی میں معمولی سا توشہ سفر تھا....

فرمایا کہ یہ عابد و زاہد آدمی حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ تھے.... جب اہل قافلہ نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو پہچان نہ سکے اور ان سے کہنے لگے: ہمارا خیال ہے کہ تو برا غلام ہے، اپنے آقا سے بھاگا ہے، اپنے آپ کو کیسا پاتا ہے؟ اور اب تیرا کیا حال ہے؟ اگر تو اس کے پاس رہتا تو تیری یہ حالت نہ ہوتی، واقعی تو گنہگار اور قصوروار غلام ہے....

انہوں نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! میں گنہگار غلام ہوں.... میرا آقا تو بہترین آقا ہے.... تقصیر تو میری طرف سے ہے.... اگر میں اس کی اطاعت کرتا اور رضا جوئی کرتا تو میرا یہ حال نہ ہوتا....

پھر آپ رونے لگے، قریب تھا کہ آپ کی روح پرواز کر جاتی.... وہ بزرگ فرماتے ہیں: پس لوگوں نے آپ پر ترس کھایا اور انہوں نے یہی سمجھا کہ آپ دنیا کے کسی آقا کے غلام ہیں، حالانکہ وہ آقا سے رب العزت مراد لے رہے تھے.... (اکابر کا مقام عبادت)

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کیلئے غیبی تحفہ

حضرت سیدنا عبدالصمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اس طرح عرض گزار ہوئے:

اے میرے رحیم و کریم پروردگار! تو نے مجھے اور میرے اہل وعیال کو بھوکا رکھا.... میرے مولیٰ! تو نے مجھے اور میرے اہل وعیال کو کپڑوں کے بغیر رکھا.... تین دن ہمیں اسی حالت میں گزر گئے، میں نے اور میرے گھر والوں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا.... مسلسل تین راتیں ہمارے گھر چراغ نہ جلا.... آخر میرا کون سا عمل تیری بارگاہ میں مقبول ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے ساتھ ایسا مبارک معاملہ ہو رہا ہے، جو تیرے اولیاء کے ساتھ ہوتا ہے؟ ایسی سعادت تو تیرے پسندیدہ و برگزیدہ بندوں کو نصیب ہوتی ہے.... میرے مولیٰ اگر چوتھا دن بھی اسی حالت میں گزرا تو میں سمجھوں گا کہ تیری بارگاہ میں میرا ابھی کچھ مقام و مرتبہ ہے....

راوی کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی اور چوتھا دن شروع ہوا تو کسی نے دروازے پر دستک دی.... آپ نے پوچھا: کون ہے؟ جواب ملا میں حضرت عبداللہ ابن مبارک (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا قاصد ہوں.... انہوں نے آپ کو دیناروں کی یہ تھیلی اور ایک رقعہ بھجوایا ہے.... جب آپ نے خط پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ اس سال میں حج کے لئے نہیں آسکا، میں آپ کو اتنے دینار بھجوا رہا ہوں قبول فرمالیں.... والسلام: عبداللہ بن مبارک (رحمہ اللہ تعالیٰ)

خط پڑھ کر آپ زار و قطار رونے لگے اور کہا کہ میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ میں اتنا خوش قسمت نہیں کہ مجھے بھی وہی نعمت ملے جو اولیاء کرام کو ملا کرتی ہے.... ہم اس قابل کہاں کہ ہمیں فقر کی لازوال دولت حاصل ہو.... (حوالہ عیون الاحکامات)

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی برکات

بغداد میں دس نوجوان تھے، جن کے ساتھ دس نوعمر لڑکے تھے.... ان نوجوانوں نے ایک نوعمر لڑکے کو کسی کام کے لئے بھیجا.... اس نے کافی دیر لگادی.... ان کو اس لڑکے پر بڑا

غصہ آیا.... اچانک وہ لڑکا ایک خربوزہ ہاتھ میں لئے ہنستا ہوا آ گیا.... اور نوجوانوں نے اس سے کہا کہ "ایک تو، تو نے دیر لگائی، اوپر سے ہنستا ہوا آ رہا ہے؟"

اس نے کہا "میں تمہارے پاس ایک انتہائی عجیب چیز لایا ہوں.... دیکھو اس خربوزہ پر حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہاتھ رکھا تھا.... میں یہ بیس درہم میں خرید کر لایا ہوں...."

ان نوجوانوں میں سے ایک نے اسے بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا.... ان میں سے ایک نوجوان بولا کہ "آخر حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مرتبہ پر کیوں کر پہنچے؟" سب نے کہا "تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے...." وہ بولا کہ "اچھا پھر گواہ رہو کہ میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں...." باقی سب نے بھی یہی کہا اور اللہ کے حضور میں توبہ کی.... کہا جاتا ہے کہ وہ سب یہاں سے طرطوس چلے گئے اور مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے.... (جواہر پارے)

مزدوری کی اجرت

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیوی بد خلق عورت تھی.... ایک دن آپ سے کہنے لگی جب اللہ تعالیٰ نے تم پر کسی چیز کا دروازہ نہیں کھولا (یعنی کوئی ذریعہ معاش نہیں دیا) تو جاؤ اور کسی کے ہاں مزدوری کرو....

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ سن کر صحرا کو نکل گئے اور عشاء تک وہاں نماز میں مصروف رہے....

پھر ڈرتے ڈرتے گھر تشریف لائے اور بیوی کی ڈانٹ سے شرمندہ تھے.... دل اس کی شرارت سے مغموم تھا.... بیوی نے دیکھتے ہی کہا کہ تمہاری مزدوری کہاں ہے؟ (لاؤ مجھے دو)

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیوی سے کہا کہ جس نے مجھ سے مزدوری لی ہے وہ بڑا سخی و کریم ہے.... اس سے جلد مزدوری مانگتے پر مجھے شرم آئی....

کئی دن ایسے ہی گزر گئے.... آپ رحمہ اللہ تعالیٰ صحرا میں جاتے.... رات تک وہاں نماز میں مصروف رہتے اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیوی روزانہ پوچھتی کہ مزدوری کہاں ہے؟

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے کہ میں نے ایک کریم کے ہاں مزدوری کی ہے، مجھے اس سے مزدوی جلدی مانگنے سے حیاء آتی ہے....

جب آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیوی پر یہ حالت طویل ہوگئی تو کہنے لگی.... اس سے مزدوری مانگ لو یا پھر کسی اور کے ہاں مزدوری کرلو....

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ میں مزدوری مانگوں گا.... پھر اپنی عادت کے موافق گھر سے باہر صحرا کی طرف تشریف لے گئے.... جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو واپس گھر تشریف لائے.... حال یہ تھا کہ بیوی سے دل میں ڈر رہے تھے.... آپ رحمہ اللہ تعالیٰ جب گھر تشریف لائے تو گھر سے دھواں اٹھتا دکھائی دیا اور دستر خوان بچھا ہوا پایا اور بیوی بہت خوش و خرم تھی.... آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر کہنے لگی کہ آپ جس کے ہاں مزدوری کرتے رہے اس نے واقعی کریم لوگوں کی طرح مزدوری بھیجی ہے.... اس کے ایلچی نے مجھے کہا کہ جب حبیب (یعنی تمہارے خاوند) آئیں تو کہنا کہ کام اور محنت سے کریں اور یہ بھی کہہ دینا کہ ہم نے ان کی مزدوری میں کنجوسی کے ہونے کی وجہ سے دیر نہیں کی.... وہ آنکھیں ٹھنڈی اور دل کو ستھرا رکھیں.... یہ کہہ کر بیوی نے چند تھیلیاں دکھائیں جو دیناروں سے بھری پڑی تھیں....

یہ سب کچھ دیکھ سن کر حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ تعالیٰ رو دیئے اور اپنی بیوی سے فرمایا کہ یہ اجرت اس کریم کی طرف سے آئی ہے جس کے قبضہ قدرت میں آسمان اور زمین کے خزانے ہیں.... جب بیوی نے یہ سنا تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر توبہ کی اور قسم اٹھائی کہ میں آئندہ کے لئے ان باتوں کا اعادہ نہیں کروں گی جو آج تک کرتی رہی.... (حوالہ جامع کرامات اولیاء، صفحہ 618)

چھوٹی بچھیا کے دودھ دینے کی کرامت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب اناساگر کے نزدیک ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمایا تو وہاں پر ایک گوالہ راجہ کی گائیں چرا رہا تھا.... آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمیں دودھ پلاؤ.... وہ کہنے لگا کہ یہ راجہ کی گائیوں کی بچھڑیاں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی دودھ دینے والی نہیں ہے.... آپ نے گوالے کی بات سن کر ایک بچھڑی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس بچھڑی کا دودھ دوہ کر لاؤ.... گوالہ بڑا حیران ہوا، مگر پھر بھی آپ کے فرمان کے مطابق بچھڑی کے پاس گیا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، اس کے

ہاتھ پھیرتے ہی تھنوں میں دودھ بھر گیا.... اس نے دودھ دوہا اور خوب دوہا، آپ کی کرامت سے دودھ اس قدر تھا کہ آپ کے تقریباً چالیس ساتھیوں نے سیر ہو کر پیا.... اس کرامت کو دیکھ کر اس گوالے نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا.... (حوالہ سیرت معین الدین 35)

عرصے سے گمشدہ لڑکا گھر واپس آ گیا

ایک روز بابا فرید الدین گنج شکر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک بڑھیا پریشان حال حاضر ہوئی.... بابا صاحب نے فرمایا: کیا حال ہے؟ کیوں پریشان ہو؟ بڑھیا نے عرض کیا: میرا لڑکا عرصے سے غائب ہے.... اس کا کچھ پتہ ونشان نہیں، دعا فرمایئے.... بابا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تھوڑی دیر مراقبہ کر کے فرمایا: جا تیرا لڑکا گھر آیا ہے.... بڑھیا گھر واپس آئی تو لڑکا موجود تھا....

بڑھیا نے لڑکے سے حال دریافت کیا کہ تو کہاں چلا گیا تھا؟ اور کس طرح واپس آیا؟ تو لڑکے نے جواب دیا کہ میں دریا کے کنارے آپ کی جدائی میں رو رہا تھا کہ ایک بڈھے خرقہ پوش نے دریا سے برآمد ہو کر پوچھا: بیٹے کیوں رو رہا ہے؟ میں نے سارا حال عرض کیا....

انہوں نے فرمایا: بیٹا آنکھ بند کر، میں نے آنکھ بند کر لی اس کے بعد جو میں نے آنکھ کھولی تو اپنے مکان کے دروازے پر موجود تھا.... بڑھیا نے کہا وہ بوڑھے آدمی حضرت بابا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہی تھے.... (حوالہ سوانح بابا فرید رحمہ اللہ تعالیٰ 47)

ایک ہندو مہنت کے اسلام لانے کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت خواجہ گیسو دراز رحمہ اللہ تعالیٰ ہندوؤں کے گھاٹ پر چلے گئے.... آپ کو گھاٹ پر بیٹھے تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ہندوؤں نے ایک مسلمان کو اشنان گھاٹ پر بیٹھے دیکھ کر شور مچا دیا اور خوب واویلا کیا.... چونکہ آپ استغراق میں تھے اس لئے آپ کو ان کے شور وغل مچانے کی خبر نہ ہوئی.... تقریباً ایک گھنٹہ میں ہندوؤں کا بڑا مہنت آیا اور اس نے جب خوب شور کر کے آخری دہائی دی تو آپ نے آنکھ کھول کر اسے دیکھا.... آپ کا دیکھنا ہی تھا کہ وہ بڑا مہنت فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑا.... مہنت کے دوسرے ساتھی یہ معاملہ دیکھ کر دم بخود ہو گئے.... دوسرے لوگ کہنے

لگے یہ جادوگر ہے.... کچھ لوگ بڑے مہنت کو مردہ سمجھ کر رونے پیٹنے لگے.... آخر کار آپ اٹھے اور اس بے ہوش مہنت کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''اللہ کے حکم سے اٹھ بیٹھ....'' آپ کا یہ حکم سنتے ہی وہ بڑا مہنت فوراً اٹھ کھڑا ہوا.... اپنا پسینہ خشک کیا، پھر کلمہ طیبہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوا.... جب آپ نے یہ سنا کہ یہاں عورتیں اشنان کے لئے آتی ہیں تو گھاٹ کے قریب سے ہٹ گئے....

اس کے بعد دوسرے دن مہنت کے دیگر ساتھی بھی اسلام لے آئے.... آپ نے ان سب کو اسلام کی چند ضروری باتوں پر عمل کرتے رہنے کی تلقین کی اور بڑے مہنت سے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک حکم کی تعمیل کرتے رہو تاکہ سیر منازل میں کامیابی تمہارے قدم بوسی کرے.... اس نومسلم بڑے مہنت نے آپ کی خدمت کرتے ہوئے ایک دن آپ کو ایک ناریل لا کر دیا اور کہا یہ اکسیر سے بھرا ہوا ہے اس سے لاکھوں من سونا تیار ہو سکتا ہے.... یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور ناریل اُن کے ہاتھ سے لے کر پھر دریا میں دور پھینک دیا اور فرمایا غلط خیال اور غلط اعمال سے توبہ کرو، اللہ کو چاہنے کے لئے ہر طرح کوشش کرو.... پھر اس مہنت کو کچھ ملول سا دیکھ کر فرمایا: ''اللہ کے خزانے میں اکسیر کی کوئی کمی نہیں ہے.... اگر تمہیں ناریل والے اکسیر کی خواہش ہے تو لو یہ دریائی ناریل موجود ہیں....'' نومسلم مہنت نے نظر اٹھا کر دیکھا تو کنارے پر ناریل ہی ناریل تیر رہے تھے، جن کے منہ اسی طرح بند تھے جیسے اس اکسیر والے ناریل کا منہ بند تھا....

آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ مہنت بہت شرمندہ ہوا اور پھر توبہ کر کے اقرار کیا کہ ان شاء اللہ اب صرف اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مکمل پیروی کروں گا.... یہ کہہ کر آپ کے سچے مریدوں میں شامل ہو گیا.... (تذکرہ اولیاء ہندوستان 313)

قصیدہ بردہ شریف کی وجہ تالیف

امام بوصیری نے یوں تو کئی قصیدے لکھے مگر جس قصیدہ نے آپ کو بام شہرت اور معراج مقبولیت پر پہنچایا وہ قصیدہ بردہ ہے.... ہوا یہ کہ امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ شدید قسم کے فالج میں مبتلا ہو گئے.... نچلا دھڑ بے حس ہو جانے کی وجہ سے چلنے پھرنے اور ہلنے جلنے سے عاجز رہ

گئے.... مرض نے طول کھینچا، سوچا کہ کیوں نہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ کیا جائے.... چنانچہ نہایت ہی محویت ومحبت کے عالم میں ایک قصیدہ لکھا اور بارگاہِ خداوندی میں رو رو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگی اور سو گئے.... قسمت جاگ اٹھی، صدق واخلاص سے کہی ہوئی نعت شریف، شرف قبولیت پا گئی، آقا نے کرم کیا، اپنے جمال جہاں آرا سے مشرف فرمایا اور حکم دیا وہ قصیدہ تو مجھے سناؤ....

بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی قسمت پر نازاں تعمیل حکم میں مدح سرا ہوئے.... آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا.... بعض اشعار سن کر تو آپ بحالت سرور یوں جھوم اٹھے جیسے نسیم سحر کے جھونکوں سے بار آور شاخیں جھومتی ہیں.... آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور انعام چادر عنایت فرمائی.... پھر مسیحائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جسم پر دست شفا پھیرا، آنکھ کھلی تو فالج کے موذی مرض سے نجات مل چکی تھی....

اگلے دن امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک درویش ملے اور کہا کہ مجھے قصیدہ کی نقل چاہیے.... امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کون سا قصیدہ؟ انہوں نے کہا: جس کا آغاز "امن تذکر جیران بذی سلم" سے ہوتا ہے.... بوصیری نے حیرت واستعجاب سے پوچھا تمہیں اس قصیدے کا کیسے علم ہوا؟ جب کہ میں نے کسی کو اس کے بارے میں بتایا نہیں.... درویش عشاق مصطفیٰ کی جبینیں عقیدت ومحبت سے خم ہو جاتی ہیں.... حقیقت یہ ہے کہ اس قصیدہ کا ایک ایک شعر بلکہ ہر ہر کلمہ مستقل اس واقعہ کے بعد قصیدہ بردہ اور امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ کو وہ عزت، شہرت اور شان وشوکت نصیب ہوئی کہ ان کا اسم گرامی آتے ہی ہم ایسے طالب علموں کا تو ذکر ہی کیا، بڑے بڑے علماء ومحدثین کا وظیفہ ہے، جو حل مشکلات ہے اور نیز مقاصد کیلئے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے.... امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے 695 ہجری میں وصال فرمایا.... (حسن المحاضرۃ ج1 ص464)

آپ کا مزار مبارک اسکندریہ میں آپ کے شیخ حضرت ابوالعباس مرسی رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ مبارکہ سے چند قدم کے فاصلے پر ہے.... جمعہ اور خاص مواقع پر قصیدہ بردہ شریف کے ختم کا حلقہ ہوتا ہے.... (بحوالہ چند روز مصر میں)

دو ہندوؤں کے مشرف بہ ایمان ہونے کا واقعہ

حضرت سید میراں حسین زنجانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ابتدائی دور میں یہ معمول رہا کہ گھوم پھر کر تبلیغ کیا کرتے تھے.... ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ کئی روز تک دو ہندوؤں کو روزانہ اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہے.... ایک دن ان دونوں نے آپس میں کہا کہ یہ بوڑھا ہمیں روزانہ تنگ کرنے آجاتا ہے اور اس نے نئے دین کا کیا ڈھونگ رچا رکھا ہے.... وہ آپ کے سخت مخالف ہو گئے.... آخر کار انہوں نے منصوبہ بنایا کہ کیوں نہ اس بوڑھے درویش کا کام تمام کر دیں.... یہ سوچ کر ایک دن آپ کے پیچھے پیچھے تعاقب کرتے ہوئے آپ کی جائے رہائش تک آ گئے، لیکن ابھی شام ہوا چاہتی تھی.... انہوں نے سوچا کہ ذرا رات ہو جائے تو پھر آپ کو قتل کر دیں گے....

اس نیت سے آپ کی جھونپڑی سے دور ہی بیٹھے رہے.... جب اندھیرا چھا گیا اور آپ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد یادِ الٰہی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک دونوں ہندو آپ کے کمرے میں آ گئے.... آپ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ آپ پر حملہ آور ہونے لگے، آپ یادِ الٰہی میں مستغرق تھے.... جونہی انہوں نے تیز چھروں سے آپ پر وار کرنا چاہا تو وہ دونوں اندھے ہو گئے.... چنانچہ اندھے ہو کر واپس لوٹنے لگے تو پھر درست ہو گئے.... جب ٹھیک ہو گئے تو دوبارہ آپ پر حملہ آور ہوئے لیکن پھر اندھے ہو گئے.... اسی طرح جب تیسری بار اندھے ہو کر درست ہوئے تو ان کا دل بیدار ہو گیا کہ یہ تو کوئی اللہ کا برگزیدہ انسان ہے.... اس کی دعوت سچی ہے.... ہم ہی جھوٹے ہیں.... آخر آپ کے قدموں پر گر گئے اور آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ ایمان ہو گئے.... اور آخری دم تک پھر آپ کی خدمت میں گاہے گاہے حاضری دیا کرتے تھے.... (آفتاب زنجان)

کثیر ہندوؤں کا مسلمان ہونا

بنارس کے ایک مندر میں پتھر کا بت کچھ عجیب طریقہ سے بنا ہوا تھا.... جب وہ آنکھیں کھولتا تو مندر جگمگا اٹھتا.... اس عجوبے کو دیکھنے کے لئے ہندوستان کے طول و عرض سے ہندو یاتری اس مندر میں آتے.... حضرت سید اشرف رحمہ اللہ تعالیٰ جب بنارس تشریف لے گئے تو

آپ نے بھی اس مندر میں جا کر بت کو دیکھنے کا ارادہ کیا.... جب آپ مندر میں داخل ہوئے تو وہاں کا بڑا پاتری جو کہ سید اشرف کی ریاضت وکرامات سے واقف تھا.... آپ کو اندر لے گیا.... بت کی روشنی پھیلانے والی آنکھوں کی کرامت دکھائی اور کہنے لگا.... دیکھئے! آپ اپنے ان دیکھے بھگوان کو مانتے ہیں جب کہ ہمارا بھگوان پتھر کا ہے.... پاک، صاف اور ٹھوس ہے....

حضرت سید اشرف رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی باتیں سن کر مسکرائے اور بت کی طرف دیکھا.... ان کا دیکھنا تھا کہ بت ریت کی مانند زمین بوس ہوگیا.... ہندو پنڈت اور پجاری اس کو نظروں کا فریب سمجھے.... اسی اثناء میں مندر میں اس قدر تاریک اندھیرا چھا گیا کہ پجاریوں پر سکتہ طاری ہوگیا اور بڑا پجاری بالکل پتھر کا ہوگیا.... پجاریوں نے اس کو دوبارہ اصلی حالت پر لانے کے لئے بڑے بڑے جاپ کیے مگر بے سود....

آخر کار تمام کے تمام پجاری سید اشرف کے قدموں میں گر گئے اور اسلام قبول کیا.... یوں بڑا پجاری بھی پھر اصلی حالت میں آگیا اور سید اشرف کا مرید ہوگیا.... رفتہ رفتہ پورے کا پورا بنارس حضرت سید اشرف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا اور اس مندر اور بت کا نام ونشان مٹ گیا.... (تذکرہ اولیاء ہندوستان صفحہ 382)

امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کرامات

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی قوت عطا فرمائی کہ مغرب تا فجر جمادات وحیوانات کی تسبیح سماعت فرماتے تھے.... یہ درجہ اس طرح نصیب ہوا کہ ایک مرتبہ شیخ امین الدین کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حجابات دور فرما دیئے.... مسجد کے ستونوں، دیواروں اور دور دراز کے علاقوں تک کی چیزوں سے تسبیح کی آوازیں سنائی دینے لگیں....

(جامع کرامات اولیاء جلد 2 صفحہ 277)

ایک کرامت یہ بھی تھی کہ آپ کی توجہ سے رزق میں برکت ہوجاتی.... ایک بار آپ کے ہاں ۱۴ مہمان آگئے، گھر میں صرف ایک روٹی دستیاب ہوئی، اسی سے تمام مہمان سیر ہوگئے.... (ایضاً صفحہ 281)

آپ خطرناک ترین درندوں، جنوں اور دیگر مخلوقات میں سے کسی سے ذرہ برابر خوف نہ کھاتے.... جن بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے.... ایک مرتبہ انہوں نے آپ کی خدمت میں مسئلہ توحید پر 175 استفتاء بھجوائے، جس کے جواب میں آپ نے کتاب " کشف الحجاب عن وجه اسئلة الجان " تحریر فرمائی.... (جامع کرامات اولیاء للنبہانی، جلد 2 صفحہ 277)

تصانیف: امام شعرانی صاحب بزرگ تھے، درج ذیل تصانیف مشہور ہیں....

لواقح الانوار فی طبقات الاخیار (طبقات کبریٰ)، الانوار القدسیه فی بیان آداب العبودیه، میزان شعرانی، الیواقیت والجواهر، کشف الغمه عن جمیع الامة، الکبریت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر، البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر النذیر....

مخدوم علی احمد صابر رحمہ اللہ کی کرامت کا واقعہ

والد محترم کے وصال کے بعد نہایت تنگی و عسرت سے گزر اوقات ہونے لگی.... لیکن آپ کی والدہ ماجدہ کسی سے اس بات کا اظہار نہ فرماتی تھیں.... حضرت مخدوم علی احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ دن کے وقت جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے.... کھانے پینے کا ہوش نہ ہوتا.... کئی پہر تک کچھ نہیں کھاتے.... جب بھوک کا غلبہ شدت اختیار کر لیتا تو اپنی والدہ ماجدہ سے کوئی چیز کھانے کے لئے طلب فرماتے.... بعض مرتبہ یوں بھی ہوتا تھا کہ آپ کو شدت سے بھوک لگتی مگر گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہ ہوتی تھی....

ایک مرتبہ آپ دو تین دن سے فاقہ کی حالت میں تھے جس کی وجہ سے آپ کو بہت شدید بھوک لگی ہوئی تھی.... اتفاق سے اس دن گھر میں کچھ بھی کھانے کو موجود نہ تھا.... اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ کچھ کھانے کو دو.... آپ کی والدہ ماجدہ نے دو پہر تک بہانہ سے آپ کو ٹالا اور اس دوران بہت کوشش کی کہ کچھ میسر آ جائے تو پکا کر آپ کو کھلا دیا جائے.... لیکن کچھ بھی انتظام نہ ہو سکا.... چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد آپ نے پھر والدہ ماجدہ سے

کھانے کے لئے کچھ طلب فرمایا اور کہا کہ بھوک کے باعث بے تاب ہو رہا ہوں.....

والدہ ماجدہ نے آپ کی تسکین کے لئے ایک دیگچی میں پانی بھر کر چولہے پر رکھ دی اور آگ جلا دی... تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد دیگچی میں چمچ ہلا دیتی تھیں.....

آپ تھوڑی دیر تک انتظار کرنے کے بعد والدہ ماجدہ سے کہتے تو فرماتیں بیٹا ابھی پک جاتی ہے.... آگ جل رہی ہے.... اسی طرح کئی مرتبہ ہوتا رہا.... آخر مغرب کی نماز کے بعد بھوک نے آپ کو پریشان کیا تو آپ نے پھر والدہ ماجدہ سے کھانا طلب فرمایا اور چولہے کے قریب جا کر خود دیگچی سے ڈھکن اٹھا کر فرمایا: چاول تو پک گئے ہیں.... مجھے جلدی سے کھلا دیجئے....

والدہ ماجدہ نے آپ کی زبان اطہر سے یہ بات سنی تو بہت تعجب ہوا، کیونکہ انہوں نے تو دیگچی میں صرف پانی ڈال کر چولہے پر رکھا ہوا تھا اور پانی کے سوا اس میں کچھ نہ تھا.. مگر چونکہ ان کو یہ یقین تھا کہ مخدوم علی احمد صابر رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان اطہر سے جو کلمہ نکلتا ہے وہ بالکل درست اور سچ ہوتا ہے اس لئے فوراً اٹھیں اور دیگچی کے پاس آکر دیکھا تو واقعی نہایت اعلیٰ قسم کے چاول پک کر تیار ہو چکے تھے.... جن کی خوشبو بہت اچھی تھی....

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو چاول نکال کر کھلائے اور مولانا محمد ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بلا کر ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے بھی چاول دیکھے اور تبرک کے طور پر تناول فرمائے.... (حوالہ تذکرہ اولیاء، ہندوستان: 111)

دعائے حزب البحر کی برکت کا واقعہ

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ مصر کے شہر قاہرہ میں قیام پذیر تھے کہ حج کے دن قریب آگئے... اپنے دوستوں سے شیخ ابوالحسن نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس سال حج کرنے کا حکم دیا ہے... اس لئے جہاز کا کوئی انتظام کیا جائے تا کہ ہم سب با جماعت حج کے لئے روانہ ہو سکیں.... کافی کوشش کے باوجود جہاز کا انتظام نہ ہو سکا مگر شیخ ابوالحسن کا حج پر جانے کا پروگرام بدستور رہا....

ایک روز ان کے دوستوں نے آکر کہا کہ ایک بوڑھے عیسائی کے جہاز کے سوا اور کوئی جہاز ملنا ممکن نہیں.... حضرت نے اسی جہاز میں روانہ ہونے کا فیصلہ کرلیا.... ابھی جہاز قاہرہ

کی آبادی سے باہر نکلا ہی تھا کہ مخالف ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں.... جن کی بدولت کئی روز تک جہاز قاہرہ کے قرب وجوار میں ٹھہرا رہا....

جہاز میں سوار عیسائی لوگوں نے حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا کہ حضرت کو تو اللہ نے حج کا حکم دیا تھا تو پھر اس نے یہ رکاوٹیں کیوں کھڑی کر دیں جبکہ حج کے ایام قریب آنے والے ہیں اور جہاز جہاں سے چلا ہے وہیں کھڑا ہے....

حضرت ابوالحسن ایسی طنزیہ گفتگو سن کر بہت رنجیدہ خاطر ہوئے مگر ضبط سے کام لیا.... اسی کشمکش اور بے چینی میں ایک روز حضرت ابوالحسن کی آنکھ دوپہر کے وقت لگ گی.... حالت خواب میں آپ کو دعائے حزب البحر پڑھائی گئی اور اس کا بکثرت ورد کرنے کا حکم دیا گیا.... جب آپ رحمہ اللہ تعالیٰ بیدار ہوئے تو آپ نے جہاز کے افسر کو بلایا اور فرمایا کہ خدا کا نام لے کر بادبان اٹھا دے.... اس نے جواب دیا کہ بادبان اٹھانے کو تو میں تیار ہوں مگر مخالف ہوا ہمارا منہ پھیر دے گی اور ہم دوبارہ قاہرہ پہنچ جائیں گے....

شیخ نے فرمایا کہ تو دل میں پکڑ دھکڑ مت کر اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر عمل کر اور خدا کی عجیب مہربانی دیکھ.... چنانچہ جونہی بادبان اٹھایا گیا وہیں موافق ہوا زور وشور سے چلنے لگی.... یہاں تک کہ جس رسی کے ساتھ جہاز کو میخ سے باندھ رکھا تھا وہ بھی کھول نہ سکے.... ناچار اس کو کاٹنا پڑا اور بڑی جلدی امن وسلامتی کے ساتھ جہاز اپنی مبارک منزل تک پہنچ گیا.... عیسائی جہاز والے کے دونوں بیٹے حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً ایمان لے آئے.... اس بات کا جہاز ران کو بڑا دکھ ہوا.... اسی رات خواب میں اس نے دیکھا کہ حضرت ابوالحسن ایک بڑی جماعت کے ساتھ بہشت میں تشریف فرما ہیں اور اس کے بیٹے بھی حضرت کے ساتھ بیٹھے ہیں.... عیسائی بوڑھے نے اپنے بیٹوں سے ملنا چاہا تو فرشتوں نے اسے جھڑکا کہ تو ان لوگوں کے دین والوں میں سے نہیں ہے لہذا تو ان کے ساتھ نہیں رہ سکتا....

اگلی صبح وہ جاگا تو خدا کی ہدایت اس کی مددگار ہوئی اور اس نے کلمہ توحید پڑھا اور رفتہ رفتہ اس کا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ وہ بڑے باطنی مقامات والا ہوگیا.... اس طرف کے لوگ اس کے نزدیکی اور صحبت کے طالب ہونے لگے.... (تبرکات اولیاء)

حضرت علی ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کرامت

ایک دفعہ آپ کا واسطہ ایک سادھو سے پڑ گیا ... اس نے آپ سے کہا کہ آپ اگر اپنے آپ کو خدا کے اتنا قریب سمجھتے ہیں تو کوئی حیرت انگیز کرامت اور کرشمہ دکھائیں....

آپ نے فرمایا: میاں سادھو! میں ایک غریب الوطن مسافر ہوں.... میں تمہیں کیا کرامت دکھاؤں.... تم ہی کوئی کرامت دکھاؤ....

اب سادھو شیخی میں آگیا.... اس نے بتوں کی طرف دیکھا تو سارے بت ناچنے لگے.... سید امیر علی شاہ ہمدانی نے جب بتوں کو اس طرح ناچتے دیکھا انہوں نے مرید کو کہا کہ اپنے پاؤں سے جوتے اتار دیں.... تو وہی جوتے اڑ اڑ کر ان بتوں پر برسنے لگے....

سادھو نے دیکھا تو فوراً تائب ہو گیا اور تمام فضا کلمہ طیبہ کی صداؤں سے گونج اٹھی....

لاش جلنے سے بچالی

سندھ کے عوام میں حضرت لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ایک کرامت بہت مشہور ہے.... مختلف روایات کے مطابق حضرت لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص عادت تھی کہ آپ راستہ چلتے وقت ہمیشہ سر جھکائے رہتے تھے.... اسی طرح جب آپ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو گردن خم کئے رہتے تھے.... روایت ہے کہ حضرت لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ محلہ ''کانوگن'' کے قریب ایک گلی میں اکثر بیٹھا کرتے تھے.... اسی محلے میں ''کانوگا'' ایک مشہور ہندو خاندان تھا....

یہ لوگ پردے کے سخت پابند تھے.... اس خاندان کی عورتیں ڈولی میں بیٹھ کر جایا کرتی تھیں.... کانوگا خاندان کی ایک عورت حضرت لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بے حد عقیدت رکھتی تھی.... حتیٰ کہ دل ہی دل میں اسلام قبول کر چکی تھی.... مگر ہندو رشتہ داروں کے خوف سے اس نے اسلام کو چھپا رکھا تھا....

جب بھی آپ گلی میں آ کر بیٹھتے وہ عورت بھی کھڑکی میں چلی آتی اور گھنٹوں حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتی رہتی.... ہندو عورت کی شدید خواہش تھی کہ کسی طرح حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر لے.... مگر آپ ہمیشہ سر جھکا کر بیٹھتے تھے، اس لئے وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی....

ایک دن ہندو عورت کی وحشت اس قدر بڑھی کہ اس نے شوق دیدار میں کھڑکی سے چھلانگ لگا دی اور حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کے قدموں میں جا گری.... اونچائی سے گرنے کے سبب ہندو عورت شدید زخمی ہو گئی تھی.... اس نے ایک نظر حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کے چہرۂ مبارک کو دیکھا اور دنیا سے رخصت ہو گئی....

جب محلے کے لوگوں کو معلوم ہوا تو ہر طرف ایک شور برپا ہو گیا.... مرنے والی ہندو عورت کے رشتہ دار اس کی لاش اٹھانے کے لئے حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے.... ”اگر آپ اجازت دیں تو اس بدنصیب عورت کو لے جائیں اور اس کی آخری رسوم ادا کر دیں....“

کانوگا خاندان کے لوگوں نے حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ سے اجازت اس لئے چاہی تھی کہ مرنے کے بعد بے پردگی کے خیال سے حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم پر اپنی چادر ڈال دی تھی...... اور یہ بات بھی خاندان میں مشہور ہو چکی تھی کہ ہندو عورت لال شہباز رحمہ اللہ تعالیٰ سے بے حد عقیدت رکھتی تھی....

”میری اجازت کی کیا ضرورت ہے“ حضرت لال شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی درخواست سن کر فرمایا.... ”تمہاری امانت ہے، جہاں چاہو لے جاؤ....“

حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہندو عورت کے رشتے داروں نے اس کی لاش اٹھانے کی کوشش کی مگر اپنے مقصد میں ناکام رہے.... انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے لاش بہت زیادہ وزنی ہو گئی ہے.... پھر دوسرے عزیزوں کو بلایا مگر پندرہ بیس افراد بھی مل کر ایک کمزور سی عورت کو نہ اٹھا سکے.... ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ لاش زمین سے چپک گئی ہو....

ان لوگوں کو حیران و پریشان دیکھ کر حضرت لعل شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا.... ''اگر تم پورے شہر کے ہندوؤں کو بھی جمع کر لو گے تو یہ لاش نہ اٹھ سکے گی''۔

حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی بات سن کر کانوگا خاندان کے لوگوں پر دہشت طاری ہوگئی.... ''آخر اس بدنصیب عورت سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے....'' خاندان کے بوڑھے افراد نے حضرت لعل شہباز رحمہ اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے....

''گناہ و ثواب کی بات نہیں ہے'' حضرت قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے پرجلال لہجے میں کہا.... ''اس عورت کی قسمت میں جلنا نہیں ہے....''

''پھر ہم کیا کریں؟'' اس عجیب و غریب صورتحال سے اہل ہنود بہت پریشان تھے....

''اگر تم اس کو دفن کرنے کا وعدہ کرو تو لاش اٹھ جائے گی....'' حضرت لعل شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا.... پھر ایسا ہی ہوا.... ہندو عورت کی ارتھی اٹھنے کے بجائے جنازہ اٹھا اور اسے مسلمانوں کے طریقے پر دفن کیا گیا....

حضرت لعل شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ کرامت دیکھ کر کانوگا خاندان کے کئی ہندو آپ کے دست مبارک پر ایمان لے آئے....

یہ واقعہ اتنا سچا ہے کہ اس عورت کی قبر آج بھی سیہون میں موجود ہے.... مگر مقامی جاہل لوگ یہ شیطانی کام کرتے ہیں کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کے عرس کے موقع پر اسی قبر سے ''مہندی'' اٹھتی ہے اور وہ مہندی مختلف علاقوں سے گزر کر حضرت لعل شہباز رحمہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ پر لائی جاتی ہے.... یہ واقعہ کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے مگر اہل اللہ کی محبت رنگ لاتی ہے اور یہ اسی محبت کا ایک ہلکا سا رنگ ہے.... اللہ تعالیٰ ہم سب کی جہالت سے حفاظت فرمائے....

حضرت شہباز قلندر کی کرامت

بلخ بخارا کے بادشاہ ایک مرتبہ حضرت لعل شہباز قلندر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے شہنشاہ ولایت! میرے پاس خدا کی دی ہوئی ہر نعمت موجود ہے.... میری

بادشاہت میں میرے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا.... نعمت خداوندی میں مالا مال ہوں.... لیکن ایک چیز کی کمی میں شدت سے محسوس کرتا ہوں، وہ یہ کہ میں اولاد سے محروم ہوں.... آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند کریم مجھ کو اس نعمت سے نواز دے....

حضرت لعل سائیں نے بادشاہ کے لئے دعا فرمائی اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی دی کہ بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہیں ایک فرزند صالح دے گا لیکن اس میں ہمارا ساجھا ہوگا....

بادشاہ نے عرض کی: حضرت! مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے.... میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میری سلطنت کا ولی عہد پیدا ہو جائے.... کچھ ہی عرصہ کے بعد اللہ پاک نے بادشاہ پر مہربانی کردی اور اس کو ایک فرزند ارجمند عطا کیا....

بادشاہ نے بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں زر و جواہر تول کر حضرت لعل سائیں کی خدمت میں پیش کیے مگر آپ نے ان تمام چیزوں کو رد کرتے ہوئے فرمایا، ہمیں دنیاوی دولت سے کیا سروکار.... ہم درویش لوگ ہیں.... ان جھگڑوں سے تو ہمارا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے.... ہمارا تو تمہارے بیٹے میں ساجھا ہے.... ہم اس میں سے حصہ لیں گے....

یہ کہہ کر آپ نے حکم دیا کہ بچے کو ہمارے سامنے لایا جائے.... بادشاہ نے فوراً آپ کے حکم کی تعمیل کی.... آپ نے بچے کو اٹھایا اور اپنی گدڑی میں چھپا کر بادشاہ سے کہا کہ اب تم جو کچھ مرضی کرلو اس میں آدھا حصہ میرا ہوگا....

آپ نے اس بچے کا نام ادھم رکھا.... یہ لڑکا ہی بڑا ہو کر سلطان ادھم کے نام سے مشہور ہوا.... لیکن کچھ عرصہ حکومت کرنے کے بعد اس نے دنیا ترک کردی اور باقی آدھی عمر فقیری میں گزار دی....

سلطان ادھم نے حضرت لعل سائیں کے حکم سے خیر پور کے پاس پہاڑی پر قیام کیا اور یہاں پر ہی وفات پائی.... آپ کا مزار خیر پور میں موجود ہے....

سلطان ادھم میں سے حضرت لعل سائیں نے اس کی درویشی کی شکل میں آدھا حصہ لیا....

(تذکرہ شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت شیخ فتح بن علی موصلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کا عجیب وغریب واقعہ

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال 220ھ میں خاص عید الاضحیٰ کے روز ہوا اور عجیب طرح ہوا.... ہوا یوں کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ عید الاضحیٰ کے روز کوہساروں سے گزر رہے تھے.... وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ قربانیاں کر رہے ہیں.... آپ نے کہا کہ باری تعالیٰ! تو جانتا ہے کہ میرے پاس قربانی کے لئے کوئی جانور نہیں ہے جو تیری راہ میں قربان کروں.... بس یہ ایک جان ہے (اسی کو قربان کرتا ہوں) یہ کہہ کر آپ نے اپنی انگلی اپنے گلے پر اس طرح چلائی جس طرح ذبح کے لئے چھری چلائی جاتی ہے.... انگلی گلے پر چلاتے ہی آپ گر پڑے.... آپ کے گرتے ہی لوگوں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی روح پرواز کر چکی تھی اور گلے پر ایک سبز خط نمودار تھا (جان کی قربانی کی یہ ایک نادر مثال ہے)....

حضرت صوفی حمید الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے بارش ہوگئی

دہلی پر سلطان شمس الدین التمش کی حکومت تھی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ تعالیٰ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما چکے تھے تو ان کی وفات کے بعد دہلی میں سخت قحط کا سماں پیدا ہوگیا جس سے پانی کی سخت قلت محسوس ہونے لگی.... پانی کی سخت قلت کے باعث انسان، حیوان اور چرند و پرند سب پریشان نظر آنے لگے.... غرض کہ پوری مخلوق خدا پریشان ہونے لگی تو سلطان التمش نے ایک معتمد کو بلایا اور کہا: ”جاؤ اور صوفی حمید الدین کو میرا سلام کہنا اور کہو کہ دہلی میں قحط کی سی کیفیت پیدا ہوگئی ہے.... آپ دعا کریں کہ بارش ہو جائے....“

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب بادشاہ کا پیغام ملا تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے چند صوفیوں کی

جماعت کو ساتھ لیا اور اجتماعی دعا کی جس کی برکت سے اسی وقت بارش برس پڑی....

یہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی کرامت تھی جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی.... لوگوں کو پانی کی قلت سے نجات ملی.... فصلات اور باغات کی جان میں جان آئی.... پرندوں، انسانوں اور حیوانوں کے پینے کے لئے پانی کا انتظام ہوا.... گویا کہ ان لوگوں کو دوبارہ زندگی نصیب ہوئی جس کا بادشاہ متمنی تھا اور رعایا خوشحال ہوگئی....

اکسیر گھاس کو دریا میں پھینک دیا

ایک مرتبہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ بغداد سے دہلی آرہے تھے کہ راستے میں ایک جوگی جس کا نام گیان ناتھ تھا، نے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس قسم کے گھاس کی خبر دی کہ اس سے "اکسیر" بنتی ہے تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس گھاس کو پکڑ کر دریا میں پھینک دی تو وہ جوگی بڑا پریشان اور حیران ہوا کہ آپ نے کس قدر غلطی کی ہے کہ اتنی مہنگی اور اکسیر گھاس کو دریا میں پھینک دیا.... جوگی نے اس امر کا آپ سے اظہار کیا تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دریا سے وہ گھاس نکال کر اس کے حوالے کر دی اور آپ نے گیان ناتھ سے کہا کہ اپنی آنکھیں بند کرو....

جوگی نے اپنی آنکھیں بند کیں تو پھر آپ نے اس کو کھولنے کے لئے کہا.... آپ نے پوچھا: کیا نظر آیا؟ اس جوگی نے کہا: "عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک زمین سونا ہی سونا نظر آیا...."

اس جوگی پر اس کرامت کا اس قدر اثر ہوا کہ اس نے آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا پیروکار بن گیا....

مثالی تاجر کی مثالی عجیب سخاوت

درج ذیل واقعات کلکتہ کے ایک ایسے دریا دل فیروز نامی تاجر کے ہیں جو سستے زمانے میں کروڑ پتی ہونے کے باوجود ایسے رقیق القلب اور منفرد دل و دماغ کے مالک تھے اگرچہ ان کی تجارت موزے اور بنیان کی تھی لیکن انہوں نے یہ تجارت ایسی مثالی کی جو ہمارے لئے بھی مشعل راہ ہے اور پھر ان کا صدقہ خیرات اور خدمت خلق کا ایسا جذبہ جو منجانب اللہ عطا ہوا تھا وہ بھی مثالی ہے....

ایک ہزار نہیں دس ہزار

ایک مولوی صاحب اپنے مدرسہ سکول کے چندہ کیلئے فیروز صاحب کے ہاں حاضر ہوئے مولوی صاحب سے انہوں نے ایک ہی سوال کیا کہ آپ کو کتنے روپے کی ضرورت ہے؟

انہوں نے اپنے والہانہ اور مفکرانہ انداز میں جواب دیا کہ جو کچھ آپ خوشی سے دے سکیں....

فیروز صاحب کی سخاوت اور دریا دلی کی داد دینی پڑتی ہے.... انہوں نے چیک بک مولوی صاحب کے ہاتھ میں دے دی کہ جتنی رقم چاہیں درج کر دیں اور انہوں نے اس زمانے میں روپے کی قیمت کو دیکھتے ہوئے ایک ہزار روپیہ لکھا جسے دیکھ کر اس بادشاہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے جیب سے قلم نکال کر رقم کی داہنی جانب ایک صفر اور بڑھا کر دس ہزار کا چیک مولوی صاحب کے حوالے کر دیا....

ایک صاحب کہتے ہیں میں فیروز صاحب کے پاس گیا تو ان کے پاس خالص چاندی سے تراشا ہوا ایک شاندار مسجد کا ماڈل رکھا ہوا تھا... اس کی نوعیت معلوم کرنے کا طبیعت پر تقاضا تھا....

خوش قسمتی سے مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی کا ان کے ہاں بہت آنا جانا تھا.... ایک روز ان کی وساطت سے وہاں پہنچ گیا اور باتوں باتوں میں جب مساجد کا ذکر چھڑا تو میں نے دریافت کیا کہ یہ نمونہ آپ نے کس غرض سے دکان میں سجا رکھا ہے اور اس کا موزہ بنیان کی تجارت سے کیا واسطہ ہے....

قبل اس کے کہ وہ کچھ جواب دیں مولانا ہی نے اس کی داستان سنانی شروع کر دی.... جب جاپان میں مبلغین اسلام کی کوششوں کے نتیجے میں وہاں کے باشندوں کو اسلام سے وابستگی پیدا ہوئی' تو ایک مسجد کی ضرورت محسوس ہونے لگی.... پہلے تو زمین کا حصول ہی جوئے شیر لانے سے کم ثابت نہ ہوا.... پھر دوسرا مرحلہ تعمیر کا تھا.... ان لوگوں کے پاس اتنی رقم بھی موجود نہ تھی کہ متوسط درجے کی ایک مسجد تعمیر کرا سکیں.... اس لئے ان ممالک سے جو جاپان کے ساتھ تجارت کرتے تھے.... چندہ کرنے کی سبیل نکالی گئی.... سنگا پور اور رنگون میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی تو کلکتے کا رخ کیا اور ہوتے

ہوتے یہ لوگ فیروز صاحب کے پاس پہنچے اور انہیں اس طرف توجہ دلائی....

توانہوں نے مختلف سوالات کئے، عمارت کا نقشہ دیکھا اور اخراجات کا تخمینہ لگایا تو پتہ چلا پچاس ہزار صرف ہوگا جس میں سے اب تک دس ہزار کے لگ بھگ جمع ہو چکا ہے....

فیروز صاحب نے دریافت کیا کہ آپ مجھ سے کتنی توقع رکھتے ہیں....انہوں نے اپنی دانست میں بہت بڑھ چڑھ کر ایک ہزار کی رقم مانگی لیکن اس مردمومن نے ساٹھ ہزار کا چیک ان کے حوالے کر کے کہا کہ آپ دوسروں کے چندے واپس کر دیں اور صرف اس روپے سے مسجد تعمیر کریں بلکہ اگر اس کی زینت اور سامان کے لئے مزید ضرورت ہو تو مجھے لکھیں....

سستا زمانہ تھا اور جاپان تو قیمتوں کے لحاظ سے ارزاں ترین ملک مشہور تھا....سال بھر کے اندر ہی ایک عالیشان مسجد تعمیر ہوگئی اور منتظمین نے بچی ہوئی رقم سے اس کا نمونہ بنوا کر ان کی خدمت میں بھیج دیا تا کہ اس کار خیر کی یادگار کے طور پر دکان کی زینت رہے....

فیروز صاحب کی تجارت اور صداقت

ایک روز فیروز صاحب کی طرف گزر ہوا تو دیکھا کہ سڑک کے ایک جانب موزوں کا کئی فٹ اونچا ڈھیر لگا ہوا ہے....لوگ آتے ہیں اور اپنی پسند کی جرابیں چھانٹ کر لے جاتے ہیں....کوئی ایک جوڑا چھانٹ کر لے گیا، کوئی دو تین....نہ کوئی دیکھنے والا نہ پوچھنے والا....تحقیق پر معلوم ہوا کہ ایک جہاز یہ سامان لے کر جاپان سے آرہا تھا....راستے میں بادوباراں کے طوفان نے اسے اس طرح گھیر لیا کہ موزوں کی تمام پٹیاں نم ہوگئیں، کہیں ہلکے ہلکے داغ بھی نمودار ہو گئے....

لوگوں نے کہا کہ اس مال کو نصف قیمت پر فروخت کر دیجئے اور باقی خسارہ جہاز اور بیمہ کمپنی سے وصول کر لیجئے مگر انہوں نے فرمایا کہ میرا دل اس پر آمادہ نہیں ہوتا کہ میرے نام پر کوئی ناقص شے بازار میں بکے، خواہ وہ کتنی سستی کیوں نہ ہو....انسان پہلے اپنا دامن صاف رکھے....تب کہیں اس کا نامہ اعمال صحیح ہوگا....چنانچہ اب کئی دن سے یہ مال غریبوں میں مفت تقسیم ہو رہا ہے اور اب بھی بہت کچھ باقی رہ گیا ہے....

فیروز صاحب کے ابتدائی حالات

جو انہوں نے اپنے دوست کی درخواست پر خود سنائے کہ ابتدائے عمر میں ناداری اور تنگدستی کا سامنا کرنا پڑا... مجبور ہو کر وطن چھوڑا اور بلا ٹکٹ بے سروسامان کلکتہ پہنچ گیا... وہاں کچھ روز مانگ تانگ کے کچھ پیسے جمع کیے اور چورنگی پر کھڑے ہو کر موزے بیچنے لگا... رات کو فٹ پاتھ پر پڑا رہتا...

ایک روز سردی زیادہ تھی... ہاتھ پاؤں اکڑنے لگے اور تو کچھ سمجھ میں نہ آیا کیا کریں... دوران خون تیز کرنے کے لئے بھاگنے لگا... اندھیرے میں ٹھوکر لگی تو گر پڑا... سخت چوٹ لگی... اس حالت میں دیکھ کر ایک شریف انسان نے ہاتھ پکڑا اور اٹھا کر اپنے گھر لے گیا اور حالات سے آگاہ ہو کر پیشکش کی کہ اب تم میرے ہی گھر رہو... فیروز صاحب جب یہ حالات بیان کر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں فرط جذبات سے ڈبڈبائی ہوئی تھیں... کہنے لگے کہ انہوں نے میرے ساتھ ایسی شفقت برتی کہ والدین کی یاد دل سے محو ہو گئی... ان کی اخلاقی اور مالی امداد سے میرے کاروبار میں بڑی ترقی ہوئی لیکن ان کا سب سے بڑا احسان، جو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا... یہ ہے کہ وہ مجھے گاہ بگاہ یاد دلاتے رہتے کہ تم کیا تھے اور اب خدا کی مہربانی اور عنایت سے کیا بن گئے... اس لئے ایک تو کبھی اللہ کو نہ بھولو اور دوسرے یاد رکھو کہ اس دنیا میں تمہاری طرح کے لاکھوں انسان ہیں جو تمہاری امداد کے مستحق ہیں اور خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو... وہ انسان کو دیکر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی... ناداری میں تو خدا خوب یاد آتا ہے لیکن صاحب ثروت ہونے کے بعد اکثر انسان مغرور ہو جاتے ہیں...

سادگی فیروز صاحب کی دکان، وضع قطع، لباس اور طور طریق دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ لوگ انہیں کنگ کے لقب سے کیوں یاد کرتے ہیں... وہ بادی النظر میں متوسط طبقے کے کھاتے پیتے انسان معلوم ہوتے تھے...

ان کی مثال برف کے اس تودے کی سی ہے جس میں صرف پانچواں حصہ پانی کی سطح سے اوپر دکھائی دیتا ہے اور باقی ۴/۵ پانی کے اندر چھپا رہتا ہے... ان کے زیر زمین گودام دیکھئے تو آپ کو ان کی دولت کا اندازہ ہوگا... نام تو یہ ہے کہ موزہ، رومال اور بنیان جیسی ناچیز

اشیاء کی تجارت کرتے ہیں لیکن نہ صرف کلکتہ بلکہ تمام ہندوستان کی منڈیوں اور بازاروں پر ان کی اجارہ داری قائم ہے بلکہ لوگ انہی کی چھاپ کا مال لینا پسند کرتے ہیں....

فیروز صاحب کیلئے اللہ تعالیٰ کی امداد

جاپان ایک صنعتی ملک ہے اور اس کی معیشت کا دارومدار صنعت پر ہے....دن رات کا کوئی گھنٹہ ایسا نہیں ہوتا کہ کارخانوں میں کام نہ ہوتا ہو....وہاں فیروز صاحب کا ایک آرڈر پہنچتا ہے تو اتنا مال سارے ملک سے اکٹھا کرنے کے بعد بھی کمی رہ جاتی ہے....ہمارے ہاں نکاسی کی یہ کیفیت ہے کہ اگر ان کا سامان لانے والے جہاز جن کی تعداد کم از کم دس بارہ ہوتی ہے ایک ہفتے کی تاخیر سے پہنچیں تو منڈیوں میں تشنگی محسوس ہوتی ہے....

فیروز صاحب کی صفائی معاملات کی برکت

ایک اور صاحب سے معلوم ہوا کہ ان کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ معاملات کے بڑے کھرے ہیں اور جس شخص کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ یہ بے ایمان ہے یا ڈنڈی مارتا ہے....اس سے لاکھوں تک کا کاروبار منقطع کر لیتے ہیں....ایک مرتبہ لکھنو کے کسی تھوک فروش نے ان کو لکھا کہ کچھ عرصے سے جاپانی مال کی آمد میں کمی ہو گئی ہے جس کا اثر موزہ بنیان پر بھی پڑ رہا ہے.... دوسرے تجار نے قیمتوں میں اضافہ کر دیا ہے....اگر ہم بھی موزے کی قیمت میں ایک آنہ اور بنیان میں دو آنے کا اضافہ کر دیں تو طلب و رسد میں توازن پیدا ہو جائے گا اور قبل اس کے کہ کوئی جواب موصول ہوتا....اس تاجر نے من مانی قیمت وصول کرنی شروع کر دی....فیروز صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس تاجر کا نام ہمیشہ کیلئے اپنی فہرست سے خارج کر دیا اور اسے لکھا کہ منافع خوروں اور بے ایمانوں کا میری تجارت سے نہ کبھی واسطہ رہا ہے اور نہ آئندہ رہے گا....

ایک دفعہ فیروز صاحب کے علم میں آیا کہ یتیم خانے میں رہنے والے بچوں کے پاؤں پھٹ جاتے ہیں اور بعض اوقات ان سے خون بہنے لگتا ہے اس لئے انہیں جاڑوں میں جرابوں کی ضرورت ہوتی ہے....یہ سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے حکم دے دیا کہ ہر سال

کافی تعداد میں موزے یتیم خانے کو مفت دیئے جائیں.... پھر اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ملک کے تمام یتیم خانوں کی فہرست طلب کر کے سب کی ضروریات کے مطابق اسی قسم کا انتظام کر دیا....

فیروز صاحب کا تقسیم زکوٰۃ کیلئے انوکھا طریقہ

زکوٰۃ تو اس زمانے کا ہر تاجر مسلمان بالالتزام نکالا ہی کرتا تھا لیکن اس کی تقسیم کا انتظام ہر کوئی اپنی پسند کے مطابق کرتا تھا مثلاً اگر کوئی اپنی کل رقم سائلوں اور فقیروں کو دینا ثواب سمجھتا تو اس کے کھاتوں میں یتیم خانوں، تعلیمی اداروں یا غریب بیواؤں کا کوئی خانہ نہ ہوتا.... اسی طرح اگر دیوبند کی امداد کرتا تھا تو اسلامیہ کالج کے واسطے ایک پیسہ نہ نکالتا....

لیکن فیروز صاحب نے بہت سوچ بچار کے بعد اپنا ہی طریقہ ایجاد کیا تھا.... انہوں نے اس غرض کیلئے ایک بڑے دیانتدار، متقی اور عمر رسیدہ مولوی صاحب کا تقرر کر رکھا تھا جن کا اسی بھری پڑی دنیا میں کوئی رشتے دار نہ تھا.... یہ صاحب کلکتے میں گھومتے پھرتے، لوگوں سے ملتے، اہل محلہ کے حالات معلوم کرتے اور دوسرے علاقوں کا بھی سفر کرتے جہاں وہ مسجدوں میں ٹھہرتے اور غربا و مساکین کا کھوج لگاتے، پھر خود ہی طے کرتے کہ کس کو کتنی رقم دی جائے اور آیا وہ نقد کی صورت میں ہو یا جنس اور کپڑے کی.... ایک صاحب کہتے ہیں....

کہ فطری تجسس مجھے ان مولوی صاحب کی خدمت میں بھی لے گیا.... اول تو انہوں نے اس سلسلے میں کچھ بتانے سے ہی گریز کیا.... لیکن پھر رفتہ رفتہ حالات سے پردہ اٹھانے لگے اور یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ جس طرح قرآن میں گردن چھڑانے کیلئے یعنی غلام کو آزاد کرانے پر بہت زور دیا گیا.... اسی طرح ان کا بھی دیرینہ تجربہ یہ تھا کہ ہم میں سب سے پریشان حال وہ شخص ہے جو سود کے جال میں پھنس جاتا ہے.... ایسے شخص کیلئے سب سے بڑی دشواری یہ ہوتی ہے کہ وہ کچھ زور بازو سے کماتا ہے وہ سود خور بنیا لے جاتا ہے اور اسے اور اس کے بیوی بچوں کو فاقہ کشی سے نجات نہیں ملتی.... اس لئے وہ سب سے پہلے ایسے لوگوں کی گلوخلاصی کراتے مگر ساتھ ہی مصحف پاک پر ہاتھ رکھوا کر قسم دلواتے کہ وہ آئندہ کبھی سود کے چکر میں گرفتار نہ ہوگا....

اس کے علاوہ صدقات اور خیرات کی مدات جداگانہ تھیں جن میں قومی چندے، دینی مدارس، علی گڑھ یونیورسٹی، تعمیر مسجد، غریب گھرانوں میں شادی کے اخراجات اور عزیز و اقارب کی امداد شامل تھی.... بعض اوقات تو ان کھاتوں کی ساری رقم چند مہینوں میں صرف ہو جاتی اور اگر انہیں اطلاع ہوتی تو اپنی جمع پونجی میں سے معتد بہ رقم اس کے حساب میں جمع کرا دیتے لیکن فراخدلی کی داد دینی پڑتی ہے کہ انہوں نے کبھی یہ نہ کہا کہ جیب دیکھ کر خرچ کیا کرو یا آئندہ کے واسطے محتاط رہو....

فیروز صاحب کا دوست کے ساتھ مثالی تعاون

ایک صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ دوستوں کے ساتھ بھی ان کا سلوک بڑا ہمدردانہ اور مخلصانہ تھا.... ڈھاکہ کے ایک بڑے تاجر سے دیرینہ مراسم تھے.... ان کا ایک بڑا کارخانہ تھا جس کی مصنوعات عام طور پر پسند کی جاتی تھیں اور ان کی مانگ روز بروز بڑھ رہی تھی.... ابنائے وطن (ہندو) اس صورت حال سے بے انتہا پریشان تھے.... آخر ان سب نے مل کر نہ صرف یہ کہ ان کی فیکٹری میں ہڑتال کرا دی بلکہ مشینوں کو بھی نذر آتش کرا دیا.... ادھر نادہندوں نے آتی رقم بھی داب لی اور وہ دیوالیہ ہو کر نان شبینہ کے محتاج ہو گئے....

فیروز صاحب کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے ان کو کلکتہ بلوا لیا اور اسی طرح ایک کارخانہ قائم کر کے اس کا مہتمم مقرر کر دیا.... پھر چند سال بعد اس کی آمدنی مقررہ حد تک پہنچ گئی.... تو کل کاغذات ان کے حوالے کر کے خود دست کش ہو گئے....

یہ تھے جناب فیروز صاحب اللہ پاک انکی حسنات کو قبول فرمائے اور انکی مغفرت فرمائے آمین.... (شمارہ ۸۸)

ایک عورت کا خوف خدا اور اللہ تعالیٰ کی مدد

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا، دفعۃً میری ایک عورت پر نظر پڑی کہ اس کے کاندھے پر ایک بچہ بہت کم سن بیٹھا ہے اور وہ یہ ندا کر رہی ہے "اے کریم اے کریم! تیرا گزرا ہوا زمانہ (یعنی کیسا موجب شکر ہے) میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے جو

تیرے اور مولیٰ کے درمیان گزری....

کہنے لگی: میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھی اور تاجروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی' طوفانی ہوا ایسے زور سے آئی کہ وہ کشتی غرق ہو گئی اور سب کے سب ہلاک ہو گئے.... میں اور یہ بچہ ایک تختہ پر رہ گئے اور ایک حبشی آدمی دوسرے تختہ پر' ہم تین کے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا' جب صبح کا چاندنا ہوا تو اس حبشی نے مجھے دیکھا اور پانی کو ہٹاتا ہوا میرے تختہ کے پاس پہنچ گیا اور جب اس کا تختہ میرے تختے کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے تختہ پر آ گیا اور مجھ سے بری بات کی خواہش کرنے لگا' میں نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر! ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں اس سے خلاصی اس کی بندگی سے بھی مشکل ہو رہی ہے چہ جائیکہ اس کا گناہ ایسی حالت میں کریں....

کہنے لگا: ان باتوں کو چھوڑ' اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ کام ہو کر رہے گا' بچہ میری گود میں سو رہا تھا میں نے چپکے سے ایک چٹکی اس کے بھر لی جس سے یہ ایک دم رونے لگا میں نے اس سے کہا اچھا ذرا ٹھہر جا! میں اس بچے کو سلا دوں پھر جو مقدر میں ہوگا ہو جائے گا....

اس حبشی نے اس بچہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کو سمندر میں پھینک دیا' میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: ''اے وہ پاک ذات جو آدمی کے اور اس کے دلی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی ہے! میرے اور اس حبشی کے درمیان تو ہی اپنی طاقت اور قدرت سے جدائی کر' بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے....''

اللہ تعالیٰ کی قسم! ان الفاظ کو پورا بھی نہ کرنے پائی تھی کہ سمندر سے ایک بڑے جانور نے منہ کھولے ہوئے سر نکالا اور اس حبشی کا ایک لقمہ بنا کر سمندر میں گھس گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنی طاقت اور قدرت سے اس حبشی سے بچایا وہ ہر چیز پر قادر ہے' پاک ہے' اس کی بڑی شان ہے.... اس کے بعد سمندر کی موجیں مجھے تھپیڑتی رہیں یہاں تک کہ وہ تختہ ایک جزیرہ کے کنارے سے لگ گیا' میں وہاں اتر پڑی اور یہ سوچتی رہی کہ یہاں گھاس کھاتی رہوں گی' پانی پیتی رہوں گی جب تک اللہ تعالیٰ کوئی سہولت کی صورت پیدا کرے اسی کی مدد سے کوئی صورت ہو سکتی ہے....

چار دن مجھے اس جزیرہ میں گزر گئے پانچویں دن مجھے ایک بڑی کشتی سمندر

میں چلتی ہوئی نظر آئی، میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اس کشتی کی طرف اشارہ کیا، اور کپڑا جو میرے اوپر تھا اس کو خوب ہلایا، اس میں سے تین آدمی ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے میں ان کے ساتھ اس ناؤ پر بیٹھ کر اس کشتی پر پہنچی تو میرا یہ بچہ جس کو حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا ان میں سے ایک آدمی کے پاس تھا، میں اس کو دیکھ کر اس پر گر پڑی میں نے اس کو چوما گلے سے لگایا اور میں نے کہا: یہ میرا بچہ ہے میرا جگر پارہ ہے، وہ کشتی والے کہنے لگے:

تو پاگل ہے تیری عقل ماری گئی ہے، میں نے کہا: نہ میں پاگل ہوں، نہ میری عقل ماری گئی، میرا عجیب قصہ ہے....

پھر میں نے ان کو اپنا واقعہ سنایا، یہ ماجرا سن کر سب نے حیرت سے سر جھکا لیا اور کہنے لگے: تو نے بڑی حیرت کی بات سنائی اور اب ہم تجھے ایسی ہی بات سنائیں جس سے تجھے تعجب ہوگا، ہم اس کشتی میں بڑے لطف سے چل رہے تھے، ہوا موافق تھی اتنے میں ایک جانور سمندر کے پانی کے اوپر آیا اس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک غیبی آواز ہم نے سنی کہ اگر اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی ڈبو دی جائے گی، ہم میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا لیا اور وہ جانور پھر پانی کے اندر چلا گیا تیرا واقعہ اور یہ واقعہ دونوں بڑی حیرت کے ہیں اور اب ہم سب عہد کرتے ہیں کہ آج کے بعد سے اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی کسی پر ظلم کرتے ہوئے نہ دیکھے گا.... (مظلوم کی آہ شمارہ ۸۱)

عجیب واقعہ

حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب ’’طبقات الحنابلہ‘‘ میں قاضی ابوبکر بن محمد بن عبدالباقی بغدادیؒ کے حالات میں لکھا ہے.... ’’میں ایک زمانہ میں مکہ مکرمہ آ کر پڑ گیا تھا، ان دنوں ایک مرتبہ بہت ہی سخت بھوک لگی.... پاس کچھ تھا نہیں جس سے بھوک مٹاتا.... اتفاق سے ایک ریشم کی تھیلی پڑی ہوئی مل گئی جس کا پھندنا بھی ریشم کی ڈوری سے

بندھا ہوا تھا.... میں اسے اٹھا کر گھر لے آیا، اسے کھول کر دیکھا تو اس میں موتیوں کا ایسا نفیس وقیمتی ہار تھا کہ میں نے آج تک اس جیسا نہیں دیکھا تھا میں باہر نکلا تو دیکھا ایک بوڑھا آدمی اسی کا اعلان کر رہا ہے، اس کے پاس ایک پھٹے پرانے کپڑے میں پانچ سو دینار تھے اور وہ یہ آواز لگا رہا تھا.... ”موتیوں کی تھیلی واپس کرنے والے کو یہ رقم انعام میں دی جائے گی“ .... میں نے دل میں کہا میں ضرورت مند اور بھوکا ہوں کیوں نہ ان اشرفیوں کو لے کر کام میں لاؤں اور اس کو تھیلی واپس کر دوں....

میں نے اس سے کہا میرے پاس آیئے میں اس کو لے کر گھر پہنچا اس نے ہر چیز کی نشانی بتائی تھیلی کیسی ہے، پھندنا کیسا ہے موتی کس طرح کے ہیں اور کتنے ہیں اور یہ کہ جس دھاگے سے باندھا گیا ہے وہ کیسا ہے؟ علامت صحیح پا کر میں نے تھیلی نکال کر اسے دے دی اس نے پانچ سو دینار میرے آگے کر دیئے، مگر اس وقت میری عجیب حالت ہوئی.... میں نے لینے سے انکار کر دیا، میں نے کہا یہ میرا فرض تھا کہ میں آپ کو لوٹاؤں.... میں اس پر کوئی بدلہ نہیں چاہتا! اس نے کہا، یہ آپ کو لینے پڑیں گے اور بہت ہی اصرار کیا، لیکن میں تیار نہیں ہوا، آخر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا.... ادھر میرا قصہ یہ ہوا کہ میں مجبور ہو کر مکہ سے نکلا اور بحری سفر شروع کر دیا.... اتفاق سے راستے میں کشتی ٹوٹ گئی، اور مسافر ڈوب گئے اور ان کا سامان ضائع ہو گیا تنہا ایک میں تھا جو کشتی کے ایک ٹکڑے پر زندہ بچا رہا.... عرصہ تک سمندر میں تیرتا رہا.... مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں.... خدا خدا کر کے ایک جزیرے میں پہنچا، جہاں کچھ لوگ آباد تھے.... میں ایک مسجد میں جا کر بیٹھ گیا.... انہوں نے مجھے قرآن پاک پڑھتے دیکھا تو جزیرہ کا کوئی شخص ایسا نہ بچا جس نے میرے پاس آ کر یہ نہ کہا ہو کہ ”آپ ہمیں قرآن پاک پڑھا دیجئے“ اس طرح مجھے ان لوگوں سے ڈھیروں مال حاصل ہوا....

کچھ دن بعد میں نے اس مسجد میں قرآن پاک کے چند بوسیدہ اوراق رکھے ہوئے دیکھے.... میں انہیں اٹھا کر پڑھنے لگا، انہوں نے پوچھا ”آپ خوشنویسی بھی جانتے ہیں؟“ میں نے کہا، جی ہاں.. انہوں نے کہا ”آپ ہمیں لکھنا سکھا دیجئے“ .... غرض وہ اپنے بچوں اور جوانوں کو لے کر آ گئے اور میں انہیں سکھانے لگا.... اس سے بھی مجھے بہت کافی مال واسباب حاصل ہوا....

ایک دن وہاں کے لوگوں نے مجھ سے کہا، ہمارے یہاں ایک یتیم بچی ہے اور اس کے پاس مال ومتاع بھی کافی موجود ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس سے شادی کر لیں.... میں نے منع کر دیا، لیکن وہ میرے پیچھے پڑ گئے اور مجھے ان کی بات ماننی پڑی.... جب شب زفاف میں اسے لے کر میرے پاس آئے تو میں نظر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا.... میں نے اس کی گردن میں بعینہ وہی ہار لٹکا ہوا دیکھا تو بھونچکا رہ گیا.... اب میں صرف اس ہار کو دیکھ رہا تھا .... لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا: ”جناب آپ نے اس یتیم بچی کا دل توڑ دیا.... آپ اسے دیکھنے کے بجائے ہار دیکھ رہے ہیں“....

میں نے انہیں ہار کا قصہ سنایا تو سب نے ایک ساتھ نعرہ لگایا اور اتنی زور سے اللہ اکبر کہا کہ تمام جزیرے والوں تک وہ آواز پہنچی.... میں نے کہا، کیا ہوا؟ انہوں نے کہا، جن بڑے میاں نے تم سے ہار لیا تھا وہ اسی بچی کے باپ تھے.... وہ کہا کرتے تھے مجھے دنیا میں صرف ایک سچا اور پکا مسلمان ملا اور وہ وہ تھا جس نے مجھے ہار لوٹایا.... وہ خدا سے دعا کرتے تھے،” خدایا مجھے اس سے پھر ملا دے تاکہ میں اسے اپنی بیٹی بیاہ دوں“.... اور اب وہ آپ کو مل گئی....

میں ایک مدت تک اس کے ساتھ رہا، اللہ نے مجھے اس سے دو بیٹے بھی دیئے.... پھر اس کا انتقال ہو گیا اور ہار کا وارث میں اور میرے دونوں لڑکے ہوئے.... کچھ دنوں بعد بچے بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور ہار تنہا میرے قبضے میں آیا.... میں نے اسے ایک لاکھ دینار میں فروخت کیا اور یہ جو مال ومتاع تم کو نظر آ رہا ہے یہ سب اسی رقم کا باقی ماندہ حصہ ہے.... (طبقات الحنابلہ)

سر کٹوانا منظور

حافظ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے بزرگ عالم کو ایسے بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا جو لوگوں کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا کرتا تھا' جب وہ عالم بزرگ بادشاہ کے قریب پہنچے تو وہاں پولیس کے ایک افسر نے چپکے سے ان عالم صاحب سے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ اپنے ہاتھ سے ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے مجھے دے دیں جب بادشاہ آپ سے

خنزیر کھانے کو کہے گا تو میں خنزیر کے گوشت کے بجائے یہی بکری کا حلال گوشت آپ کے سامنے رکھوا دونگا آپ تو حلال ہی گوشت کھائیں گے، جبکہ بادشاہ اور دیکھنے والے لوگ اس مغالطہ میں رہیں گے کہ آپ خنزیر کا گوشت کھا رہے ہیں.... اس طرح آپ حرام سے بچ جائیں گے اور آپ کی جان بخشی بھی ہو جائے گی.... چنانچہ ان عالم صاحب نے بکری کا بچہ ذبح کروا کر پولیس افسر کو دے دیا پولیس افسر نے حسب وعدہ وہ بچہ شاہی خانساموں کے حوالہ کر دیا اور انہیں تاکید کر دی کہ جب بادشاہ ان عالم صاحب کو خنزیر کا گوشت پیش کرنے کا حکم دے تو ان کے سامنے اس بکری کے بچہ کے گوشت کو رکھ دینا.... اس کے بعد لوگ بہت بڑی تعداد میں جمع ہو گئے اور ہر ایک یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ان عالم صاحب نے خنزیر کا گوشت کھا لیا تو ہم بھی کھا لیں گے اور اگر وہ رک گئے تو ہم بھی رک جائیں گے.... بادشاہ آیا اس نے اپنے کارندوں کو خنزیر کا گوشت لوگوں کے سامنے رکھنے کا حکم دیا چنانچہ گوشت لایا گیا لیکن انہوں نے بادشاہ سے وہ گوشت کھانے سے صاف انکار کر دیا.... اس درمیان وہ پولیس افسر سامنے سے بار بار اشارہ کرتا رہا کہ یہ تو بکری کا گوشت ہے اسے آپ کھا لیجئے .... لیکن آپ برابر انکار ہی کرتے رہے بالآخر بادشاہ نے اسی پولیس افسر کو حکم دیا کہ انہیں لے جا کر قتل کر دیا جائے.... جب وہ پولیس افسر آپ کو لے جانے لگا تو اس نے پوچھا کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ نے وہ گوشت بھی نہیں کھایا جو خود ذبح کر کے مجھے دیا تھا کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے؟ اس پر ان عالم صاحب نے جواب دیا کہ مجھے کامل یقین تھا کہ یہ گوشت میرے لئے حلال ہے لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ لوگ ناواقفیت میں میری اقتدا کریں گے.... اور وہ صرف یہی سمجھیں گے کہ میں نے خنزیر کا گوشت کھایا ہے.... اور بعد میں بھی یہی کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے یہ گوشت کھایا تھا، اور انہیں حقیقت معلوم نہ ہوگی.... خلاصہ یہ ہے کہ ان عالم صاحب نے قتل ہونا گوارا کیا لیکن دوسروں کا وبال اپنے سر لینا برداشت نہیں کیا.... عالم کی یہی شان ہونی چاہئے کہ وہ تہمت کی چیزوں سے بچتا رہے اس لئے کہ اس کی غلطی کو بھی لوگ باعث تقلید سمجھ کر اس کی پیروی شروع کر دیتے ہیں.... (البدایہ والنہایہ)

ننانوے قتل کرنے والے کی توبہ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کا قتل کیا تھا۔ ننانوے قتل کے بعد اس کو توبہ کا احساس ہوا اور لوگوں سے پوچھتا پھرا یہاں تک کہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ میں نے ننانوے آدمیوں کا خون کیا ہے کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس قاتل نے غصہ میں آ کر اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ سو آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد اس کو پھر احساس ہوا اور لوگوں سے دریافت کرنے لگا۔ پھر اس کو کسی خدا پرست عالم نے مشورہ دیا کہ تیری توبہ قبول ہو جائے گی مگر فلاں گاؤں میں چلا جا چنانچہ یہ قاتل توبہ کی نیت سے اس بستی کی طرف چل نکلا۔ ابھی آدھے راستے پر پہنچا ہوگا کہ اس کو موت نے آ دبوچا۔ ابھی نزع کی قریبی حالت میں تھا کہ گر پڑا۔ اس شخص کے معاملے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ جان ہم نکالیں گے کیونکہ اس نے توبہ کی غرض سے ہجرت کی ہے اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ ابھی توبہ نہیں کی ہے اس لئے ہم جان نکالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے آ کر اس طرح فیصلہ کیا کہ دونوں بستیوں کی مسافت ناپ لی جائے جو قریب ہو اسے مستحق سمجھا جائے۔ چنانچہ اس قاتل نے موت کی بے ہوشی ہی میں سینے کا زور لگا کر ایک بالشت اس بستی کی زمین اور طے کر لی جہاں توبہ کرنے جا رہا تھا۔ حضرت حق کو اس کی یہ محنت و کوشش پسند آ گئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جہاں یہ توبہ کے لئے جا رہا تھا حکم دے دیا کہ قریب ہو جا۔ سمٹ جا۔ اور جس بستی سے چلا تھا اس کو حکم دے دیا کہ تو دور ہو جا۔ پھر رحمت اور عذاب کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ دونوں بستیوں کے درمیان کی زمین کو پیائش کرو زمین کو ناپا گیا توبہ والی بستی جدھر کو یہ جا رہا تھا وہ ایک بالشت قریب نکلی۔ اور گناہ کی بستی یعنی جدھر سے یہ گناہ کر کے آ رہا تھا وہ ایک بالشت زیادہ نکلی۔ چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس بندہ کی جان کو قبض کیا۔ (بخاری و مسلم)

خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق عالیہ

آپ میں حلم و عفو اور درگزر کرنے کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا تھا... ایک مرتبہ ایک شخص ان کو

قتل کرنے کے ارادے سے ان کے پاس آیا... انہوں نے اس کو اپنے پاس بٹھالیا اور بہت ہی خوش اخلاقی سے پیش آئے.... پھر اس کی ظاہری حالت سے اندازہ لگالیا کہ یہ قتل کے ارادے سے آیا ہے تو اس سے فرمایا: جس ارادے سے آئے ہو اس کو پورا کردو یہ جملہ سن کر وہ شخص کانپنے لگا اور عاجزی کے ساتھ کہنے لگا کہ مجھ کو لالچ دے کر آپؒ کو قتل کرنے بھیجا گیا ہے....

یہ کہہ کر بغل سے چھری نکالی اور سامنے رکھ دی، پھر قدموں میں گر کر کہنے لگا کہ آپ مجھے اس کی سزا دیجئے بلکہ مجھے قتل کر دیجئے.... حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم سے کوئی بدی کرے تو ہم بھی اس کے ساتھ بدی کریں بلکہ ایسے شخص کے ساتھ بھی ہم اچھائی ہی کرتے ہیں، اس کے بعد بہت ساری دعاؤں کے ساتھ اس شخص کو رخصت کر دیا، آپؒ کے کریمانہ اخلاق کو دیکھ کر پھر یہ ہمیشہ آپ کی مجالس میں بیٹھنے لگا اور پھر اسے حج کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور وہیں اس کا انتقال ہوا.... (ناقابل فراموش واقعات) (شمارہ ۹۲)

توکل کا عجیب واقعہ

ابووائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ

''ایک مرتبہ ہم ایک خوفناک اور اندھیری رات میں سفر میں نکلے.... اچانک ہم نے درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں دیکھا کہ ایک شخص بڑے مزے سے نیند کر رہا ہے اور قریب میں اس کا گھوڑا بندھا چر رہا ہے.... ہم نے اسے جگایا اور پوچھا کہ ''بندہ خدا! ایسی ڈراؤنی جگہ میں بے خوف آرام کر رہے ہو تمہیں ڈر نہیں لگتا؟'' اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ ''میں اپنے اللہ پر توکل کرتا ہوں' مجھے وسیع عرش والے رحمٰن سے حیا آتی ہے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے خوف کھاؤں اور ڈر جاؤں'' .... (احیاء العلوم) (شمارہ ۹۳)

جنت میں چھ چیزیں نہ ہوں گی

جنت میں سب کچھ ہوگا مگر چھ چیزیں نہ ہوں گی: (۱) موت نہ ہوگی (۲) نیند نہ ہوگی (۳) حسد نہ ہوگا (۴) نجاست نہ ہوگی (۵) بڑھاپا نہ ہوگا (۶) ڈاڑھی نہ ہوگی بلکہ بغیر ڈاڑھی کے جوان ہوں گے۔ (مشکوٰۃ باب صفۃ الجنۃ)

بداخلاق کے کان میں اذان دینا

جس کی عادت خراب ہو جائے خواہ انسان ہو یا جانور اس کے کان میں بھی اذان دی جائے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جو بداخلاق ہو جائے خواہ انسان ہو یا چوپایہ اس کے کان میں اذان دو۔‘‘

(مشکوٰۃ جلد۲ صفحہ۱۴۹)

کیلیفورنیا میں چوری کا عجیب واقعہ

امریکہ کی ایک ریاست کیلیفورنیا ہے۔ اس کا رقبہ آبادی سعودی عرب کے رقبے اور آبادی کے برابر ہے۔ اس ریاست کے باشندے کا جو معیار زندگی ہے وہ بھی تقریباً سعودی عرب کے آدمی کے معیار کے برابر ہوگا۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ کیلیفورنیا میں صرف چوری کو روکنے کے لئے اتنا بجٹ خرچ کیا جاتا ہے کہ وہ پاکستان کے بجٹ سے دس گنا زیادہ ہوتا ہے۔ کیا ایسی قوم کو تعلیم یافتہ اور مہذب قوم کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں‘ کیونکہ ان کو خشیت الٰہی نے نہیں بلکہ ان کو وڈیو کیمروں نے روکا ہوا ہے۔

انہیں پتہ ہوتا ہے کہ پولیس والے کیمرے سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ چند منٹ کے لئے وہاں بجلی بند ہوئی تو کئی ارب ڈالر کا مال ان تعلیم یافتہ لوگوں نے چوری کر لیا۔ معلوم یہ ہوا کہ دل نہیں بدلے۔ فقط ڈنڈے کے زور پر ان کو قابو کیا ہوا ہے۔ (انمول موتی جلد اول)

حضرت عبداللہ بن سلام کا عجیب خواب اور اس کی تعبیر

حضرت قیس بن عبادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا، ایک شخص آیا جس کا چہرہ خداترس تھا دو ہلکی رکعتیں نماز کی اس نے ادا کیں، لوگ انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ جنتی ہیں، جب وہ باہر نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے گیا، باتیں کرنے لگا۔ جب وہ متوجہ ہوئے تو میں نے کہا جب آپ تشریف لائے تھے تب لوگوں نے آپ کی نسبت

یوں کہا تھا۔ کہا سبحان اللہ! کسی کو وہ نہ کہنا چاہیے جس کا علم اسے نہ ہو، ہاں البتہ اتنی بات تو ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک خواب دیکھا کہ گویا میں ایک لہلہاتے ہوئے سرسبز گلشن میں ہوں اس کے درمیان ایک لوہے کا ستون ہے جو زمین سے آسمان تک چلا گیا ہے اس کی چوٹی پر ایک کڑا ہے مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو نہیں چڑھ سکتا۔

چنانچہ ایک شخص نے مجھے تھاما اور میں بآسانی چڑھ گیا اور اس کڑے کو تھام لیا۔ اس نے کہا دیکھو مضبوط پکڑے رہنا۔ بس اس حالت میں میری آنکھ کھل گئی کہ وہ کڑا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گلشن باغ اسلام ہے اور ستون، ستون دین ہے اور کڑا عروۃ وثقی ہے تو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے گا۔ یہ شخص عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ حدیث بخاری ومسلم دونوں میں مروی ہے۔

عجیب معلومات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ مٹی کو اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن پیدا کیا، اور پہاڑوں کو اتوار کے دن، اور درختوں کو پیر کے دن، اور برائیوں کو منگل کے دن، اور نور کو بدھ کے دن، اور جانوروں کو جمعرات کے دن، اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن، عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعت میں عصر کے بعد سے رات تک کے وقت میں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۰۶)

جنت کی چادر اوڑھنے کا نبوی نسخہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” جس شخص نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا بچہ مر گیا ہو تو اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت کی چادر اوڑھائی جائے گی۔ (ترمذی، آداب زندگی: ص ۶۲)

صلہ رحمی کا ایک عجیب قصہ

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خیرات کرنے کا حکم دیا، اور فرمایا کہ اور کچھ نہ ہو تو زیور ہی خیرات کریں، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ حکم سن کر اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو، اگر کچھ حرج نہ ہو تو جو کچھ مجھے خیرات کرنا ہے وہ میں تمہیں کو دے دوں، تم بھی تو محتاج ہو، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خود تم جا کر پوچھو۔

یہ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر حاضر ہوئیں، وہاں دیکھا کہ ایک بی بی اور کھڑی تھیں اور وہ بھی اسی ضرورت سے آئی تھیں، ہیبت کے مارے ان دونوں کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ اندر جا کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے تو ان دونوں نے کہا کہ حضرت سے جا کر کہو، دو عورتیں کھڑی پوچھتی ہیں کہ ہم لوگ اپنے خاوندوں، اور یتیم بچوں پر، جو ہماری گود میں ہوں، صدقہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چلتے چلتے یہ بھی کہہ دیا کہ تم یہ نہ کہنا کہ ہم کون ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون پوچھتا ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک قبیلۂ انصاری کی بی بی ہے، اور ایک زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون زینب؟ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہہ دو کہ ان کو دوہرا ثواب ملے گا قرابت کی پاسداری کا علیحدہ اور صدقہ کرنے کا علیحدہ۔ (بخاری و مسلم)

تسخیر دنیا کا نسخہ

ایک شخص نے آ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر و فاقہ کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ کلمات طلوع فجر کے بعد اور صبح کی نماز سے پہلے سو مرتبہ پڑھ لے تو دنیا ذلیل ہو کر تمہارے سامنے آئے گی۔ **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ**

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا ایک واقعہ

حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہم اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں: میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سناتا ہوں انتقال سے چند روز پہلے کی بات ہے فرمانے لگے دیکھو وہ ایک تار لٹکا ہوا ہے اس کے اندر بہت سارے کاغذ پروئے ہوئے ہیں.... وہ تار اٹھا لاؤ.... میں اٹھا لایا تو اس میں بہت سارے کیش میمو تھے دارالعلوم کے مطبخ سے آٹا کھانا خریدا اتنے پیسے.... اور ذاتی کال ٹیلی فون پر کی اس کا معاوضہ اتنے پیسے.... دارالعلوم کی گاڑی ذاتی کام میں استعمال ہوئی اس کے پیسے جمع کرائے گئے اس کا کیش میمو.... غرض رسیدوں اور کیش میموں کا ایک موٹا گڈا تھا....

فرمایا کہ اگرچہ اس کا حساب مکمل ہو چکا.... میں ادائیگی بھی کر چکا.... اب ان کو محفوظ رکھنے کی کوئی اور ضرورت نہیں.... لیکن میں اس واسطے رکھتا ہوں کہ بعض لوگ اہل مدارس پر تہمت لگایا کرتے ہیں پر کہ یہ لوگ چندہ کھاتے ہیں.... مدرسہ کا پیسہ کھاتے ہیں.... یہ میں نے اس واسطے رکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے تو اس کے منہ پر مار سکوں کہ لو اس کو دیکھ لو.... (رسالہ البلاغ)

لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں

(۱) ایک تو وہ جسے بھلائی میں سے بہت حصہ ملا لیکن اس کے اخلاق اچھے نہیں.....

(۲) وہ جس کے اخلاق تو اچھے ہیں لیکن بھلائی کے کاموں میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

(۳) وہ جس کے نہ اخلاق اچھے ہوں اور نہ بھلائی کے کاموں میں اس کا کوئی حصہ ہے.... (یہ تمام لوگوں میں سب سے برا ہے) (۴) چوتھا وہ جس کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں اس کا حصہ بھی خوب ہے' یہ لوگوں میں سب سے افضل ہے.... (حیاۃ الصحابہ' جلد۳ صفحہ ۵۹۰)

بری موت سے بچنے کا ایک نبوی نسخہ

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بینائی جا چکی تھی انہوں نے اپنی نماز کی جگہ سے لے کر اپنے کمرے کے دروازے تک ایک ایسی رسی باندھ رکھی تھی جب دروازے پر کوئی مسکین آتا تو اپنے ٹوکرے میں سے کچھ لیتے اور رسی کو پکڑ کر دروازے تک جاتے اور خود اپنے ہاتھ سے اس مسکین کو دیتے۔

گھر والے ان سے کہتے آپ کی جگہ ہم جا کر مسکین کو دے آتے ہیں وہ فرماتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

صفت شکر پر ایک عجیب واقعہ

حضرت احمد حربؒ کے پڑوس میں ایک شخص کے ہاں چوری ہوگئی آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اس کی غم خواری کو تشریف لے گئے۔ پڑوسی نے بڑی خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا۔ حضرت احمد حربؒ نے بتایا کہ ہم تمہارے چوری ہو جانے کا افسوس کرنے آئے ہیں، پڑوسی بولا کہ میں تو اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں اور مجھ پر اس کے تین شکر واجب ہوگئے ہیں۔ ایک یہ کہ دوسروں نے میرا مال چرایا ہے میں نے نہیں۔ دوسرے یہ کہ ابھی آدھا مال میرے پاس موجود ہے، تیسرے یہ کہ میری دنیا کو ضرر پہنچا ہے اور دین میرے پاس ہے، یعنی اللہ کا بندہ وہی ہے جو پریشانی میں بھی شکر کرے۔

واقعہ: کہتے ہیں کہ ایک شخص سہل بن عبداللہ کے پاس آیا اور عرض کیا۔ چور میرے گھر میں گھس کر سارا سامان لے گیا۔ آپ نے فرمایا، اللہ کا شکر ادا کرو۔ اگر چور (یعنی شیطان) تمہارے دل میں گھس کر توحید کو خراب کر دیتا تو کیا کر سکتا تھا؟

کہتے ہیں کہ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ تو لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالے اور کان کا شکر یہ ہے کہ جو عیب کی بات سنے اس پر پردہ ڈالے۔ (رسالہ قشیریہ)

نو منٹ میں نو قرآن پاک اور ایک ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب

سورۃ فاتحہ: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب دو مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (تفسیر مظہری)

آیت الکرسی: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)

سورۃ الزلزال: دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۃ القدر: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)

سورۃ العادیات: دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مواہب)

سورۃ الحکاثر: ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ہزار آیتوں کے پڑھنے کے برابر ہے۔ (مشکوۃ)

سورۃ الکافرون: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۃ النصر: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۃ الاخلاص: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (بخاری)

رمضان المبارک میں ہر نیکی پر 70 گنا ثواب ملتا ہے اس حساب سے ان سورتوں کی تلاوت پر 630 قرآن پاک اور ستر ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب صرف نو منٹ میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔

نوٹ: کوئی بھی نفل فرض کا بدل نہیں ہوسکتا اس لئے تمام فرائض کا بہت اہتمام رکھنا چاہئے اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنا چاہئے۔

ایک بہروپیا کا عجیب واقعہ

کہتے ہیں کہ اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک بہروپیا آتا تھا، وہ مختلف روپ بدل کر آتا تھا۔ اورنگ زیب ایک فرزانہ و تجربہ کار شخص تھے جو اس طویل وعریض ملک پر حکومت کر رہے تھے اس کو پہچان لیتے، وہ فوراً کہہ دیتے کہ تو فلاں ہے، میں

جانتا ہوں وہ ناکام رہتا، پھر دوسرا بھیس بدل کر آتا پھر وہ تاڑ جاتے اور کہتے میں نے پہچان لیا تو فلاں کا بھیس بدل کر آیا ہے تو تو فلاں ہے، بہروپیا عاجز آ گیا آخر میں کچھ دنوں تک خاموشی رہی، ایک عرصہ تک وہ بادشاہ کے سامنے نہیں آیا، سال دو سال کے بعد شہر میں یہ افواہ گرم ہوئی کہ کوئی بزرگ آئے ہوئے ہیں اور وہ فلاں پہاڑ کی چوٹی پر خلوت نشین ہیں، چلہ کھینچے ہوئے ہیں، بہت مشکل سے لوگوں سے ملتے ہیں کوئی بڑا خوش قسمت ہوتا ہے، جس کا وہ سلام یا نذر قبول کرتے ہیں اور اس کو باریابی کا شرف بخشتے ہیں۔ بالکل یکسو اور دنیا سے گوشہ گیر ہیں۔ بادشاہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے مکتب کے پروردہ تھے، اور ان کو اتباع سنت کا خاص اہتمام تھا۔ وہ اتنی جلدی کسی کے معتقد ہونے والے نہیں تھے، انہوں نے اسکا کوئی نوٹس نہیں لیا، ان کے اراکین دربار نے کئی بار عرض کیا کہ کبھی جہاں پناہ بھی تشریف لے چلیں اور بزرگ کی زیارت کریں اور ان کی دعا لیں انہوں نے ٹال دیا دو چار مرتبہ کہنے کے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بھئی چلو کیا حرج ہے، اگر خدا کا کوئی مخلص بندہ ہے اور خلوت گزیں ہے تو اس کی زیارت سے فائدہ ہی ہوگا بادشاہ تشریف لے گئے اور مؤدب ہو کر بیٹھ گئے اور دعا کی درخواست کی اور ہدیہ پیش کیا، درویش نے لینے سے معذرت کی۔ بادشاہ وہاں سے رخصت ہوئے تو درویش کھڑے ہو گئے اور آداب بجالائے فرشی سلام کیا اور کہا کہ جہاں پناہ! مجھے نہیں پہچان سکے، میں وہی بہروپیا ہوں جو کئی بار آیا اور سرکار پر میری قلعی کھل گئی بادشاہ نے اقرار کیا، کہا بھائی بات تو ٹھیک ہے، میں اب کہ نہیں پہچان سکا لیکن یہ بتاؤ کہ میں نے جب تمہیں اتنی بڑی رقم پیش کی جس کے لیے تم یہ سب کمالات دکھاتے تھے تو تم نے کیوں نہیں قبول کیا؟ اس نے کہا سرکار میں جن کا بھیس بدلا تھا ان کا یہ شیوہ نہیں، جب میں ان کے نام پر بیٹھا اور میں نے ان کا کردار ادا کرنے کا بیڑہ اٹھایا تو پھر مجھے شرم آئی کہ میں جن کی نقل کر رہا ہوں ان کا یہ طرز نہیں کہ وہ بادشاہ کی رقم قبول کریں، اس لیے میں نے نہیں قبول کیا اس واقعہ سے دل و دماغ کو ایک چوٹ لگتی ہے کہ ایک بہروپیا یہ کہہ سکتا ہے، تو پھر سنجیدہ لوگ، صاحب دعوت انبیاء علیہم السلام کی دعوت قبول کر کے ان کا مزاج اختیار نہ کریں، یہ بڑے ستم کی بات ہے میں نے یہ لطیفہ تفریح طبع کے لیے نہیں بلکہ

ایک حقیقت کو ذرا آسان طریقہ پرنشین کرنے کیلئے سنایا۔ ہم داعی و مبلغ ہوں، یا دین کے ترجمان یا شارح۔ ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ یہ دین اور دعوت ہم نے انبیاء علیہم السلام سے اخذ کی ہے، اگر انبیاء علیہم السلام یہ دعوت لے کر نہ آتے تو ہم کو اسکی ہوا بھی نہ لگتی۔ (جواہر پارے)

دل کی اصلاح کا تیر بہدف عجیب نسخہ

حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ایک تو دین کی کتابیں دیکھنا یا سننا' دوسرا مسائل دریافت کرتے رہنا' تیسرا اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرنا یا انہیں سن لیا کرنا' ساتھ ہی اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا جائے تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ (یعنی محاسبہ نفس) کے لئے نکال لینا چاہئے جس میں اپنے نفس سے اس طرح کی باتیں کرنی چاہئیں۔

"اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے موت بھی آنے والی ہے اس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی' بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے اور خدا تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اگر گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے اس لئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر یہ عمر بڑی قیمتی دولت ہے اس کو فضول مت برباد کر مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہیں ہوگی پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے"۔

ایک لالچی کا عجیب قصہ

مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اپنی کتاب تراشے میں "اشعب طامع" نامی شخص کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا اس کے اندر طمع بہت زیادہ تھا، وہ اپنے زمانے کا نامی گرامی طامع تھا حتیٰ کہ اس کی یہ حالت تھی کہ اس

کے سامنے اگر کوئی آدمی اپنا جسم کھجاتا تو وہ سوچ میں پڑ جاتا تھا کہ شاید یہ کہیں سے کچھ دینار نکال کر مجھے ہدیہ کر دیگا وہ خود کہتا تھا کہ جب میں دو بندوں کو سرگوشی کرتے دیکھتا تو میں ہمیشہ یہ سوچا کرتا تھا کہ ان میں سے شاید کوئی یہ وصیت کر رہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری وراثت اشعب کو دے دینا۔ جب وہ بازار میں سے گزرتا اور مٹھائی بنانیوالے کو دیکھتا تو ان سے کہتا کہ بڑے بڑے لڈو پیڑے بناؤ۔ وہ کہتے کہ ہم بڑے لڈو کیوں بنائیں؟ یہ کہتا کہ کیا پتہ کوئی خرید کر مجھے ہدیے میں ہی دے دے۔

ایک مرتبہ لڑکوں نے اس کو گھیر لیا حتیٰ کہ اس کے لیے جان چھڑانا مشکل ہو گیا۔ بالآخر اس کو ایک ترکیب سوجھی وہ لڑکوں سے کہنے لگا کیا تمہیں پتہ نہیں کہ سالم بن عبداللہ کچھ بانٹ رہے ہیں تم بھی ادھر جاؤ شاید کچھ مل جائے لڑکے سالم بن عبداللہ کی طرف بھاگے تو پیچھے سے اس نے بھی بھاگنا شروع کر دیا۔

جب سالم بن عبداللہ کے پاس پہنچے تو وہ تو کچھ بھی نہیں بانٹ رہے تھے لڑکوں نے اشعب سے کہا کہ آپ نے تو ہمیں ایسے ہی غلط بات کر دی۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے تو جان چھڑانے کی کوشش کی تھی۔ لڑکوں نے کہا کہ پھر تم خود ہمارے پیچھے پیچھے کیوں آ گئے؟ کہنے لگا کہ مجھے خیال آیا کہ شاید وہ کچھ بانٹ ہی رہے ہوں۔

امتحان وغیرہ میں کامیابی کیلئے مجرب عمل

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ۝

فتح اور کامیابی کے لئے یا امتحان میں آسان پرچوں کے لئے جانے سے پہلے سات دفعہ یہ آیت پڑھیں۔

ذہن اور حافظہ کے لئے

سات سو چھیاسی مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پانی پر دم کر کے طلوع آفتاب کے وقت پیئے تو ذہن کھل جائے گا اور حافظہ قوی ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ!

قرآن کی دو آیتیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمٰن نے لکھ دیا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں جنت کے خزائن میں سے نازل فرمائی ہیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمٰن نے اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا۔ جو شخص ان کو عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لے تو وہ اس کے لئے قیام اللیل یعنی تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔ اور مستدرک حاکم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو ان دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے جو مجھے اس خزانہ خاص سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہیں اس لئے تم خاص طور پر ان آیتوں کو سیکھو، اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ۔

اسی لئے حضرت فاروق اعظم اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ کوئی آدمی جس کو کچھ بھی عقل ہو وہ سورۂ بقر کی ان دونوں آیتوں کو پڑھے بغیر نہ سوئے گا...... وہ دو آیتیں سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں۔ (معارف القرآن جلد ۱ صفحہ ۶۹۴)

کسی زمانہ کھجور کی گٹھلی جیسے گیہوں کے دانے ہوتے تھے

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ زیاد کے زمانہ میں ایک تھیلی پائی گئی تھی جس میں کھجور کی بڑی گٹھلی جیسے گیہوں کے دانے تھے اور اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ اس زمانہ میں اگتے تھے جس میں عدل وانصاف کو کام میں لایا جاتا تھا۔

علماء کے قلم کی روشنائی اور شہیدوں کے خون کا وزن

امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی روشنائی جس سے انہوں

نے علم دین اور احکام دین لکھے ہیں اور شہیدوں کے خون کو تولا جائے گا تو علماء کی روشنائی کا وزن شہیدوں کے خون کے وزن سے بڑھ جائے گا۔ (معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۲۳)

یرقان کا روحانی علاج

اگر کسی کو یرقان ہو تو پہلے سورۂ فاتحہ ایک بار، پھر سورۂ حشر سات دفعہ، پھر ایک بار سورۂ قریش پڑھ کر پانی پر دم کریں، اور مریض کو جب تک فائدہ نہ ہو پلاتے رہیں۔

موت کے سوا ہر چیز سے حفاظت کا نبوی نسخہ

مسند بزار میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم بستر پر لیٹتے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ قل ھو اللہ پڑھ لو تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں رہو۔

پرانے ہوں تو ایسے ہوں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر کھڑے رو رہے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا میں نے ایک حدیث سنی تھی کہ اللہ پاک ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو متقی ہوں اور چھپے ہوئے ہوں ایسے کہ اگر مجلس میں آئیں تو کوئی ان کو نہ پہچانے، اور اگر مجلس میں نہ ہوں تو کوئی نہ ڈھونڈے کہ فلاں صاحب کہاں گئے؟ مجلس میں کیوں نہ آئے؟ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، ہر فتنہ سے محفوظ رہیں گے...... پرانے ہوں تو ایسے ہوں کام خوب کریں تعلق مع اللہ بہت ہو۔ مگر چھپے ہوئے ہوں، زمین پر زیادہ لوگ نہ پہچانتے ہوں۔ آسمان پر سب جانتے ہوں۔ "اللھم اجعلنا منھم ومعھم" (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۷۸۵)

بدبختی کی چار علامتیں

۱۔ آنکھوں سے آنسو کا جاری نہ ہونا۔ ۲۔ دل کی سختی۔

۳۔ طول امل یعنی لمبی امیدیں باندھنا۔ ۴۔ دنیا کی حرص۔ (معارف القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)

ایک چیونٹی کی دعا سے سلیمان علیہ السلام کو پانی ملا

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام استسقاء (بارش کی دعا مانگنے) کے لیے نکلے تو دیکھا کہ ایک چیونٹی الٹی لیٹی ہوئی اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دعا کر رہی ہے کہ خدایا! ہم تیری مخلوق ہیں پانی برسنے کی ضرورت ہمیں بھی ہے اگر پانی نہ برسا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے چیونٹی کی یہ دعا سن کر آپ علیہ السلام نے لوگوں میں اعلان کیا کہ لوٹ چلو کسی اور ہی کی دعا سے تم پانی پلائے گئے۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ۴ صفحہ ۶۳)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر

حافظ ذھبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ کی عمر کے بارے میں جس قدر اقوال ہیں وہ سب اس پر متفق ہیں کہ آپ کی عمر ڈھائی سو سال سے متجاوز ہے۔

میدان جنگ میں شادی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب روم کی لڑائی ہوئی تو اس میں عکرمہ بھی شریک ہوئے اور یہ بھی ساتھ تھیں۔ حضرت عکرمہؓ اس میں شہید ہو گئے تو خالد بن سعیدؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور اسی سفر میں مرج الصفر ایک جگہ کا نام ہے۔ وہاں رخصتی کا ارادہ کیا۔ بیوی نے کہا کہ ابھی دشمنوں کا جمگھٹا ہے اس کو نمٹنے دیجیے۔ خاوند نے کہا مجھے اس معرکہ میں اپنے شہید ہونے کا یقین ہے وہ بھی چپ ہو گئیں اور وہیں ایک منزل پر خیمہ میں رخصتی ہوئی۔ صبح کو ولیمے کا انتظام ہو ہی رہا تھا کہ رومیوں کی فوج چڑھ آئی اور گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں خالد بن سعیدؓ شہید ہوئے ام حکیم نے اس خیمہ کو اکھاڑا جس میں رات گذری تھی اور اپنا سب سامان باندھا اور خیمہ کا کھونٹا لیکر خود بھی مقابلہ کیا۔ اور سات آدمیوں کا تن تنہا قتل کیا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ (اسد الغابہ)

امیر خسرو کا بادشاہ کو عجیب جواب

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء۔ (۷۲۵ھ ۱۳۲۵ء) نہ تو بادشاہوں کے دربار میں جانا پسند کرتے تھے اور نہ ان کو یہ گوارا تھا کہ کوئی بادشاہ ان کی خانقاہ میں آئے وہ ہمیشہ ان

سے دور ہی رہتے تھے۔ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کو بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح حضرت نظام الدین اولیاء سے شرف ملاقات حاصل ہو۔

حضرت امیر خسرو سلطان کے دربار سے وابستہ تھے۔ ان کے سلطان سے اچھے معاملات تھے۔ یہ نظام الدین اولیاء کے بڑے محبوب مریدوں میں تھے۔ ان کو اپنے مرشد کے معاملات میں بڑا دخل تھا۔ اس لئے ایک دن بادشاہ نے حضرت امیر خسرو سے مشورہ کیا کہ نظام الدین ان کو ملاقات کی اجازت نہیں دیں گے اس لئے وہ کسی دن اچانک بغیر اطلاع کے ان کے پاس پہنچنا چاہتا ہے، جس دن وہ خواجہ سے ملنے جائے گا۔ امیر خسرو کو بھی ساتھ لے جائے گا۔

حضرت امیر خسرو نے اس بات کی اطلاع پہلے ہی حضرت نظام الدین اولیاء کو پہنچا دی کہ سلطان اچانک ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہے۔ حضرت خواجہ اسی وقت دہلی چھوڑ کر اپنے مرشد خواجہ فریدالدین گنج شکر کے مزار پر اجودھن پہنچ گئے۔ سلطان کو خبر ملی کہ خواجہ دہلی چھوڑ گئے تو اس کو بہت ملال ہوا کہ ناحق ایک اللہ کے ولی کو تکلیف دی۔ اس نے امیر خسرو کو بلا کر کہا ”میں نے تم سے ایک مشورہ کیا تھا تم نے اس راز کو فاش کر دیا یہ اچھی بات نہیں کی۔ تم نے کیا سوچ کر ایسا کیا‘ کیا تمہیں شاہی سزا کا خوف نہیں ہوا“؟ حضرت امیر خسرو نے کسی شاہانہ عتاب کی پرواہ کئے بغیر کہا ”میں جانتا تھا کہ اگر حضور والا ناراض ہوں گے تو میری جان کا خطرہ ہو سکتا ہے لیکن اگر مرشد کو تکلیف پہنچی تو ایمان کا خطرہ ہے اور میری نظر میں ایمان کے خطرہ کے مقابلہ میں جان کے خطرہ کی کوئی اہمیت نہیں“۔ سلطان کو امیر خسرو کا یہ جواب بہت پسند آیا۔ (سیر الاولیاء ص ۱۳۰)

عجیب کیمیا نسخہ

ملفوظ: عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ نے فرمایا: آج میری زبان سے سن رہے ہو کل دوسرے لوگوں سے کہو گے کہ ہمیں کیمیا کا نسخہ ملا تھا اور ہم نے تو اُس کو کیمیا ہی پایا وہ یہ ہے کہ ”ہر کام اللہ میاں سے پوچھ پوچھ کر کرو“ یعنی ہر وقت دُعا کرو۔ یا اللہ مدد فرما دیجئے آسان فرما دیجئے..... پورا کر دیجئے..... اور قبول فرما لیجئے۔

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کا عجیب جذبۂ شہادت

حضرت ام عمارہ انصاریہؓ بَیْعَةُ الْعَقَبَه میں شریک ہوئیں۔ عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں۔ اُحد کی لڑائی کا قصہ خود ہی سناتی ہیں کہ میں مشکیزہ پانی کا بھر کر احد کی طرف چلی کہ دیکھوں مسلمانوں پر کیا گذری اور کوئی پیاسا زخمی ملا تو پانی پلا دوں گی۔ اس وقت ان کی عمر تینتالیس ۴۳ برس کی تھی۔ ان کے خاوند اور دو بیٹے بھی لڑائی میں شریک تھے۔ مسلمانوں کو فتح اور غلبہ ہو رہا تھا۔ مگر تھوڑی دیر میں جب کافروں کو غلبہ ظاہر ہونے لگا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئی اور جو کافر ادھر کا رخ کرتا تھا اس کو ہٹاتی تھی۔ ابتداء میں ان کے پاس ڈھال بھی نہ تھی بعد میں ملی۔ جس پر کافروں کا حملہ روکتی تھیں۔ کمر پر ایک کپڑا باندھ رکھا تھا جس کے اندر مختلف چیتھڑے بھرے ہوئے تھے۔ جب کوئی زخمی ہو جاتا تو ایک چیتھڑا نکال کر جلا کر اس زخم میں بھر دیتیں۔ خود بھی کئی جگہ سے زخمی ہوئیں۔ بارہ تیرہ جگہ زخم آئے جن میں ایک بہت سخت تھا۔ اُم سعیدؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان کے مونڈھے پر ایک بہت گہرا زخم دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس طرح پڑا تھا۔ کہنے لگیں کہ احد کی لڑائی میں جب لوگ ادھر ادھر پریشان پھر رہے تھے تو ابنِ قمیہ یہ کہتا ہوا بڑھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں۔ مجھے کوئی بتا دو کہ کدھر ہیں۔ اگر آج وہ بچ گئے تو میری نجات نہیں۔ مصعبؓ بن عمیر اور چند آدمی اس کے سامنے آ گئے۔ ان میں میں بھی تھی اس نے میرے مونڈھے پر وار کیا۔ میں نے بھی اس پر کئی وار کئے مگر اس پر دوہری زرہ تھی اس لئے زرہ سے حملہ رک جاتا تھا۔ یہ زخم ایسا سخت تھا کہ سال بھر تک علاج کیا مگر اچھا نہ ہوا۔

مصائب کا تحمّل و برداشت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا.....آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں.....آپ کو کیا ہوا؟ (کیونکہ افضل یہ ہے کہ نماز کھڑے ہو کر پڑھی جائے اور آپ ہمیشہ افضل پر عمل کرتے ہیں) آپ نے فرمایا بھوک کی وجہ سے.....یہ سن کر میں رو

پڑا۔ آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ! مت رو کیونکہ جو آدمی دنیا میں ثواب کی نیت سے بھوک کو برداشت کرے گا۔۔۔ قیامت کے دن اس کے ساتھ حساب میں سختی نہیں کی جائے گی۔۔۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا عجیب جذبۂ شہادت

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت خنساءؓ اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ لڑکوں کو ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی کی شرکت پر بہت 'ابھارا' کہنے لگیں کہ میرے بیٹو! تم اپنے خوشی سے مسلمان ہوئے ہو۔ اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا' نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا۔ نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے مسلمانوں کیلئے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کے فنا ہو جانیوالی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح وسالم اُٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آ گئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا۔ ان شاء اللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہو کر رہو گے۔

دو جھگڑنے والوں کو دیوار کی نصیحت (ایک عجیب واقعہ)

بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی کا انتقال ہو گیا، اس کے دو بیٹے تھے، ان دونوں کے مابین ایک دیوار کی تقسیم کے سلسلے میں جھگڑا ہو گیا، جب دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو انہوں نے دیوار سے ایک غیبی آواز سنی کہ تم دونوں جھگڑا مت کرو کیونکہ میری حقیقت یہ ہے کہ میں ایک مدت تک اس دنیا میں بادشاہ اور صاحب مملکت رہا۔۔۔۔۔۔ پھر میرا انتقال ہو گیا اور میرے بدن کے اجزا مٹی کے ساتھ مل گئے۔۔۔۔۔۔ پھر اس مٹی سے کمہار نے مجھے گھڑے کی

ٹھیکری بنادیا، ایک طویل مدت تک ٹھیکری کی صورت میں رہنے کے بعد مجھے توڑ دیا گیا...... پھر ایک لمبی مدت تک ٹکڑوں کی صورت میں رہنے کے بعد، میں مٹی اور ریت کی صورت میں تبدیل ہوگیا...... پھر کچھ مدت کے بعد لوگوں نے میرے اجزائے بدن کی اس مٹی سے اینٹیں بناڈالیں۔ اور آج تک مجھے اینٹوں کی شکل میں دیکھ رہے ہو، لہٰذا تم ایسی مذموم و قبیح دنیا پر کیوں جھگڑتے ہو۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

غرور تھا نمود تھی، ہٹو بچو کی تھی صدا
اور آج تم سے کیا کہوں لحد کا بھی پتہ نہیں

آہ! آہ! یہ دنیا بڑی فریب دہندہ ہے فانی ہونے کے باوجود یہ لوگوں کی محبوب بنی ہوئی ہے۔ یہ اپنی ظاہری رنگینی اور رعنائی سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہوئے آخرت سے غافل کرتی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں کو جنتی مسرات کے شوق سے ہم آغوش فرمائیں۔ (گلستان قناعت)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ہزار قسم کی مخلوقات پیدا کی ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک سال ٹڈیاں کم ہوگئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹڈیوں کے بارے میں بہت پوچھا لیکن کہیں سے کوئی خبر نہ ملی، وہ اس سے بہت پریشان ہوئے، چنانچہ انہوں نے ایک سوار یمن بھیجا، دوسرا شام اور تیسرا عراق بھیجا تاکہ یہ سوار پوچھ کر آئیں کہ کہیں ٹڈی نظر آئی ہے یا نہیں۔ جو سوار یمن گیا تھا وہ وہاں سے ٹڈیوں کی ایک مٹھی لے کر آیا، اور لاکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ڈال دیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ٹڈیوں کو دیکھا تو تین دفعہ اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار مخلوق پیدا کی ہے، چھ سو سمندر میں اور چار سو خشکی میں، اور ان میں سے سب سے پہلے ٹڈی ختم ہوگی، جب ٹڈیاں ختم ہوجائیں گی تو پھر اور مخلوقات بھی ایسے آگے پیچھے ہلاک ہونی شروع ہوجائیں گی جیسے موتیوں کی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو۔ (مشکوٰۃ: ص۴۷۱، حیاۃ الصحابہ: ۸۲/۳)

شیخ علائی کی حق گوئی اور شہادت کا عجیب واقعہ

سلیم شاہ سوری کا دور اسلام کی زبوں حالی کا تھا۔ بادشاہ بے عمل اور مغرور تھا۔ عوام میں بدعت وخام اعتقادی کا عام دور دورہ تھا۔ اسی زمانے میں ایک بزرگ شیخ علائی پیدا ہوئے۔ یہ بنگال کے پیرزادے تھے۔ انہوں نے دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا اور تجدید و اصلاح میں سرگرم ہوئے۔ سلیم شاہ ایک جاہ پرست اور خود غرض عالم مخدوم الملک کے ہاتھوں میں کھیلتا تھا۔ وہ بادشاہ کے یہاں کسی دوسرے عالم کی دال نہیں گلنے دیتا تھا۔

ایک حق گو بزرگ عبداللہ خاں نیازی کی پٹائی اور ملک بدر کرائے جانے کے بعد وہ شیخ علائی کے پیچھے پڑا۔ اس نے سلیم شاہ کے کان بھر کر شیخ علائی کو دربار میں طلب کرایا۔

شیخ علائی دربار میں آئے تو وہی شان بے نیازی تھی۔ جو ایک حق پرست کی ہونی چاہئے نہ آپ نے دربار کی غیر اسلامی رسوم کا لحاظ کیا اور نہ ہی بادشاہ کو غیر معمولی اہمیت دی۔ جب شیخ کے سامنے عمدہ ولذیذ کھانا شاہی خوان سے پیش ہوا تو انہوں نے اظہار ملامت کیا۔

انہوں نے دربار میں ایک تقریر کی جس میں تمام برے رسوم اور بدعات کو بیان کیا۔ بادشاہ کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ آخرت کا عبرتناک نقشہ کھینچا اور صالح اعمال کی دعوت دی اور علمائے سو کی پول کھولی لیکن مخدوم الملک جیسے دنیا پرست عالم پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس نے چالاکی اور منطقی باتوں سے شیخ کو ملحد ثابت کرنے کی کوشش کی، سلیم شاہ نے ان کی جانچ کا کام مخدوم الملک کے ہی سپرد کر دیا۔ اس کو ان سے دشمنی نکالنے کا اچھا موقع ہاتھ آ گیا۔ اس نے اللہ کے اس بے باک مجاہد کو اتنے کوڑے لگوائے کہ وہ شہید ہو گئے۔

پھر ان کی نعش کو ہاتھی کے پیر میں باندھ کر تمام شہر میں تشہیر کرائی۔ یہاں تک کہ نعش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. (آئینہ تاریخ جلد دوم ص ۷۲)

شیخ عبدالنبی رحمہ اللہ نے بادشاہ اکبر کو چھڑی سے پیٹا

صدر الصدور شیخ عبدالنبیؒ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے تھے۔ جس

طرح ان کے دادا نے بادشاہوں اور سلاطین کے یہاں حق کا پرچم بلند رکھا اسی طرح انہوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ اکبر تخت حکومت پر بیٹھا تو اس کی عمر صرف تیرہ سال تھی۔ ابھی اس کو دنیا کی ہوا اچھی طرح نہ لگی تھی کہ ہندوستان جیسی عظیم سلطنت کا بادشاہ بن گیا۔ خوش قسمتی سے اس وقت اکبر کی تربیت کا کام صدر الصدور شیخ عبدالنبیؒ کے ہاتھ میں رہا۔ انہوں نے اس کو دین کی اصل راہ سے وابستہ رکھا۔ اکبر کے دل میں ان کا اتنا احترام پیدا ہوگیا تھا کہ حدیث سننے ان کے گھر جاتا۔ ان کی جوتیاں سیدھی کر کے رکھتا۔ شیخ صاحب تقویٰ و پرہیزگاری میں یکتا تھے۔

ان کے فیض صحبت نے اکبر کے دل و دماغ میں اسلام اور شریعت محمدی کا احترام پیدا کر دیا تھا۔ جماعت کی پابندی کرتا تھا۔ بلکہ اکثر اذان بھی خود دیتا تھا اور امامت بھی کرتا تھا۔ مسجد میں جھاڑو خود لگاتا تھا شیخ اکبر کی چھوٹی سے چھوٹی باتوں پر نظر رکھتے تھے۔ اگر وہ کوئی فعل دین کے خلاف کرتا تو اس کو سخت تنبیہ کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے دیکھا اپنی سالگرہ کے جشن پر اکبر زعفرانی لباس پہنے محل سرائے سے باہر نکلا صدر الصدور شیخ عبدالنبیؒ صرف اتنی سی غلطی پر ناراض ہوگئے کہ اس نے غیر شرعی لباس پہنا۔ شیخ نے اس کو سر دربار ملامت کی اور اتنا غصہ ہوئے کہ اس کو چھڑی کھینچ ماری۔

اکبر خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو رہا لیکن اندر جا کر ماں سے شکایت کی کہ ''اگر اس کی اس طرح سر دربار توہین کرنے والے کا سر قلم نہ کیا گیا تو حکومت کا نظم نہیں چل سکتا''۔ ماں نے کہا ''بیٹا یہ رنج کا مقام نہیں ہے بلکہ باعث نجات ہے۔ کتابوں میں لکھا جائے گا کہ اتنے عظیم بادشاہ کو ایک بوڑھے عالم نے چھڑی سے مارا تھا اور اس نے شریعت کے احترام میں اس کو صبر کے ساتھ برداشت کیا تھا''۔ (رود کوثر: شیخ محمد اکرام)

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حاضر جوابی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بڑے زندہ دل اور حاضر جواب تھے۔ طنز و مزاح میں ان کا جواب نہیں تھا۔ بہت سے مسائل لطیفوں میں حل کر

دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک پادری شاہ صاحب کی خدمت میں آ کر کہنے لگے "کیا آپ کے پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے حبیب ہیں؟" آپ نے فرمایا "بیشک ہیں" وہ کہنے لگا "تو پھر انہوں نے قتل کے وقت امام حسینؓ کی فریاد نہیں کی یا ان کی فریاد سنی نہ گئی؟" شاہ صاحب نے کہا "فریاد کی تو تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ تمہارے نواسے کو قوم نے ظلم سے شہید کر دیا لیکن ہمیں اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰؑ کا صلیب پر چڑھنا یاد آ رہا ہے"۔

ایک شخص شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس رنگوں کی بنی ہوئی تصویر لایا اور کہا "یہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصویر ہے۔ اس کا کیا کرنا چاہئے؟" آپ نے فرمایا "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باقاعدہ غسل کرتے تھے۔ بس اس تصویر کو بھی غسل دے ڈالو"۔

ایک دفعہ ایک ہندو نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے پوچھا "بتلاؤ کہ خدا ہندو ہے یا مسلمان؟" فرمایا "اگر خدا ہندو ہوتا تو گئو ہتیا کیسے ہو سکتی تھی؟"

ایک شخص نے کہا کیا طوائف کے جنازے کی نماز ہو سکتی ہے" فرمایا جب ان کے گناہ میں شریک مردوں کی ہو سکتی ہے تو ان کی کیوں نہیں ہو سکتی؟" (رود کوثر شیخ محمد اسلام)

پہلوان امام بخش کا عجیب قصہ

ایک بزرگ کا پڑوس میں ایک قبرستان میں جانا ہوا جہاں انہیں فاتحہ پڑھنی تھی وہ فاتحہ پڑھ کر آگے بڑھنے لگے اچانک ایک بوسیدہ قبر کو دیکھا گویا وہ کہہ رہی ہے حضرت ہمیں بھی کچھ عطیہ اور تحفہ دیتے جایئے ہم بھی محتاج ہیں وہ بزرگ اس قبر پر آئے اور جو اللہ نے توفیق دی آپ نے پڑھا اچانک ان کی نظر کتبہ پر پڑی جو قبر کے قریب پڑا ہوا تھا اس کتبہ کو اٹھا کر انہوں نے صاف کیا جس پر لکھا ہوا تھا رستم ہند امام بخش۔ یہ وہ پہلوان تھے جنہیں راجہ مہاراجہ ہاتھی بھیج کر گھر بلاتے تھے اور قالین پر بٹھاتے تھے آج ایک سبحان اللہ کے محتاج ہیں۔

شیطان انسان کی ناک میں رات گزارتا ہے

ایک حدیث میں اس کی تاکید آئی ہے کہ جب سوئے بیدار ہو کر وضو کرو تو تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر ضرور جھاڑ لیا کرو، اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان، انسان کی ناک کے

بانسے میں رات گزارتا ہے اس میں پیشاب اور غلاظت کرتا ہے، اور جب سونے کے بعد انسان اٹھتا ہے تو ناک کے اندر میل کچیل بھرے ہوئے ملتے ہیں، اس میں شیطان کی غلاظت کے اثرات ہوتے ہیں، جب وضو میں ناک اچھی طرح جھاڑ لی جائے گی تو شیطان کے اثرات صاف ہوجاتے ہیں۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو کر وضو کرے تو ضرور تین مرتبہ ناک جھاڑ لے اس لئے کہ شیطان اس کی ناک کے بانسے میں رات گزارتا ہے۔" (بخاری ص۱/۴۶۵)

سمندر میں گم شدہ سوئی دعا کی برکت سے مل گئی

قبیلہ بنوسعد کے غلام حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعمیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سمندر کا سفر کر رہے تھے وہ اپنی کچھ کاپیاں سی رہے تھے اچانک ان کی سوئی سمندر میں گرگئی اور انہوں نے اسی وقت یوں دعا مانگی اے میرے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو میری سوئی ضرور واپس کردے۔ چنانچہ اسی وقت وہ سوئی سطح سمندر پر ظاہر ہوئی اور حضرت ابوریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سوئی پکڑ لی۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳ صفحہ ۶۷۸)

دو شریکوں کا عجیب قصہ

دو شخص آپس میں شریک تھے ان کے پاس آٹھ ہزار اشرفیاں جمع ہوگئیں ایک چونکہ پیشے سے واقف تھا اور دوسرا ناواقف تھا، اس لئے اس واقف کار نے ناواقف سے کہا کہ اب ہمارا نباہ مشکل ہے، آپ اپنا حق لے کر الگ ہوجائیے، آپ کام کاج سے ناواقف ہیں، چنانچہ دونوں نے اپنے اپنے حصے الگ کر لئے اور جدا ہوگئے۔

پھر پیشے سے واقف کار نے بادشاہ کے مرجانے کے بعد اس کا شاہی محل ایک ہزار دینار میں خریدا، اور اپنے ساتھی کو بلا کر اسے دکھایا اور کہا: بتلاؤ! میں نے کیسی چیز خریدی؟ اس کے ساتھی نے بڑی تعریف کی، اور یہاں سے باہر چلا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا:

خدایا! اس میرے ساتھی نے تو ایک ہزار دینار کا قصر دنیوی خرید لیا ہے، اور میں تجھ سے جنت کا محل چاہتا ہوں۔ میں تیرے نام پر تیرے مسکین بندوں پر ایک ہزار دینار خرچ کرتا ہوں، چنانچہ اس نے ایک ہزار دینار راہِ خدا میں خرچ کر دیئے۔

پھر اس دنیادار شخص نے ایک زمانے کے بعد ایک ہزار دینار خرچ کر کے اپنا نکاح کیا، دعوت میں اس پرانے شریک کو بھی بلایا، اور اس سے ذکر کیا کہ میں نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے اس عورت سے شادی کی ہے۔ اسکے ساتھی نے اس کی بھی تعریف کی۔ باہر آ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کی نیت سے ایک ہزار دینار نکالے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ بارالٰہی! میرے ساتھی نے اتنی ہی رقم خرچ کر کے یہاں کی ایک عورت حاصل کی ہے اور میں اس رقم سے تجھ سے حورعین کا طالب ہوں، اور پھر وہ رقم راہِ خدا میں صدقہ کر دی۔

پھر کچھ مدت کے بعد اس دنیادار نے اس کو بلا کر کہا کہ دو ہزار کے دو باغ میں نے خرید کئے ہیں دیکھ لو کیسے ہیں؟ اس نے دیکھ کر بہت تعریف کی اور باہر آ کر اپنی عادت کے مطابق جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ خدایا! میرے ساتھی نے دو ہزار کے دو باغ یہاں کے خرید کئے ہیں میں تجھ سے جنت کے دو باغ چاہتا ہوں اور یہ دو ہزار دینار تیرے نام پر صدقہ ہیں۔ چنانچہ اس رقم کو مستحقوں میں تقسیم کر دیا۔

پھر جب فرشتہ ان دونوں کو فوت کر کے لے گیا، اس صدقہ کرنے والے کو جنت کے محل میں پہنچا دیا گیا، جہاں پر ایک حسین عورت بھی اسے ملی، اور اسے دو باغ بھی دیئے گئے اور وہ وہ نعمتیں ملیں جنہیں بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، تو اسے اس وقت اپنا وہ ساتھی یاد آ گیا، فرشتے نے بتلایا کہ وہ تو جہنم میں ہے، تم اگر چاہو تو جھانک کر اسے دیکھ سکتے ہو، اس نے جب اسے جہنم کے اندر جلتا دیکھا تو اس سے کہا کہ قریب تھا کہ تو مجھے بھی چکمہ دے جاتا، اور یہ تو رب تعالیٰ کی مہربانی ہوئی کہ میں بچ گیا! (تفسیر ابن کثیر: ۴/۳۶۷، ۳۶۸)

اندھیری رات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سوئی مل گئی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کنز العمال میں ایک حدیث مروی ہے، وہ فرماتی

ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عاریت پر ایک سوئی لے رکھی تھی، اس سے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا سیا کرتی تھی۔ اندھیری رات میں وہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ بہت تلاش کی نہیں ملی، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے نور کی شعاؤں سے سوئی دکھائی دینے لگی۔ میں نے ہنس کر سوئی اٹھالی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

لنا شمس وللآفاق شمس
وشمسی افضل من شمس السماء

ترجمہ: ”ہمارا ایک سورج ہے اور دنیا والوں کا بھی ایک سورج ہے۔ اور میرا سورج آسمان کے سورج سے افضل ہے۔“ (منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد: ۲۹/۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی عجیب وغریب فضیلت

ابن مردویہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے کہ کسی نبی پر سوائے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایسی آیت نہیں اتری وہ آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری:

۱۔ بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے۔ ۲۔ ہوائیں ساکن ہوگئیں۔
۳۔ سمندر ٹھہر گیا۔ ۴۔ جانوروں نے کان لگالئے۔
۵۔ شیاطین پر آسمان سے شعلے گرے۔ ۶۔ پروردگار عالم نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ نام لیا جائے گا اس میں ضرور برکت ہوگی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہنم کے انیس داروغوں سے جو بچنا چاہے وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے اس کے بھی انیس حروف ہیں ہر حرف ہر فرشتہ سے بچاؤ بن جائے گا اسے ابن عطیہ نے بیان کیا ہے اور اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ میں نے تیس سے اوپر اوپر فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے یہ حضور نے اس وقت فرمایا تھا جب ایک شخص نے رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ پڑھا تھا۔ اس میں بھی تیس سے اوپر اوپر حروف ہیں اتنے ہی فرشتے اترے، اسی

طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بھی انیس حروف ہیں اور وہاں فرشتوں کی تعداد بھی انیس ہے۔

مسند احمد میں ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے جو صحابی سوار تھے ان کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ذرا پھسلی تو میں نے کہا کہ شیطان کا ستیاناس ہو۔ آپ نے فرمایا یہ نہ کہو، اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ مکھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس کام کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔ (ابن کثیر: ۱/۳۸)

احمد بن بیلہ کی حق گوئی کا عجیب واقعہ

احمد بن بیلہ ایک جوشیلے مسلمان تھے۔ یہ ایک غریب کسان کے بیٹے تھے ذہین اور ہوشیار ہونے کی وجہ سے اچھی تعلیم کا موقع ملا۔ جس کالج میں یہ تعلیم پاتے تھے اس میں اکثر اعلیٰ طبقہ کے طلباء پڑھتے تھے۔ ایک دن ان کے کلاس میں ایک فرانسیسی استاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ایک رکیک حملہ کیا۔ اس نے آپ کی شان میں کچھ گستاخانہ اور نازیبا الفاظ کہے۔ کلاس میں تقریباً سب ہی طلباء مسلمان تھے۔ ان میں اکثر اعلیٰ افسروں کے لڑکے تھے۔ استاد کی بات کے مقابلہ پر کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی سب کو سانپ سونگھ گیا اور کسی نے دم نہیں مارا۔

احمد بن بیلہ کا دل جوش عقیدت سے سرشار تھا۔ ان سے نہ رہا گیا۔ جوش اور غصہ میں کھڑے ہوئے اور کہا "یہ الگ بات ہے کہ ایک استاد کی حیثیت میں میں آپ کا احترام کرتا ہوں لیکن ایک مسلمان کی حیثیت میں میں یہ گستاخی ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ جو زبان ہمارے محبوب نبیﷺ کی توہین کرے گی اس کو میں تالو سے کھینچ لوں گا اور جو منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کے لئے کھلے گا میں اس میں خاک جھونک دوں گا۔ میں آپ کی اس گستاخی کے خلاف سخت احتجاج کرتا ہوں۔ آپ کو معافی مانگنی ہوگی اور یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ آئندہ نہ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ کہیں بلکہ ہمارے کسی بھی

بزرگ یا پیشوا کے خلاف زبان نہیں کھولیں گے"۔ مدینہ کے اس دہقان زادہ کی بات سن کر وہ فرانسیسی استاد حیران و دم بخود رہ گیا۔ اس نے بھری کلاس میں معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ وہ پیغمبر اسلام کی شان میں کوئی نامناسب بات نہیں کہے گا۔ (روزنامہ دعوت دہلی)

ایک نوجوان صحابی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب محبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت پر جو دعا دی ہے کسی پر نہیں دی حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر کہا کہ حضور! آپ سے مجھے بہت محبت ہے جو حکم دیں کروں گا فرمایا اپنی ماں کا گلا کاٹ لا امتحان تھا فوراً تلوار اٹھا کر ماں کی طرف چلے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس بلا کر کہا کہ میں رشتے کاٹنے کے واسطے نہیں آیا تیری محبت کا امتحان تھا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پوچھنے آئے تعلق والوں کی پوچھ ہوا کرتی ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش تھے تھوڑی دیر کے بعد بیٹھنے کے بعد فرمایا کہ یہ چل دینے والا ہے اس کے مرنے کی اطلاع مجھے کرنا یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تشریف لے جاتے ہی انہیں ہوش آیا کہنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پوچھنے نہیں آئے؟ کہا گیا آئے تھے کہنے لگے جب مرجاؤں خود ہی دفن کر دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع نہ کرنا کہ میرے محلے میں یہودی رہتے ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری وجہ سے رات یہاں تشریف لائیں تو ممکن ہے کسی یہودی سے انہیں تکلیف پہنچے میرے نام پر حبیب کو ایک ذرہ کی تکلیف برداشت نہیں ہے۔

چنانچہ انتقال ہوا۔ رشتے داروں نے نہلا دھلا کر کفن پہنا کر دفن کر دیا اس زمانہ میں مرنے والوں کے رشتہ دار دور دور سے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انتظار نہیں (کیونکہ آپ کا حکم ہے کہ تدفین میں جلدی کرو) مرنے اور دفن میں یوں وقت نہیں لگتا تھا ارے وہاں تو حکم ہے کہ میت کو جلدی سے لے کر چلو اگر اچھا آدمی ہے تو اسے تاخیر کر کے اس کی نعمتوں سے کیوں محروم کر رہے ہو؟ اور اگر برا آدمی ہے پھر اسے اپنے کندھوں پر کیوں اٹھا رکھا ہے؟ جلدی اس وجہ سے کروائی کہ اس کا عذاب گھر ہی میں شروع نہ ہو جائے تاریخ اس کی شاہد ہے عبید

اللہ بن زیاد جس کے حکم پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے وہ قتل ہوا اس کا سر رکھا ہوا تھا ایک اژدھا آیا ناک میں گھس کر منہ سے نکل آیا دو مرتبہ ایسا ہی کیا سلیمان (عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے پہلے بادشاہ) کی میت کو جب قبر میں رکھا جانے لگا میت ہلی لڑکے نے کہا میرا باپ زندہ ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جلدی کرو دفن میں خدا کی پکڑنے آلیا ہے۔

الغرض صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ملی سبب معلوم ہوا قبر پر گئے دعا میں یہ بھی کہا: اے اللہ تو اس سے ایسے مل کہ تو اسے دیکھ کر ہنس رہا ہو، یہ تجھے دیکھ کر ہنس رہا ہو، یہ محبت کا انعام ہے، جس میں انسان کو محبوب کے علاوہ اور کچھ نہیں بھاتا محبت اگر آ گئی تو سارے عمل آ جائیں گے اس محبت کے واسطے اعمال پر محنت مانگی جاتی ہے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عجیب حسن اخلاق

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضر موت میں زمین کا ایک ٹکڑا بطور جاگیر عطا فرمایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ زمین ان کے حوالے کر دیں۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "حضر موت" کے بڑے نواب اور بڑے سردار تھے، واقعہ لکھا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے ساتھ "حضر موت" کی طرف روانہ کیا تو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ پر سوار تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی سواری نہیں تھی اس لیے وہ پیدل ان کے ساتھ روانہ ہوئے راستے میں جب صحرا (ریگستان) میں دھوپ تیز ہو گئی اور گرمی بڑھ گئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں جلنے لگے انہوں نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ گرمی بہت ہے اور میرے پاؤں جل رہے ہیں تم مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے سوار کر لو تا کہ میں گرمی سے بچ جاؤں تو انہوں نے جواب میں کہا: "لست من ارداف الملوک." (تم بادشاہوں کے ساتھ ان کے پیچھے بیٹھنے کے قابل نہیں ہو)

لہٰذا ایسا کرو کہ میرے اونٹ کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہے تم اس سایہ میں چلتے ہوئے

میرے ساتھ آ جاؤ۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے یمن تک پورا راستہ اسی طرح قطع کیا اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا چنانچہ وہاں پہنچ کر ان کو زمین دی پھر واپس تشریف لے آئے۔

بعد میں اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود خلیفہ بن گئے اس وقت یہ حضرت وائل بن حجر، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لیے یمن سے دمشق تشریف لائے تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور ان کا بڑا اکرام کیا اور حسن سلوک فرمایا۔ (درس ترمذی: جلد ۴ صفحہ ۳۴۷)

چنگیز خان اور سکندر اعظم کی قبریں کہاں ہیں؟

تاریخ اسلام میں ہے جب چنگیز خاں کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے یہ وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو فلاں درخت کے نیچے مجھے دفنا دینا انتقال ہوا درخت کے نیچے دفنایا گیا اتفاق سے دوسرے روز بارش شروع ہوئی اور چھ ماہ تک بارش ہوتی رہی وہ جگہ جنگل میں تبدیل ہوگئی اور وہ درخت اس جنگل میں مل گیا لوگوں کو پتہ نہ رہا کہ چنگیز خاں کو کس درخت کے نیچے دفنایا گیا تھا وہ ظالم قوم جنہوں نے بیک وقت بیس بیس لاکھ انسانوں کو قتل کیا جو گھوڑے کی پشت سے تین تین روز تک اترتے نہیں تھے پیاس لگتی تو گھوڑے کی پشت پر خنجر مارتے کٹورا ساتھ ہوتا کٹورے کو خون سے بھرتے اور اسے پی جاتے یہ ان کا پانی تھا آج ان کے سردار کی قبر کا ٹھکانہ نہیں۔

خطبات حکیم الاسلام میں مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ سکندر اعظم کی قبر عراق کے بابل کے کھنڈرات میں ہے لیکن قبرستان میں کوئی صحیح قبر نہیں بتا سکتا۔ جب کوئی سیاح سیر کو یا تفریح کو جاتا ہے تو وہاں کے گائیڈ کچھ قبروں کی طرف اشارہ کرکے بتاتے ہیں کہ انہیں قبروں میں ایک قبر سکندر اعظم کی ہے۔

فائدہ: جس انسان نے دنیا فتح کی آج اس کی قبر کی نشاندہی مشکل ہے اس لیے انسان اپنے ایمان اور اعمال بنانے کی فکر کرے اور اللہ کی بارگاہ میں اتنا مقبول ہوجائے کہ لوگ اس کیلئے دعا کریں۔

آسمان کی طرف سر اٹھا کر استغفار کیجئے اللہ تعالیٰ مسکرا کر معاف کر دیں گے

حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیچھے بٹھایا اور حرہ کی طرف لے گئے، پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے، میں نے کہا: اے امیر المومنین! پہلے آپ نے اپنے رب سے استغفار کیا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے، یہ کیا بات ہے؟

انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے بٹھایا تھا پھر مجھے ”حرہ“ کی طرف لے گئے تھے پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ پہلے آپ نے اپنے رب سے استغفار کیا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے، اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا: میں اس وجہ سے مسکرا رہا ہوں کہ میرا رب اپنے بندے پر تعجب کر کے مسکراتا ہے (اور کہتا ہے) اس بندے کو معلوم ہے کہ میرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۳۵۰)

حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت کا عجیب قصہ

قرآن پاک میں ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ (سورہ لقمان: ۱۲)
”اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کر“۔

حضرت لقمان علیہ السلام اللہ کے نیک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت یعنی عقل وفہم اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا ان سے کسی نے پوچھا تمہیں یہ فہم

وشعور کس طرح حاصل ہوا؟ انہوں نے فرمایا: راست بازی امانت داری اختیار کرنے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب کی وجہ سے۔

ان کی حکمت کا ایک واقعہ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ غلام تھے ان کے آقا نے کہا کہ بکری ذبح کرکے اس کے دو بہترین حصے لاؤ، چنانچہ وہ زبان اور دل نکال کر لے گئے ایک مدت کے بعد پھر آقا نے ان سے کہا کہ بکری ذبح کرکے اس کے سب سے بدترین حصے لاؤ، وہ پھر وہی زبان اور دل لے کر آئے۔ پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ زبان اور دل اگر صحیح ہوں تو یہ سب سے بہترین ہیں، اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

جنت میں نوجوان کنواری لڑکیوں کی بھی بارش ہوگی

جنت میں نیک لوگوں کے لیے خدا تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں ورحمتیں ہیں ان کا بیان ہو رہا ہے کہ یہ کامیاب مقصد اور نصیب دار ہیں کہ جہنم سے نجات پائی اور جنت میں پہنچ گئے انہیں نوجوان کنواری حوریں بھی ملیں گی جو ابھرے ہوئے سینے والیاں اور ہم عمر ہوں گی ایک حدیث میں ہے کہ جنتیوں کے لباس ہی خدا کی رضامندی کے ہوں گے بادل ان پر آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ بتلاؤ ہم تم پر کیا برسائیں؟ پھر وہ جو فرمائیں گے بادل ان پر برسائیں گے یہاں تک کہ نوجوان کنواری لڑکیاں بھی ان پر برسیں گی۔ (ابن ابی حاتم)

انہیں شراب طہور کے چھلکتے ہوئے پاک صاف بھرپور جام پر جام ملیں گے جس میں نشہ نہ ہوگا کہ بے ہودہ گوئی اور لغو باتیں منہ سے نکلیں اور کان میں پڑیں جیسے اور جگہ ہے

﴿لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ﴾ (سورہ الطور: آیت ۲۳)

اس میں نہ لغو ہوگا نہ برائی اور نہ گناہ کی باتیں کوئی بات جھوٹ اور فضول نہ ہوگی وہ دار السلام ہے جس میں کوئی عیب کی اور برائی کی بات ہی نہیں یہ جو کچھ بدلے ان پارسا لوگوں کو ملے ہیں یہ ان کے نیک اعمال کے نتیجے ہیں جو اللہ کے فضل وکرم سے اور اس کے احسان وانعام کی بنا پر انہیں ملے ہیں جو بے حد کافی وافی ہیں جو بکثرت اور بھرپور ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ۵/۴۹۹)

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ علیہ کی عجیب وصیت

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے بوقت انتقال اپنی اہلیہ سے وصیت کی کہ جب مجھے دفن کر چکو تو میری دونوں بیٹیوں کو فلاں پہاڑ پر لے جانا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنا اے خداوند! فضیل نے مجھے وصیت کی ہے کہ جب تک میں زندہ رہا اپنی لڑکیوں کو اپنی طاقت کے مطابق اپنے پاس رکھا اب جب تو نے قبر کے قید خانے میں مجھے قید کر دیا ہے تو میں اپنی لڑکیوں کو تیرے حوالے کرتا ہوں اور تجھے واپس دیتا ہوں۔ بعد تدفین آپ کی اہلیہ نے وصیت کے مطابق عمل کیا اور مناجات کر کے اپنی بے بسی پر بہت روئی۔ اسی اثنا میں امیر یمن مع اپنے دونوں بیٹوں کے اس جگہ پہنچ گیا اور اس نالہ وزاری کو سنا اور حال پوچھا آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی اہلیہ نے تمام حالت بیان کی امیر یمن نے سب باتیں سن کر کہا کہ میں ان دونوں لڑکیوں کو اپنے دونوں بیٹوں سے بیاہ دیتا ہوں چنانچہ ان کو اپنے ہمراہ یمن لے گیا اور بزرگوں کو جمع کر کے دس دس ہزار مہر پر ان کا نکاح کر دیا جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ اسکا ہو جاتا ہے۔ (مخزن اخلاق: صفحہ ٢٥٣)

ایک رکعت میں سارا قرآن کریم سنا دیا

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ کے دادا مولانا محمد رحمت اللہ کا بیان ہے کہ

"1857ء کے بعد ایک رات میں نے پٹنہ (گنگا کے کنارے) مسجد میں گذاری ان دنوں حافظ ضیاء الدین بخاری (والد امیر شریعت رحمہ اللہ) کی عمر انتیس سال تھی اور انہوں نے ایک رات مجھے ایک ہی رکعت میں سارا قرآن کریم سنا دیا تھا۔" (حیات امیر شریعت)

حافظ سید ضیاء الدین بخاریؒ کے قرآن کریم سے والہانہ تعلق و وارفتگی اور عقیدت و عشق ہی کا ثمرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسا بیٹا دیا، جس نے ساری زندگی قرآن کے پیغام اور علوم و معارف کو بیان کرنے میں گذار دی اور جب ڈوب کر وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ گویا "ابھی ابھی قرآن نازل ہو رہا ہے"۔ "اللہ مغفرت کرے عجب لوگ تھے"۔

عجیب حافظہ

مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا خاندان قوت حافظہ اور کثرت حفظ میں مشہور تھا انکے دادا اور والد دونوں بڑے قوی الحفظ تھے لیکن تقی الدین ابن تیمیہ اس نعمت میں اپنے پورے خاندان سے سبقت لے گئے۔ اور بچپن ہی میں ان کے عجیب و غریب حافظہ اور سرعت حفظ نے علماء و اساتذہ کو متحیر کر دیا، اور دمشق میں اس کی شہرت پھیل گئی، صاحب العقود یہ لکھتے ہیں: ایک مرتبہ حلب کے ایک بڑے عالم دمشق آئے انہوں نے سنا کہ ایک بچہ ہے۔ جس کا نام احمد بن تیمیہ ہے وہ سرعت حفظ میں یکتا ہے۔ بہت جلد یاد کر لیتا ہے۔ ان کو اس کے دیکھنے اور امتحان کا شوق ہوا، جس راستہ سے تیمیہ گزرا کرتے تھے۔ وہاں وہ ایک درزی کی دکان پر بیٹھ گئے، درزی نے کہا وہ بچہ آنے والا ہے۔ ”یہی اس کے مکتب کا راستہ ہے، آپ تشریف رکھیے، تھوڑی دیر میں کچھ بچے مکتب جاتے ہوئے گزرے، درزی نے کہا دیکھئے وہ بچہ جس کے پاس بڑی سی تختی ہے وہ ہی ابن تیمیہ ہے۔“ شیخ نے اس بچہ کو آواز دی وہ آیا تو اس کی تختی لے لی۔“ اور کہا بیٹا اس تختی پر جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کو پونچھ ڈالو۔“ جب وہ صاف ہو گیا تو انہوں نے اس پر کوئی گیارہ یا تیرہ حدیثیں لکھوا دیں اور فرمایا انکو پڑھ لو۔“ بچہ نے اس کو ایک مرتبہ غور سے پڑھا۔“ شیخ نے تختی اٹھالی اور کہا کہ سناؤ، بچہ نے پوری حدیثیں سنا دیں۔ شیخ نے کہا کہ اچھا اب ان کو بھی پونچھ ڈالو، پھر چند سندیں لکھ دیں۔ اور کہا کہ پڑھو۔ بچہ نے ایک بار غور سے دیکھا اور پھر سنا دیا، شیخ نے یہ تماشہ دیکھ کر فرمایا کہ اگر یہ بچہ جیتا رہا تو کوئی چیز بنے گا۔ اس لیے کہ اس زمانہ میں اسکی مثال ملنی مشکل ہے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت)

ایمان کی آب و تاب

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سردار ہوئے تو عامر بن قیس رضی اللہ عنہ پہاڑوں پر چلے گئے اور وہاں بیٹھ کر کلام اللہ پڑھنے لگے۔ ناگاہ شام ہو گئی ایک نصرانی عابد آیا اور کہا تو کون ہے؟ کہا مسافر ہوں۔ بولا... رات کو میرے پاس رہ..... ورنہ تم زندہ نہ بچو گے..... کیونکہ یہ جنگل

شیر سانپوں کا ہے تم کو پھاڑ کھائیں گے۔ فرمایا: خلاف مذہب کے پاس میری گزر نہ ہوگی۔ نصرانی مجبور ہو کر چلا گیا آدھی رات ڈھلے چھت پر سے نصرانی عابد نے دیکھا تو حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ عبادت الٰہی میں مصروف ہیں اور ایک شیر.... ان کے گرد پہرے دار کی طرح ٹہلتا ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیر سے کہا تجھ کو کچھ کہنا ہو تو کہہ.... ورنہ رخصت ہو.... اور ناحق خلل انداز نہ ہو۔ شیر عاجزی سے دم ہلاتا چلا گیا۔ نصرانی عابد یہ حال دیکھ کر حیران ہو گیا اور جلد آ کر عامر کے قدم چومنے لگا۔ اور کمال ادب سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں اور کیا مذہب رکھتے ہیں؟.... کہا میں ایک غریب گنہگار مسلمان ہوں کہ شہر میں رہنے کے قابل نہ تھا اس واسطے نکل آیا۔ نصرانی نے کہا اللہ اکبر! جب غریب گنہگار اس مذہب کے ایسے صاحب کرامت ہیں تو واللہ نیک کس درجہ کے ہوں گے۔ پس اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

فائدہ:۔ سبحان اللہ! اللہ والوں کے ایمان کی آب و تاب بلاشبہ غیر مذہب کو بے تاب کر دیتی ہے اور پتھر کے جگر کو پانی کر کے بہاتی ہے۔ یہی سبب تھا کہ قرب زمانہ آفتاب عالمتاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر ذرہ آفتاب سا چمکتا تھا اور جو دیکھتا تھا بیتاب ہو جاتا تھا۔ بلکہ حضور علیہ السلام کے بعد بھی صدیوں تک ایمان کی قوت کا یہی حال رہا۔ آج بھی اس گئے گزرے دور میں ایمان کی قوت والے اپنے منور چہروں سے پہچانے جاتے ہیں مگر آج کل مسلمانوں کا اکثر طبقہ ایسا ہے جو صرف نام کے مسلمان ہیں اور اسلام کا نام نہیں جانتے۔ اسلام کی روح ان کے اندر مفقود ہے ایسے مسلمانوں کا طریقہ اور چال چلن دیکھ کر عوام الناس میں سے کئی آدمی اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کر لیتے ہیں اور وہ نادان یہ نہیں جانتے کہ ان کے نقصان اسلام سے اصل دین اسلام میں کیا نقصان ہو گیا جو ہم دین سے پھرتے ہیں۔ پس ایسے نافہم شخص کے اسلام چھوڑ دینے سے دین کا کچھ نہیں بگڑا بلکہ اس بے دین اور کم فہم نے اپنا ہی نقصان کیا۔ کسی کا کیا گیا یہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہا۔ اللھم احفظنا

ایمان اور تقویٰ کا کتنا مرتبہ ہے اگر دنیا و آخرت میں مرتبہ چاہتے ہو تو رب کائنات کے ساتھ اپنا معاملہ ٹھیک کر لو بس دونوں جہانوں میں چمک اٹھو گے۔ (راہ جنت)

ایک خاتون کا عجیب مقام

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بہشتی زیور میں ایک بزرگ خاتون کا تذکرہ فرمایا ہے جو بڑی اللہ والی تھیں۔ ہر معاملہ میں ان کی نظر اللہ پر رہتی تھی۔ ان کا عجیب مقام تھا اور پھر فرمایا کہ یہ رتبہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے اور جس کو ہوا ہے پوری تابعداری کی برکت سے ہوا ہے، اس کو اختیار کرو اور یاد رکھو! کہ اللہ کو ایک ماننا پورا پورا یہ ہے کہ نہ اور کسی کو پوجے نہ کسی سے امید رکھے نہ کسی سے ڈرے نہ کسی کے خوش کرنے کا خیال ہو نہ کسی کے ناراض ہونے کی پرواہ ہو کوئی اچھا کہے خوش نہ ہو کوئی برا کہے غم نہ کرے کوئی ستا دے تو اس پر نگاہ نہ کرے یوں سمجھے کہ اللہ کو یونہی منظور تھا، میں بندہ ہوں ہر حال میں راضی رہنا چاہئے تو جو شخص اس طرح خدا کو ایک مانے گا اس کو دوزخ سے کیا علاقہ یہ مطلب تھا ان بی بی کا گویا اللہ کے اس طرح ایک ماننے کی برکت اور بزرگی بیان کرتی تھیں۔ (مثالی خواتین)

ایک عاشق رسول کا عجیب و غریب واقعہ

حضرت مولانا وجیہ الدین صاحب رحمہ اللہ عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے متعلقین سے تھے آپ حج میں تشریف لے گئے مدینہ منورہ پہنچ کر جب ویزہ کی مدت ختم ہونے لگی تو انہوں نے متعلقہ دفتر میں جا کر ویزہ کی مدت بڑھانے کیلئے درخواست کی انہوں نے کہا اس کی وجہ بھی لکھ کر لائیں کہ آپ کس غرض کیلئے مزید یہاں رہنا چاہتے ہیں آپ نے اس وجہ والے خانے میں لکھ دیا ''للوفات'' یعنی یہاں فوت ہونے کیلئے ویزہ کی مدت بڑھوانا چاہتا ہوں' بہر حال دفتر والوں نے خانہ پری دیکھی اور پندرہ دن کیلئے ویزہ بڑھا دیا۔

جب پندرہ دنوں میں سے دو ایک دن باقی تھے تو آپ روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے اور درخواست کی' یا رسول اللہ! مدت ختم ہونے کو ہے اب تو آپ مجھے اپنی طرف بلا لیں' بس پھر آپ اس مدت ختم ہونے سے پہلے ہی وہیں جاں بحق ہو گئے۔

رئیس کی ہمدردی

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دمشق کے دوستوں کی دوستی سے مجھے رنج پہنچا..... میں بیت المقدس کے بیابان میں چلا گیا اور حیوانوں کے ساتھ میل جول اختیار کر لیا..... اس وقت تک کہ انگریزوں کی قید میں گرفتار ہو گیا.....

طرابلس کی خندق میں مجھے بھی یہودیوں کے ساتھ مٹی اٹھانے کے کام میں لگا دیا..... حلب کا ایک رئیس کہ ہماری ان کی پہلے کی شناسائی تھی اس طرف آ نکلا..... مجھے پہچان لیا..... کہا: یہ کیا حالت ہے یہ تو رنج کا باعث ہے..... میں نے کہا: کیا کہوں.....

اس کو میری حالت پر رحم آیا اور دس دینار دے کر مجھ کو انگریزوں کی قید سے چھڑا لیا..... اور اپنے ساتھ حلب لے گیا..... اس کی ایک لڑکی تھی سو دینار مہر پر مجھ سے شادی کر دی..... جب ایک مدت گزر گئی بداخلاقی اور لڑائی جھگڑا شروع کر دیا اور زبان درازی کرنے لگی اور میری زندگی کو تلخ کر دیا.....

ایک مرتبہ عیب گوئی کے لئے اس نے زبان درازی کی کہنے لگی..... کیا تو وہی نہیں ہے کہ میرے باپ نے تجھ کو انگریزوں کی قید سے دس دینار دے کر خریدا تھا..... میں وہی ہوں کہ دس دینار میں مجھے انگریزوں کی قید سے خرید لیا اور سو دینار میں تیرے ہاتھ فروخت کر دیا..... (گلستان سعدی)

ایک خاتون کی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وفات

ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کرا دو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرۂ شریفہ کے اس حصہ کو جس میں قبر شریف بھی تھی پردہ ہٹا کر کھولا وہ عورت قبر شریف کی زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے وہیں انتقال کر گئیں رضی اللہ عنہا وارضاہا۔

ابن جوزی رحمہ اللہ کی عبادت

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن قیم رحمہ اللہ رات و دن عبادت میں مشغول رہتے تھے تلاوت اور نوافل کی کثرت فرماتے، عمدہ اخلاق کے مالک تھے لوگوں سے محبت فرمانے والے تھے حسد اور کینہ نہیں رکھتے تھے... ان کے زمانہ کے اہل علم میں ان سے زیادہ عبادت گزار نہیں دیکھے گئے... نماز میں لمبی قرأت پڑھا کرتے تھے... رکوع و سجود لمبے کیا کرتے تھے... فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی جگہ بیٹھ کر ذکر فرماتے تھے اور فرماتے کہ صبر اور یقین سے دین میں امامت حاصل ہو سکتی ہے... ابن قیم رحمہ اللہ بڑے عبادت گزار تھے... اپنے استاد شیخ ابن تیمیہ کے ساتھ قید ہو گئے تھے شیخ کے انتقال تک قید میں رہے... اسکے بعد رہائی ملی... قید کے زمانہ میں قرآن کا مطالعہ، تہجد اور تدبر قرآن میں مشغول رہتے تھے... اس میں ان کیلئے خیر کے بہت سے دروازے کھولے گئے... ایک زمانہ تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے... اہل مکہ انکی شدت عبادت اور کثرت طواف کو یاد کر کے تعجب کا اظہار کرتے تھے... (دلیل الصالحین)

قبر کی عجیب حقیقت کا انکشاف

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ لوگ عام طور سے یہ سمجھتے ہیں کہ جب انسان مر جاتا ہے قبر میں اس کو ڈال آتے ہیں وہاں وحشت کدہ میں تنہا پڑا رہتا ہے اور ایسی حیات مثل عدم حیات کے ہے۔ صاحبو یہ نہیں ہے بلکہ مسلمان کے لئے وہاں بڑی راحت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ارواح اس کا استقبال کرتی ہیں اور اس کے عزیز قریب جو اس سے پہلے چلے گئے ہیں وہ اس سے ملتے ہیں اور اس سے دوسرے متعلقین کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ اگر یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص تو مر گیا ہے تو کہتے ہیں افسوس وہ دوزخ میں گیا ہے ورنہ ہم سے ضرور ملتا۔ اور اس سے ان کو غم ہوتا ہے۔ غرض موت کے بعد مردے اس طرح باہم خوش ہو کر ملتے جلتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ بس مرنے کے بعد اُلو کی طرح پڑے رہیں گے۔ **لاحول ولا قوۃ الا اللہ** یہ بات نہیں۔ یاد رکھو کہ قبر اس گڑھے کا نام نہیں ہے یہ تو صورت قبر ہے اور حقیقت میں قبر عالم برزخ کا نام ہے وہاں سب جمع ہوتے ہیں اور وہ پاکیزہ لوگوں کا مجمع ہے۔ دنیا میں تو جدا بھی ہو سکتے ہیں جیسے کوئی ملازمت سے رخصت لے کر آئے اور اپنے بزرگوں کے

پاس رہے۔ جب رخصت ختم ہوگی تو جدائی ہو جائے گی۔ تو دنیا کا تو ایسا اجتماع ہے اور وہاں کی یکجائی ختم نہیں ہوتی۔ وہاں تو عیش ہی عیش ہے بات یہ ہے کہ حقیقت نہ جاننے سے لوگوں کو موت سے وحشت ہو گئی ہے ورنہ موت تو لقاء حبیب (محبوب کے دیدار) کے لئے ایک جسر یعنی پل ہے کہ اس سے گزرے اور لقاء حبیب ہو گئی اور لقائے باری تعالیٰ سے کون سی اچھی چیز ہوگی اسی لئے اہل اللہ (اللہ والوں) کو تو موت کا شوق ہوا ہے۔ ان سے پوچھے کہ موت کیا چیز ہے۔ حدیث شریف میں ہے الموت تحفة المومن کہ موت مومن کا تحفہ ہے۔ نظام حیدرآباد اگر کسی کے پاس تحفہ بھیجیں اور گھر والے رونے لگیں تو کیسے افسوس کی بات ہے اور میری مراد اس غم سے غم مکتسب (غیر طبعی) ہے نہ کہ غیر مکتسب (فطری)۔ جدائی کا طبعی صدمہ جو بے اختیار ہوتا ہے اس کا مضائقہ نہیں سوچ سوچ کر اس کو بڑھانا مذموم (برا) ہے بلکہ ان مضامین کو سوچ کر اس کو گھٹانا چاہئے۔ (سفر آخرت' از افادات: حکیم الامت تھانویؒ)

آج کا دن پھر کبھی نہیں آئیگا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر روز صبح کو جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے "آج اگر بھلائی کرسکتا ہے تو کرلے' آج کے بعد میں پھر کبھی واپس نہیں لوٹوں گا۔ کل کے بھروسے پر کاموں کو مؤخر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ گذشتہ زمانے کے متعلق افسوس اور حسرت بے سود ہے۔ آئندہ زمانے کے خواب نہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ موہوم ہیں (یعنی اختیار میں نہیں) اس لئے جو کرنا ہے آج ہی کرو۔

آسی یہ غنیمت ہیں تیری عمر کے لمحے
کام کر اب' تجھ کو جو کرنا ہے یہاں آج

استاد کی بے ادبی کا عبرتناک انجام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں (1943ء میں دارالعلوم ندوہ کے طلباء نے تعلیمی بائیکاٹ کیا اس تعلیمی بائیکاٹ) کی قیادت ہمارے بعض عزیز شاگرد کر رہے تھے۔ جو دارالعلوم کے بہترین

طالب علم تھے اور ان سے ہم نے اور دار العلوم نے بڑی بڑی توقعات قائم کی تھیں، ان میں سے سب سے زیادہ نمایاں میرے عزیز ترین شاگرد علی احمد کیانی تھے

میں نے اپنے دس سال کے تدریسی دور میں اور اس کے بعد بھی جب میں نے بحیثیت نائب معتمد کے کام کیا اس نوجوان سے زیادہ ذہین، ذی استعداد اور سلیم الطبع طالب علم نہیں دیکھا...... وہ چوتھے، پانچویں درجہ میں پہنچ کر برجستہ عربی میں تقریر کرنے لگے، حافظہ اس بلا کا تھا کہ ہزاروں شعر اقبال و اکبر اور ظفر علی خاں کے نوک زبان پر تھے، میرے بعض عربی مقالات کا ترجمہ بھی کیا تھا، وہ تعلیمی بائیکاٹ کے بعد کراچی گئے تو اپنی نو عمری کے باوجود کراچی کی علمی مجلسوں میں علامہ کیانی کے نام سے مشہور ہوئے۔

جیسا کہ طلباء کے ہنگاموں میں ہوا کرتا ہے وہ طوعاً و کرہاً طلباء کے نمائندہ اور اسٹرائیک کے قائد بن گئے، انکے سب اساتذہ کو اور بالخصوص مجھے انکے اس ہنگامہ میں نہ صرف شریک ہونے بلکہ قائد بننے سے سخت قلق تھا، زیادہ تر اس وجہ سے کہ اس اسٹرائیک کی زد سید (سلیمان ندوی) صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت اور ان کے معتمد پر پڑتی تھی۔ سید صاحب رحمہ اللہ کے دل کو بھی اس ہنگامے سے بڑی چوٹ لگی، انکے دل میں ندوہ کی خدمت اور طلباء کی تربیت کی بڑی بڑی امنگیں تھیں، انکو اس سے اپنی تمناؤں کا خون اور اپنی کوششوں کی ناکامی کا منظر نظر آیا اور بہت دل شکستہ اور افسردہ ہو گئے، انہی دنوں میں علی احمد کیانی پر جنون کا دورہ پڑا اور حالت یہاں تک پہنچی کہ انکو گھر والوں نے رسیوں سے باندھ دیا۔ انکے بھائی میرے برادر معظم ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب مرحوم کو انکو دکھانے کیلئے گھر لے گئے، میں بھی خصوصی تعلق کی بنیاد پر ساتھ ہو گیا، انکو جب رسیوں سے بندھا ہوا دیکھا تو آنکھ میں آنسو آگئے کہ نوجوان جو اپنی ذکاوت اور صحیح الدماغی میں اپنے ساتھیوں کیلئے بھی قابل رشک تھا اس حالت میں ہے۔ سید صاحب اس زمانہ میں اتنے دل برداشتہ تھے کہ دار العلوم میں قیام بھی نہیں فرمایا، ہمارے ہی گھر میں مقیم تھے، میں نے ایک مرتبہ تنہائی میں موقع پا کر عرض کیا کہ میرا خیال ہے کہ علی احمد کی زبان سے آپکی شان میں کوئی الفاظ نکل گئے، اس طوفان بدتمیزی میں کچھ بعید نہیں کہ ان پر جذباتیت غالب آئی ہو اور ناگفتنی کا ارتکاب کیا ہو۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ ”جس نے میرے ولی کو اذیت پہنچائی، تو اس کے ساتھ میرا (اللہ جل شانہ) کا اعلان جنگ ہے“۔ اور آپ تو ان کے محسن اور مربی بھی تھے، سید صاحب نے اس کے جواب میں تواضع اور فروتنی کے الفاظ فرمائے اور کہا کہ میں کیا چیز ہوں میں نے دوبارہ عرض کیا اور دعا کی درخواست کی، سید صاحب نے اس پر سکوت فرمایا، دوسرے یا تیسرے دن مجھ سے فرمایا کہ مولوی علی صاحب! میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کردی، اب اس واقعہ کو سید صاحب کی کرامت سمجھا جائے یا اس کو کسی اور بات پر محمول کیا جائے کہ عزیز موصوف بالکل نوعمری میں 1950ء میں پاگل ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بے ادبی سے محفوظ فرمائیں آمین

ایک گناہ گار کی توبہ کا عجیب واقعہ

حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ اپنے بیان میں فرماتے ہیں۔ وھب بن منبہ روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بدکار نوجوان تھا۔ سرکش تھا جس پر ہر وقت شباب کا نشہ طاری رہتا تھا بدکاری اور خود پر ظلم کرنے میں مصروف رہتا تھا لوگ تنگ آگئے تو انہوں نے الٹی میٹم دیدیا کہ اب تم نے کوئی حرکت کی تو ہم تمہیں شہر بدر کردیں گے۔ وہ خود پر قابو نہ پاسکا اور اس نے پھر کوئی گناہ کرلیا۔ شہر کے لوگوں نے اس کی مار پٹائی بھی کی اور اسے دھکے دیکر شہر سے باہر نکال دیا کہ تم اس شہر میں رہنے کے قابل نہیں ہو۔ **فَاَخْرَجُوْهُ مِنْ بَيْنِهِمْ مِنْ سُوْءِ فِعْلِهٖ** انہوں نے اسکے گناہوں کی وجہ سے اسے بستی سے باہر نکال دیا۔

اب یہ اکیلا بے عزت ہو کر شہر سے نکلا کہیں باہر ویرانے میں چلا گیا اور اس کا اپنا کوئی نہیں رشتہ دار کوئی نہیں کوئی غمخوار و غمگسار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا مگر کیا کرتا حیران تھا کہ میں اپنے رب سے کیا مانگوں۔ اللہ کی شان کہ اس کو بخار ہوا کوئی دوا دینے والا پرسان حال نہیں تھا اس بیماری کی حالت میں اس کو موت آگئی۔

فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

ان ولياء من اوليائى حضره الموت فاحضره وغسله وصلى عليه وقل لمن كثر عصيانه يحضر جنازته لاغفرلهم۔ میرے دوستوں میں سے ایک دوست کو وفات آچکی ہے آپ تشریف لے جائیں اسے غسل دیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اعلان فرما دیں کہ جس بندے کے گناہ بہت زیادہ ہوں وہ اس کے جنازہ میں شرکت کرلے تاکہ میں ایسے لوگوں کی بھی بخشش کردوں۔ اللہ اکبر۔

فنادى موسىٰ عليه السلام فى بنى اسرائيل موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں اعلان فرمادیا۔

فكثر الناس لوگ کثیر تعداد میں حاضر ہوگئے (کہ ہر بندہ چاہتا تھا کہ میرے گناہ بخشے جائیں کہ ایک ولی کا جنازہ ہے جنازہ پڑھنے کیلئے جم غفیر آگیا) فلما حضروه جب سب لوگ وہاں پہنچ گئے۔

عرفوه ...انہوں نے اس بندہ کو پہچان لیا۔ وقالوا هذا هو الفاسق کہ یہ تو وہی فاسق آدمی ہے۔ الذى اخرجناه جس کو ہم نے شہر بدر کردیا تھا۔

فتعجب موسىٰ من ذلك موسیٰ علیہ السلام اس بات پر بڑے حیران ہوئے۔

فاوحى الله اليه۔ بس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی

صدقوا وهم شهدائى... یہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں مگر اصل معاملہ یہ ہے۔

انه لما حضرته الوفاة فى هذه الخربة جب اس بندہ کو اس ویرانے میں موت آنے لگی۔ نظر يمنة ويسرة اس نے اپنے دائیں دیکھا بائیں دیکھا۔

فلم يرحميما ولا قريبا اس کو کوئی اپنا قریبی غمگسار دکھائی نہ دیا۔

ورای نفسه غريبة اس نے خود کو دیکھا کہ پردیسی ہے۔

وحيدة ذليلة اکیلا اور بے عزت ہے اور ذلت کی حالت میں ہے۔

فارى بصره الى اس وقت اس بندہ نے میری طرف دیکھا۔

وقال الهى عبد من عبادك اللہ میں تیرے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔

غريب من بلادك اپنے شہر سے نکالا ہوا پردیسی ہوں۔

لو علمت ان عذابی یزید فی ملکلک اگر مجھے عذاب دینا تیرے ملک میں اضافہ کرتا ہے۔ **وعفوک ینقص من ملکلک** اور تیرا مجھے معاف کردینا تیری بادشاہت کو کم کرتا ہے **لما سئلتک المغفرة** تو میں تجھ سے بخشش کا سوال نہ کرتا۔

لیس لی ملجاء ولا رجاء الا انت میرا کوئی ملجاء وماوی نہیں سوائے تیرے۔

وقد سمعت فی ما انزلت۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے یہ کلام نازل کیا ہے۔

انی انا الغفور الرحیم کہ میں بڑا غفور الرحیم ہوں۔ پس اے اللہ! میری امیدوں کو مت توڑیئے۔

اے موسیٰ! کیا مجھے یہ بات جچتی تھی کہ میں اس کی دعا کو رد کردیتا کہ وہ اس حال میں ویرانے میں تھا اور اس نے میرے وسیلے سے مجھ سے دعا مانگی۔ **وعزتی لو سئلنی فی المذنبین من اهل الارض جمیعا لغفرتهم**

مجھے میری عزت کی قسم! اگر اس وقت وہ پوری دنیا کے گناہ گاروں کی مغفرت کا سوال کرلیتا تو میں ان سب کی بخشش کردیتا۔ اے اللہ! آپ کتنے کریم اور کتنے رحیم ہیں کہ آپ ایک بندے کی عاجزی کو اتنا قبول کرلیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میں غریب کی پناہ گاہ ہوں۔ **وحبیبه** اور اس کا دوست ہوں۔ **وطبیبه** اور اس کا طبیب ہوں۔ **وراحمه** اور میں اس پر رحمت کرنیوالا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عاجزی نصیب فرما کر ہمیں اپنی مغفرت ورحمت نصیب فرمائے آمین

ایک بادشاہ کی موت کا واقعہ

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک غار میں دیکھا کہ ایک عظیم الخلقۃ آدمی چت لیٹا ہوا پڑا ہے اور اس کے پاس ایک پتھر رکھا ہے جس پر لکھا ہوا ہے ’’میں دوسم بادشاہ ہوں، میں نے ایک ہزار سال حکومت کی، ایک ہزار شہر فتح کیے، ایک ہزار لشکروں کو شکست دی ور ایک ہزار کنواری عورتوں کے ساتھ شب زفاف کا لطف اٹھایا، آخر میرا انجام یہ ہوا کہ ٹی میرا بچھونا اور پتھر میرا تکیہ ہے پس جو بھی مجھے دیکھے تو وہ دنیا کے دھوکہ میں مبتلا نہ ہو

جیسے دنیا نے مجھے دھوکہ دیا....''

جب اسکندر مرا تو ارسطاطالیس نے کہا ''اے بادشاہ تیری موت نے ہمیں سرگرم عمل کردیا....'' ایک اور دانا نے جب اسکندر کی موت دیکھی تو کہا ''بادشاہ آج اس حالت میں اپنی پوری زندگی کے خطابات سے زیادہ مؤثر خطاب کررہا ہے اور بادشاہ کا آج کا وعظ اس کی پوری زندگی کے واعظوں سے زیادہ سبق آموز ہے....''

قیصر اور اسکندر چل بسے زال اور سہراب و رستم چل بسے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

(عجیب وغریب واقعات)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اہم نصیحت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو خط میں یہ نصائح لکھیں کہ: میں تجھے تقویٰ کی تاکید کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اور اہل تقویٰ کے سوا کسی پر رحم نہیں کیا جاتا، اور اس کے بغیر کسی چیز پر ثواب نہیں ملتا، اس بات کا وعظ کہنے والے تو بہت ہیں مگر عمل کرنیوالے بہت کم ہیں.....اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ تقویٰ کے ساتھ کوئی چھوٹا سا عمل بھی چھوٹا نہیں ہے اور جو عمل مقبول ہوجائے وہ چھوٹا کیسے کہا جاسکتا ہے.....(ابن کثیر، معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۱۴)

مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ کا واقعہ

حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ آئے .... وہیں ان کی وفات بھی ہوئی.... انہیں یہ حدیث معلوم تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبی خاندان کو بیت اللہ کی کنجیاں سپرد کی ہیں.... مکہ میں چاہے سارے خاندان (خدانخواستہ) اجڑ جائیں مگر شیبی کا خاندان قیامت تک کے لئے باقی رہے گا....

یہ ان کا ایمان تھا.....مولانا کو عجیب ترکیب سوجھی....

واقعی ان بزرگوں کو داد دینی چاہئے کہاں ذہن پہنچا....

مولانا نے ایک حمائل شریف اور ایک تلوار..... یہ دونوں لیں اور امام مہدی کے نام ایک خط لکھا کہ: "فقیر رفیع الدین دیوبندی مکہ معظمہ میں حاضر ہے اور آپ جہاد کی ترتیب کر رہے ہیں.... مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا تو رفیع الدین کی طرف سے یہ حمائل تو آپ کی ذات کے لئے ہدیہ ہے اور یہ تلوار کسی مجاہد کو دے دیجئے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے اور مجھے اجر مل جائے جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا"

یہ خط لکھ کر تلوار اور حمائل شیخ کے سپرد کی جوان کے زمانہ میں شیخ تھا اور کہا کہ مہدیؑ کے ظہور تک یہ امانت ہے تم جب انتقال کرو تو جو تمہارا قائم مقام ہو اسے وصیت کر دینا اور یہ کہہ دینا کہ جب اس کا انتقال ہو تو وہ اپنی اولاد کو وصیت کرے کہ "رفیع الدین" کی یہ تلوار اور حمائل شریف خاندان میں چلتی رہے یہاں تک کہ امام مہدی کا ظہور ہو جائے تو جو اس زمانے میں شیخ ہو وہ میری طرف سے امام مہدی کو یہ دونوں ہدیئے پیش کر دے.... (خطبات حکیم الاسلام)

ایک واعظ کی عجیب دلیری

ایک واعظ کی مجلس میں امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ شریک تھے۔ واعظ نے بہت سی احادیث غلط سلط امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے بیان کیں۔ یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنستے رہے کہ کیا کہہ رہا ہے۔ جب وعظ ختم ہوا تو امام احمد بن حنبلؒ آگے بڑھے اور واعظ سے پوچھا کہ آپ احمد بن حنبل کو جانتے ہیں؟ تو کہا ہاں جانتا ہوں پھر فرمایا کہ مجھے بھی جانتے ہو؟ کہا نہیں امام صاحبؒ نے فرمایا کہ میں ہی تو احمد بن حنبل ہوں واعظ نے بڑی دلیری سے کہا کہ خوب کہا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ احمد بن حنبل ایک آپ ہی ہیں۔ معلوم نہیں کتنے آپ جیسے احمد بن حنبل دنیا میں موجود ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکت

صاحب قلیوبی بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کا شوہر منافق تھا اور اس عورت کی یہ حالت تھی کہ ہر چیز پر خواہ وہ قول ہو یا فعل ہو، بسم اللہ کہتی تھی۔ اس کے شوہر کو اس کی یہ حرکت ناگوار تھی۔ اس

نے سوچا کہ کبھی اسے شرمندہ کروں۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو ایک تھیلی دی اور اس سے کہا کہ اس کو محفوظ رکھنا اس عورت نے اس کو ایک جگہ رکھ کر چھپا دیا۔ شوہر نے عورت کو غافل پا کر وہ تھیلی اور جو کچھ اس میں تھا لے لیا اور اس کو اس کنویں میں پھینک دیا جو اس کے گھر میں تھا۔ اس کے بعد اس سے وہ تھیلی طلب کی جب وہ عورت اس تھیلی کی جگہ میں آئی اور بسم اللہ کہی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جلد سے جلد نیچے اتریں اور اس تھیلی کو اس کی جگہ میں لوٹا دیں۔ پس اس عورت نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا تا کہ اس کو لے چنانچہ جس طرح اس نے اس کو رکھا تھا اسی طرح اس کو پا گئی۔ یہ دیکھ کر اس کے شوہر کو تعجب ہوا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کر کے اس کی طرف رجوع کیا۔

ایک عجیب جانور

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک انسان ہلوع (بے صبرا) پیدا کیا گیا۔ علامہ تبریؒ نے فرمایا کہ ہلوع ایک جانور ہے جو کوہ قاف کے پیچھے رہتا ہے اور ہر روز سات میدانوں کی ہری گھاس کھا جاتا ہے اور سات دریاؤں کا پانی پی جاتا ہے۔ دوسرے دن کے رزق کے غم میں رات کاٹتا ہے اور روایت ہے کہ وہ جانور ہر روز تین سبزہ گاہ جو دنیا کے برابر مشرق سے مغرب تک ہیں ان کو کھا جاتا ہے اور اسی کی مثل پانی پیتا ہے اور عشاء کے وقت اپنے دو ہونٹوں میں سے ایک دوسرے پر مارتا ہے اور بند کرتا ہے۔

امیر المومنین کی عجیب عاجزی اور دعاء

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وادی بطحاء میں ایک ڈھیری بنائی اس پر اپنے کپڑے کی ایک طرف بچھائی اور اس پر لیٹ گئے پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگی اے اللہ! میری عمر بہت ہو گئی ہے، میری طاقت کمزور ہو گئی ہے، میری رعایا پھیل گئی ہے پس آپ مجھے اپنے پاس اٹھا لیں اس حال میں کہ نہ میں ذمہ داری کو ضائع کرنے والا ہوں اور نہ حد سے آگے بڑھنے والا ہوں۔

حضرت سلیم بن حنظلہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں دعا مانگا کرتے اے اللہ! میں اس بات سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں کہ آپ مجھے میری بے پرواہی کی حالت میں پکڑیں یا آپ مجھے غفلت میں چھوڑ دیں یا آپ مجھے غافلین میں سے کر دیں۔ (۳۱۳ روشن ستارے)

نصیحت

صاحب قلیوبی سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ابلیس لعین ہر روز لوگوں پر دنیا کو پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسی چیز خریدتا ہے جو اس کو نقصان پہنچائے گی اور نفع نہیں دے گی اور اس کو غم میں مبتلا کرے گی اور خوش نہیں کرے گی پس اہل دنیا اور عاشقان دنیا کہتے ہیں کہ ہم اس کے خریدار ہیں۔ ابلیس کہتا ہے کہ دنیا کی قیمت درہم اور اشرفیاں نہیں ہیں بلکہ اس کی قیمت وہ ہے جو جنت سے تمہارا حصہ ہے اور میں نے دنیا کو جنت کے بدلے خریدا ہے۔ اور اس سے چار چیزیں حاصل کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت اس کا غضب اس کا غصہ اور اس کا عذاب۔ پس اہل دنیا کہتے ہیں کہ ہم اس پر راضی ہیں۔ اس کے بعد ابلیس کہتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس میں تم پر نفع زیادہ کروں۔ یہ سن کر دنیا دار کہتے ہیں کہ بہتر ہے۔ پس وہ دنیا کو اہل دنیا کے ہاتھ بیچ دیتا ہے پھر کہتا ہے کہ کیا ہی میری یہ تجارت ہے واللہ اعلم۔

بلی کے ذریعہ پیام رسانی

صاحب قلیوبی بیان کرتے ہیں کہ امیر رکن الدولہ کے پاس ایک بلی تھی جو اس کی مجلس میں حاضر رہتی تھی۔ اور جب رکن الدولہ کو اپنے کسی بھائی کی اپنے پاس حاضری کی ضرورت ہوتی تھی یا کوئی حاجت پیش آتی تھی تو وہ ایک پرچہ لکھتا تھا اور اس بلی کے گلے میں لٹکا دیتا تھا چنانچہ وہ اس شخص کے پاس جاتی تھی پس وہ یا خود حاضر ہوتا تھا یا اس کا جواب لکھتا تھا اور اس کی گردن میں لٹکا دیتا تھا پھر وہ بلی رکن الدولہ کے پاس واپس آتی تھی اور جب وہ بلی کسی مقام سے مانوس ہو جاتی تھی تو دوسری بلیوں کو وہاں سے بھگا دیتی تھی اور ان سے سخت جنگ کرتی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قیامت میں دو شخص جب باقی رہ جائیں گے؟

حضرت عبادہ بن صامت اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تمام مخلوق کا فیصلہ کرے گا تو دو شخص باقی رہ جائیں گے۔ ارشاد حق ہوگا کہ ان دونوں کو آگ میں لے جاؤ ان میں سے ایک شخص پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو لوٹانے کا حکم دیں گے۔ چنانچہ ملائکہ اس کو لوٹا کر لائیں گے ارشاد ہوگا کہ تو کیوں دیکھتا تھا؟ یہ عرض کرے گا الٰہی! مجھے تو یہ امید تھی کہ تو جنت میں داخل کرے گا۔ ارشاد ہوگا اس کو جنت میں داخل کرو جب جنت میں داخل ہونے کا حکم کر دیا جائے گا تو کہے گا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر ملک دیا ہے کہ اگر میں تمام اہل جنت کی دعوت کر دوں اور ان کو کھانا کھلاؤں تب بھی میری دولت میں کمی نہ آئے گی۔ (احمد)

مومن اور کافر کی نیکی کا عجیب فرق

صاحب قلیوبی روایت کرتے ہیں کہ چوتھے آسمان میں دو فرشتے باہم ملے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کہاں جاتے ہو اس نے جواب دیا کہ ایک عجیب کام ہے اور وہ یہ ہے کہ فلاں شہر میں ایک یہودی آدمی ہے جس کے مرنے کا وقت قریب آگیا ہے اور اس نے مچھلی کی خواہش کی ہے لیکن دریا میں مچھلی نہ پائی گئی۔ پس مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ دریا کی جانب مچھلیاں ہانک دوں تاکہ لوگ ان میں سے ایک مچھلی یہودی کے لئے شکار کرلیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس یہودی نے کوئی بھی نیکی ایسی نہیں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ دنیا ہی میں اس کو نہ دے دیا ہو۔ اب صرف ایک نیکی باقی رہ گئی ہے پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی خواہش کی چیز اس تک پہنچادے تاکہ وہ دنیا سے ایسے حال میں نکلے کہ اس کے لئے کوئی نیکی نہ ہو۔ اس کے بعد دوسرے فرشتہ نے کہا کہ میرے رب نے مجھے بھی ایک عجیب کام کے لئے بھیجا ہے اور وہ یہ ہے کہ فلاں شہر میں ایک ایسا مرد صالح ہے کہ اس نے جو برائی کی اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں اس کا بدلہ اس کو پورا کر دیا۔ اور اب اس کی وفات کا وقت قریب آگیا ہے اور اس نے روغن زیتون کی خواہش کی ہے اور اس کے ذمہ صرف ایک گناہ ہے اور مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں روغن کو گرادوں یہاں تک کہ وہ اس کو جانے اور اس کا دل جلے پس اللہ تعالیٰ اس سے اس کے اس گناہ کو بھی مٹادے۔ حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملے کہ اس کے ذمہ ہرگز کوئی گناہ نہ

ہو۔ محمدؒ بن کعبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قول فمن یعمل مثقال ذرۃ الآیہ کے یہی معنے ہیں۔ یعنی جب کافر ذرہ اور چیونٹی برابر نیکی کرتا ہے تو اس کا ثواب دنیا ہی میں دیکھ لیتا ہے اور مومن جب ذرہ برابر برائی کرتا ہے تو آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اس کی جزا دیکھ لیتا ہے۔

عجیب انداز تبلیغ

ابتداء میں جب حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور شیخ حسام الدین صاحب کا تعلق بڑھا تو وہ شیخ صاحب کو نماز کی ادائیگی میں مداومت کی تلقین کرنے لگے اور پھر جب شیخ صاحب کی عادت میں کچھ تغیر نظر نہ آیا تو یہ اسرار یہاں تک بڑھا کہ جیل کی رفاقت میں ایک دن شیخ صاحب کے سامنے بیٹھے ہوئے اپنی ٹوپی سر سے اتاری اور شیخ صاحب کے پاؤں پر رکھ کر کہنے لگے:

"حسام! یہ ٹوپی کسی بڑے سے بڑے فرعون اور نمرود کے پیروں پر بھی نہیں پڑ سکتی۔ میری تم سے صرف یہی التجا ہے کہ اس ٹوپی کی شرم رکھ لو اور پنج وقتہ نماز کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی نہ کیا کرو"۔ (ماہنامہ تبصرہ امیر شریعت)

شاہ جی کا ایک عجیب واقعہ

ایک دفعہ جالندھر میں مدرسہ خیر المدارس کا سالانہ جلسہ تھا جمعہ کا دن تھا مسجد میں جگہ ناکافی ثابت ہوئی اسلئے کمپنی باغ میں انتظام کیا گیا۔ شاہ جیؒ نے ابھی خطبہ مسنونہ تلاوت کرنا شروع ہی کیا تھا کہ کسی نے شہد کی مکھیوں کا چھتہ چھیڑ دیا مجمع منتشر ہونے لگا شاہ جیؒ نے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔ پتھروں کی طرح جم جاؤ!

لوگ جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے شہد کی مکھیوں نے شاہ جیؒ کے چہرے پر ڈنک مارنا شروع کیا شاہ جی کا تمام چہرہ مکھیوں سے بھر گیا اور وہ اسی حالت میں بغیر جنبش کے خطبہ پڑھتے رہے۔ آخر ایک مکھی نے شاہ جی صاحبؒ کی آنکھ کے کونے میں ڈنک مارا شاہ جی نے جھر جھری لی۔ مجمع میں سے ایک آدمی نے دونوں ہاتھوں سے آپ کے چہرے سے مکھیوں کو اتارا شدت کا بخار چڑھا منہ سوج گیا اسی حالت میں پہنچے وہ بھی جلسہ تھا شاہ جیؒ کا

چہرہ سوجا ہوا تھا مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ تقریر فرما رہے تھے جب مولانا تقریر ختم کر چکے تو شاہ جیؒ نے فرطِ عقیدت ومحبت سے مولانا کو کرسی سمیت اٹھالیا اور مجمع کو مخاطب کر کے فرمانے لگے مجھے ایک سال کی تقریروں کے موضوع مل گئے ۔ (حکایات اسلاف)

اتباع سنت کا عجیب واقعہ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، فاتح ایران، جب ایران میں کسریٰ پر حملہ کیا گیا تو اس نے مذاکرات کے لئے آپ کو اپنے دربار میں بلایا، آپ وہاں تشریف لے گئے ۔ جب وہاں پہنچے تو تواضع کے طور پر پہلے ان کے سامنے کھانا لاکر رکھا گیا، چنانچہ آپ نے کھانا شروع کیا، کھانے کے دوران آپ کے ہاتھ سے ایک نوالہ نیچے گر گیا...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ ہے کہ اگر نوالہ نیچے گر جائے تو اس کو ضائع نہ کرو وہ اللہ کا رزق ہے، اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے کونسے حصے میں برکت رکھی ہے، اس لئے اس نوالے کی ناقدری نہ کرو، بلکہ اس کو اٹھالو، اگر اس کے اوپر کچھ مٹی لگ گئی ہے تو اسکو صاف کرلو، اور پھر کھالو...... چنانچہ جب نوالہ نیچے گرا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث یاد آ گئی اور آپ نے اس نوالے کو اٹھانے کے لئے نیچے ہاتھ بڑھایا، آپ کے برابر ایک صاحب بیٹھے تھے انہوں نے آپ کو کہنی مار کر اشارہ کیا کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ تو دنیا کی سپر طاقت کسریٰ کا دربار ہے، اگر تم اس دربار میں زمین پر گرا ہوا نوالہ اٹھا کر کھاؤ گے تو ان لوگوں کے ذہنوں میں تمہاری وقعت نہیں رہے گی اور یہ سمجھیں گے کہ یہ بڑے ندیدہ قسم کے لوگ ہیں، اس لئے یہ نوالہ اٹھا کر کھانے کا موقع نہیں ہے، آج اس کو چھوڑ دو۔

جواب میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کیا عجیب جملہ ارشاد فرمایا کہ:

أَأَتْرُكُ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهٰؤُلَاءِ الْحُمَقٰى؟

کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دوں؟ چاہے یہ اچھا سمجھیں، یا برا سمجھیں، عزت کریں، یا ذلت کریں، یا مذاق اڑائیں، لیکن میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔ (آج کا سبق)

حکایت حضرت فرید الدین عطار رحمہ اللہ کی عجیب توبہ

حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ پہلے عطاری کی دکان کیا کرتے تھے ایک دن اپنی دکان پر بیٹھے نسخے باندھ رہے تھے۔ ایک درویش کمبل پوش دکان کے آگے کھڑے ہو کر انہیں تکنے لگے دیر تک اسی حالت میں دیکھ کر حضرت عطار نے فرمایا کہ بھائی جو کچھ لینا ہو لو۔ کھڑے کیا دیکھ رہے ہو درویش نے کہا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری دکان میں خمیرے شربت معجونیں بہت سی چمکتی ہوئی چیزیں بھری پڑی ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ مرتے وقت تمہاری روح کیسے نکلے گی جو اتنی چمکتی ہوئی چیزوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ اس وقت حضرت عطار کو باطن کا تو چسکا تھا ہی نہیں بے دھڑک کہہ بیٹھے کہ جیسے تمہاری نکلے گی ویسے ہی ہماری بھی نکل جائے گی درویش نے کہا کہ میاں ہمارا کیا ہے اور کمبل اوڑھ کر وہیں دکان کے سامنے لیٹ گیا۔ اول تو حضرت عطار یہ سمجھے کہ مذاق کر رہا ہے لیکن جب بہت دیر ہو گئی تو شبہ ہوا پاس جا کر کمبل اٹھایا تو وہ درویش واقعی مردہ تھا۔ بس ایک چوٹ دل پر لگی اور وہیں چیخ ماری اور بے ہوش کر گر پڑے افاقہ ہوا تو دیکھا کہ دل دنیا سے بالکل سرد ہو چکا تھا۔ اس وقت دکان لٹا کر کسی پیر کی تلاش میں نکلے۔ پھر وہ طریق کے اندر کتنے بڑے عارف ہوئے ہیں۔ (سکون قلب)

بادشاہ کی رحم دلی کا عجیب واقعہ

سلطان شہاب الدین غوری مرحوم کے بہت سے غلام تھے جن میں سے ایک کا نام ”تاج الدین یلدوز“ تھا جو سلطان شہاب الدین کی وفات کے بعد اُن کا جانشین بنا۔

تاج الدین کے دو بیٹے تھے جن میں سے ایک کو انہوں نے تعلیم کے لئے ایک استاذ کے سپرد کر دیا تھا۔ ابو القاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اس کے متعلق ایک عجیب واقعہ ذکر کیا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ابو القاسم لکھتے ہیں: ”مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ تاج الدین نے اپنے اس عزیز از جان بیٹے کو تعلیم کے لئے ایک استاذ کے سپرد کیا۔ ایک روز یہ استاذ اپنے اس شاگرد شہزادے سے ناراض ہوا اور غصہ میں کوڑا اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا، چونکہ شہزادے کا آخری وقت آ چکا تھا، اس لیے اس کی روح اسی وقت قفس عنصری سے پرواز

کر گئی۔ یلدوز کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو فوراً مکتب میں گیا۔ اُس نے دیکھا کہ شہزادہ کے استاذ کی حالت بہت بُری ہو رہی ہے اور وہ اپنی حرکت پر سخت نادم ہے، یہ عالم دیکھ کر یلدوز نے استاذ سے کہا! ”اس سے پہلے شہزادے کی موت کی خبر اس کی ماں تک پہنچے تم اس شہر سے فوراً نکل جاؤ اور کسی دوسرے مقام پر بود و باش اختیار کرو، ورنہ تمہیں بھی اس جرم کی پاداش میں جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے“ استاذ نے یلدوز کی رحم دلی پر اُس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی ہدایت پر عمل کر کے کسی گوشہ میں چھپ کر اپنی جان بچائی۔“ (جواہر پارے)

قیصر روم کا اکلوتا بیٹا

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا پیشہ جواہرات کی تجارت تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ تجارت کی غرض سے روم تشریف لے گئے۔ آپ کی ملاقات وہاں ایک وزیر کے ساتھ ہو گئی۔ دوران گفتگو وزیر نے آپ سے کہا کہ ہم آج ایک جگہ پر جا رہے ہیں۔ اگر آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں تو اچھا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ نے اس بات پر رضامندی کا اظہار فرمایا اور وزیر کے ساتھ جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ جنگل میں پہنچ کر آپ نے دیکھا کہ ایک انتہائی خوبصورت اور بیش قیمت خیمہ لگا ہوا ہے اور ایک بہت بڑا لشکر خیمے کا طواف کر رہا ہے۔ جب لشکر نے خیمے کا طواف کر لیا تو پھر حکیموں اور فلاسفروں کے ایک بہت بڑے گروپ نے خیمے کا طواف کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد بے شمار حسین و خوبصورت عورتیں بیش قیمت لباس پہنے اور قیمتی زر و جواہرات کے تھال اٹھائے خیمے کے طواف میں مصروف ہو گئیں۔ جب ان کا طواف ختم ہوا تو پھر بادشاہ اور وزیر اس خیمہ کے اندر چلے گئے اور تھوڑی دیر تک اندر ٹھہرنے کے بعد باہر نکل آئے۔

حضرت حسن بصریؒ یہ سارا منظر بڑی حیرت اور انہماک کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ آپ کافی دیر تک سوچتے رہے کہ یہ معاملہ کیا ہے مگر آپ کی سمجھ میں جب کچھ نہ آیا تو وزیر سے اس کے بارے میں پوچھا۔ وزیر کہنے لگا کہ کئی سال گزرے، قیصر روم کا ایک انتہائی خوبصورت نوجوان اکلوتا بیٹا انتقال کر گیا۔ اس خیمہ کے اندر اس کی قبر موجود ہے۔ اس کی وفات والے دن ہر سال کے بعد ہم لوگ اس شان و شوکت کے ساتھ آتے ہیں اور یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ اس سے ہمارا

مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم مرنے والے کو یہ باور کرا دیں کہ اگر تجھے زندہ کرنے کی کوئی بھی کوشش کارگر ثابت ہو سکتی تو ہم ضرور ایسا کر گزرتے۔ ہم تمہیں زندہ کرنے کے لئے اپنی تمام فوج، حکیم، فلاسفر، مال و دولت حتیٰ کہ سب کچھ تجھ پر نچھاور کر دیتے۔ اگر ہم جانتے کہ اس طرح کوشش کرنے سے تو زندہ ہو جائے گا۔ مگر افسوس کہ تیرا معاملہ تو ایسی عظمت والی ذات اقدس کے ساتھ ہے جس کے مقابلہ میں تیرا باپ تو کیا، ساری کائنات کی طاقت وقوت بھی بالکل کچھ نہیں کر سکتی۔

بس اسی سے حضرت حسن بصری کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت بیٹھی کہ آپ نے بصرہ واپس آ کر تمام مال صدقہ کر دیا اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو کر اللہ کے ہو رہے۔ (مثالی بچپن)

شہادت کے بعد سر سے تلاوت قرآن کی آواز

جعفر بن محمد صائغ کا بیان ہے کہ میری آنکھیں پھوٹ جائیں اور میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں غلط کہوں، میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا کہ جس وقت احمد بن نصرؒ شہید کیے گئے برابر ان کے سر سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز آتی رہی۔ شہادت کے بعد سر مبارک، تن سے جدا کیا گیا اور لاش لٹکا دی گئی اور سر کو بغداد بھیج دیا گیا جو مدت تک شہر کے مشرقی حصے میں پھر مغربی حصے میں آویزاں رکھا گیا۔ علامہ ابن جوزیؒ نے ابراہیم بن اسمٰعیل کا بیان لکھا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ احمد بن نصرؒ کے سر سے قرآنی آیات کی تلاوت سنی جاتی ہے تو میں رات کو وہاں پہنچا اور سر کے قریب کان لگا کر سنتا رہا حالانکہ چاروں طرف پہریدار موجود تھے۔ جب رات کا سناٹا ہوا تو ان کے سر نے تلاوت شروع کی اور یہ آیات پڑھیں:

الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ الخ

(اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے)

عقل کی آنکھ سے دیکھنے والا بچہ

مامون الرشید نے اپنے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں رجسٹر تھا۔ پوچھا تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ جواب دیا جس سے ذہن کو تیز کیا جاتا ہے اور غفلت سے متنبہ کیا جاتا ہے اور وحشت سے انس حاصل کیا جاتا ہے۔ مامون نے کہا تمام تعریفیں اس

اللہ ہی کیلئے ہیں۔ جس نے میرے بچے کو توفیق دی کہ وہ عقل کی آنکھ سے زیادہ دیکھتا ہے اپنے جسم کی آنکھ سے دیکھنے کے مقابلے میں اور اپنی عمر کے اعتبار سے۔ (کتاب الاذکیاء)

شاہ ابن شجاع کرمانی کی بیٹی کا مثالی تقویٰ

روایت ہے کہ بادشاہ کرمان نے شیخ شاہ کرمانی رحمہ اللہ کو ان کی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام دیا انہوں نے جواب کے لئے تین دن کی مہلت مانگی اور مساجد میں تلاش کرنے لگے ایک لڑکا دیکھا جو اچھی طرح نماز پڑھ رہا تھا۔ جب فارغ ہوا تو بلایا۔ اے لڑکے تمہاری کوئی بیوی ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا تو ایسی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے جو قرآن پڑھتی ہے، نماز روزہ کی پابند ہے اور خوبصورت پاک سیرت پاکدامن ہے اس نے کہا کون مجھ سے نکاح کر کے دے گا؟ شاہ نے کہا میں کئے دیتا ہوں۔ یہ درہم لے ایک کی روٹی ایک کا سالن اور ایک کا عطر خرید لا اور سب کام تیار ہے۔ اس طرح سے اس کا نکاح اپنی لڑکی سے پڑھا دیا۔ جب لڑکی اس کے مکان میں آئی تو گھڑے پر ایک سوکھی روٹی رکھی دیکھی کہا یہ کیسی روٹی ہے؟ کہا یہ کل کی بچی ہوئی روٹی ہے؟ میں نے افطار کے لئے رکھ چھوڑی ہے، یہ سن کر وہ واپس لوٹنے لگی۔ لڑکے نے کہا میں جانتا تھا کہ شاہ کرمانی کی بیٹی مجھ فقیر پر قناعت نہ کرے گی اور راضی نہ ہوگی، کہنے لگی شاہ کرمانی کی بیٹی تیری فقیری کی وجہ سے نہیں لوٹتی بلکہ تیرے ضعیف یقین کی وجہ سے لوٹتی ہے۔ مجھے تم سے تعجب نہیں بلکہ اپنے باپ سے تعجب ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک نیک جوان سے تیرا نکاح کر دیا ہے۔ انہوں نے ایسے شخص کو کیونکر نیک کہا جو خدائے تعالیٰ پر روٹی جمع کئے بغیر اعتماد نہیں رکھتا اس جوان نے عذر معذرت کی، کہا اپنے عذر کو تم جانو لیکن میں ایسے گھر میں جہاں ایک وقت کی خوراک ہو نہیں رہوں گی اب یا تو میں نکل جاؤں یا روٹی یہاں سے نکال دی جائے۔ چنانچہ اس جوان نے روٹی خیرات کر دی۔ (مؤلف کہتے ہیں) کہ یہ عظیم شادی شاہ شجاع کرمانی رحمہ اللہ نے حکومت چھوڑنے اور ولایت میں داخل ہونے کے بعد کرائی ہے۔

ولو کان النسآء کما ذکرنا
لفضلت النسآء علی الرجال

فلا التانیث لاسم الشمس عیب   ولا التذکیر فخر للھلال

ترجمہ: اگر عورتیں ایسی ہی ہوتیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا تو البتہ عورتیں مردوں پر فضیلت لے جاتیں کیونکہ آفتاب کے اسم کا مؤنث ہونا اس کے واسطے معیوب نہیں ہے نہ ہلال کا مذکر اس کے واسطے فخر کا سبب ہے۔ (روض الریاحین)

بیت اللہ کو جانے والا عجیب لڑکا

شیخ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں میں نے جنگل میں ایک نابالغ لڑکا دیکھا جو راہ چل رہا تھا اور اس کے لب حرکت کر رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ اس نے جواب دیا میں نے پھر سوال کیا صاحبزادے کہاں جا رہے ہو۔ کہا بیت اللہ کو جاتا ہوں، میں نے پوچھا کن الفاظ کے ساتھ لبوں کو حرکت دیتے ہو؟ کہا قرآن کے ساتھ، میں نے کہا ابھی تک تم پر تکلیف کا قلم نہیں؟ کہا موت کو دیکھتا ہوں کہ مجھ سے چھوٹوں کو لے رہی ہے پھر میں نے کہا تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ دور کا ہے۔ کہا مجھ پر قدم اٹھانا اور خدا پر منزل مقصود پر پہنچانا ہے۔ میں نے کہا توشہ اور سواری کہاں ہے؟ کہا توشہ میرا یقین اور سواری میرے پاؤں ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں روٹی پانی کہاں ہیں؟ کہا اے چچا کوئی مخلوق میں سے تم کو اپنے گھر بلائے کیا تم کو مناسب ہے کہ اپنے ساتھ اس کے گھر توشہ لے جاؤ؟ میں نے کہا نہیں، کہا میرا سردار اپنے بندوں کو اپنے گھر بلاتا ہے اور ان کو گھر کی زیارت کی اجازت دیتا ہے ان کے ضعیف یقین نے انہیں توشہ لینے پر آمادہ کیا اور میں اسکو بُرا جانتا ہوں ادب کا لحاظ کرتا ہوں۔ کیا تمہیں گمان ہے کہ وہ مجھے ضائع و برباد کر دے گا میں نے کہا ہرگز نہیں۔ پھر لڑکا میری نظر سے غائب ہو گیا۔ پھر میں نے اسے مکہ میں دیکھا اور اس نے بھی مجھے دیکھا اور کہا اے شیخ تم ابھی تک ضعیف یقین ہی پر ہو۔ (روض الریاحین)

عجیب بات

شیخ امام تقی الدین محمد صائغ مصری جو تجوید کے استاد تھے۔ انہوں نے ایک روز صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی **وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ**

اور اس آیت کو بار بار پڑھا پس اسی دوران میں ایک پرندہ اترا اور شیخ کے سر پر بیٹھ گیا اور آپ کی تلاوت سننے لگا حتی کہ شیخ نے نماز مکمل کر لی۔ نماز کے بعد لوگوں نے دیکھا تو وہ ہدہد تھا۔ سبحان اللہ! (تحفہ حفاظ)

ایک عجیب عقل مند لڑکی

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے گیا مجھے سخت پیاس لگی تو میں قبیلہ بنی مخزوم میں چلا گیا میں نے ایک چھوٹی سی حسینہ جمیلہ لڑکی دیکھی وہ گنگنا کے اشعار پڑھ رہی تھی۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوا حالانکہ وہ بالکل بچی تھی۔ میں نے کہا اے لڑکی تجھے حیا نہیں آتی؟ اس نے کہا چپ رہ اے ذوالنون۔ میں نے رات شراب محبت نوش کی ہے اور صبح کے وقت مولا کی محبت میں مخمور اٹھی ہوں میں نے کہا اے لڑکی میں تجھے عقل مند پاتا ہوں مجھے کچھ نصیحت کر۔ کہا اے ذوالنون خاموشی کو لازم پکڑو اور دنیا سے تھوڑی سی روزی پر راضی رہو۔ تو تم جنت میں اس قیوم کی زیارت کرو گے جو کبھی نہیں مرتا۔ میں نے کہا تیرے پاس کچھ پانی ہے؟ کہا میں تجھے پانی بتاتی ہوں۔ میں نے سمجھا کہ وہ مجھے پانی کا کنواں یا چشمہ بتائے گی۔ میں نے کہا بتاؤ۔

کہا لوگ قیامت کے دن چار فریق ہو کر پانی پئیں گے۔ ایک گروہ کو ملائکہ پلائیں گے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے بَيْضَاءُ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ یعنی وہ شراب سفید ہوگی اور پینے والوں کو لذت بخشے گی۔

اور ایک گروہ کو رضوان داروغہ جنت پلائیں گے حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ یعنی اس شراب میں تسنیم کا پانی ملایا جائے گا۔

اور ایک گروہ کو حق جل جلالہ پلائیں گے اور وہ لوگ بندگان خاص ہوں گے حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا یعنی حق تعالیٰ ان کو شراب طہور پلائیں گے۔

پس تم دنیا میں کسی پر اپنے مولا کے سوا اپنا راز ظاہر نہ کرو تا کہ آخرت میں حق تعالیٰ تمہیں اپنے ہاتھ سے پلائیں۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل کتاب میں ان تین فرقوں کا ذکر ہے چوتھے کا ذکر نہیں ہے۔ واللہ علم۔

شاید چوتھا گروہ وہ ہوگا جنہیں بچے پلائیں گے چنانچہ حق تعالیٰ جل جلالہ فرماتے ہیں وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ. (روض الریاحین)

ایک عقلمند دیندار خاتون

محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور بڑا عبادت گذار تھا۔ اسے اپنی بیوی کے ساتھ بہت محبت تھی۔ اتفاق سے وہ مرگئی تو اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا اور سب سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا اور اس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں سے کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ اور وہ زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں۔ دروازہ پر جم کر بیٹھ گئی۔ آخر اس کو خبر ہوئی اور اندر آنے کی اجازت دی۔ آ کر کہنے لگی کہ میں نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ وہ بولے بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔ تو وہ بیان کرنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور عارضی طور پر لیا تھا اور مدت تک اس کو پہنتی رہی۔ اب اس نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور دیدو! تو کیا مجھے اس کا وہ زیور دے دینا چاہیے؟ عالم نے کہا بے شک دے دینا چاہیے۔ وہ عورت بولی کہ وہ تو میرے پاس بہت مدت تک رہا ہے اب میں ایسے کیسے دے دوں؟ عالم نے کہا یہ تو اور بھی خوشی سے دے دینا چاہیے کیونکہ ایک مدت تک اس نے نہیں مانگا۔ یہ اس کا احسان ہے۔ عورت نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے۔ اگر مسئلہ اس طرح ہے تو پھر تم کیوں غم میں پڑے ہوئے ہو اللہ تعالیٰ نے ایک چیز عارضی دی تھی پھر جب چاہا لے لی۔ اسی کی چیز تھی اس نے لے لی تو غم کیسا؟ یہ سن کر اس عالم کی آنکھیں کھل گئیں اور اس بات سے اس کو بڑا فائدہ پہنچا۔ (مثالی خواتین)

عجیب الخلقت فرشتہ

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جس کا نچلا بدن آگ کا اور اوپر کا بدن برف کا ہے نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے اور نہ برف آگ کو بجھاتی ہے اس کی تسبیح یہ ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے آگ اور برف میں موافقت پیدا فرمائی۔

اے اللہ! جیسے تو نے آگ اور برف میں موافقت پیدا فرمائی ہے ایسے ہی اپنے مومن بندوں کے قلوب میں بھی الفت ڈال دے۔ (بستان العارفین)

جسے اللہ رکھے

شیخ ابوالحسن علی بن محمد المزین الصغیر الصوفی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں تبوک کے کسی دیہات میں گیا ہوا تھا تو مجھے پیاس محسوس ہوئی اتنے میں میں ایک کنوئیں میں پانی پینے کیلئے آیا تو اچانک میرا پیر پھسل گیا۔ میں کنوئیں میں گر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کنوئیں کے اندر اچھی خاصی جگہ ہے تو میں اس جگہ کو درست کر کے وہاں بیٹھ گیا۔ اتنے میں اچانک میں نے ایک جھنکار جیسی آواز سنی تو میں مند ہوگیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کالے رنگ کا سانپ میرے اوپر گر کر ادھر ادھر چکر لگانے لگا۔ میں خاموش سہا ہوا بیٹھا تھا اتنے میں اس نے مجھے اپنی دم میں لپیٹ کر کنوئیں سے باہر کر دیا۔ پھر اپنی دم کھول کر رخصت ہو گیا۔ (حیاۃ الحیوان)

صرف تین دن میں حفظ قرآن مجید

ہشام بن محمد السائب اپنے زمانے میں علم الانساب میں سب سے بڑے عالم تھے اور تاریخ میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایسا یاد کیا ہے کہ کسی نے نہ کیا ہوگا اور بھولا بھی ایسا کہ کبھی کوئی بھولا نہ ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ میرے چچا ہمیشہ مجھے قرآن مجید یاد نہ کرنے پر لعنت ملامت کیا کرتے تھے۔ ایک دن مجھے بڑی غیرت آئی میں ایک گھر میں بیٹھ گیا اور قسم کھائی کہ جب تک کلام باری حفظ نہ کرلوں گا اس گھر سے باہر نہ نکلوں گا۔ چنانچہ میں نے پورے تین دن میں قرآن کریم کو مکمل حفظ کر کے اپنی قسم پوری کر لی اور بھول جانے کا قصہ یہ ہے کہ میں نے آئینہ میں دیکھا کہ داڑھی لمبی ہوگئی ہے تو میں نے اس کو چھوٹی کرنا چاہا۔ ایک مشت سے زیادہ کو کاٹنے کرنے کیلئے داڑھی مٹھی میں لی اور بجائے نیچے کے اوپر قینچی چلا دی۔ چنانچہ داڑھی صاف ہوگئی۔ یہ ہے انسان اور اس کی بے بسی (اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے)

نیک صحبت کے عجیب اثرات

حضرت مولانا غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ بیوہ عورتوں اور رنڈوے مردوں کے نکاح کر دیا کرتے تھے۔ بے نکاح نہیں رہنے دیا کرتے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے بلکہ قرآن مجید میں حکم ربی ہے۔

"تمہارے میں جو بے نکاح ہیں ان کا نکاح کر دیا کرو، اگر وہ تنگ دست ہوں گے تو نکاح کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو غنی کر دے گا۔ (النور ۳۲)

ایک عورت تھی اس کا نکاح نہ ہوا۔ حضرت دین پوریؒ نے فرمایا کہ: "بچی! تو نکاح کر لے" اس نے کہا حضرت! مجھے خاوند ایسا ملائیے کہ جو جھوٹ نہ بولے۔ حضرت نے ایک نیک آدمی کا نام لیکر فرمایا کہ بچی! ہم یہ تمہارے لئے تجویز کرتے ہیں یہ جھوٹ نہیں بولے گا۔ نکاح ہو گیا اور ساتھ ہی یہ شرط لگائی کہ اگر جھوٹ بولا تو میری اس کی جدائی۔

اس شخص نے منظور کر لیا۔ وقت گذرتا گیا، اللہ نے بچہ دیا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ بچہ رو رہا تھا، بی بی کنویں پر سے پانی لینے گئی تو بچے کا باپ بچہ کو چپ کرا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ:۔

"اللہ، اللہ، چپ کر جاؤ وہ دیکھو تمہاری ماں آئی"

وہ بی بی ابھی جا رہی تھی، وہ اسی طرح خالی گھڑا لے کر واپس آ گئی اور رکھ کر کہنے لگی:۔

"اللہ کے بندے! میرا تیرا تعلق ٹوٹ گیا ہے، چونکہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اب جھوٹ بولا ہے تو تعلق ٹوٹ گیا۔ میں تو جا رہی تھی اور تو نے کہا ہے آ رہی ہے"

غرضیکہ حضرت کی صحبت میں بیٹھ کر لوگوں کی اس قدر تربیت ہو گئی تھی کہ جھوٹ بولنے اور سننے سے طبعی نفرت ہو گئی تھی۔ (ہفت روزہ خدام الدین ص ۱۶)

ماں کی بددعا کی قبولیت

عطاء بن یسارؒ سے منقول ہے کہ ایک جماعت نے سفر کیا اور ایک میدان میں اتری پس یہاں اس جماعت کے لوگوں نے متواتر گدھے کی آواز سنی جس سے وہ بیدار ہو گئے اور تحقیق کے لئے چلے تا کہ اس کو دیکھیں ناگاہ انہیں ایک ایسا گھر نظر آیا جس میں ایک بڑھیا موجود تھی۔

پس ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ہم نے گدھے کی آواز سنی جس نے ہم کو بیدار کیا۔ لیکن ہم تیرے یہاں گدھا نہیں دیکھتے ہیں اس بڑھیا نے ان سے کہا کہ میرا لڑکا تھا۔ اس کی یہ حالت تھی کہ مجھ سے کہتا تھا کہ یا حمارۃ (گدھیا) آ اور یا گدھیا جا۔ اور یہ اس کی عادت تھی میں نے اس کے حق میں بددعا کی کہ یا اللہ اس کو گدھا کر دے چنانچہ اب ہمیشہ ہر رات میں صبح تک گدھے کی بولی بولتا ہے۔ اس کے بعد ان مسافروں نے اس سے کہا کہ ہم کو اس کے پاس لے چلو تاکہ ہم اس کو دیکھیں پس یہ لوگ اس کے پاس گئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ قبر میں ہے اور اس کی گردن گدھے کی گردن کی طرح ہے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**

غیرت کا عجیب واقعہ

فرمایا کہ آج کل ملک میں بے پردگی کی زہریلی ہوا چل رہی ہے عورتوں میں خود ایک آزادی کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے حیا کا مادہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ پہلے زمانہ میں عورتیں غیور ہوتی تھیں اب بھی یہ صفت اگر کچھ ہے تو پھر ہندوستان کی عورتوں میں ہے۔

چنگیز خان سے خلیفہ جب مغلوب ہوا اور چنگیز خان کا قبضہ ہو گیا تو خلیفہ کی ایک کنیز جو نہایت حسین تھی وہ بھی اس کے ساتھ آئی۔ اس نے ایسی حسین عورت کبھی دیکھی نہ تھی چنانچہ وہ بہت خوش ہوا اور اس کی بہت عزت اور خاطر و مدارت کی اور بہلا پھسلا کر اپنی طرف میلان کرنا چاہا۔ اس عورت نے ایک عجیب تدبیر کی۔ چنگیز خان نے اس عورت سے بہت حالات خلیفہ کے دریافت کئے اس نے بتلائے اور کہا اور تو جو کچھ ہے وہ ہے مگر ایک چیز خلیفہ نے مجھ کو ایسی دی نہ کسی نے کسی کو آج تک دی اور نہ شاید کوئی دے۔ چنگیز خان نے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز ہے؟ کہا کہ وہ ایک تعویذ ہے اس کا اثر یہ ہے کہ اگر اس کو کوئی باندھے ہو تو اس پر نہ تلوار اثر کرے نہ گولی اور نہ پانی میں ڈوب سکے۔ چنگیز خان یہ سن کر بہت خوش ہوا اس لئے کہ ایسی چیز کی تو ہر وقت ضرورت رہتی ہے یہ خیال کیا کہ نقل کرا کے فوج میں تقسیم کرا دوں گا۔ چنگیز خان نے وہ تعویذ مانگا اس نے کہا کہ پہلے تم اس کا امتحان کر لو میرے پاس اس وقت وہ تعویذ ہے تم بے دھڑک اور بلا خطر مجھ پر ایک ہاتھ تلوار کا مار دو دیکھو

کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ بارہا آزمایا ہوا ہے۔ چنگیز خان نے ایک ہاتھ تلوار کا صاف کیا تو اس عورت کی گردن بڑی دور جا پڑی۔ چنگیز خان کو اس پر بے حد صدمہ ہوا کہ اپنے ہاتھوں میں نے اپنی محبوب کو فنا کر دیا۔ اس عورت کی غیرت کو دیکھئے کہ کس قدر غیور تھی گو کہ فعل ناجائز تھا خودکشی تھی مگر منشا اس فعل کا غیرت تھی کہ دوسرے کا ہاتھ نہ لگے۔ (ماہنامہ محاسن اسلام)

ایک گھر کے گیارہ افراد کا انتقال

قندھار میں ایک حاجی صاحب امیر کبیر تھے' شہر سے باہر بڑا حویلی نما ان کا مکان تھا۔ ایک دن صبح کے وقت حاجی صاحب کے سارے آٹھ بیٹے جو شادی شدہ تھے' بچوں سمیت ناشتہ کر رہے تھے۔ حاجی صاحب نے بڑے بیٹے سے کہا کہ باہر کھیتوں میں ہمارے اونٹ چر رہے ہیں۔ ذرا دیکھ کر آئیں' اس نے کافی دیر لگائی۔ دوسرے بیٹے کو بھیجا' پھر تیسرے بیٹے کو بھیجا' آٹھ بچوں میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا۔ حاجی صاحب پیچھے سے گئے وہ بھی غائب ہو گئے۔ حاجی صاحب کی بیوی نے بندوق اٹھائی اور کہا کہ باہر یقیناً کوئی بلا کھڑی ہے جو جاتا ہے واپس نہیں آتا ہے۔ اونٹوں کے گلے (ریوڑ) میں ایک آدم خور (پاگل) اونٹ تھا اس نے سب بچوں کو حاجی صاحب سمیت ہلاک کر دیا تھا۔ حاجی صاحب کی بیوی پر بھی اونٹ نے حملہ کیا مگر اس نے اونٹ پر گولی چلائی' اونٹ مر گیا۔ کل نو بندوں کو اونٹ نے قتل کیا۔ اب حاجی صاحب کی بیوی گھر کی طرف دوڑ گئی کہ وہاں گھر میں اس اچانک حادثے کی اطلاع دی گئی۔ جب گھر کے گیٹ (ڈیوڑی) میں داخل ہوگئی تو ان کے دو پوتے آپس میں کھیل رہے تھے' ایک کے ہاتھ میں چھری تھی' اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ تم لیٹ جاؤ' میں تجھے ذبح کرتا ہوں' یہ بات چیت مذاق میں ہو رہی تھی اور یوں بڑے نے اپنے سے چھوٹے بھائی کی گردن پر چھری چلائی اور وہ مر گیا' بچہ خوف سے بھاگنے لگا' چھری ہاتھ میں تھی' سامنے پتھر پر ٹھوکر لگ گئی اور وہی چھری اس بچے کے پیٹ میں گھس گئی۔ اس طرح یہ دونوں بچے بھی ختم ہو گئے اور یوں حاجی صاحب کے گھر سے ایک ہی دن میں گیارہ جنازے نکلے۔ اللہ اکبر انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ (ملفوظات حکیم الامت)

حصولِ صحت کا عجیب واقعہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جلال آباد کے ایک رئیس سنے گئے ہیں کہ حکیم کو بلاتے، گاڑی بھیجتے، فیس دیتے اور حکیم جی سے کہتے کہ آپ بلا تامل جتنے کا چاہے نسخہ لکھئے دس کا بیس کا پچاس کا چنانچہ حکیم جی نسخہ لکھ دیتے ملازم کو دیتے کہ جاؤ بھائی عطار کو دکھاؤ کتنے کا ہے عطار کہتا ہے کہ پچیس روپے کا ہے کہتے لاؤ صندوقچی اسی وقت پچیس روپے گن کر دیتے کہ جاؤ خیرات کر دو مساکین کو میری یہی دوا ہے۔ چنانچہ جب یہ عمل کرتے فوراً اچھے ہو جاتے۔

ایک عجیب نکاح

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے کئی دفعہ یہ واقعہ سنایا: ”جب میری بڑی لڑکی سنِ بلوغ کو پہنچ گئی تو میرے پاس علماء کرام کی ایک جماعت دورہ تفسیر کے لیے آئی ہوئی تھی، جب وہ جماعت فارغ ہوئی تو میں نے ایک مولوی صاحب کو علیحدہ لے جا کر پوچھا کہ کیا آپ شادی کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ پردیس میں مجھے کون رشتہ دیتا ہے؟ میں نے کہا کہ میری لڑکی ہے اگر آپ راضی ہوں تو ابھی نکاح کر دیتے ہیں ورنہ اس بات کی تشہیر نہ کرنا! مولوی صاحب راضی ہو گئے.... اسی روز جلسہ ہوا، جس میں کامیاب علماء کو سندیں دی گئیں اور مولوی نور اللہ صاحب کو سند دے کر میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا، کئی سال ہو گئے ہیں مجھ کو اب تک معلوم نہیں ہے کہ مولوی نور اللہ کس قوم سے تعلق رکھتے ہیں....“ (پرسکون گھر)

حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کا عجیب واقعہ

مسند امام احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ”حضرت داؤد علیہ السلام بہت ہی غیرت والے تھے جب آپ گھر سے باہر جاتے تو دروازے بند کرتے جاتے پھر کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی.... ایک مرتبہ آپ اسی طرح باہر تشریف لے گئے.... تھوڑی دیر بعد ایک بیوی صاحبہ کی نظر اٹھی تو دیکھتی ہیں گھر کے بیچوں بیچ ایک صاحب کھڑے ہیں.... حیران ہو گئیں اور دوسروں کو دکھایا آپس میں سب کہنے لگیں یہ کہاں سے آ گئے؟

دروازے بند ہیں یہ داخل کیسے ہوئے؟ خدا کی قسم حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے ہماری سخت رسوائی ہوگی.... اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی آگئے.... آپ علیہ السلام نے بھی انہیں کھڑا دیکھا اور دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟

اس نے جواب دیا وہ جسے کوئی روکے اور دروازہ روک نہ سکے وہ جو کسی بڑے سے بڑے کی مطلق پروانہ کرے.... حضرت داؤد علیہ السلام سمجھ گئے اور فرمانے لگے....

مرحبا مرحبا آپ ملک الموت ہیں... اسی وقت ملک الموت نے آپ کی روح قبض کی....

(تفسیر ابن کثیر)

ملکہ زبیدہ کی مغفرت کا عجیب واقعہ

زبیدہ خاتون ایک نیک ملکہ تھی.... اس نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچایا... اپنی وفات کے بعد وہ کسی کو خواب میں نظر آئی....

اس نے پوچھا کہ زبیدہ خاتون! آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟

زبیدہ خاتون نے جواب دیا کہ اللہ رب العزت نے بخشش فرمادی....

خواب دیکھنے والے نے کہا کہ آپ نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق کو فائدہ پہنچایا آپ کی بخشش تو ہونی ہی تھی.... زبیدہ خاتون نے کہا نہیں.... نہیں.... جب نہر زبیدہ والا عمل پیش ہوا تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ یہ کام تو تم نے خزانے کے پیسوں سے کروایا.... اگر خزانہ نہ ہوتا تو نہر بھی نہ بنتی.... مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کیا عمل کیا.... زبیدہ نے کہا کہ میں تو گھبرا گئی کہ اب کیا بنے گا.... مگر اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمائی.... مجھے کہا گیا کہ تمہارا ایک عمل ہمیں پسند آ گیا....

ایک مرتبہ تم بھوک کی حالت میں دستر خوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ اتنے میں اللہ اکبر کے الفاظ سے اذان کی آواز سنائی دی... تمہارے ہاتھ میں لقمہ تھا اور سر سے دوپٹہ سرکا ہوا تھا.... تم نے لقمے کو واپس رکھا پہلے دوپٹے کو ٹھیک کیا پھر لقمہ کھایا.... تم نے لقمہ کھانے میں تاخیر میرے نام کے ادب کی وجہ سے کی.......... چلو ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی.... (یادگار ملاقاتیں)

ایک عجیب ضیافت

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب ساری دنیا پر حکومت عطا فرمادی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ جب آپ نے مجھے ساری دنیا پر حکومت عطا فرمادی تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی ساری مخلوق کی ایک سال تک دعوت کروں.... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام تمہاری قدرت اور بس میں نہیں.... انہوں نے پھر درخواست کی یا اللہ ایک ماہ کی دعوت کی اجازت دے دیں.... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہاری قدرت میں نہیں .... آخر میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یا اللہ ایک دن کی اجازت دے دیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اس کی بھی قدرت نہیں رکھتے.... لیکن اگر تمہارا اصرار ہے تو چلو ہم تمہیں اس کی اجازت دے دیتے ہیں.... جب اجازت مل گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات اور انسانوں کو اجناس اور غذائیں جمع کرنے کا حکم دیا.... اور کھانا پکنا شروع ہوا.... اور کئی مہینوں تک کھانا تیار ہوتا رہا اور پھر سمندر کے کنارے ایک بہت لمبا چوڑا دستر خوان بچھایا گیا اور اس پر کھانا چنا گیا.... اور ہوا کو حکم دیا کہ وہ اس پر چلتی رہے تاکہ کھانا خراب نہ ہو جائے.... اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ کھانا تیار ہو گیا ہے.... آپ اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھیج دیں.... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم پہلے سمندری مخلوق میں سے ایک مچھلی کو تمہاری دعوت کھانے کے لئے بھیج دیتے ہیں.... چنانچہ ایک مچھلی سمندر سے نکلی اور کہا کہ اے سلیمان.... معلوم ہوا ہے کہ آج تمہاری طرف سے دعوت ہے؟

انہوں نے فرمایا ہاں تشریف لائیں.... کھانا تناول کریں چنانچہ اس مچھلی نے دستر خوان کے ایک کنارے سے کھانا شروع کیا اور دوسرے کنارے تک سارا کھانا ختم کر گئی.... پھر حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اور لائیں.... حضرت سلیمان نے فرمایا کہ تم تو سارا کھانا کھا گئی.... مچھلی نے کہا کہ کیا میزبان کی طرف سے مہمان کو یہی جواب دیا جاتا ہے.... جب سے میں پیدا ہوئی ہوں.... اس وقت سے لے کر آج تک ہمیشہ پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے.... لیکن آج تمہاری دعوت کی وجہ سے بھوکی رہی ہوں.... اور جتنا کھانا تم نے تیار کیا تھا اللہ تعالیٰ روزانہ مجھے اتنا کھانا دن میں دو مرتبہ کھلاتے ہیں.... مگر آج پیٹ بھر کے کھانا نہیں ملا..... بس.... حضرت سلیمان علیہ السلام فوراً سجدے میں گر گئے.... اور استغفار کیا.... (مجلۃ العرب)

وقت کی قدر دانی کا ایک عجیب قصہ

ایک بزرگ محمد الفضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے چالیس سال ہوئے اپنے کاتبین (اعمال والے فرشتے) کو ایک برائی بھی نہیں لکھوائی.... ایسا کرنے سے مجھے حیا آتی ہے....“ بندے کو غور کرنا چاہیے کہ وہ اپنے اعمال میں ترقی کیسے کر سکتا ہے؟ اگر کوئی لغزش سرزد ہو جائے تو توبہ واستغفار سے اسکی تلافی کرے.... نیز اپنی نگاہ کو پست رکھے.... (وقت ایک عظیم نعمت)

ایک دیہاتی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب سوال

”حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے کہ ایک دیہاتی سامنے کھڑا ہوا.... اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی.... پھر کہا اے اللہ کے رسول! مجھے وہ بات بتاؤ جو مجھے جنت سے قریب اور آتش دوزخ سے دور کر دے؟ راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے.... پھر اپنے رفقاء کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور (ان کو متوجہ کرتے ہوئے) فرمایا: اس کو اچھی توفیق ملی.... یا فرمایا: اس کو خوب ہدایت ملی.... پھر آپ نے اس دیہاتی سے فرمایا: ہاں! ذرا پھر کہنا! تم نے کس طرح کہا: سائل نے اپنا وہی سوال پھر دہرایا (مجھے وہ بات بتا دو! جو مجھے جنت سے نزدیک اور دوزخ سے دور کر دے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف اللہ کی بندگی کرتے رہو.... اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو.... نماز قائم کرتے رہو.... زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو.... اب اونٹنی کی مہار چھوڑ دو!“ (مسلم شریف)

ترقی یافتہ قوم کا ایک عجیب واقعہ

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں: مجھے کبھی جاپان جانے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن میرے ایک دوست نے (جو خاصے ثقہ ہیں) ایک صاحب کا یہ قصہ سنایا کہ وہ اپنے کسی تجارتی مقصد سے جاپان گئے تھے وہاں ان کے ایک ہم پیشہ تاجر یا صنعت کار نے انہیں رات کے کھانے پر اپنے یہاں دعوت دی.... جب یہ صاحب کھانے کے مقررہ وقت پر ان کے گھر

پہنچے تو میزبان کھانے کی میز پر بیٹھ چکے تھے اور کھانا لگایا جا چکا تھا.... ان صاحب کو کسی قسم کے تمہیدی تکلفات کے بغیر سیدھے کھانے کی میز پر لے جا کر بٹھا دیا گیا اور کھانا فوراً شروع ہو گیا.... کھانے کے دوران باتیں ہوتی رہیں لیکن ان صاحب نے ایک عجیب سی بات یہ نوٹ کی کہ میزبانوں کے پاؤں کھانے کے دوران ایک خاص انداز سے حرکت کر رہے تھے.... شروع میں انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید یہ اس انداز کی حرکت ہے جیسے بعض لوگ بے مقصد پاؤں ہلانے کے عادی ہو جاتے ہیں لیکن تھوڑی دیر بعد انہوں نے محسوس کیا کہ پاؤں کی حرکت میں کچھ ایسی بے قاعدگی ہے جو بے مقصد حرکت میں عموماً نہیں ہوا کرتی.... بالآخر انہوں نے میزبانوں سے پوچھ ہی لیا اور ان صاحب کی حیرت کی انتہا نہیں رہی.... جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ دراصل میز کے نیچے کوئی مشین رکھی ہوئی ہے اور وہ کھانے کے دوران بھی اپنا پاؤں استعمال کر کے کوئی ہلکا پھلکا "پیداواری کام" جاری رکھے ہوئے ہیں....

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ قصہ سچا ہے یا کسی "جہاں دیدہ" نے زیب داستان کے لیے گھڑا ہے لیکن اس قسم کے قصے بھی اسی قوم کے بارے میں گھڑے جا سکتے ہیں جس نے اپنے عمل سے وقت کی قدر و قیمت پہچاننے اور محنت کرنے کی مثالیں قائم کی ہوں.... ہمارے ملک کے بارے میں اس قسم کا کوئی قصہ جھوٹ موٹ بھی نہیں گھڑا جا سکتا اس لیے کہ ہمارا مجموعی طرز عمل یہ بتاتا ہے کہ وقت ہمارے نزدیک سب سے زیادہ بے وقعت چیز ہے اور اگر شادی کی کسی ایک رسمی تقریب میں شرکت کے لیے ہمارا پورا دن برباد ہو جائے تو بھی ہمیں کوئی پروا نہیں.... (ذکر و فکر)

خیر القرون کا یادگار واقعہ

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کے نواح میں نکلے آپ کے ساتھ آپ کے شاگرد بھی تھے.... (کھانے کا وقت ہوا تو) شاگردوں نے کھانے کے لئے دستر خوان بچھایا.... اتنے میں پاس سے ایک چرواہا گزرا اور اس نے سلام کیا.... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا!! آؤ بھئی تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ.... اس نے کہا کہ میرا تو روزہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم اس قدر شدید ترین

گرمی کے دن میں بھی روزہ رکھے ہوئے ہو اور اس حالت میں بھی بکریاں چرا رہے ہو؟

اس نے کہا: **و الله انی ابادر ایامی هٰذه الخالية**" بخدا میں ان ایام خالیہ سے حصہ وصول کر رہا ہوں.... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے زہد و ورع کا امتحان لینے کے لئے اس سے فرمایا ایسے کرو کہ اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کر دو.... ہم تمہیں اس کی قیمت بھی دیں گے اور گوشت بھی دیں گے.... گوشت سے تم روزہ افطار کرنا اس چرواہے نے عرض کیا کہ ان بکریوں میں سے کوئی بکری بھی میری نہیں ہے بلکہ سب بکریاں میرے آقا کی ہیں.... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا کہ تمہارے آقا کو ایک بکری نہ ملی تو وہ تمہارا کیا بگاڑ لے گا؟

اس چرواہے نے آپ سے رخ موڑ کر آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے کہا فاین اللہ؟ اللہ کہا جائے گا؟ (یعنی بالفرض اگر میں دنیاوی آقا سے بچ بھی گیا تو اللہ تو دیکھ رہا ہے وہ تو کہیں چلا نہیں گیا اس سے بچ کر کہاں جاؤں گا)؟

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (چرواہے کی بات سن کر) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ بار بار چرواہے کی بات کرتے رہے کہ دیکھو چرواہا کہہ رہا ہے "فاین اللہ" اللہ کہاں جائے گا؟

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب آپ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے تو، آپ نے اس چرواہے کے آقا سے وہ ساری بکریاں اور چرواہے کو خرید لیا پھر چرواہے کو آزاد کر کے ساری بکریاں اسے بخش دیں.... (اسد الغابہ)

دور فاروقی کا عجیب واقعہ

فقیہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علوم دینیہ حاصل کر لینے کے بعد علم رؤیا حاصل کرنے میں کچھ حرج نہیں یہ ایک اچھا علم ہے.... خود اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کیلئے اس علم کو بطور احسان ذکر فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے:

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

(اور ہم نے اسی طرح یوسف کو اس سرزمین میں خوب قوت دی اور تاکہ ہم ان کو خوابوں کی تعبیر دینا بتلادیں)....

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہیں لازم ہے کہ دینی علوم میں مہارت اور عربیت اور خوابوں کی تعبیر میں خصوصی ذوق حاصل کرو.... اور تعبیر رؤیا کا علم اگر علم فقہ میں حائل اور مانع بنتا ہے تو علم فقہ میں مشغول ہونا افضل ہے کیونکہ اس میں احکام الٰہیہ کی معرفت ہے اور علم رؤیا خیال کی حیثیت رکھتا ہے....

کہتے ہیں کہ امام ابو یوسفؒ سے کسی نے سوال کیا خواب کے متعلق تو فرمایا کہ پہلے بیداری کے مسائل سے فراغت ہو جائے پھر خواب کے امور میں مشغول ہونگے....

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے متعلق لوگوں کی یہ بات پہنچی کہ وہ خواب کی تعبیر تو بتادیتے ہیں مگر کسی مسئلہ میں فتویٰ نہیں دیتے اس پر انہوں نے تعبیر بتانا بھی چھوڑ دیا مگر کچھ عرصہ بعد پھر تعبیر بتانے لگے اور فرمایا کہ تعبیر تو ایک ظن غالب کا درجہ ہے۔ جس کسی کے خواب کے متعلق اچھا گمان قائم ہو جاتا ہے بیان کر دیتا ہوں....

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ خواب سچا اس کا ہوتا ہے جو گفتگو میں زیادہ سچا ہوتا ہے.... ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب کی تعبیر نکالنا ایک فال کا درجہ رکھتا ہے۔ جس کو چھوڑ دینا کوئی نقصان نہیں دیتا.... (بستان العارفین)

مہمانوں کے اعزاز میں جنگل خالی کر دیا گیا

حضرت عقبیٰ بن نافع افریقہ میں داخل ہوئے تیونس کے ساحل پر اور وہاں سے واپسی پر وہیں شہید ہوئے وہیں قبر بنی آج بھی الجزائر میں اس اللہ کے بندے کی قبر بتارہی ہے کہ کہاں مکہ.... کہاں مدینہ.... کہاں حجاز.... وہاں سے نکل کر اپنی قبر یہاں بنوائی اللہ کے بندوں کو دین میں داخل کرنے کیلئے اور تیونس میں انہوں نے چھاؤنی بنائی....

جب یہ اللہ کے کام میں تھے تو اللہ ان کے ساتھ تھے.... تیونس میں چھاؤنی بنائی....

وہاں جنگل تھا.... ۱۱ کلومیٹر میں پھیلا ہوا تو وہاں چھاؤنی بنائی.... تو ان کے بارہ ہزار ساتھیوں میں ۱۹ اصحابہ بھی تھے ان کو لیا اور ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اعلان کیا....

اے جنگل کے جانورو! ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں تین دن کی مہلت ہے جنگل سے نکل جاؤ.... اس کے بعد جو جانور ملے گا ہم اس کو قتل کر دیں گے....

تین دن میں سارے افریقہ نے دیکھا کہ پورا جنگل خالی ہوا.... کتنے ہزار برابر لوگ اس منظر کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے.... (درنایاب)

فرزدق کی ہشام کے سامنے عجیب حق گوئی

ہشام بن عبدالملک بن مروان اپنی خلافت کے زمانے میں ایک سال حج کے لئے آیا اور خانہ کعبہ کے طواف کے بعد حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے اس کی طرف بڑھا لیکن ہجوم کی وجہ سے حجر اسود تک نہ پہنچ سکا.... جب وہ منبر پر کھڑا ہوا تو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تشریف لائے.... آپ اجلے کپڑوں میں ملبوس اور عطر کی خوشبو سے مہک رہے تھے اور آپ کا چہرۂ مبارک چمک رہا تھا.... طواف کے بعد جب آپ حجر اسود کی طرف بڑھے تو تمام لوگ پیچھے ہٹ گئے اور جب تک حجر اسود کے بوسے سے فارغ ہو کر خود پیچھے نہیں ہٹ گئے باقی لوگ پیچھے ہٹے رہے.... ہشام کے ساتھ جو لوگ دمشق سے آئے ہوئے تھے انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی اور ان میں سے ایک نے ہشام سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہے؟

لوگوں نے آپ کی تو کوئی پرواہ نہیں کی حالانکہ آپ امیر المومنین ہیں اور اس کی اس قدر تعظیم کر رہے ہیں.... ہشام نے اپنی سبکی پر پردہ ڈالنے کے لئے از راہ تجاہل عارفانہ جواب دیا کہ: میں تو اسے نہیں پہچانتا کہ یہ کون ہے؟

فرزدق جو اس کا درباری شاعر اور قصیدہ گو تھا اس کی غیرت ایمانی جو پڑی سو رہی تھی .... ہشام کے منہ سے یہ اہانت آمیز کلمات سن کر فوراً جوش میں آ گئی اور اس نے کہا کہ اگر آپ کو نہیں معلوم کہ یہ کون ہے تو غور سے سنو! میں بتاتا ہوں کہ یہ کون ہے؟

اور اس کے بعد فی البدیہہ حسب ذیل اشعار امام زین العابدینؓ کے تعارف میں کہے:

هذا الذی تعرف البطحاء وطاته
هذا التقی النقی الطاهر العلم

یہ وہ ہے جس کے قدموں کے نشان تک وادی بطحاء پر یہ سب سے پرہیزگار.... سب سے پاکیزہ صفت اور سب سے زیادہ بے داغ نشان والا ہے....“

والبیت یعرفه والحل والحرم
هذا ابن خیر عبادالله کلهم

گھر اور حل اور حرم سے باہر کے علاقے سب پہچانتے ہیں.... یہ خدا کے بندوں میں سے بہترین بندے کا فرزند ہے....

هذا ابن فاطمة الزهرآء ان کنت جاهله
بجده انبیاء الله قد ختم

”اگر تو اسے نہیں جانتا تو یہ فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ عنہا) کا نور نظر ہے....
یہ وہ ہے جس کے جد امجد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خدا کے انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا....“

یبیس نور الدجیٰ عن نور طلعته
کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم

”یہ وہ ہے جس کی پیشانی کے نور سے ظلمت اسی طرح بھاگتی ہے جیسے سورج کے طلوع ہونے سے تمام اندھیرے چھٹ جاتے ہیں....“

یغضی حیاء و یغضیٰ من مهابة
فما یکلم الاحین یتسم

”یہ وہ ہے جو حیا کی وجہ سے آنکھ ہمیشہ نیچی رکھتا ہے اور لوگ اس کی ہیبت کی وجہ سے اس کے روبرو آنکھ اونچی نہیں کر سکتے اور بات کرتا ہے تو منہ سے پھول جھڑتے ہیں....“

اذرأته قریش قال قائلها
الیٰ مکارهم هذا ینتهی الکرمه

”یہ وہ ہے جسے قریش (مکہ معظمہ کے لوگ) جب دیکھتے ہیں تو ہر ایک بول اٹھتا ہے کہ بخشش وعطا اور خصائل حمیدہ اس پر ختم ہیں....“

ینمی الیٰ ذروة العزالتی قصرت
عن نیلها عرب الاسلام و العجم

”یہ عزت وشوکت کی ان چوٹیوں پر چڑھا ہے جن پر عرب وعجم کے مسلمانوں میں سے کوئی دوسرا نہیں چڑھ سکا ہے....“

من جده دان فضل الانبیاء له
و فضل امته دانت له الامم

”یہ وہ ہے جس کے جد امجد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام انبیاء کے سردار اور جس کی

امت تمام امتوں سے افضل ہے اور تو بھی انہی کی امت ہے....“

كاديمسكه عرفان و احته　　　ركن الحطيم اذا ماجاء يمتلم

”یہ وہ ہے کہ بعید نہیں کہ جب وہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے آگے بڑھے تو حجر اسود بھی اس کی خوشبو کو پہچان کر اس کا ہاتھ تھام لے....“

فی كفه حيز و ان ريحه عبق　　　من كفه ار و فی عرنينه شمم

”اس کے ہاتھ میں بید مشک کی چھڑی ہے اور اس کی خوشبو خوب پھیل رہی ہے اسکی ناک بلند ہے اور اسکے ہاتھوں ظاہر ہونے والے کارنامے جرأت و جمال میں حیرت انگیز ہیں....“

سلسل الخليقة لا يخفیٰ بوادره　　　يزينه اثنان حسن الخلق و الشمم

”وہ بہت نرم خو ہے اور اس کی خوبیاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں وہ حسن خلق اور بلندی کردار کی دونوں خوبیوں سے مزین ہے....“

مشتقة عن رسول الله نبعته　　　طابت عناصره و الخيم و الشيم

”اس کی تمام عادات اور اس کے خصائل و عناصر جو سب کے سب اس نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پائے ہیں، بہت ہی عمدہ ہیں....“

فليس قولک؟ من هذا يضائره　　　العرب تعرف من انكرت و العجم

”اس لئے تیرا یہ کہنا کہ (تو نہیں جانتا کہ) یہ کون ہے اسے کچھ نقصان نہیں دے سکتا جبکہ جس کا تو انکار کر رہا ہے اسے عرب و عجم سب جانتے ہیں....“

كلتايديه غياث عم نفعهما　　　تستو كفان و لا يعروهما العدم

”اس کے دونوں ہاتھ ایسے ہیں جن کا فیض بارش کی طرح عام ہے ان کی بخشش ہر وقت جاری رہتی ہے حتیٰ کہ سخت بدحالی میں بھی ختم نہیں ہوتی....“

عم البرية بالاحسان فالقشعت　　　عنها الغباية و الاملاق و الظلم

”تمام مخلوقات پر ان کا احسان عام ہے اور ان کی بدولت جہالت و غفلت.... تنگدستی اور ظلم و زیادتی سب دور ہو گئے....“

لا يستطيع جواد بعدغا يتهم　　　ولا يدانيهم قوم و ان كرم

''کوئی بڑے سے بڑا سخی بھی ان کی برابری کی استطاعت نہیں رکھتا اور کوئی گروہ بھی خواہ وہ کتنا ہی بخشش کرنے والا ہو ان کے مرتبے کے قریب نہیں پھٹک سکتا....''

هم الغیوث اذاما ازمة ازمت   والاسد اسد الشری والناس محتلم

''یہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت بھی بارش کی طرح برستے ہیں جبکہ قحط سالی کے آثار رونما ہوتے ہیں اور جو اس وقت بھی شیر بیشہ ہوتے ہیں جبکہ لوگ لڑائی کے میدان میں آگ جلانیوالے ہوں....''

من معشر جبهم دین و بغضهم   کفرو قربهم ینجی و معتصم

''یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی محبت دین ہے اور جن سے بغض کفر ہے اور جن کا قرب نجات اور پناہ دینے والا ہے....''

ان عداهل التقیٰ کانوا ائمتهم   وقیل من خیر اهل الارض قیل هم

''اگر اہل تقویٰ اور خدا ترس لوگوں کو جمع کیا جائے تو یہی ان کے امام ہوں گے اور اگر یہ پوچھا جائے کہ دنیا میں افضل ترین لوگ کون ہیں تو بھی جواب ملے گا کہ یہی لوگ....''

سیانٔ ذالک ان اشرو او ان علموا   لا ینقض العسر بسطاً من اکفهم

''ان کے لئے صاحب ثروت اور نادار ہونا دونوں برابر ہیں ان کے ہاتھوں کی فراخی کو ان کی تنگ دستی بھی کم نہیں کر سکتی....''

الله فضله کرماً و شرفه   جریٰ بذالک فی لوح له القلم

''اللہ تعالیٰ نے اسے بزرگی اور شرف سے نوازا ہے اور لوح و قلم میں یہ حکم جاری ہو چکا ہے....''

مقدم به ۔ ذکر الله ذکرهم   فی کل بدو و مختوم به القلم

''ان کا ذکر اللہ کے ذکر کے بعد ہر جگہ مقدم ہے اور اس کے حکم کے بعد قلم نے ہر جگہ لکھنا بند کر دیا ہے....''

من یعرف الله یعرف اولیته   والدین من بیت هذا ناله الامم

''جو شخص اللہ کو جانتا ہو اسے اس شخص کو بدرجہ اولیٰ جاننا چاہئے کیونکہ اس کا دین اسی شخص کے گھر سے امت تک پہنچا ہے....''

ای القبائل لیست فی رقابهم   امالأ باءٔ هذا اوله نعم

"وہ کون سے قبیلے ہیں جن کی گردنوں پر اس کے بزرگوں کی یا اس کی نعمتیں اور بخششیں لدی ہوئی نہیں ہیں...."

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے اس تعارف کے ساتھ فرزدق نے دوسرے اہل بیت میں سے بھی بعض کی شان بیان کی۔

ظاہر ہے کہ ہشام کے تو پسینے چھوٹ گئے اس نے فوراً حکم دیا کہ اسے عسفان (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ) میں قید کر دیا جائے....

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ فرزدق کی اس جرات ایمانی اور بے باکی سے خوش ہوئے اور اس ابتلاء میں اس کی مدد اور دلجمعی کے لئے بارہ ہزار درہم و دینار اس پیغام کے ساتھ بھجوائے کہ: اے ابو فراش! ہم معذور اور محتاج ہیں اگر اس سے زیادہ مال ہمارے پاس ہوتا تو وہ بھی ہم تجھے دیتے....

فرزدق نے وہ مال واپس کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں نے یہ کام کسی دنیوی لالچ یا انعام و کرام کے لئے نہیں کیا بلکہ میں بادشاہوں کے جھوٹے قصیدے اور ان کی جھوٹی مدح سرائیاں کر کر کے گناہوں کا پلڑا بہت بھاری کر چکا ہوں میں نے اسی کے کسی حد تک کفارے کے طور پر یہ کام کیا ہے اور خدا ہی سے اجر کے لئے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی دوستی اور محبت کی طلب رکھتا ہوں.... (کشف المحجوب)

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ

آپ جلیل القدر تابعی تھے.... بصرے میں رہتے تھے.... آپ کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد آجاتی تھی.... آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے غلطی سے ایک شخص کو غربت کا طعنہ دیا.... اللہ پاک نے مجھے خود غریب بنایا ور اتنا غریب بنایا ہے کہ ایک عورت کا مقروض بنایا.... ہوا یوں کہ ایک عورت سے قرض لے کر میں نے زیتون کے تیل کا کاروبار شروع کر دیا.... زیتون کے ایک ڈبے سے ایک مرا ہوا چوہا نکلا.... لوگوں نے کہا کہ حضرت صرف ایک ڈبے کو ضائع کر دیں.... فرمایا کہ میرا تقویٰ یہ کہتا ہے کہ سارا تیل ضائع کر دوں اس

لئے کہ اس کا امکان ہے کہ چوہے کا اثر سارے تیل پر پڑا ہو اور یوں سارا تیل ضائع کر دیا .... ادھر عورت پیسوں کا تقاضا کرتی رہی .... مجبوراً قاضی کے پاس رپورٹ کر لی اور یوں حضرت محمد بن سیرین جیل چلے گئے .... جیل میں یہ لطیفہ ہوا کہ جیل انچارج نے حضرت سے کہا کہ حضرت مجھے آپ سے شرم آتی ہے .... آپ کے ساتھ یہ رعایت کر سکتا ہوں کہ رات کو گھر جایا کریں اور دن کو میرے پاس جیل میں رہا کریں ....

فرمایا یہ خیانت ہے .... حکومت نے مجھے رات دن دونوں کیلئے جیل میں ڈالا ہے ....

ادھر حضرت انس صحابی رسول کا انتقال ہوا .... خلیفہ وقت جنازے پر حاضر تھا .... مگر جنازہ تیار نہیں تھا .... اس لئے کہ حضرت انسؓ نے غسل کیلئے محمد بن سیرین کا نام لیا تھا .... کہ وہی غسل دیں گے اور وہ تو جیل میں تھے .... خلیفہ نے کہا کہ میرے حکم پر جیل سے نکالو .... آپ نے فرمایا کہ خلیفہ مجھے جیل سے نکالنے کا مجاز ہی نہیں .... مجھے جس عورت نے رپورٹ درج کر کے جیل میں ڈالا ہے اور جس کے حق میں گرفتار ہوں .... وہی اجازت دے گی .... تب باہر آؤں گا خیر عورت کی اجازت پر باہر تشریف لائے .... حضرت فرماتے تھے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو کسی کو طعنہ دے گا تو مرنے سے پہلے اس میں وہ عیب ضرور موجود ہو گا .... میں نے ایک بندے کو طعنہ دیا تھا .... اس کی غربت پر .... اللہ تعالیٰ نے مجھے عورت کا مقروض بنایا ....

حضرت محمد بن سیرین فرماتے تھے کہ الحمدللہ میں خواب میں اور بیداری میں بھی ام عبداللہ (اپنی بیوی) کے بغیر کسی کے پاس نہیں آیا ہوں .... اگر خواب میں کوئی عورت نظر آتی ہے تو سوچتا ہوں کہ جب میرے لئے حلال نہیں تو نظر اس سے پھیر لیتا ہوں .... (تاریخ بغداد)

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ

(جنہیں فرشتوں نے غسل دیا)

ابو عامر قبیلہ اوس (انصار) میں سے تھا .... جاہلیت میں راہب یعنی درویش کے لقب سے مشہور تھا .... مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی کی

طرح یہ بھی ازراہ حسد.... ریشہ دوانیوں اور دسیسہ کاریوں پر اتر آیا.... عبداللہ بن ابی نے منافقت کو اپنا لیا اور ابو عامر کھل کر مخالفت کرنے لگا مدینہ کو چھوڑ کر مکہ چلا گیا احد کے روز قریش کے ہمراہ آیا تھا.... فتح مکہ کے بعد قیصر روم کے پاس چلا گیا اور وہیں اسے موت آئی....

اللہ کی شان جو مخرج الحی من المیت ہے.... اس نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ (باپ بیٹا ہم نام تھے) کو ہدایت دی اور وہ مومن صادق ثابت ہوا.... اسی طرح ابو عامر کے بیٹے حنظلہ کو توفیق بخشی اور وہ مثالی مجاہد فی سبیل اللہ ثابت ہوا....

حضرت حنظلہ اپنی بیوی سے ہم بستر ہو چکے تھے کہ غزوہ احد کے لئے دربار رسالت سے الرحیل الرحیل کی منادی کی آواز کانوں میں پہنچی ہنوز غسل نہ کر سکے تھے کہ نکل پڑے.... جنگ بدر میں ابو سفیان کا ایک بیٹا حنظلہ نامی مارا گیا تھا.... آج ابو سفیان نے حضرت حنظلہ صحابیؓ کو دیکھا تو اس کی آتش انتقام بھڑکی ابو سفیان حملہ آور ہوا.... حضرت حنظلہ کا پلہ بھاری نظر آیا تو ابو سفیان کی امداد کیلئے ایک شخص اور آگے بڑھا اب حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے....

بعد میں شہداء کی لاشیں جمع کی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ کی زوجہ (جو عبداللہ بن ابی منافق کی بیٹی تھیں) سے دریافت فرمایا میں نے دیکھا کہ فرشتے حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں کیا بات ہے؟ حنظلہؓ کی بیوی نے ماجرا سنایا کہ انہیں غسل کی ضرورت تھی مگر وہ جلدی میں اٹھ کر چل دیئے تھے.... فقہ کا مسئلہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جاتا.... اسے زخموں سمیت دفن کر دیا جاتا ہے لیکن اگر معلوم ہو جائے کہ وہ بحالت جنابت شہید ہوا تو اسے غسل دیا جائے گا اس کی دلیل یہی واقعہ ہے.... (زادالمعاد)

والد کا بیٹی کے نام عجیب نصیحت آموز خط

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت مولانا اسعد مدنی رحمہ اللہ نے اپنی پریشان حال بیٹی کے نام درج ذیل خط لکھا تھا جسے ہر خاتون عمل کی نیت سے تین بار پڑھ لے تو ان شاء اللہ گھر جنت بن سکتا ہے....

عزیزہ بیٹی! اللہ تم کو دارین میں بامراد خوش وخرم رکھے آمین

بیٹی! یہ دنیا چند روزہ ہے اس لئے اس کی کسی خواہش کی خاطر آخرت کی اصلی ہمیشہ کی زندگی کو برباد کرنا سخت دھوکہ اور اپنے سے دشمنی ہے.... تم اب اپنی زندگی کی خود ذمہ دار ہو ہم بوڑھے ہوگئے ہیں کسی کے ماں باپ ہمیشہ ساتھ نہیں دیا کرتے.... اس لئے اب ہر بات کے بھلے بُرے کو سوچ سمجھ کر کرنا.... دراصل چاہنے والا نفع ونقصان کا جاننے والا اور سب سے بڑا خیر خواہ اللہ ہے تمہارا خاندانی ورثہ دولت وبادشاہت نہیں بلکہ دین داری اور تعلق باللہ ہے.... اس لئے کسی وجہ سے اگر دولت جاتی رہے تو جانے دینا...... دنیا کی کوئی عظیم سے عظیم چیز نہ تمہارے لئے قابل فخر ہوسکتی ہے اور نہ ہی کام آسکتی ہے.... تم ایسی جگہ اور خاندان میں جا رہی ہو کہ وہاں ہر قریب وبعید تمہارے ہر کام اور ہر حرکت اور ہر چیز کو غور سے دیکھے گا اور اگر تم نے کوئی کام یا بات اپنے دادا (حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ) کے طریقے کے خلاف کی تو انکو رسوا کروگی اور خود بھی ذلیل ہوگی.... لباس میں فیشن اور نقل کی بجائے دین داری کا لحاظ اور شرم وحیاء کا پاس ضروری ہے۔ بہت سے لوگوں سے تعلقات مناسب نہیں ہیں کم سے کم تعلق اور کم سے کم باتیں بہت سی مصیبتوں سے بچاتی ہیں.... تعلقات میں اپنے بڑوں کی مرضی کو سامنے رکھو (جس سے اور جتنا وہ پسند کریں.... وہی مناسب ہے).... ملنے اور آنے والیوں سے خوش اخلاقی خندہ پیشانی اور انکساری سے پیش آنا ہمیشہ اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنا دوسرے کتنے ہی خراب ہوں اپنے سے بہتر سمجھنا اگر سسرال کے بڑوں کو اپنا بڑا اور اپنا خیر خواہ سمجھوگی تو ان شاء اللہ کبھی ذلیل نہ ہوگی.... شادی سے پہلے ماں باپ کا درجہ اللہ اور اس کے رسول کے بعد سب سے بڑا ہوتا ہے مگر شادی کے بعد شوہر کا درجہ ماں باپ سے بڑھا ہوا ہوتا ہے.... اس کی مرضی کے خلاف چلنا بہت بُری عادت ہے اس کو قریب مت آنے دینا خود کام کرلو خدمت کرو سب تمہارے محتاج ہوں گے اور دلوں میں عزت ہوگی آرام طلبی.... کاہلی اور خدمت لینے کی خوگر بنوگی تو لوگوں کی نظروں سے گر جاؤ گی....

گھر کی ہر چیز پر نگرانی رکھو کوئی چیز ضائع نہ ہو کسی چیز سے بے پرواہی نہ برتو گھر اور گھر کی چیز کو برابر صاف ستھرا اور اپنی جگہ پر رکھنا.... جو چیز جس جگہ سے اٹھاؤ کام ہوتے ہی

اسے اپنی جگہ پر رکھنے کا اہتمام کرنا.... مصالحوں.... چائے.... اچار وغیرہ سے لو.... تو کام ہوتے ہی بند کر کے اس کی جگہ پر رکھو کسی چیز کو کھلا اور بے جگہ مت چھوڑنا.... کپڑوں اور دوسری چیزوں کی اپنی جگہ ہونی چاہیے تاکہ جس چیز کی ضرورت ہو.... وقت پر مل جائے.... نماز کو ٹھیک وقت پر صحیح اور اطمینان سے دل لگا کر پڑھنے کی عادت ڈالو.... ناشکری اور غیبت عورتوں کی بد ترین عادت ہے.... اس سے بچنے کی کوشش کرو.... فقط والسلام اسعد غفرلہ (پرسکون گھر)

ایک عجیب صابر وشاکر شخص

مشہور تابعی حضرت عروہ بن زبیر مصائب وتکالیف پر بہت صبر کرنے والے تھے.... صبر واستقامت کے پیکر تھے.... ایک مرتبہ ولید بن یزید سے ملنے دمشق روانہ ہوئے تو راستے میں چوٹ لگ کر پاؤں زخمی ہو گیا.... درد کی شدت سے چلنا دوبھر ہو گیا.... سخت تکلیف کے باوجود ہمت نہیں ہاری اور دمشق پہنچ گئے.... ولید نے فوراً طبیبوں کو بلوا بھیجا.... انہوں نے زخم کا بغور جائزہ لینے کے بعد پاؤں کاٹنے کی رائے پر اتفاق کیا.... حضرت عروہ کو جب اس کی اطلاع کی گئی تو انہوں نے منظور کر لیا مگر پاؤں کاٹنے سے پہلے بے ہوشی کے لئے نشہ آور دوا کے استعمال سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ میں کوئی لمحہ اللہ کی یاد سے غفلت میں نہیں گزار سکتا.... چنانچہ اسی حالت میں آرہ گرم کر کے ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا اور انہوں نے کسی قسم کی تکلیف کا اظہار نہ کیا.... پھر اپنا کٹا ہوا پاؤں سامنے رکھ کر فرمایا.... ”کیا غم ہے اگر مجھے ایک عضو کے بارے میں آزمائش میں ڈال کر باقی اعضاء کے سلسلے میں امتحان سے بچا لیا گیا ہے“ ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ انہیں خبر ملی ”ان کا ایک بیٹا چھت سے گر کر انتقال کر گیا ہے“ انہوں نے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھی....

اور فرمایا ”اللہ تیرا شکر ہے کہ تُو نے ایک جان لی اور کئی جانوں کو سلامت رکھا“ (کیونکہ باقی بیٹے سلامت تھے)....

اس واقعہ کے بعد ولید کے پاس قبیلہ عبس کے کچھ لوگ آئے جن میں ایک بوڑھا اور آنکھوں سے اندھا شخص بھی تھا.... ولید نے اس سے اس کا حال پوچھا اور اس کی بینائی

کے ختم ہونے کا سبب دریافت کیا تو وہ بتانے لگا: ”میں اپنے اہل وعیال اور تمام مال و اسباب لئے ایک قافلے کے ساتھ سفر میں نکلا.... اہل قافلہ میں سے شاید ہی کسی کے پاس اتنا مال ہو جتنا میرے پاس تھا.... ہم نے ایک پہاڑ کے دامن میں رات گزارنے کے لئے پڑاؤ ڈالا.... آدھی رات کے وقت جب سب میٹھی نیند سو رہے تھے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اچانک سیلاب آ گیا جو انسان.... حیوان....

مال واسباب سب کچھ بہالے گیا.... میرے اہل وعیال مال واسباب میں سے سوائے ایک اونٹ اور میرے ایک چھوٹے بچے کے علاوہ کچھ نہ بچا.... میں ابھی اس ناگہانی آفت سے سنبھلنے بھی نہ پایا کہ میرا اونٹ بھاگ گیا میں اس کے پیچھے گیا تو یکدم بچے کے چیخنے چلانے نے قدموں کو روک لیا.... الٹے پاؤں واپس بچے کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھیڑیے نے میرے معصوم لخت جگر کو اپنے خونی جبڑوں میں دبوچا ہوا ہے اور وہ معصوم اس کے بے رحم جبڑوں میں زندگی کی بازی ہار چکا ہے.... یہ دلخراش منظر دیکھنے کے بعد میں پھر اس اونٹ کے پیچھے ہولیا جب اس کے قریب پہنچا تو اس نے مجھے دولتی دے ماری جس کی وجہ سے میری بینائی چلی گئی.... اس طرح میں مال وعیال کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا....“

اس کی یہ داستان غم سن کر ولید کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور اس نے کہا.... ”جاؤ عروہ ابن زبیر سے کہہ دو تمہیں صبر وشکر مبارک! اس لئے کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تم سے زیادہ غموں اور مصیبتوں کے مارے ہیں“

میں دے کے غم جاناں کیوں عشرت دنیا لوں   غم زیست کا حاصل ہے... اس غم سے مفر کیوں ہو

(المستطرف)

ایک بچے کی خلیفہ معتصم سے ملاقات

معتصم باللہ خاقان کے پاس اس کی عیادت کو گئے اور فتح بن خاقان ابھی بچے تھے تو معتصم نے ان کو کہا امیر المؤمنین کا (میرا) گھر اچھا ہے یا تمہارے والد کا.... بچے نے

جواب دیا امیر المؤمنین ہمارے والد کے گھر ہوں تو والد کا گھر ہی اچھا ہے..... پھر اپنے ہاتھ میں امیر نے نگینہ دکھایا اور پوچھا اس سے بہتر کوئی دیکھا ہے بچے نے کہا ہاں وہ ہاتھ جس میں یہ نگینہ ہے..... (کتاب الاذکیاء)

شاہ مصر کا عجیب خواب

چار نوجوان اتفاق سے مصر کی ایک جامع مسجد میں جمع ہو گئے..... چاروں طالب علم تھے ایک دوسرے سے تعارف ہوا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی..... چاروں کا نام محمد تھا..... ایک نے اپنا نام محمد بن جریر بتایا..... دوسرے نے محمد بن اسحاق..... تیسرے نے محمد بن مزوری اور چوتھے نے محمد بن ہارون بتایا..... چاروں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا..... "سبحان اللہ" ان کا کام بھی ایک ہی تھا اور نام بھی ایک..... تمام دن استاد صاحبان سے حدیث کا علم حاصل کرتے..... شام کو اپنے مکان میں آ کر دن بھر کی یاد کی ہوئی احادیث کو ایک رجسٹر میں لکھ لیتے..... ایک دن ایک نے کہا بھائیو! ہماری جمع شدہ رقم ختم ہو چکی ہے..... کوئی بات نہیں ہم مزدوری کریں گے..... دوسرے نے کہا.....

مزدوری کرنے پر اعتراض نہیں..... اس طرح ہم احادیث کا علم کس طرح حاصل کریں گے..... تیسرے نے کہا..... ہاں! اس طرح تو ہم تاجر بن جائیں گے..... چوتھے نے کہا تب پھر اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم میں سے صرف ایک مزدوری کرے..... باقی تین علم حاصل کریں..... قرعہ اندازی کر لی جائے..... قرعہ ڈال دیا گیا محمد بن اسحاق کا نام نکلا وہ بولے پہلے میں اپنے رب سے استخارہ کر لوں..... یہ کہہ کر انہوں نے نماز کی نیت باندھ لی..... ایسے میں باہر سے آواز آئی..... کیا وہ یہی گھر ہے؟

کسی نے کہا ہاں یہی ہے..... نشانیاں تو وہی ہیں باہر کی آواز سن کر یہ چونک گئے..... گھبرا گئے..... سارا شہر اس وقت نیند کی آغوش میں تھا پھر یہ کون لوگ تھے جو ان کے مکان کے باہر جمع تھے..... ایسے میں دستک ہوئی..... آواز آئی..... السلام علیکم! کیا ہم اندر آ سکتے ہیں..... ہم بادشاہ کے قاصد ہیں..... وہ ایک ساتھ بولے.....

وعلیکم السلام! تشریف لائیے.... محمد بن ہارون نے دروازہ کھول دیا.... وہ کئی آدمی تھے.... ان کے ہاتھوں میں روشنی کے لئے قندیلیں تھیں .... چہروں سے سوجھ بوجھ والے لوگ لگ رہے تھے.... ان میں سے ایک نے کہا.... آپ میں سے محمد بن جریر کس کا نام ہے.... جی میرا نام ہے.... یہ سن کر اس نے کہا یہ لیجیے پانچ سو دیناروں کی تھیلی پھر اسنے کہا اور آپ میں سے محمد بن نصر کون ہے؟

آنے والوں نے ایک تھیلی انہیں تھمادی.... پھر بولا محمد بن اسحاق کون ہے یہ جو نماز پڑھ رہے ہیں.... محمد بن نصر نے بتایا.... یہ تھیلی ان کی ہے آپ میں سے محمد بن ہارون کون ہیں؟

نام معلوم کر کے ایک تھیلی انہیں دے دی گئی.... اب یہ چاروں حیران ہیں کہ یہ کیا معاملہ ہے آنے والوں میں سے ایک نے ان کی حیرت دور کرنے کے لئے کہا.... مصر کے بادشاہ احمد بن طولون کل دوپہر اپنے محل میں سو رہے تھے.... انہوں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا وہ ان سے کہہ رہا تھا محمد نام کے چار طالب علم بھوک سے پریشان ہیں اور تو میٹھی نیند سو رہا ہے.... بادشاہ نے اس شخص سے آپ لوگوں کا پتہ نشان پوچھا اور یہ تھیلیاں بطور ہدیہ بھیجی ہیں اور اس نے قسم دے کر کہا ہے کہ جب یہ رقم ختم ہو جائے تو انہیں ضرور اطلاع دی جائے تا کہ وہ مزید رقم ارسال کر سکیں .... بادشاہ کے آدمی تسلیاں دے کر چلے گئے لیکن اس کے بعد یہ چاروں پھر مصر میں نہ ٹھہرے وہاں سے نکل گئے تا کہ دولت کے چکر میں دین کے علم سے محروم نہ ہو جائیں.... (یادگار ملاقاتیں)

جلد آ تجھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے

محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ وصال سے چند روز قبل خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ ” نظام! جلد آ تجھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے“ اس خواب کے بعد سفر آخرت کے لیے بے چین رہ گئے۔ وصال کے چالیس روز قبل کھانا پینا بالکل ترک کر دیا اب آنکھوں سے ہر وقت آنسو جاری رہتے تھے۔ وصال کے روز لنگر اور ملکیت کی تمام چیزیں غرباء و مساکین میں تقسیم کرا دیں تا کہ خدا تعالیٰ کے یہاں کسی چیز کا مواخذہ نہ ہو۔ (دینی دستر خوان جلد اول)

بنی اسرائیل کے زمانہ میں دو دوست

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص آپس میں دوست تھے۔

ایک تو عبادت میں بڑی کوشش کرنے والا تھا اور دوسرا اپنے آپ کو گنہگار کہا کرتا تھا یا دوسرا گنہگار تھا۔ عابد اس گنہگار سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ تو گناہوں سے باز آ۔ گنہگار جواب دیتا تھا کہ تو مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے۔

یعنی میرے اور رب کے درمیان مداخلت نہ کر شاید وہ میری عاجزی پر رحم فرمائے اور مجھ کو بخش دے۔

اس عابد نے ایک دن اس گنہگار کو کسی ایسے گناہ میں مبتلا دیکھا جس کو یہ بہت برا سمجھتا تھا اس نے پھر کہا کہ تو گناہ سے باز آ جا۔

گنہگار نے پھر وہی جواب دیا کہ تو مجھ کو اور میرے رب کو چھوڑ دے۔ تو مجھ پر کوئی داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

اس عابد نے اس کا جواب سن کر کہا خدا کی قسم تجھ کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں بخشے گا اور نہ تجھ کو جنت میں داخل کریگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف فرشتہ بھیجا جس نے ان دونوں کی روح کو قبض کیا اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گنہگار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور عابد سے فرمایا کیا تو میرے بندے پر سے میری رحمت کو روک سکتا ہے؟

اس نے عرض کیا اے پروردگار نہیں۔ ارشاد ہوا اس کو آگ میں لے جاؤ۔ (احمد)

سلطان محمود غزنوی

ایک شخص سلطان محمود غزنوی کے پاس آیا اور کہا مدت سے چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھوں اور حال دل بیان کروں۔ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ہزار دینار قرض ہے۔ قرض ادا نہیں کر سکتا اور ڈرتا ہوں کہ موت آ جائے اور قرض میری گردن پر سوار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمود سبکتگین کے پاس جا اور ہزار دینار اس سے لے لے۔ عرض کیا کہ اگر وہ باور نہ کرے۔ اور نشانی طلب کرے تو میں کیا کروں گا۔ فرمایا کہنا اول شب سونے کے وقت تم تیس ہزار مرتبہ اور آخر شب جاگنے کے وقت ۳۰ ہزار مرتبہ درود پڑھتے ہو۔ چنانچہ اس نے سلطان محمود غزنوی سے یہ بات جا کہی۔ جس کو سن کر سلطان رونے لگا۔ اور ہزار دینار قرض ادا کر دیا اور ہزار دینار اور دیے۔ (دینی دسترخوان جلد اول)

ایک عجیب واقعہ

ایک صاحب بوڑھے ہو گئے.... انہوں نے بیٹے کو اعلیٰ تعلیم دلا کر فاضل بنا دیا' ایک دن صحن میں بوڑھے باپ بیٹھے ہوئے تھے' ایک کوا آیا اور گھر کی دیوار پر' آ کر بیٹھ گیا' باپ نے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا! یہ کیا چیز ہے؟ بیٹے نے کہا: کہ ابو جان یہ کوّا ہے' تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھا کہ بیٹا! یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ ابو جان یہ کوّا ہے.... جب تھوڑی دیر ہو گئی تو پھر باپ نے پوچھا کہ بیٹا یہ کیا چیز ہے؟

بیٹے نے کہا ابو جان ابھی تو آپ کو بتایا تھا کہ کوّا ہے.... تھوڑی دیر گزرنے کے بعد پھر باپ نے پوچھا بیٹا! یہ کیا چیز ہے؟ اب بیٹے کے لہجے میں تبدیلی آ گئی' اور جھڑک کر کے کہا کہ ابو جی کوّا ہے کوّا.... پھر تھوڑی دیر کے بعد باپ نے پوچھا بیٹا کیا ہے؟ اب بیٹے سے نہ رہا گیا' اس نے کہا کہ آپ کے سمجھ میں نہیں آتی ہے بار بار ایک بات کو پوچھے چلے جاتے ہیں.... اس طرح سے بیٹے نے باپ کو ڈانٹا.... تھوڑی دیر کے بعد اس کے والد اپنے کمرے میں اٹھ کر گئے اور ایک پرانی ڈائری نکال کر لائے اور اس ڈائری کا ایک صفحہ کھولا اور بیٹے کو ڈائری دی....

چنانچہ اس نے پڑھا' تو اس میں یہ لکھا تھا کہ آج میرا بیٹا صحن میں بیٹھا ہوا تھا اور میں بھی بیٹھا ہوا تھا.... اتنے میں ایک کوّا آ گیا تو بیٹے نے مجھ سے 25 مرتبہ پوچھا' ابو جان یہ

کیا ہے؟ تو میں نے اس کو 25 مرتبہ جواب دیا کہ بیٹا یہ کوا ہے.... اس کے پڑھنے کے بعد باپ نے بیٹے سے کہا بیٹا دیکھو! باپ اور بیٹے میں یہ فرق ہے.... جب تم بچے تھے تو تم نے مجھ سے 25 مرتبہ پوچھا تھا اور میں نے بالکل اطمینان سے جواب دیا تھا اور آج جب میں نے تم سے صرف 5 مرتبہ پوچھا تو تمہیں برداشت بھی نہ ہوا اور اتنا غصہ آ گیا....

میرے دوستو! اس واقعہ سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ بیٹے کو باپ کے احسان یاد نہیں رہتے وہ سب احسان بھول جاتا ہے....

ایک انگلستانی خاتون کی حسرت

انگلستان کی ایک شریف عورت نے بصد حسرت وندامت اپنے ملک کی عورتوں کے متعلق ایک مقالہ لکھا جس کا ترجمہ مصر کے ماہنامہ ”المنار“ میں شائع ہوا جس میں یہ تھا کہ ”انگلستان کی عورتیں اپنی عفت اور عصمت کھو چکی ہیں اور ان میں بہت کم ایسی ملیں گی جنہوں نے اپنے دامن عصمت کو حرام کاری کے دھبہ سے آلودہ نہ کیا ہو ان میں شرم وحیاء نام کو بھی نہیں اور ایسی آزادانہ زندگی بسر کرتی ہیں کہ اس ناجائز آزادی نے ان کو اس قابل نہیں رہنے دیا کہ ان کو انسانوں کے زمرہ میں شامل کیا جائے ہمیں سرزمین مشرق کی مسلمان خواتین پر رشک آتا ہے جو نہایت دیانت اور تقویٰ کے ساتھ اپنے شوہروں کے زیر فرمان رہتی ہیں اور ان کی عصمت کا لباس گناہ کے داغ سے ناپاک نہیں ہوتا وہ جس قدر فخر کریں بجا ہے اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ اسلامی احکام شریعت کی ترویج سے انگلستان کی عورتوں کی عفت کو محفوظ رکھا جائے....“ (پردہ ضرور کرونگی)

دل کی تخلیق کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے دل تو دیا ہی اس لئے ہے کہ اس میں محبت کا بیج بویا جائے.... دانہ ڈالنے کے بعد زمین کو پانی دینا بھی ضروری ہے اگر اس کو پانی نہ دیا جائے تو ظاہر ہے کہ دانہ سوخت ہو جائے گا.... دانہ ڈالنے کے بعد اوپر سے بارش ہو یہ زیادہ مفید ہے اسی لئے ایگریکلچر ڈپار

ٹمنٹ کے لوگوں کا کہنا ہے کہ جو پانی اوپر سے فطری اور نیچرل انداز سے آتا ہے وہ زیادہ نافع ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آب پاشی کے ذرائع میں بارش سب سے زیادہ مفید و نافع ثابت ہوتی ہے چنانچہ آج کل بعض ملکوں میں حکومتی پیمانہ پر بھی پانی اوپر سے چھڑکا جاتا ہے جو بہت مفید ثابت ہوا ہے.... یہاں انسان میں بھی قدرت کا نظام ہے کہ دل نیچے رکھا اور آنکھیں اوپر رکھیں تا کہ آپ دل کی زمین میں عشق و محبت کا بیج بو دیں اور اوپر سے آنکھوں کے ذریعہ آنسوؤں کا پانی برسائیں تا کہ دل کی زمین میں جو تخم عشق و محبت ہے وہ پروان چڑھنا شروع ہو.... اور اس کے آثار ظاہر ہوں جس کو شاعر نے ذکر کیا ہے ؎

دل دیا ہے اس نے تخم عشق بونے کیلئے
آنکھ دی ہے اس نے ساری عمر رونے کیلئے

قوت حافظہ کا عجیب نسخہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کا نام نمایاں ہے... حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا تھا... اللہ تعالیٰ نے انہیں کمال کا حافظہ عطا فرمایا تھا... علی بن حزم کا بیان ہے کہ... میں نے حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی... کیونکہ ان کا حافظہ اس قدر تھا کہ انہیں کتاب کی حاجت نہیں تھی... چنانچہ ایک بار میں نے ان سے قوت حافظہ کی دوا دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا... میری نظر میں گناہوں کے ترک کرنے سے زیادہ کوئی دوائی نہیں ہے... اسی طرح حضرت امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو قوت حافظہ کا نسخہ بتایا ہے... امام شافعی اپنی زبانی سناتے ہیں کہ...

”میں نے حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حافظہ کمزور ہونے کی شکایت کی تو انہوں نے گناہ چھوڑنے کی ہدایت کی... کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے... اور نور گنہگار کے حصہ میں نہیں آتا...“ (یادگار واقعات)

رنگت کے فرق کی وجہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنو فزارہ کا ایک فرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی نے ایسا بچہ جنا ہے۔ جس کا رنگ کالا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس رنگ کے ہیں؟ اس نے عرض کیا سرخ رنگ کے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان میں کوئی اونٹ خاکستری رنگ کا بھی ہے اس نے عرض کیا کہ ان میں خاکستری رنگ کے بھی ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس وہی بات ہے (جو اس میں ہے) پھر اس نے عرض کیا۔ اچھا آپ یہ بتایئے کہ ان اونٹوں میں یہ کالے رنگ کا کیسے پیدا ہو گیا تو آپ نے فرمایا بچہ بھی کسی ایسی رگ کی وجہ سے کالا ہوا ہے۔ جس نے اس کو کھینچ لیا ہے (یعنی اس بچہ کی اصل میں بھی کوئی شخص کالے رنگ کا رہا ہوگا۔ جس کے مشابہ یہ بچہ ہو گیا)''۔ (حیاۃ الحیوان)

ایک عرب خاتون کا عجیب طرز گفتگو

ایک معمر عرب خاتون حج کے راستہ میں ایک درخت کے تنے کے پاس بیٹھی تھی۔ جو قافلے سے بچھڑ کر راستے سے بھٹک گئی تھی عبداللہ بن مبارکؒ اس کے پاس سے گزرے۔ آپ بھی حج بیت اللہ اور زیارت روضہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے حالت سفر میں تھے۔ بوڑھی کو کچھ پریشان اور مایوس پا کر انہوں نے اس سے بات کی اس خاتون نے ہر بات کا جواب قرآنی آیات کی شکل میں دیا۔ (تحفہ حفاظ)

وضو کی اہمیت و برکت

ہمارے دادا پیر حضرت فضل علی قریشیؒ کی زمین تھی.... اس میں خود ہل چلاتے تھے، خود پانی دیتے تھے، خود کاٹتے، خود بیج نکالتے، پھر وہ گندم گھر آتی تھی..... پھر رات کو عشاء کے بعد میاں بیوی اسے پیسا کرتے اور اس آٹے سے بنی ہوئی روٹی خانقاہ میں مریدوں کو کھلائی جاتی

تھی.... آپ اندازہ کیجئے حضرتؒ یہ سب کچھ خود کرتے تھے.... حضرتؒ کی عادت تھی کہ ہمیشہ باوضو رہتے تھے گھر والوں کی بھی یہی عادت تھی....

ایک دن حضرت نے کھانا پکوایا اور خانقاہ میں لے آئے.... اللہ اللہ سیکھنے والے سالکین آئے ہوئے تھے وہ کھانا حضرتؒ نے ان سامنے رکھا، جب وہ کھانے لگے آپ نے انہیں کہا فقیرو (حضرت قریشیؒ مریدوں کو فقیر کہتے تھے) تمہارے سامنے جو روٹی پڑی ہے اس کیلئے ہل چلایا گیا تو وضو کے ساتھ۔

پھر بیج ڈالا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کو پانی دیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کو کاٹا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر گندم بھوسے سے الگ کی گئی تو وضو کے ساتھ، پھر گندم کو پیسا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر آٹا گوندھا گیا وضو کے ساتھ، پھر روٹی پکائی گئی وضو کے ساتھ، پھر آپ کے سامنے کھانا لاکر رکھا گیا وضو کے ساتھ.... ”کاش کہ تم وضو کے ساتھ اسے کھالیتے“.... (جواہرات فقیر ۱ ص 177)

فضیلت ایسی کہ دشمن بھی گواہی دے

مشہور کالم نگار عطاء الحق قاسمی اپنے کالم ”روزن دیوار سے“ میں لکھتے ہیں.... ”چند برس پہلے ایک پارٹی میں میری ملاقات ایک امریکی لڑکی سے ہوئی اس کا نام غالباً باربرا مٹکاف تھا میں اس سے گفتگو کے لیے امریکہ کے زمانے کی اپنی بچی کچھی انگریزی ”جمع“ کرنے میں مشغول تھا کہ اس نے میرے قریب سے گزرتے ہوئے مجھے ”ہیلو“ کہا میں نے اپنا تعارف کرایا کہ میرا نام عطاء الحق قاسمی ہے وہ یہ سن کر میرے قریب آ گئی اور اس نے نہایت شستہ اردو میں کہا۔

”تب تو آپ یقیناً دیوبندی مسلک کے مسلمان ہیں آپ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی کے حوالے سے قاسمی کہلاتے ہوں گے“ ایک امریکن لڑکی کی زبان سے یہ مکالمے سن کر میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے تاہم میں نے اپنے حواس مجتمع کیے اور کہا ”ہمارے اپنے خاندان میں ایک مولانا محمد قاسم گزرے ہیں ہم ان کی نسبت سے قاسمی

کہلاتے ہیں....'' کچھ دیر بعد اس نے جامعہ اشرفیہ لاہور کا ذکر کیا پھر خیر المدارس ملتان کا حوالہ دیا اور آخر میں یہ بھی بتایا کہ وہ دیوبندی مسلک سے متعلق اداروں اور افراد پر امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کر رہی ہے اور چلتے چلتے اس نے اس امر پر افسوس کا اظہار بھی کیا کہ تمہارا تعلق علماء کے خاندان سے ہے اور تم نے ڈاڑھی نہیں رکھی بلکہ قلمیں بڑھائی ہوئی ہیں جین پہنی ہوئی ہے اور پھر اس قسم کا کوئی مصرعہ بھی پڑھا کہ تفو..... بر تو اے چرخ گردوں تف وغیرہ (نوائے وقت 14 دسمبر 1985)

زیارت کے بعد نابینا ہونے کی تمنا

حضرت بحر العلوم حافظ محمد عظیم المتخلص یہ واعظ (۱۲۰۵ھ تا ۱۲۷۵ھ) آپ حافظ جی صاحب گنج والے کے نام سے بھی مشہور تھے۔ جامع مسجد گنج کے امام خطیب و مدرس تھے۔ پشاور کا یہ محلہ ''حافظ محمد عظیم'' کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی محبت کا جو عالم تھا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

ایک بار آپ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے دیدار جمال سے شرف ہونے کے بعد یہ آنکھیں اب اور کسی کو دیکھنا نہیں چاہتیں۔

جب بیدار ہوئے تو نابینا ہو چکے تھے۔

آپ کی نہایت خوبصورت اور موٹی موٹی آنکھیں اب بے نور ہو چکی تھیں۔

سبحان اللہ! کیا عشق محمدی تھا۔ اسی عشق و محبت کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے نواز دیا تھا۔ بغیر بینائی کے تمام عمر درس و تدریس میں گذری۔

صحاح ستہ کی تمام اسانید زبانی یاد تھیں۔

۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۹۵۸-۵۹ میں وصال فرمایا۔ جنازے پر لوگوں کا اس کثرت سے ہجوم تھا کہ شہر کے لوگ متعجب تھے کہ اس قدر خلقت کہاں سے آ گئی ہے۔ (سیرۃ النبی بعد از وصال النبی)

سیدہ کے احترام پر قاتل کی رہائی

ابراہیم بن اسحٰق کوتوال بغداد کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ قاتل کو قید خانے سے رہا کردے؟ بیدار ہونے پر میں نے دریافت کیا کہ قید خانہ میں کیا کوئی ملزم قتل کا ہے معلوم ہوا ہے کہ ہے اور اس کو میرے سامنے پیش کیا گیا..... میں نے اس سے احوال بیان کرنے کو کہا..... اس نے کہا کہ میں اس گروہ سے ہوں جو ہر رات حرام کاری کیا کرتے ہیں.....

ایک بڑھیا ہم نے مقرر کر رکھی تھی جو حیلے بہانے اور دھوکے سے عورتوں کو ہمارے پاس لے آتی تھی ایک روز ایک نہایت خوبصورت حسینہ کو لائی..... جس نے نہایت عاجزی سے کہا کہ میری عصمت کو داغدار نہ بناؤ میں سیدانی ہوں..... میرے نانا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ماں حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا ہیں..... خدا کے واسطے مجھے پناہ دو..... اس بڑھیا نے مجھے دھوکا دیا ہے.....

میرے دل پر اس کی باتوں کا اثر ہوا مگر میرے ساتھی بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ تو ہم کو فریب دے کر اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے..... میں نے انہیں بہت سمجھایا..... مگر جب دیکھا کہ وہ اس حسینہ کی عزت وآبرو لوٹنے پر تلے بیٹھے ہیں تو میں نے ان کا مقابلہ کیا..... چھری میرے ہاتھ میں تھی اور میں زخمی ہوگیا.....

لیکن اس شیطان کو جو اس حسینہ کی عصمت دری پر ادھار کھائے بیٹھا تھا قتل کر ڈالا..... میں نے حسینہ کو اشارہ کیا..... وہ ہمیں لڑتا ہوا دیکھ کر چپ چاپ فرار ہوگئی..... غل غپاڑہ سن کر لوگ جمع ہوگئے..... خون آلود چھری میرے ہاتھ میں اور ایک لاش دیکھ کر سپاہی مجھے گرفتار کر کے لے گئے.....

کوتوال نے یہ واقعہ سن کر ملزم سے کہا کہ خداتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں میں نے تجھ کو رہا کیا..... اس کے بعد وہ ملزم جملہ افعال قبیحہ سے بھی تائب ہو گیا..... (دینی دسترخوان جلد اوّل)

پُراثر حیرت انگیز قرآنی عملیات

رَبَّنَا اسمِ اعظم ہے

اللہ تعالیٰ کے ۱۹۹ اسماء حسنیٰ مشہور ہیں۔ اور بڑے پیارے، عظیم اور بابرکت، ہر نام کا ایک امتیاز ہے اور خصوصی اثرات اور تاثیر ہیں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اسماء حسنیٰ میں اسم اعظم بھی ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ اس کے ساتھ دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ وہ کیا ہے؟ بڑی بحثیں ہوئی ہیں مستقل کتابیں لکھی گئیں، کسی نے کہا لفظ "اللہ" ہے، کوئی کہتا ہے کہ "ربنا" ہے۔ کسی کے خیال میں "یاحی یا قیوم" ہے "الصمد" "الاحد" کو بھی اسم اعظم کہا گیا ہے۔ فیصلہ کن بات یہ ہے کہ اس سلسے میں انبیاء علیہم السلام کا علم مستند ان کا ایک ایک لفظ سب سے بڑی سند، ان کا ہر انداز جاذب، ان کی ہر ادا محبوب، خاص طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں اولین وآخرین کا علم دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمادیا جو انداز اختیار کیا، امت کیلئے سب سے بڑا وثیقہ یادستاویز ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام امام الموحدین، خدا تعالیٰ کے یہاں ان کا وہ مقام کہ خلیل اللہ سے مشہور ہیں۔ خلیل وہ۔ جس کی محبت اور تعلق دل کی گہرائیوں میں اتر گیا ہو، خدا تعالیٰ کے یہاں ان کی اور ان کے خاندان کی ہر ادا نے وہ مقام حاصل کیا کہ دین کا جز بنادیا گیا۔ نماز کا درود لیجئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی درود

موجود ہے حج تو گویا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خانوادے کی حسین یادگاروں کا مجموعہ ہے۔ مقام ابراہیم پر نوافل پڑھنا اور قربانی انہیں کی یادگار ہے۔ پانی کی تلاش میں ہاجرہ علیہا السلام صفا اور مروہ پہاڑوں کے درمیان دوڑیں۔ تو سعی بین الصفا والمروہ اہم رکن ہے، لخت جگر کی قربانی دینے کے لئے باپ "ابراہیم" چلے تو ملعون ابلیس نے اپنا مشہور کام بہکانے کا شروع کیا، ابراہیم نے دھتکارتے ہوئے کنکریاں ماریں تو آپ کو بھی حج میں یہ کرنا ہے۔

اس سے آپ سمجھئے کہ ابراہیمؑ اور ان کے خاندان کی کیا عظمتیں ہیں، ابراہیمؑ عموماً اپنی دعا میں "ربنا" فرماتے ہیں۔ اور دوسرے انبیاء بھی رب کا تعارف رب کون ہے؟ جس نے شکم مادر میں آپ کی پرورش کی، اور کس نرالے انداز میں، آپ نے دنیا میں پہلا قدم رکھا، پرورش اور تربیت کے سارے مناسب اور ضروری انتظامات، ایک ایک عضو کو دیکھ لیجئے، تربیت کا نیا انداز لئے ہوئے ہے۔ دماغ کس قدر قیمتی ہے اسے کھوپڑی میں محفوظ کیا، مزید حفاظت کے لئے بال جمائے، آنکھیں نازک ترین عضو ہیں، ان کی حفاظت کے لئے غلاف، تاکہ گردوغبار بینائی کو متاثر نہ کرے پلکوں کا سائبان کہ گردوغبار پہنچنے نہ پائے، پھر بھی پہنچ جائے تو آنکھوں کی گردش جھاڑ دے کر اسے ایک کونے میں جمع کر دے، ناک میں گردوغبار داخل نہ ہو تو اندرون ناک بالوں کی جھاڑن موجود، پھر بھی پہنچ جائے تو آلائش نکال دیجئے۔ دانت کی حفاظت، دل کی حفاظت، گردوں کی حفاظت، یہ سب پرورش و تربیت کے انتظامات ہیں۔ پھر لہلہاتی ہوئی کھیتیاں و سبزیاں، ترکاریاں، پھل پھلواری بارشوں کا انتظام، پانی کے ذخیرے، ہواؤں کی سرسراہٹ، حرارت کے لئے سورج، ٹھنڈک کے لئے چاند، سورج پکاتا ہے۔ چاند مٹھاس پیدا کرتا ہے۔ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دماغ کی تفریح کے لئے چمن زار میں کھلے ہوئے پھول، بند شگوفے، نسیم سحری کے جھونکے یہ سب کچھ کون کر رہا ہے؟ پوری کائنات کا رب یا "ربنا" کہیے اور ربوبیت کو اپنی طرف متوجہ کیجئے یہ ربنا دل سے اٹھے گا تو ربوبیت آپ کی دستگیری کے لئے تیار ہوگی صرف زبان سے نکلے گا تو وہ بھی بے اثر نہیں۔ (انمول موتی جلد ۱)

رات کے وقت گھر میں سورہ واقعہ پڑھ لیجیے فاقہ نہیں آئے گا

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا آپ کو کیا شکایت ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اپنے گناہوں کی شکایت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں آپ کے لیے طبیب کو نہ بلالاؤں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا طبیب ہی نے (یعنی اللہ ہی نے) تو مجھے بیمار کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا میں آپ کے لیے بیت المال سے عطیہ نہ مقرر کردوں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ عطیہ آپ کے بعد آپ کی بیٹیوں کو مل جائے گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ کو میری بیٹیوں پر فاقہ کا ڈر ہے؟ میں نے اپنی بیٹیوں کو کہہ رکھا ہے کہ وہ ہر رات میں سورۂ واقعہ پڑھ لیا کریں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے گا اس پر کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ (لہٰذا عطیہ کی ضرورت نہیں)۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۲ صفحہ ۲۷۷)

ایک ہزار آیات پڑھنے کی فضیلت

مسند احمد میں ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک ہزار آیتیں پڑھیں وہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ لکھا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ۱ صفحہ ۵۹۷) اگر ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک چلہ میں سورۃ یٰسین کی روزانہ تلاوت کریں تو ان شاء اللہ یہ فضیلت ہمیں بھی حاصل ہو جائے گی۔ (مسند احمد)

حقوق العباد کا عجیب واقعہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ایک مرتبہ ریل میں سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پہنچے، لیکن دیکھا کہ جس درجے کا ٹکٹ لیا ہوا ہے، اس میں تل دھرنے کی جگہ نہیں، گاڑی روانہ ہونے والی تھی، اور اتنا وقت بھی نہ تھا کہ جا کر ٹکٹ تبدیل کروالیں، مجبوراً اوپر کے درجے کے ایک ڈبے میں سوار ہو گئے، خیال یہ تھا کہ ٹکٹ چیک کرنے والے آئیگا تو ٹکٹ تبدیل کرالینگے، لیکن اتفاق سے پورے راستے کوئی ٹکٹ چیک کرنے والا نہ آیا، یہاں تک کہ منزل آ گئی، منزل پر اتر کر وہ سیدھے ٹکٹ گھر پہنچے، وہاں جا کر معلومات کیں کہ دونوں درجوں کے کرائے میں کتنا فرق ہے؟ پھر اتنی ہی قیمت کا ایک ٹکٹ وہاں سے خرید لیا، اور وہیں پر پھاڑ کر پھینک دیا، ریلوے کے جس ہندو افسر نے ٹکٹ دیا تھا، جب اس نے دیکھا کہ انہوں نے ٹکٹ پھاڑ کر پھینک دیا ہے تو اسے سخت حیرانی ہوئی، بلکہ ہو سکتا ہے کہ والد صاحبؒ کی دماغی حالت پر بھی شبہ ہوا ہو، اس لئے اس نے باہر آ کر ان سے پوچھ گچھ شروع کر دی کہ آپ نے ٹکٹ کیوں پھاڑا؟ والد صاحبؒ نے اسے پورا واقعہ بتایا اور کہا کہ اوپر کے درجے میں سفر کرنے کی وجہ سے یہ پیسے میرے ذمے رہ گئے تھے، ٹکٹ خرید کر میں نے یہ پیسے ریلوے کو پہنچا دیئے، اب یہ ٹکٹ بیکار تھا، اس لئے پھاڑ دیا، وہ شخص کہنے لگا کہ ”مگر آپ تو اسٹیشن سے نکل آئے تھے، اب آپ سے کون زائد کرائے کا مطالبہ کر سکتا تھا“ والد صاحبؒ نے جواب دیا کہ ”جی ہاں، انسانوں میں تو اب کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں تھا، لیکن جس حق دار کے حق کا مطالبہ کرنے والا کوئی نہ ہو، اسکا مطالبہ اللہ تعالیٰ ضرور کرتے ہیں، مجھے ایک دن ان کو منہ دکھانا ہے، اس لئے یہ کام ضروری تھا“۔

یہ واقعہ قیام پاکستان سے پہلے اس دور کے ہیں جب برصغیر پر انگریزوں کی حکومت تھی، اور مسلمانوں کے دل میں اس حکومت کے خلاف جو نفرت تھی وہ محتاج بیان نہیں، چنانچہ ملک کو انگریزی حکومت سے آزاد کرانے کی تحریکیں شروع ہو چکی تھیں، خود حضرت

مولانا تھانویؒ برملا اس خواہش کا اظہار فرما چکے تھے کہ مسلمانوں کی کوئی الگ حکومت ہونی چاہئے جس میں وہ غیر مسلموں کے تسلط سے آزاد ہو کر شریعت کے مطابق اپنا کاروبار زندگی چلا سکیں، لیکن انگریز کی حکومت سے متنفر ہونے کے باوجود اس کے قائم کئے ہوئے محکمے سے تھوڑا سا فائدہ بھی معاوضہ ادا کئے بغیر حاصل کرنا انہیں منظور نہ تھا۔ (اصلاحی خطبات)

صحت کا عجیب نسخہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث فقیہ اور مجاہد تھے... ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے کہا... میرے گھٹنے میں سات سال سے ایک پھوڑا نکلا ہوا ہے ... خون رستا رہتا ہے... ہر طرح کا علاج کر چکا ہوں... بہت سے طبیبوں سے بھی رجوع کیا... لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا... جاؤ! کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں پانی کی قلت ہو اور لوگ پانی کے ضرورت مند ہوں... وہاں جا کر ایک کنواں کھدواؤ... مجھے اُمید ہے... کہ وہاں پانی کا چشمہ جاری ہوگا تو تمہارا خون رُک جائے گا... اس شخص نے ان کے کہنے پر عمل کیا تو تندرست ہو گیا...

یہ واقعہ علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے... اسے نقل کرنے کے بعد علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں... اسی جیسا ایک واقعہ ہمارے شیخ ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے... ان کے چہرے پر پھنسیاں نکل آئی تھیں... بہت سے علاج کیے... مگر پھنسیاں ختم نہیں ہوئیں... تقریباً سال بھر اس تکلیف میں مبتلا رہنے کے بعد وہ جمعہ کے دن امام ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچے اور ان سے دُعا کی درخواست کی... امام صابونی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے دعا کی ... حاضرین نے آمین کہی... اگلے جمعہ ایک عورت نے امام صابونی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک پرچہ بھجوایا... اس میں لکھا تھا کہ پچھلے جمعہ کو شیخ ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی دعائے صحت کے بعد میں گھر گئی وہاں جا کر بھی میں نے ان کی صحت کے لیے دعا کی...

اسی رات مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے مجھ سے فرمایا: ابوعبداللہ سے کہو کہ وہ مسلمانوں کے لیے وسعت کے ساتھ پانی پہنچانے کا انتظام کریں۔ شیخ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر پانی کی سبیل بنادی جس سے لوگ خوب پانی پیتے تھے۔ اس واقعہ کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ شیخ کے چہرے پر شفاء کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ پھنسیاں ختم ہوگئیں اور چہرہ پہلے کی طرح صاف اور خوبصورت ہوگیا۔ اس کے بعد وہ کئی سال زندہ رہے (حوالہ جوہر پارے)

حق تعالیٰ کی وسعت رحمت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے راہ دکھائی اور جس کی میں نے رہنمائی کی۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو تا کہ میں تم کو سیدھی راہ دکھاؤں۔ تم سب کے سب فقیر اور محتاج ہو مگر وہ شخص جس کو میں غنی اور بے پروا کردوں۔ پس تم مجھ سے سوال کرو میں تم کو رزق عطا کروں گا۔ تم سب کے سب گنہگار ہو مگر وہ شخص جس کو میں نے بچالیا پس جو تم میں سے یہ جانتا ہے کہ میں مغفرت اور بخشش کی قدرت رکھتا ہوں اور وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو میں اس کو معاف کردیتا ہوں اور گناہ معاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتا۔

اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان اور جنات متقی اور پرہیزگار بن جائیں تو یہ متقی میری سلطنت اور حکومت میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی زیادتی نہیں کرسکتے۔

یعنی خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب انسان ور جنات گنہگار اور فاسق ہوجائیں تو میری حکومت اور سلطنت میں سے یہ اجتماع ایک مچھر کے پر کی برابر بھی کمی نہیں کرسکتا یعنی یہ سب فاسق اور گنہگار خدا کی حکومت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے' تمہارے مردے اور زندہ تمہارے کمزور اور توانا سب

انسان اور جنات ایک مقام پر جمع ہو کر ہر ایک اپنی اپنی آرزوئیں اور امیدیں مجھ سے مانگے اور میں ہر ایک سائل کی خواہش پوری کر دوں تو میری سلطنت اور میرے خزانوں میں اتنی کمی نہ ہو گی جیسے تم میں سے کوئی شخص سمندر پر سے گزرتے ہوئے ایک سوئی سمندر میں ڈبو کر اٹھا لے اور اس پر کچھ نمی یا تری آ جائے۔

یہ اس لئے کہ میں جود و سخا کا مالک ہوں۔ سخاوت کرنے والا ہوں۔ اپنی خدائی میں تنہا اور اکیلا ہوں۔ میری عطا اور میرا دینا صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے میری پکڑ اور میرا عذاب بھی صرف میرا ایک حکم کر دینا ہے۔

جب میں کسی شئی کے موجود کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو میرا صرف ابی قدر کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا تو وہ شے موجود ہو جاتی ہے۔ (احمد ترمذی ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے دعا نہیں کرتا مجھے اس پر غصہ آتا ہے۔

قیامت میں دو شخص جب باقی رہ جائیں گے؟

حضرت عبادہ بن صامت اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تمام مخلوق کا فیصلہ کرے گا تو دو شخص باقی رہ جائیں گے۔

ارشاد حق ہو گا کہ ان دونوں کو آگ میں لے جاو ان میں سے ایک شخص پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو لوٹانے کا حکم دیں گے۔ چنانچہ ملائکہ اس کو لوٹا کر لائیں گے ارشاد ہو گا کہ تو کیوں دیکھتا تھا؟

یہ عرض کرے گا الٰہی! مجھے تو یہ امید تھی کہ تو جنت میں داخل کرے گا۔ ارشاد ہو گا اس کو جنت میں داخل کرو جب جنت میں داخل ہونے کا حکم کر دیا جائے گا تو کہے گا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر ملک دیا ہے کہ اگر میں تمام اہل جنت کی دعوت کر دوں اور ان کو کھانا کھلاؤں تب بھی میری دولت میں کمی نہ آئے گی۔ (احمد)

تمام پریشانیوں اور مشکلات کیلئے مجرب قرآنی عمل

قرآن کریم کی وہ آیات جن کے شروع میں لفظ "اللہ" ہے، ان کا ہر حاجت و مشکل میں پڑھنا نہایت اکسیر ہے۔ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے جانشین حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ عمل مجھ کو ایک سو بیس برس کی عمر کے بوڑھے عامل سے پہنچا ہے، میں نے خود بھی اس کا تجربہ کیا ہے، اس عمل سے بڑی راہیں کھلتی ہیں" ذیل میں ایسی تمام قرآنی آیات جمع کی گئی ہیں۔

اللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ سورۂ بقرہ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ
سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ سورۂ بقرہ اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
أَوْلِيٰٓؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمٰتِ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ سورۂ بقرہ اللّٰهُ لَا
إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيلَ
مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ آل عمران اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
لَا رَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا سورۂ نساء اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهُ سَيُصِيبُ
الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ سورۂ انعام اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا
تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ سورۂ انفال آللّٰهُ أَذِنَ لَكُمْ
أَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُونَ سورۂ یونس اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ سورۂ ہود
اللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ سورۂ رعد
اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهٰدَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ اللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوا بِالْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ سورۂ رعد اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ
بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهٰرَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ سورۂ ابراہیم

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى سورہ طٰہٰ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ سورہ حج
اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ سورہ حج اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ سورہ نور اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ سورہ نمل
آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ سورہ نمل اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ سورہ عنکبوت اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ سورہ عنکبوت اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ سورہ روم اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ
مِّنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ سورہ روم اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ
يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ سورہ روم
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ
وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ
مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ سورہ سجدہ اَللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ سورہ صافات اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ
الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى
ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ سورہ زمر اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ
حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ سورہ زمر اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ سورہ زمر
اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يَشْكُرُوْنَ سورہ مومن اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ سورہ مومن اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا
مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ سورہ مومن اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ سورہ شوریٰ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ
لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ سورہ شوریٰ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ
الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ سورہ شوریٰ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ
الْعَزِيْزُ سورہ شوریٰ اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ سورہ جاثیہ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ سورہ تغابن اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ
مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا سورہ طلاق اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ سورہ اخلاص

ہر قسم کے جادو کی کاٹ اور مصائب سے نجات کیلئے

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر مشتمل ۳۷ آیات مبارکہ کا خاص قرآنی عمل

دورانِ تلاوت جہاں بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ آئے وہاں یہ تصور کیا جائے کہ اگر میرے اوپر جادو وغیرہ ہوا ہے تو میں اسے تلوار سے کاٹ رہا ہوں

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

① وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ② اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ
سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ③ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ④ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى
عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑤ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑥ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ
اللّٰهِ حَدِيْثًا ⑦ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ
⑧ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ⑨ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑩ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا
لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ⑪ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ⑫ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ
اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑬ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ⑭ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ
اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ
هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ⑮ اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ

إِلَّا أَنَا فَاتَّقُوْنِ ⑯ وَإِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفٰى اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

⑰ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى إِنَّنِيْ أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ⑱ إِنَّمَا

إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ⑲ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْ

إِلَيْهِ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ ⑳ وَذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى

فِي الظُّلُمٰتِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ㉑ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلٰهَ

إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ㉒ أَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ

وَمَا تُعْلِنُوْنَ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ㉓ وَهُوَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُوْلٰى وَالْآخِرَةِ

وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ㉔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا

وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ㉕ يٰأَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ

اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ㉖ إِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا إِلٰهَ

إِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ㉗ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ㉘ حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ

مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ

الْمَصِيْرُ ㉙ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ㉚ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ㉛ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

آبَآئِكُمُ الْأَوَّلِيْنَ ㉜ فَأَنّٰى لَهُمْ إِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ فَاعْلَمْ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ㉝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ

الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ㉞ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ㉟ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ㊱ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ㊲ رَبُّ الْمَشْرِقِ

وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

حوالہ جات ① بقرہ 163 ② بقرہ 255 ③ آل عمران 2 ④ آل عمران 5,6 ⑤ آل عمران 18 ⑥ نساء 87 ⑦ انعام 102 ⑧ انعام 107 ⑨ اعراف 158
⑩ توبہ 31 ⑪ توبہ 129 ⑫ یونس 90 ⑬ ہود 14 ⑭ رعد 30 ⑮ نحل 1-2 ⑯ طٰہٰ 7-8 ⑰ طٰہٰ 13-14 ⑱ طٰہٰ 98 ⑲ انبیاء 25 ⑳ انبیاء 87
㉑ مومنون 116 ㉒ نمل 25,26 ㉓ قصص 70 ㉔ قصص 88 ㉕ فاطر 3 ㉖ صافات 35 ㉗ زمر 6 ㉘ مومن 1-2 ㉙ مومن 62
㉚ مومن 65 ㉛ دخان 8 ㉜ محمد 18-19 ㉝ حشر 22 ㉞ حشر 23 ㉟ حشر 24 ㊱ تغابن 13 ㊲ مزمل 9

نوٹ۔ آیت نمبر 22 کے آخر میں سجدہ تلاوت ہے جو کہ واجب ہے اس لئے دوران تلاوت یا بعد میں سجدہ تلاوت ضرور کرلیں

یہ قرآنی عمل مولانا عبدالعزیز پرہاڑوی رحمۃ اللہ (جو کہ بڑے صاحب علم بزرگ اور عجیب وغریب کمالات کے مالک تھے) کی کتاب "السر المکتوم" سے ماخوذ ہے

حاجت برآری کا مجرب نسخہ... عمل آیاتِ سجدہ

طحطاوی مصری علی المراقی میں ہے کہ جس شخص کو کوئی سخت حاجت ہو تو وہ وضو کرے قبلہ رخ مصلے پر بیٹھے اور قرآن پاک کی چودہ آیات سجدہ (جسے ہم سہولت کے لئے ذیل میں یکجا لکھ دیتے ہیں) اس طرح پڑھے کہ ایک آیت سجدہ پڑھے اور فوراً اس کا سجدہ کرے اس کے بعد دوسری آیت پڑھے پھر اس کا سجدہ کرے اسی طرح ایک ایک آیت سجدہ کو پڑھتا جائے اور الگ الگ ہر ایک کا سجدہ کرتا جائے چودہ سجدوں کے بعد (حمد و درود اور استغفار کے بعد) حق تعالیٰ سے اپنی جائز حاجت مانگے ان شاء اللہ دعا ضرور قبول ہوگی یہ عمل اکثر مشائخ و علماء کا مجرب ہے۔

۱ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ (سورہ اعراف)

۲ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ (سورہ رعد)

۳ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ
دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ
لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ (سورہ نحل)

۴ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝
وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل)

۵ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ (سورہ مریم)

۶ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ
وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ
وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ (سورہ حج)

۷ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝ (سورہ فرقان)

۸ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ
فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ
مَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (سورہ نمل)

۹ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (سورہ الم سجدہ

⑩ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ
وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ (سورہ ص) ⑪ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝
فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۩ (سورہ حم سجدہ)
⑫ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا (سورہ نجم)
⑬ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۩ (سورہ انشقاق)
⑭ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ السجدة (سورہ علق)

سجدہ کا طریقہ کھڑے یا بیٹھے ہوں — تکبیر یا ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتے ہوئے — سجدے میں جائیں اور تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہیں — سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا — سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں

مناسب رشتہ کیلئے مجرب عمل

جس کسی کو رشتے کی طلب ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا کثرت سے پڑھے

رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝

سورۃ القصص۔ آیت 24۔ اعمال قرآنی۔ حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ

اولاد کیلئے ایک مجرب عمل

جس کسی کی اولاد نہ ہو وہ دونوں میاں بیوی مل کر ایک پلیٹ میں کھائیں اور اس میں یہ دو آیتیں پڑھ کر پھونک دیں

مرد... یہ آیت پڑھ کر پھونکے: وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝

عورت یہ آیت پڑھ کر پھونکے: وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝

(سورۃ الذاریات آیت 47-48 پارہ 27)

ماہواری کی فراغت کے دوسرے جمعرات کو دونوں باوضو ہو کر سورۃ الفجر (آخری پارہ میں) پوری پڑھیں اور ملیں اس کے علاوہ چلتے پھرتے یہ اللہ کے ناموں یَا خَالِقُ یَا بَارِئُ یَا مُصَوِّرُ یَا وَهَّابُ کو پڑھتے رہیں۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا پڑھیں رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

(سورۃ آل عمران۔ آیت 38۔ پارہ 3۔ اعمال قرآنی۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

برے ساتھی سے بچنے کیلئے دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ
مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ
يُّؤْذِيْنِيْ

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں یا چاہتی ہوں ایسے ہمسفر سے جو مجھے تکلیف دے (از مناجات مقبول ص ۱۲)

ہر مشکل اور پریشانی سے نجات کیلئے نقش

نوٹ

اس نقش کا تعلق پڑھنے سے نہیں آویزاں کرنے کیلئے ہے۔

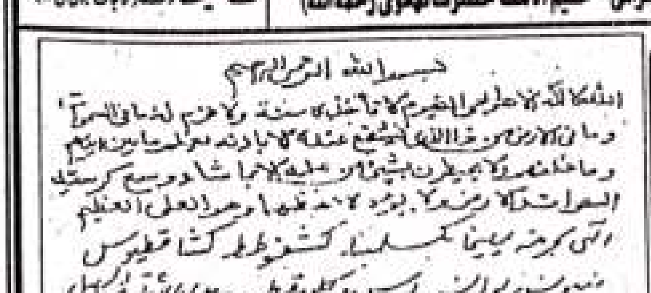

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموٰت
وما فی الارض من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم
وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ
السموٰت والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم

عکس تحریر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ

۹۲ آیئے! اصلاح معاشرہ کیلئے قدم بڑھایئے

قارئین محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج بخیر! امید ہے کہ آپ نے عمل کی مبارک نیت سے اس کتاب کا مکمل مطالعہ کرلیا ہوگا۔ اللہ کے فضل وکرم سے ادارہ کی روز اول سے کوشش رہی ہے کہ اپنے تمام کرم فرما قارئین تک اسلاف واکابر کی مستند کتب مناسب نرخ پر پہنچائی جائیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی آراء ہمارے لیے بہت اہم ہیں۔ ہمیں آپ کی طرف سے موصول تنقید برائے اصلاح پر خوشی ہوگی اور اس کیلئے ادارہ آپ کی قیمتی رائے، مشورہ اور مفید بات کو فی الفور قابل عمل سمجھے گا۔ یقیناً کتب دینیہ کو بہتر انداز میں اشاعت کیلئے آپ ہمارے معاون ثابت ہوں گے۔ امید ہے کہ جس جذبہ کے تحت یہ گذارش کی جارہی ہے آپ تمام قارئین وقاریات اس پر عملی قدم اٹھاتے ہوئے ہمیں ذیل میں دیئے گئے سوالوں کے جوابات سے ضرور مطلع فرمائیں گے۔

☆ آپ کو اس کتاب کا تعارف کیسے ہوا؟..........................

☆ کیا آپ نے مطالعہ کے دوران کوئی حل طلب بات دیکھی تو آپ نے ' سے سمجھنے کیلئے اپنے کسی قریبی مفتی صاحبان یا علماء کرام سے رجوع کیا؟..........................

☆ اگر آپ یہ مفید کتاب اپنے دوست احباب، مسجد' لائبریری، سکول وکالج کیلئے بہترین تحفہ سمجھتے ہیں تو ان تک پہنچانے کیلئے آپ نے کیا کوشش کی؟

☆ کیا آپ اس کتاب کو دیگر رشتہ داروں تک پہنچا کر فریضہ تبلیغ ادا کرسکتے ہیں؟ جبکہ یہ کتاب آپ کی طرف سے بہترین ہدیہ ہوگا جسے آپ کی پُر خلوص محبت کی علامت سمجھا جائے گا اس سلسلہ میں آپ کیا کرسکتے ہیں؟..........................

☆ اس کتاب کو پڑھ کر آپ نے کیا علمی واصلاحی فائدہ محسوس کیا؟..........................

☆ کیا آپ اس کتاب کے مصنف / مرتب / ناشر اور تمام مؤمنین ومؤمنات کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں؟..........................

دوران مطالعہ اگر کوئی غلطی آپ کی نظر سے گزری ہو تو ذیل کے چارٹ میں تحریر کر کے ادارہ کے ایڈریس پر روانہ فرما دیں آپ کی یہ کاوش صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔

صفحہ نمبر	سطر نمبر	وضاحت

آپ کا ذاتی ایڈریس..

مطالعہ کی جانیوالی کتاب کا نام..

آپ کا رابطہ نمبر فون/موبائل..

اصلاح معاشرہ کیلئے علم وعمل کی روشنی پھیلانے میں ہمارے معاون بننے ہمت کیجئے... اپنی نیک دعاؤں اور مفید مشوروں کے ذریعے ادارہ سے تعاون کیجئے

صرف فون کیجئے اور گھر بیٹھے تمام دینی کتب بذریعہ ڈاک حاصل کیجئے

خط و کتابت کے لئے
ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061 4540513
4519240
0322-6180738
Email:taleefat@mul.wol.net.pk Ishaq90@hotmail.com
info@mahasineislam.com www.mahasineislam.com

ہماری جدید مطبوعات

جن کا ایمان آج تک عالم اسلام کو منور کر رہا ہے
سید الطائفہ
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
تعلیمات وارشادات
واقعات وکرامات
خلفاء کرام کی فہرست
چند خلفاء کے حالات
ادارہ تالیفات اشرفیہ

ہمارے دور کے چند
علمائے حق
حضرت مولانا احمد علی لاہوری
حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری
حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
ادارہ تالیفات اشرفیہ

ایمان واعمال بچانے کا واحد ذریعہ
اسلاف پر اعتماد
ادارہ تالیفات اشرفیہ

اسلاف
ادارہ تالیفات اشرفیہ

www.taleefat.com
facebook.com/taleefat

ماہنامہ
محاسن اسلام ملتان

زیر سرپرستی شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

لاکھوں میں پڑھا اور زندگیوں میں انقلاب لانے والا
20 سال سے مسلسل شائع ہونے والا اصلاحی میگزین

8556